ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

کہ کلام معجز نظام حضرت خواجہ حیدر علی آتش

الموسوم بہ

کلیات آتش

نہایت صحت سے

بہ اہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

دفعہ ۱۰

بعون خالق کون و مکان و بتوفیق آفرینندۂ زمین و آسمان



کلیات آتش



مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع نیک مقبول چھاپا ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا

اسیر اے دوست تیرے عاشق و معشوق دونوں ہیں
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا

تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
زمانے میں چلن ہے چار دن کی آشنائی کا

فراق یار میں مر مر کے آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا

ہوئی منظور محتاجی نہ مجھکو اپنے سائل کی
بنایا کاسۂ سر واژگون کاسہ گدائی کا

نظر آتی ہیں ہر سو صورتیں ہی صورتیں مجھکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا

نکل اے جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر ہے انجام بلبل کو رہائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پر
یقین مجھکو نہیں ہے گور تک اپنی رسائی کا

بھروسا آہ پر ہرگز نہیں اے یار عاشق کو
شکار اب تک کہیں دیکھا نہیں تیر ہوائی کا

دکھایا حسن سے اعجاز موسی کلک قدرت نے
ید بیضا بنایا پور انگشت حنائی کا

نہیں مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہیں
رہے گا پائے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا

شکست خاطر احباب ہوتی ہے درست اس سے
توجہ میں تری اے یار اثر ہے مومیائی کا

دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہو
تماشا دیکھتا ہے حسن اس مین خود نمائی کا

کف افسوس ملواتی ہے تیری پاک دامانی
نہا کر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا

نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہو آتش نے
بجا ہے اے صنم جو تجھکو دعویٰ ہے خدائی کا

حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اسکا
ہشیار وہی ہو کہ جو دیوانہ ہے اس کا

گل آتے ہین ہستی مین عدم سے ہمہ تن گوش
بلبل کا یہ نالہ نہین افسانہ ہو اس کا

گریان ہو اگر شمع تو سر دھنتا ہے شعلہ
معلوم ہوا سوختہ پروانہ ہے اس کا

وہ شوخ نہان گنج کے مانند ہو اسمین
معمورۂ عالم جو ہے ویرانہ ہے اس کا

جو چشم کہ حیران ہوئی آئینہ ہو اسکی
جو سینہ کہ صد چاک ہوا شانہ ہو اس کا

دل قصر شہنشہ ہو وہ شوخ اسمین شہنشاہ
عرصہ یہ دو عالم کا جلوخانہ ہو اس کا

وہ یاد ہے اسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہو اس کا

یوسف نہین جو ہاتھ لگے چند درم سے
قیمت جو دو عالم کی ہو بیعانہ ہو اس کا

اللہ رے صفائے دو بنا گوش کا عالم
مشتاق ہر اک گوہر یکدانہ ہے اس کا

آوارگی نکہت گل ہے یہ اشارا
جامہ سے جو باہر ہے وہ دیوانہ ہو اس کا

یہ حال ہوا اس کے فقیرون سے ہویدا
آلودۂ دنیا جو ہے بیگانہ ہے اس کا

شکرانۂ ساقی ازل کرتا ہو آتش
لبریز مے شوق سے پیمانہ ہو اس کا

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا
برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا

برنگ شمع جس نے دل جلایا تیری رہ مین
تو اس نے منزل مقصود کو زیر قدم پایا

بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا

نشانہ تیر تہمت کا ہے میرا اختر طالع
اٹھاؤن داغ مین تو آسمان سمجھے درم پایا

ہزارون حسرتین جاوین گی میرے ساتھ دنیا سے
شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا

سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہے اس خرابے مین
غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا

نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھیں
صفائے قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا

جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے
کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم پایا

فراق انجام کار آغاز وصلت کا بلا تک ہے
بہت رویا مین روح و تن کو جب مشتاق ہم پایا

ہر اک جوہر مین اسکا نقش پائے رہگان سمجھا
دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا

ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے
تری چشم سیہ کو ہم نے آہوئے حرم پایا

ہوا ہرگز نہ خط شوق کا سامان دست آتش
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

کیا داد خواہ ہو کوئی اس کے قتیل کا
عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا

طے کس طرح سے ہووے رہ عشق دیکھیے
سنگ نشان کا دخل یہان ہے نہ میل کا

راہ عدم کو جاتے ہین خاموش قافلے
بہرہ جرس ہے سرمہ غبار اس سبیل کا

آوارہ ہون مین گور کی منزل کے شوق مین
رہزن سلوک مجھسے کریگا دلیل کا

لے جائے خط شوق کبوتر غریب کیا
وان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا

محتاج خضر راہ نہین تیری راہ مین
کرتا ہے کام شوق ہمارا دلیل کا

شب کو چراغ کی نہین رہرو کو احتیاج
ہر ذرہ آفتاب ہے تیری سبیل کا

یوسف کی جستجو مین روانہ ہین قافلے
نالان جرس ہین شور ہے کوس رحیل کا

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین
رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا

باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا

موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا

طوفان مین ناخدائی کشتی نوح کی
حقا جو اب ہی نہین تجھسے کفیل کا

بندہ ہے کس کا پوچھین گے جب منکر و نکیر
عاشق ہون مین کہون گا کہ بندہ جمیل کا

سائل ہون مجھکو قید کم و بیش کی نہین
مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا

کوتاہ یان کمند ہے قاصر ہے نردبان
بام مراد عرش ہے رب جلیل کا

آوازہ تیرے عدل کا ہے سبکے گوش زد
پشّہ سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے
دل توڑنا نہین تو عزیز و ذلیل کا

وہی ہے جو تو نے تشنۂ عزت کو آبرو
کوثر کا پانی ایسا ہے نے سلسبیل کا

سرمہ کیا جو برق تجلی نے طور کو
منظور مجھکو جلوہ تھا چشم کحیل کا

آتش یہی دعا ہے خدائے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

آئینہ سینۂ صاحب نظران ہے کہ جو تھا
چہرۂ شاہد مقصود عیان ہے کہ جو تھا

عشق گل مین وہی بلبل کا فغان ہے کہ جو تھا
پرتو مہ سے وہی حال کتان ہے کہ جو تھا

عالم حسن خداداد بتان ہے کہ جو تھا
ناز و انداز بلائے دل و جان ہے کہ جو تھا

راہ مین تیری شب و روز بسر کرتا ہون
وہی میل اور وہی سنگ نشان ہے کہ جو تھا

روز کرتے ہین شب ہجر کو بیداری مین
اپنی آنکھون مین سبک خواب گران ہے کہ جو تھا

ایک عالم مین ہوا ہرچند مسیحا مشہور
نام بیمار سے تمکو خفقان ہے کہ جو تھا

دولت عشق کا گنجینہ وہی سینہ ہے
داغ دل زخم جگر مہر و نشان ہے کہ جو تھا

ناز و انداز و ادا سے تمھین شرم آئیگی
عارضی حسن کا عالم وہ کہان ہے کہ جو تھا

جان کی تسکین کے لئے حالت دل کہتے ہین
بے یقینی کا تری ہمکو گمان ہے کہ جو تھا

اثر منزل مقصود نہین دنیا مین
راہ مین قافلۂ ریگ روان ہے کہ جو تھا

دہن اس روئے کتابی مین ہے ناپیدا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا

کعبۂ مدنظر قبلہ نما ہے تا حال
کوئے جانان کی طرف دل نگران ہے کہ جو تھا

کوہ و صحرا و گلستان مین پھرا کرتا ہے
متلاشی وہ ترا آب روان ہے کہ جو تھا

سوزش دل سے تسلسل ہے وہی آہون کا
عود کے جلنے سے مجمر مین دھوان ہے کہ جو تھا

رات کٹ جاتی ہے باتین وہی سنتے سنتے
شمع محفل صنم چرب زبان ہے کہ جو تھا

پائے خم مستون کے ہو حق کا جو عالم ہے سو ہے
سر منبر وہی واعظ کا بیان ہے کہ جو تھا

کون سے دن نئی قبرین نہین اسمین بنتین
یہ خرابہ وہی عبرت کا مکان ہے کہ جو تھا

سینچیر شوق سے میرے نہین وہ نور نگاہ
قاصد اشک شب و روز روان ہے کہ جو تھا

لیلۃ القدر کنایہ نہ شب وصل سے ہو | اس کا افسانہ بیان رمضان ہے کہ جو تھا

دین و دنیا کا طلبگار ہنوز آتش ہے
یہ گدا سائل نقد دو جہان ہے کہ جو تھا

اے جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا | جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا
منھ چھپا اب تو نہ مشتاقون سے اے خورشید رو | ہیج گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا
مرگئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین | عشق غارتگر نے میرے دل کو گورستان کیا
نالۂ جانکاہ نے پتھر کو پانی کر دیا | مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا
جلد نہلا مجھکو میرے خون سے اے شمشیر یار | دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا
شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھ بغیر | آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا
اے فلک مرہون احسان تو نہ تیرا مین ہوا | شکر ہے مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا
آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو | نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا

آتش دلختہ تیرا پایا الٰہی کچھ نہ تھا
قطرۂ ناچیز کو دریائے بے پایان کیا

چاندنی مین جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا | رات بھر اختر شماری نے مجھے حیران کیا
قامت موزون تصور مین قیامت ہو گیا | چشم کی گردش نے کار فتنۂ دوران کیا
پھر گئی آنکھون مین وہ مژگان برگشتہ تو پھر | ذکر آرہ تھا جو آہ و نالہ و افغان کیا
شام سے ڈھونڈھا کیا زنجیر پھانسی کے لئے | صبح تک مین نے خیال گیسوئے پیچان کیا
سلک دندان سے دل بیتاب پر بجلی گری | تلخ حسرت نے لب شیرین کی کامجان کیا
یاد ابرو و ذقن مین اڑ گئی آنکھون سے نیند | گہ کنوان جھانکا کبھی تلوار کو عریان کیا
چہرہ کو آتشکدہ سمجھا دل دیوانہ نے | گوش دینی پر گمان اخگر سوزان کیا
دھیان مین ساقی کی شمعون کے جلا پروانہ وار | زانوؤن کے آئینون نے رات بھر حیران کیا
کر دیا مدہوش گردن کی صراحی نے مجھے | ناف نے جام شراب تند سے طوفان کیا

دست و بازو کے تصور مین ہوا آتش مین گل

پائے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

غبار راہ ہو کر چشم مردم مین محل پایا
نہال خاکساری کو لگا کر ہم نے پھل پایا

برنگ شمع ہم دل سوختون نے بزم عالم مین
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا

کشاکش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہے
دل بیتاب کو پہلو مین اک گرگ بغل پایا

نظر آتے ہین خال عنبرین گرد لب لعلین
سیاہ زنگ نے شہر بدخشان مین عمل پایا

گھڑی بھر رو کے کوئے یار مین یون رنگ دل نکھرا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھرے گھاٹ آکے کلپایا

غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری مین
تری امداد سے آرام ہم نے اے اجل پایا

شکستہ دل نہ ہو انسان عوض ہر شے کا ملتا ہے
سوا فرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا

نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبون کے
دل عاشق کے توڑے سے بھلا کیا تو نے پھل پایا

رعونت کون سی شے پر ہے ان عزلت گزینون کو
حصیر کہنہ دیکھا دست خشک و پائے شل پایا

غضب ہے منزل ہستی مین آسائش طلب ہونا
ہجوم خواب سے رہرو نے ہر آخر خلل پایا

حرارت ہوتی ہے سردار سے افزون سپاہی مین
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

ہمیشہ جوشش گریہ سے رہا پانی مین اے آتش
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

مری آنکھون کے آگے آنکھ کا کیا جوش مین دریا
ہمیشہ صورت ساحل ہے یان آغوش مین دریا

وہ حد کم ظرف ہین جو ایک ساغر مین بھکتے ہین
سمٹین قطرہ بھی یان ہنگام نوشانوش مین دریا

نکالا چاہے اے غواص تو جلد اب نکال اس کو
خدا جانے کہ کیا پھونکے صدف کے گوش مین دریا

خموشی اور گویائی مری اک سے بہتر ہے
سکونت مین یہ قطرہ ہے گہر تو جوش مین دریا

سرک جائے جو روئے چشم تر سے گوشہ دامن کا
نہ دیکھا ہو کسی نے ایسا اپنے ہوش مین دریا

کیا جو ضبط گریہ تو کیا دریا کو کوزے مین
کبھی دل کھول کر رویا تو آیا جوش مین دریا

اگر موتی نہ بنتے قطرہ ہائے ابر نیسان سے
تو حلقہ ڈالتا آتش صدف کے گوش مین دریا

دل چھٹ کے جان سے کسی منزل مین آگیا
کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہ گیا

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا

ناقص ہی دوستداری مین کامل نہین ہی تو
دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہ گیا

قاتل سنبھل کے تیغ لگا جائے شرم ہے
تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہ گیا

آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہی
دل مرغ روح کا قفس گل مین رہ گیا

سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا
اے خضر پیچھے مرگ کی منزل مین رہ گیا

مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے
لیلےٰ کا پردہ پردۂ محمل مین رہ گیا

پار اُترا جو کہ غرق ہوا بحر عشق مین
وہ داغ ہے جو دامن ساحل مین رہ گیا

کافر ہے منکر اسکی کریمی کی شان کا
خالی پیالہ کب کف سائل مین رہ گیا

آتش کو دست و تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم
بیچارہ مر کے حسرت قاتل مین رہ گیا

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

کیا کیا اُلجھتا ہے تری زلفون کے تار سے
بخیہ طلب ہی سینۂ صد چاک شانہ کیا

زیر زمین سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا

اُڑتا ہے شوق راحت منزل سے اسپ عمر
مہمیز کہتے ہین گے کسے تازیانہ کیا

زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشت خاک
بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا

چارون طرف سے صورت جانان ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

صیاد اسیر دام رگ گل ہی عندلیب
دکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام و دانہ کیا

طبل و علم نہ پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہمسے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

آتی ہی کس طرح سے مری قبض روح کو
دیکھون تو موت ڈھونڈھ رہی ہی بہانہ کیا

ہوتا ہے زرد سُن کے جو نامرد مدعی
رستم کی داستان ہے ہمارا فسانہ کیا

بے یار ساز دار نہ ہوئے گا گوش کو
مطرب ہمین سُناتا ہے اپنا ترانہ کیا

صیاد گلعذار دکھاتا ہے سیر باغ
بلبل قفس مین یاد کرے آشیانہ کیا

ترچھی نگہ سے طائر دل ہو چکا شکار
جب تیر کج پڑے گا اڑیگا نشانہ کیا

بیتاب ہے کمال ہمارا دل حزین
مہمان سرائے جسم کا ہوگا روانہ کیا

یون مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا
بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے
صیاد ہاتھ ملکے چمن سے نکل گیا

بیک نگاہ چشمۂ حیوان دہن مین ہے
بچکر اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا

دیکھا جو مجھ غریب کو بولے عدم کے لوگ
مدت سے تھا یہ اپنے وطن سے نکل گیا

عالم جو تھا مطیع ہمارے کلام کا
کیا اسم اعظم اپنے دہن سے نکل گیا

جوش جنون نے فصدون سے مطلق کمی نکی
سیرون لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

آویزہ ترے گوش کا ہو اس امید پر
کیا کیا عقیق کان یمن سے نکل گیا

زنجیر کا وہ غل سنین زندان مین الجنون
دیوانہ قید خانۂ تن سے نکل گیا

رتبہ کو تیرے سن کے مشک ہو کے ہر غزال
دیوانہ ہو کے دشت ختن سے نکل گیا

پھر طفل حیلہ جو کا بہانہ نہ مانیو
آتش وہ ابکی بار تو فن سے نکل گیا

جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا
لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا

ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی مین پھل
کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا

جریدہ مین رہ پر خون عشق سے گذرا
جرس سے قافلہ مین بحث نالہ کیا کرتا

جنون عشق مین رہتا تھا امتیاز نہ کچھ
جکڑ کر طوق گلو مہ کا ہالہ کیا کرتا

بجا کیا اسے توڑا جو ساغر دریا کے
حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا

نہ کھایا غصہ کبھی خوانچہ سے قسمت کے
پھنسے جو حلق مین ہین وہ نوالہ کیا کرتا

بلائے بد ہوئی داغون سے سردی کا فور
سلوک نیک زراعت سے ژالہ کیا کرتا

دیا نوشتہ نہ اس بت کو دل کے سند مین
خدا کے گھر کا بھلا مین قبالہ کیا کرتا

صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امارہ
کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا

لگی ہے آگ جو کمبل کبھی اڑایا ہے
ترے برہنہ سے گرمی دوشالہ کیا کرتا

نہ کرتی عقل اگر ہفت آسمان کی سیر
کوئی یہ سات ورق کا رسالہ کیا کرتا

مری طرف جو اٹھیں کھینچی کشش دل کی
بتوں کو برہمنوں کا حوالہ کیا کرتا

کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا
کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا

عروس دہر سے بوئے وفا نہیں آتی
بھلا میں بکر کا اس کے ازالہ کیا کرتا

سہ دو ہفتہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش
اکیلے پی کے شراب دوسالہ کیا کرتا

ایک دن فرصت جو میں برگشتہ قسمت مانگتا
دیدۂ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا

تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر مجھے
آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا

تیر باران بلا سے ہو گئی کشت اپنی سبز
رہ گیا دہقان دعائے ابر رحمت مانگتا

داغ لگتا تھا جنون کو کیا وطن میں مر کے میں
چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا

دم نکلتا ہی نہیں اے حسرت دیدار یار
کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا

دوسرا مجھسا زمانے میں نہیں برگشتہ بخت
گور میں چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا

ہجر رخ عالم فروز یار عزرائیل بھی
شمع بالین کیا میں بیمار محبت مانگتا

آ کے میری خاک پر روتے حسینان بہشت
میں اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا

روز و شب رکھتا ہوں آغوش تصور میں انھیں
سیم تن محبوب پہنے میں جو دولت مانگتا

حسن کا افسون دکھاتا معجز روح الٰہی
نقش پا تیرا ید بیضا سے بیعت مانگتا

یار کے دل میں کدورت آئی ہے ملتی تو میں
دو گھڑی دل کھول کر رونے کی فرصت مانگتا

رہ گئی عزت خموشی کے سبب سے شکر ہے
زہر دیتا آسمان مجھکو جو شربت مانگتا

کیا کہوں آتش اثر اپنی زبان کم بخت کا
تنگ ملتی گور تیرہ گر فراغت مانگتا

وحشت آگین ہو فسانہ مری رسوائی کا
عاشق زار ہوں اک آہوے صحرائی کا

پاؤں زندان سے نہ نکلا ترے سودائی کا
داغ دل ہی میں رہا لالۂ صحرائی کا

دھیان رہتا ہے قد یار کی رعنائی کا
سامنا روز ہے یان آفت بالائی کا

کوہ غم شکل پر کاہ اٹھا لیتا ہون
ناتوانی مین بھی عالم ہے توانائی کا

لحد تیرہ مین مجھپر جو لگا ہونے عذاب
پھر گیا آنکھون مین عالم شب تنہائی کا

کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی منزل
شکوہ کس منھ سے کرون مین بت ہرجائی کا

مرد درویش ہون تکیہ ہے توکل میرا
خرچ ہر روز ہے یان آمد بالائی کا

بوسہ چشم غزالان مجھے یاد آتے ہین
نہین بھولا مین مزا میوۂ صحرائی کا

زندگانی نے مجھے مردہ بنا رکھا ہے
ملک الموت سے سائل ہون مسیحائی کا

مصرع سرو مین لاکھون ہی نکالون شاخین
باندھون مضمون جو قد یار کی رعنائی کا

جب سے شیطان کا احوال سنا ہے مین نے
پائے بت پر بھی ارادہ ہے جبین سائی کا

ہوئی حیرت مجھے غنچے کے چٹکنے کی صدا
شک پڑا تھا دہن یار مین گویائی کا

وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب اے ترک
آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا

کس طرح سے دل وحشی کا مین کہنا مانون
کوئی قائل نہین دیوانے کی دانائی کا

یہی زنجیر کے نالے سے صدا آتی ہے
قید خانے مین برا حال ہے سودائی کا

اک پری کو بھی نہ شیشے مین اتارا مین نے
یاد کیا آئے گا اس گنبد مینائی کا

بعد شاعر کے ہو مشہور کلام شاعر
شہرہ البتہ کہ ہو مردہ کی گویائی کا

شہر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش
اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا
شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا

وعدہ وصل کہان عاشق بے صبر کہان
کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا

بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے سے
واقعی زور نہین پنجۂ شل مین ہوتا

عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے
یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی
دخل مزدور ہے سلطان کے محل مین ہوتا

سخن سخت مین سنتا ہون لب شیرین سے
عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ ہین یون دل نازک مین چراغ عشق
جلوہ گر جیسے ہے شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز اچھے نہین
امتحان مرد کا ہو جنگ کے جدل مین ہوتا

عول و نصب آسکو شب و روز ہے منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہر پھیر بدل مین ہوتا

خاک مین مل کے بھی مین اُس کو نہ دشمن سمجھا
گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا

چوٹ جو دل کو لگی اُس کے سہی سے بے یار
خندۂ کبک کو مین سنگ فلاخن سمجھا

چھوٹتا میرے گریبان کو نہین دست جنون
کیا یہ اُس کو کسی محبوب کا دامن سمجھا

عکس بھی اُس سے عیان سینۂ عارف کی صفا
چہرہ یار کو مین نے دل روشن سمجھا

زلفین سنبل ہین تو پھر نرگس شہلا آنکھین
جس نے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا

کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ
کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا

یاد آئی جو مجھے اپنی بیابان مرگی
گنبد قصر فلک گنبد مدفن سمجھا

سنگ در جان کے تیرا نہ کیا سجدہ اُنھین
کچھ حقیقت کو بتون کی نہ برہمن سمجھا

سینے سے شل چمن مین نے لگایا جو اُسے
داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا

موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے
سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا

ہوگئی یار کے ہاتھون مین جو مہندی کا لال
انگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا

سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا
بے رُخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا

محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے
گردن شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا

کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش
سم و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

رات کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا

خاک پر سنگ در یار نے سونے نہ دیا
دھوپ مین سایۂ دیوار نے سونے نہ دیا

شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح
شادی دولت دیدار نے سونے نہ دیا

ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب
پہلوے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا

جب لگی آنکھ کراہا یہ کہ بدخواب کیا
نیند بھر کر دل بیمار نے سونے نہ دیا

دردِ شانہ سے اُس زلف کے سودا میں رہا
صبح تک مجھکو شب تار نے سونے نہ دیا

رات بھر کین دل بیتاب نے باتین مجھسے
رنج و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا

سیل گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

باغ عالم مین رہین خواب کی مشتاق آنکھین
گرمی آتش گلزار نے سونے نہ دیا

سچ ہے غمخواری بیمار عذاب جان ہے
تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا

آنکھ تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

ہوا ہے عشق ہمکو اُس کے حسن پاک سے پیدا
کیا ہے نور نے بجنون کو جس نے خاک سے پیدا

کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اُس کو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہے جوہر ادراک سے پیدا

ہمارے حلق مین دن رات ذکر ذات اقدس ہے
قضا نے کی ہے یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا

ہر اک جانب سے اُس محبوب کو خط لکھتے ہین عاشق
عریضے ہوتے ہین چارون طرف کی ڈاک سے پیدا

اسیر آزاد ہون اے جان جان تیری محبت سے
دماغ دلکشی ہووے الف سے ناک سے پیدا

نجیلون سے موافق ہو طبیعت کیون نہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہے تجبہ کو ہی امساک سے پیدا

تری تیر نگہ پر دم نہ کس نخچیر کا بھڑکا
نہ کی دلبستگی کس صید نے فتراک سے پیدا

غم اپنے قتل ہونے کا نہین غم ہے تو یہ غم ہے
نہ ہوگا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا

غنیمت ہے مجھے حلقۂ احباب گرد اپنے
یہ دورا پھر نہ ہوگا گردش افلاک سے پیدا

دماغ حضرت یعقوبؑ عاشق اسکو کہتے ہین
ہوئی ہے بوئے یوسف یار کی پوشاک سے پیدا

صدا یہ صیدگاہ عشق مین آتی ہے برسون سے
نشانہ تیر کا ہو راہ کر فتراک سے پیدا

ملا ئے جان عالم ہو گئین ہین تیری زلفون نے
قرابت کی ہے مار شانہ ضحاک سے پیدا

یقین ہے صبر کرتے کرتے عاجز اُن کو کر دون مین
یہ کیا ہون سات سو ظالم جو ہفت افلاک سے پیدا

دل صد پارہ کے ہر پارہ پر نقش محبت ہے
کہان ہو سکتے ہین ایسے نگین حکاک سے پیدا

ترے افعی گیسو سونگھ کر کہتے ہین افیونی
یہ کیفیت نہو گی نشہ تریاک سے پیدا

پیام مرگ سے ہوتی ہے غمگین روح کس خاطر
ملے گا خاک مین وہ جو ہوا ہے خاک سے پیدا

مرے خورشید رو کا ایک عالم ہوگا دیوانہ
ہزاروں ہووینگے صبح گریبان چاک سے پیدا

مسیحا سے ہمارے عیسئ مریم کو کیا نسبت
شفا ہوتی ہو کس کے آستانے کی خاک سے پیدا

یہ کس نخچیر ناوک خوردہ کی صورت سے دیکھا ہے
رم آہو ہے تیرے توسن چالاک سے پیدا

قدم سے تیرے دیوانوں کی آبادی کا عالم ہے
ہوا ہے شہر اک صحرائے وحشتناک سے پیدا

ہنر سے نیاریوں کے حال یہ ظاہر ہوا ہمکو
مقدر میں جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا

سحر تک شام سے جلتی ہیں لائیں وصل کی شب میں
محبت کی ہر کس گستاخ کس بیباک سے پیدا

کیا ہے اپنے غنچے سے دہن میں تو نے جو اُسکو
شمیم گل ہوئی ہر ریشۂ مسواک سے پیدا

عزیزاز جان نہ رکھیں داغ عشق زلف و خط کیونکر
یہ گل کمینے کیے ہیں کس خس و خاشاک سے پیدا

کنارہ بحر ہستی سے نہیں بے جان سے گذرے
کنارہ گور ہے اس کا جو ہو پیراک سے پیدا

دعائے آتش خستہ یہی ہو روز محشر کو
بہشت خاک ہوئے کربلا کی خاک سے پیدا

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا
لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا

سر و گڑ جائینگے گل خاک میں ملجاوینگے
پاؤں رکھے تو چمن میں وہ سرفراز اپنا

خندہ زن ہیں کبھی گریاں ہیں کبھی نالاں ہیں
ناز خوبان سے ہوا ہے عجب انداز اپنا

یہی اللہ سے خواہش ہے ہماری اے بت
گور بد میں ہو تراکنگ ہو غماز اپنا

سوزش دل سے زبان کو نہوئی آگاہی
اُف کیا منھ سے نہ سینے نہ کھلا راز اپنا

خوف ہوتا ہو جگر زمزمہ سنکر بے یار
دل دکھاتی ہے سنی تری آواز اپنا

نہ سُنی یار نے اک بات سخن سازونکی
رہ گئے کھول کے منھ مفسدہ پرداز اپنا

پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا

نہیں کھولے ہی گا بنگندہ کا در وازہ
بند رہنے کا نہیں کار خدا ساز اپنا

یاد آتی ہیں ادائیں جو تری اے محبوب
بھول جاتے ہیں حسینان جہان ناز اپنا

مرغ دل صید گہ عشق چلا ہے دیکھیں
طعمہ کرتا ہو اسے کونسا شہباز اپنا

روٹھکر ملنے جو جاتا ہوں تو کہتا ہو وہ شوخ
کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا

خبر اول و آخر نہین مطلق آتش
نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہو مجھکو خار کا
آفتاب اک زرد پتا ہو مرے گلزار کا

زلف کے حلقہ مین الجھا سبزہ گوش یار کا
ہو گیا سنگ زمرد خال چشم مار کا

ناخدا ہے موت جو دم ہے سو ہے باد مراد
عزم ہے کشتی تن کو بحر ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اڑتا ہون اب
یاد آتا ہے کف پا مین کھٹکنا خار کا

جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھے
ٹوٹنا ممکن نہین ہے آنسوون کے تار کا

کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سرمگین
زورق قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا

سعی لاحاصل مداواے مریض عشق ہے
تھامنا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا

ہاتھ قاتل کا گریبان تک پہونچ سکتا نہین
اور فرط شوق ہے یان زخم دامندار کا

پھول جو ہے اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہے پھل تلوار کا

خط روے یار سے ایذا اٹھائی ہے زبس
سبزہ سے ہوتا ہے صدمہ میرے دل کے غار کا

گرچہ پیش طاق ابروے صنم گیسو نہین
کعبہ پر نرغہ ہوا ہے لشکر کفار کا

اے صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اڑ جاتا ہے روے مردم بیمار کا

یاد مین تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا
مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا

اس پری رو کے جو کوچہ کا گذرتا ہے خیال
بن کے جن سایہ لپٹتا ہے مجھے دیوار کا

اٹھکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر
اک قیامت ہے صنم عالم تری رفتار کا

خم ندامت سے کیا محراب مین کعبہ کے سر
گردن زاہد سے بوجھ اٹھا نہ جب زنار کا

زندگی مین بے ادب ہونے نہ دے تو رعب حسن
خاک ہے میری پس از مرگ در دامن یار کا

اے صنم عاشق سے روپوشی نہین لازم تجھے
پردہ موسیٰ سے نہین اللہ کو دیدار کا

بوے گل آتش کہین ہوتی ہے محسوس نظر
افزا ہے روز محشر یار کے دیدار کا

شہر کو نالون نے مجھ مجنون کے صحرا کر دیا
جوش سیل اشک نے چشمون کو دریا کر دیا

شادیِ مرگ سے پھولا میں سمانے کا نہیں
گور کہتے ہیں کسے نام کفن ہے کس کا

دہن تنگ ہے موہوم یقین ہے کس کو
کمرِ یار ہے معدوم یہ ظن ہے کس کا

مفسدے جو کہ ہوں اس چشم سیہ سے کم ہیں
فتنہ پردازی جسے کہتے ہیں فن ہے کس کا

ایک عالم کو ترے عشق میں سکتا ہوگا
صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کس کا

حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو
پھر یہ عناب و لب و سیب و ذقن ہے کس کا

گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہیں
سنبل خط کا یہ پرپیچ و شکن ہے کس کا

باغ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت
باغباں کون ہے اس کا یہ چمن ہے کس کا

خاک میں اس کو ملاؤں اسے برباد کروں
جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کس کا

سرو سا قد ہے نہیں ہے نظر کا سیرے
گل سا رخ کس کا ہے غنچہ سا دہن ہے کس کا

کیوں نہ بے ساختہ بندے ہوں دل و جان سے عشاق
قدرت اللہ کی بے ساختہ پن ہے کس کا

آج ہی چھوٹے جو چھٹتا یہ خرابہ کل ہو
ہم غریبوں کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کس کا

یار کو تم سے محبت نہیں تو اے آتش
خط میں القاب یہ پھر مشفق من ہے کس کا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
لالہ ساں داغ اٹھانے کو ہوئے ہم پیدا

ہوں میں وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے
ہوں میں وہ شاخ کہ ہوں برگ تبر دم پیدا

میں جو روتا ہوں مرے زخم جگر ہنستے ہیں
شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا

چاہنے والے ہزاروں نکلے موجود ہوئے
خط نے اس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا

درد سر میں ہے کسی کے تو مرے دل میں ہے درد
واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا

زخم خنداں ہیں بعینہ لب خنداں اپنے
شادمانی میں ہے یاں حالت ماتم پیدا

آسماں شوق سے تلواروں کا مینہ برسا دے
مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا

کام اپنا نہ ہوا جب کجی ابرو سے
گیسوئے یار ہوئے درہم و برہم پیدا

شبہہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچے پر
کہیں موتی نہ کریں قطرۂ شبنم پیدا

چپ رہو دور کرو منہ نہ مرا کھلواؤ
غافلو زخم زباں کا نہیں مرہم پیدا

قلزمِ فکر مین ہر چند لگائے غوطے
دُرِ مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست ہی دشمنِ جان ہو گیا اپنا آتش
نوش دارو نے کیا یان اثرِ سم پیدا

توڑ کر تار نگہ کا سلسلہ جاتا رہا
خاک ڈال آنکھون مین میری قافلہ جاتا رہا

کون سے دن ہاتھ مین آیا مرے دامانِ یار
کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا

خارِ صحرا پر کسی نے تہمتِ دزدی نہ کی
پاؤن کا مجنون کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا

دوستون سے اسقدر صدمے ہوئے ہین جان پر
دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

جب اُٹھا پاؤن آتش مثلِ آوازِ جرس
کوسون پیچھے چھوڑ کر مین قافلہ جاتا رہا

حشر کو بھی دیکھنے کا اُس کے ارمان رہگیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا

بندگیِ حق مین بھی بھولا نہ مین یادِ صنم
توبہ مے کی ولیکن داغ دامان رہ گیا

جوشِ وحشت مین بیابان کو گیا مانند رُوح
جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا

پاسِ الفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے پھٹ سکے
طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہ گیا

اے صبا جاوے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جاکر تو اے سروِ خرامان رہگیا

دوستی نبھتی نہین ہرگز فرومایہ کے ساتھ
رُوح جنت کو گئی جسم گلی یان رہ گیا

سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو قلق
موت سے اب تیر کے بچنے کا میدان رہ گیا

پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
تار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہگیا

حُسن مین بھی عزّت و ذلّت خدا کے ہاتھ ہے
گُل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا

بستیان ہی بستیان ہین گنبدِ افلاک مین
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا

بعد مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا مجھے
اُڑ گئے مرغِ چمن خالی گلستان رہ گیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغِ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یان رہ گیا وان رہ گیا

کر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
مُند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہ گیا

راہِ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند
گر کے کب یوسف میانِ چاہِ کنعان رہ گیا

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز
مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو مہمان رہ گیا

میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اسے
آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا

لاشہ اٹھوا کر نکر اس کو بھی اے قاتل اُجاڑ
ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا

کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھ کو نہ قتل
شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہ گیا

کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کرون
روشنی جاتی رہی سرو چراغان رہ گیا

کاروان نکہت گل کر گیا گلشن سے کوچ
صورت نقش قدم گلزار حیران رہ گیا

شام ہجر صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل
سانپ کو چھلا پر آتش گنج پنہان رہ گیا

کوئی عشق مین مجھسے افزون نہ نکلا
کبھی سامنے ہو کے مجنون نہ نکلا

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

بجا کہتے آئے ہین ہیچ اس کو شاعر
کمر کا کوئی ہمسے مضمون نہ نکلا

ہوا کون روز روشن نہ کالا
کب افسانۂ زلف شبگون نہ نکلا

پہونچا اُسے مصرع تازۂ و تر
قد یار سا سرو موزون نہ نکلا

رہا سالہا سال جنگل مین آتش
مرے سامنے بید مجنون نہ نکلا

تیری کاکل مین پھنسا ہر دل جوان و پیر کا
سیکڑون آزاد ہے پابند اک زنجیر کا

وصف چشم یار مین یارا نہین تقریر کا
حالت خاموشی ہر عالم سرمہ کی تحریر کا

کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہین گلے
نقش جب ہے ترک جوہر ہے تری شمشیر کا

جانب چرخ کہن آہ ہوتی ہے روان
یہ کمان اکدن نشانہ ہے ہمارے تیر کا

اسقدر بیتاب ہون تیرے بغیر اے بحر حسن
پیرہن دیتا ہر دھوکہ دام ماہی گیر کا

دولت دنیا سے مستغنی طبیعت ہو گئی
خاکساری نے اثر پیدا کیا اکسیر کا

باغ مین شب باش ہو کر لالہ رو جلوانہ شمع
داغ بلبل کو نہ دے دکھلا کے منہ گلگیر کا

جو کہ لکھا خوب لکھا دست رس ہو تا اگر
جو مقامین ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا

روز و شب پیش نظر چشم سیاہ یار ہے
کام لیتا ہون تصور سے مین آہو گیر کا

عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے بندھتے رہے
سرنوشت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا

حیف کی جا ہے نہووے نرم جو ب اسکی زبان
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد
باغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا

عاشقون کے خون سے رہتی ہے بس وہ سرخ رو
دیدۂ مریخ جوہر ہے تری شمشیر کا

کاروان تک رہ نواماندون کو پہونچا یا گیا
اے جرس شاہد ہون تیرے نالہ کی تاثیر کا

فلک قصر چرخ مین کیا موجزن ہوتے ہین اشک
سیل ارادہ کر رہا ہے کس کہن تعمیر کا

اُس پری رو طفل کا دیوانہ ہون آتش جسے
کھیل ہے اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

عالم منطق مصور ہو تری تصویر کا
منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے میر کا

رتبہ پہونچا ہے خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا
جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گلی تصویر کا

زندۂ جاوید ہین قربانیان تیغ عشق
سر کا کٹنا جانتے ہین پھوٹنا نکسیر کا

مثل شانہ دسترس اُس زلف پر ہوئے اگر
دعوت اعمی کردن بھر کر پیالہ شیر کا

جس سے لپٹا سوکھا مجنون کیطرح سے دو درخت
عشق پیچے پر مجھے ہوتا ہے شک زنجیر کا

ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی
زخم کی اندا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا

سرخ باوصف سیہ کاری ہے رنگ رو مرا
سامنا ہوتا ہے کس کے عفو سے تقصیر کا

خط لکھون گا یار سیم اندام کو مین ای قلم
روشنائی مین ہو دود دہ روغن اکسیر کا

ہر شب آدینہ آتا ہے وہ طفل شمع رو
اپنا تعویذ لحد بھی نقش ہے تسخیر کا

نوش بے صرفہ کرے خون گنہگاران عشق
پھول سے رنگین ہے پھاوڑا یہ تری شمشیر کا

غش کرینگے کودکان وحشت سے مجھ دیوانہ کے
حلق بسمل ہے ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

خود بیان رخ کی صباحت کا کرای شیرین دہن
قند کے کوزے سے جاری ہووے دریا شیر کا

رو سیہ دشمن کا یون پاپوش سے کیجئے فگار
جیسے سلوٹ کے سر پر زخم ہو شمشیر کا

دیکھا بوسہ نہ اک وہ برق وش حیرت سے مُن
مالدار بے کرم بھی ابر ہے تصویر کا

حال مستقبل نجومی اُس سے کرتے ہیں بیاں — زائچہ بھی نقل ہے پیشانی کی تحریر کا

چار ابرو میں ترے حیراں ہیں سلیقہ شناس — کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتب تقدیر کا

نرمیٔ ظاہر سمجھ لے سخت گیری کی دلیل — پنبہ بھی ہے بہر سپر شمشیر آتش گیر کا

رتبۂ موسیٰ نماز پنجگانہ نے دیا — پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا

کیسی کیسی صورتیں تھے اپنے دل میں داغ ہیں — اس مرقع میں بھی ہو گیا کیا ورق تصویر کا

کشتۂ تیر مژہ پر تیغ ابرو بھی چلے — اے شکار انداز ہو جو رنگ اس نخچیر کا

روک منھ پر دار قاتل کا سپر کی طرح سے — مرد کے چہرے کا زیور زخم ہے شمشیر کا

معرکے میں ہاتھ قاتل کی کمر میں ڈالیے — کھینچیے دامن سر میداں گریباں گیر کا

چاک ہوتا ہے کتاں میرے گریباں کی طرح
یہ بھی دیوانہ ہے آتش چاند سی تصویر کا

قدِ صنم سا اگر آفریدہ ہوتا تھا — نہ سرو باغ تو اتنا کشیدہ ہوتا تھا

ہوا ہے زلف سے گستاخ کس قدر شانہ — ہمارے پاس بھی دست بریدہ ہوتا تھا

نہ کھینچتا تھا زلیخا کو دامن یوسف — اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہوتا تھا

دیا نہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا — روانہ ملک عدم کو جریدہ ہوتا تھا

مٹائے سے کوئی مٹتا ہے باطلوں کے حق — کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہوتا تھا

بچاتا تھا غضب تیغ نگہ کا تیرے دل — تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا

رلاتا شام و سحر کس طرح نہ طالع پست — بلند سر سے مرے آب دیدہ ہوتا تھا

گریز یار نے برباد کر دیا ہم کو — غبار راہ غزال رمیدہ ہوتا تھا

نہ آئی دامن دنیا میں نیند اے آتش
درون دامن خاک آرمیدہ ہوتا تھا

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفائے آب دُر سخن کا — دہن کو جوہر کھلا زباں کا زباں کو عقدہ کھلا دہن کا

ہر ایک گل میں ہے نخل ماتم ہر ایک جو ہے پر آب دیدہ — جو زخم گل میرے باغ کا ہے تو داغ پتہ ہے سرو چمن کا

نظر جو آ جائے بید مجنوں تو رووں مجنوں کی یاد میں خوں — جو دیکھوں تیشہ تو سر کو پھوڑوں خیال بندھ جائے کوہکن کا

برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو
نہ بوئے کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا

چھوا جو گیسوئے عنبرین کو تو سانپ کیلا فسون سے گویا
لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا

نگاہ اول مین چشم میگون یہ رنگ محفل کرے دگرگون
وہ حال ہووے جو وقت آخر شرابخوارون کی انجمن کا

خراب مٹی نہو کسی کی کوئی نہ مردود دوستان ہو
جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا

جو حال پروانہ عشق مین ہو وہی محبت مین عالم دل
وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا

ہے بچنہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ سنگ
عبیر غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا

نہ یہ نزاکت پری مین ہوگی نہ حور مین یہ نزاکت آتش
جو ہار پھولون کا اُس نے پہنا تو بوجھ اٹھایا ہزار من کا

بلبل گلون سے دیکھکے تجھ کو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

چین بر جبین نہ اے بت چین رہ غرور سے
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اُسے چال یار کی
سن لیجو پاؤن کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پاؤن
سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد
جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

شیرین کے شیفتہ ہوئے پرویز و کوہکن
شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اُس بت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد ہمارا ہوا دو چند
مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بنکے رونق بزم شہان ہوا
کوڑا جو اُس فقیر کے تکیہ سے جھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل ناداں شریک روح
منزل مین رنگ ناقہ سے اپنے بچھڑ گیا

پہونچا مجاز سے جو حقیقت کی کُنہ کو
یہ جان لے کہ راستے مین پھیر پڑ گیا

فرقت کی شب مین زیست نے اپنی وفا نہ کی
قبل سحر چراغ ہمارا نہ بڑھ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کی کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشون کو عاشقون کے نہ اٹھوا گلی سے یار
بسنے کا پھر یہ گاؤن نہین جب اُجڑ گیا

دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سرخ پوش
ترک فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آکے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو شرح لعل لب یار کا خیال
جھنڈا اقلیم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری زند وصال کو
دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا

آتش نپوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

کرم کیا جو صنم نے ستم زیاد کیا
شب فراق مین مین نے خدا کو یاد کیا

کرمی مین تری شک ہو جسے وہ کافر ہی
مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا

یہ دل لگانے مین مین نے مزا اٹھایا ہی
ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا

لگا جو نرگس فتان یار سے سرمہ
تو مین نے چہرہ پر اس کو یقین صاد کیا

ہماری آہ سے اے منکر خدا ڈرنا تو
ہوائے تند نے کیا حال قوم عاد کیا

بچا مین جان کو کرکے تصدق عزت
وگرنہ دل نے ہمین کو نسبا فساد کیا

کہون جو حالت دل یار سے تو کہتا ہی
جو کچھ کہ تو نے کہا مین نے اعتماد کیا

حسد سے خلق کے دبے پاؤن اڑ گئے اغیار
ہمارے نالون نے عجب کار برق و باد کیا

عوض یہی ہی زمانے مین راست بازی کا
سلوک تو نے جو اے چرخ کج نہاد کیا

یہی کہون گا خدا سے مین روز محشر کو
فراق یار نے ناشاد نامراد کیا

کرون مین شکر الٰہی کہان تلک آتش
درون صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا

دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا
ہوائے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا

کنوئین مین یوسف کنعان کو پھینکا خوش ہی
نہ سمجھے مصر کے چلنے کا یا تراب ہوا

گرہ تھی دل مین نہ بس حسرت ہم آغوشی
فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا

شکارگاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا
بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا

بنایا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے
بھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا

ہمارا طالع خفتہ کہین نہ بس جاوے
یہ سر یہ اس کے ہے بعید جب ہجوم خواب ہوا

کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر
ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا

ملا نہ صورت دولاب غیر کوزۂ آب
ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا

دعائے وصل صنم مانگ دل شکستہ ہو
در کریم سے آتش کسے جواب ہوا

سبزہ بالائے ذقن دشمن ہے خلق اللہ کا
رہروون کی موت ہے خس پوش ہونا چاہ کا

تل اٹھانا ہے فلک منظور کس دل خواہ کا
برج میزان مین نہین ہے درجہ آنا ماہ کا

بسکہ پھرتا ہے خیال آنکھون مین اُس دلخواہ کا
رنگ رو کے اُڑنے مین عالم ہے گرد راہ کا

صفحۂ دل سے اٹھاؤن کسطرح نقش صنم
ملک مین ہوتا کسی کے گھر نہین اللہ کا

کم بضاعت سے خیال خام ہے کثرت کو فیض
اکتفا کرتا نہین لشکر کو پانی چاہ کا

راہ ہستی مین ہے رخسار صنم سے زندگی
تازہ دم کرتا مسافر کو ہے تکیہ راہ کا

لاش بھی گلیون مین کھنچوا گیا ہے قتل یار
طول ہی دنیا مزا ہے قصۂ کوتاہ کا

پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہین
پا بگل کشتی کو کر دیتا ہے پانی تھاہ کا

چھوڑ کر عشق صنم زاہد نہ ہو مفتون حور
کب یقین لاتا ہے دانا دور کی افواہ کا

دل کو ابروئے صنم کا شیفتہ کرتی ہے آنکھ
درس دیتا ہے معلم پہلے بسم اللہ کا

اے صنم بندہ نوازی ہے صفت اللہ کی
حیف ہے خالی پھرے سائل تری درگاہ کا

مائل معشوقۂ خسرو نہ ہوا اے کوہکن
شیر کے جھوٹے کو کھانا کام ہے روباہ کا

جوش اشک آتشین کا باعث آہ سرد ہے
گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا

نزع مین آیا نہ بالین پر مرے یار اس لئے
آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا

ہون وہ اختر طفل جس کو جان کھونا کھیل ہے
کنج مرقد ہے گھروندا میری بازیگاہ کا

آسمان روئے زمین ہے یار ماہ چاردہ
حلقۂ احباب گرد اُس کے ہے ہالہ ماہ کا

وہ دہن ہے چشمۂ شیرین تبسم موج ہے
وہ ذقن ہے چاہ خال اُس مین تواہ چاہ کا

ناتوان میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری ترازو مین ہو پلہ کاہ کا

شعر کہتا ہون مین اے آتش خدا کی حمد مین
میری ہر اک بیت پر عالم ہے بیت اللہ کا

فرش ہو اے یار خاک دوست و دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑین گے آیا جو دامن زیر پا

منکر روز قیامت ہین بہت بے اعتقاد
لا کبھی اے سرو قامت اپنا مدفن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارے آبلون کا شوخ ہے
نقش پا سے پھوٹتا جاتا ہے گلشن زیر پا

خار کا کھٹکا نہین رکھتے ہین ہم آتش قدم
موم ہو جاوے اگر آ جائے آہن زیر پا

انگلیان کانون مین دیتا ہے دم رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا

بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر
سنگ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا

شاہ راہ ہستی موہوم ہین وہ چال چل
اپنی آنکھون کو بچھا دین دوست و دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہے ہم دیوانگان عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑون کانٹون کی گردن زیر پا

رہگذر مین دفن کرنا اے عزیزان تم مجھے
شاید آ جاوے کسی کے میرا مدفن زیر پا

پابرہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لیے
گوش زد ہووے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

اس قدر تو ناگوارا ہے گرانی خلق کو
کفش سے رکھتے ہین مردم نعل آتش زیر پا

سر فرو یان تک تو آتش خاکساری نے کیا
صورت نقش قدم ہے اپنا مدفن زیر پا

اگرچہ پاس محبت سے ترک شیون تھا
برنگ شمع خموشی مین حال روشن تھا

جسے مین نیک سمجھتا تھا مجھسے بدظن تھا
یقین خضر تھا جس پر مجھے وہ رہزن تھا

نباہ چشم رقیبان مین بدنگاہ ہوا
خط ان عذارون کے اوپر بجائے جوشن تھا

خفا نہ ہو جو ہوئے گال نیلے بوسون سے
چمن اداس مری جان غیر سوسن تھا

کہان کہان تجھے ڈھونڈھا بلکے دست ہوس
جو شیخ کعبہ مین تو دیر مین برہمن تھا

ہر ایک کو مین زبس خاک عاشق اڑتی تھی
اسے کدورت خاطر غبار دامن تھا

زبس تھے اس کے صغیر و کبیر دیوانے
جوانون کو بیڑیان لڑکون کو طوق گردن تھا

ہزار جان تصدق ہے زخم کاری پر
دعائے حرز پئے چشم زخم سوزن تھا

دل و جگر ہوئے قوت فراق یار آخر
برائے شحنۂ حاکم ہمارا خون تھا

نہ کھایا میں نے کڑے پن سے زخم تیغ کرم
میں اپنے جوہر ذاتی سے غرق آہن تھا

یقین مرگ جو عشق بتان مین تھا آتش
ہر اک صنم مری آنکھون مین سنگ مدفن تھا

تن سے بار سر آمادۂ سودا اترا
شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا اترا

حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ
ساربان آج ہے کیون چہرۂ لیلے اترا

اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی
آخر کار نظر سے مرے دریا اترا

سطح مرلیے نہ کچھ پر فلک جا رم سے
تیرے کشتہ کی زیارت کو مسیحا اترا

درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا
حلق کے جن تجھسے نہ اے آتش سودا اترا

وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اترا

چشمۂ حسن کی موجون سے اشارہ ہے یہی
روتے روتے جو ہوا عشق کا دریا اترا

درد سر مین جو ہوا وان تو بدن یان ٹوٹا
تپ چڑھی مجھکو اگر یار کا چہرا اترا

نوقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا
چاہ یوسف مین خضر بہر تماشا اترا

کیا عجب روئے جو ماتم مین ہمارے کوہ
بیشتر کوہ کے اوپر سے ہے دریا اترا

باغ سے بادبہاری کی ہے آمد آمد
طاق میخانہ سے ہے ساغر مینا اترا

دہن یار کا رہتا ہے تصور اس مین
شیشۂ دل مین پری بنکے ہے عنقا اترا

سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیرین
من وسلوا ہے یہ اپنے لئے گویا اترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہیہات
خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اترا

جب کے رسوا ہوئے انکار ہے سچ بات مین کیا
اے صنم لطف ہے پردے کی ملاقات مین کیا

کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے اے خورشید
فرق ہوتا نہین انسان سے ذرات مین کیا

یار نے وعدۂ فردائے قیامت تو کیا
شک ہوا اے نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی بت خانہ کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو
پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر / بوسہ یا گالی ملے گا مجھے خیرات مین کیا

ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے / رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف / ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

پڑھکے خط اور بھی مایوس ہوئے وصل سے ہم / یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا

آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اُس سے
تو نے کیفیت اُٹھائی ہے خرابات مین کیا

دل شہید رہِ داماں نہ ہوا تھا سو ہوا / ٹکڑے ٹکڑے سے جو گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

برق بے نور ہے اُس رخ کی چمک کے آگے / عالم نور کا انسان نہ ہوا تھا سو ہوا

رونے پر میرے ہوا ہنس کے وہ گل شرمندہ / غنچہ ساں سر بگریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

مین نے رنگین نہ کیا اُس کا تڑپ کر دامن / سر جلاد پہ احسان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہو گیا دیکھ کے قاضی بھی طرفدار اُس کا / بگنہ خون مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے / نسخہ شوق پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا

عرق آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا / شبنم باغ سے طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا

قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اُس نے / خون ناحق سے پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا

یار کے روئے کتابی کی کرون کیا تعریف / بعد قرآن کے جو قرآن نہ ہوا تھا سو ہوا

آنسو آنکھون سے نکلتا ہی سو چنگاری ہے / پردہ دل سے نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا

آتش عشق سے ہے داغ سراپا میرا / آدمی سرو چراغان نہ ہوا تھا سو ہوا

گرد رہ بن کے ہوا صندل پیشانی یار / ذرہ خورشید درخشان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہر دن ہی مصرع سودا ہے رُلاتا آتش
مجھے اے دیدہ گریان نہ ہوا تھا سو ہوا

آگ بر رشک سے مین چاک گریبان لوٹا / خاک پر وقت خرام اُس کا جو دامان لوٹا

دل کو از بسکہ جو لاگ ابروئے خمدار سے تھی / دم شمشیر کو مین دیکھ کے عریان لوٹا

حق بجانب ہے جو موسیٰ کو نہ ہوتا ب جمال / تجھکو تا دیدہ دل گبر مسلمان لوٹا

عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دل مین سمجھ
پاؤن پر آ گرے مرے حاجب زندان لوٹا

مرغ بسمل کی طرح تڑپے ہزارون دل ار
ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گل خندان لوٹا

من نے آتش جو کیا نالہ در جانان پر
دونون ہاتھون سے جگر تھام کے در مان لوٹا

خیال آیا جو عشق زلف مین دلکی تباہی کا
سندھا فکر رسا سے تک قلم مضمون سیاہی کا

ہوا ہے بیشتر دھوکہ دل پر داغ پر میرے
شکار اکثر کیا ہے باز نے طاؤس باہی کا

سمندر چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے
یقین ہے کوئی دم مین کشتی تنکی تباہی کا

شب ہجران مین جو دم تھا وہ گو یا واپسین دم تھا
گمان تھا شام سے مجھ پر چراغ صبح گاہی کا

لحد پر یار آتا ہے مرے شرمندہ کرنے کو
نہ منھ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذرخواہی کا

سے سرشست کا عالم مین رکے معدن یان تاہم
تری زلفون کو شانہ چاہیے دندان ماہی کا

کرون تحریر گر مین اپنے رنگ زرد کی حالت
عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جائے طلائی کا

خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہے
ارادہ کون سے در پر کرون مین داد خواہی کا

غنیمت جان اے دل جنبش ابروئے قاتل کو
بڑی معراج ہے تلوار سے مرنا سپاہی کا

مسافر کو عدم کے روکنے والا نہین کوئی
نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا

زیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھانا ہے
نہ ہونا خوف ہے ظل ہمائے بادشاہی کا

دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
رقیبون نے محل باقی نہ رکھا عذرخواہی کا

تری شمشیر ابرو سے مگر ہے لاگ اس کو بھی
گلا روز ازل سے کیون کٹا رہتا ہے ماہی کا

جنون کا لطف اٹھا صحرا کو چل زندان سے دیوانے
نہین کھلتا ہے بے میدان کے جوہر سپاہی کا

فرشتون سے لحد مین گفتگو یان کون کرتا ہے
شہادت نامہ پڑھ لین چار مومن گر گواہی کا

مرکب ہے یہ سراپا خطا سے اور نسیان سے
خیال خام ہے انسان کو دعوی بیگناہی کا

بتان سنگدل کی صورت آتش کاٹے کھاتی ہے
ارادہ کنج عزلت مین ہے اب یاد الٰہی کا

کشتہ اے یار ہون مین تری جفا کاری کا
نقش ہے دل مین ترے میری وفاداری کا

کون وارفتہ نہین تیرے طرحداری کا / حوصلہ سب کو ہی یوسف سی خریداری کا

تار اس زلف معنبر کا نہ توڑ اے شانے / سلسلہ ہی یہ مرے دل کی گرفتاری کا

لب جان بخش کے اعجاز کا عیسیٰ ہو قتیل / سامری کشتہ ہے آنکھون کی فسونکاری کا

نخل امید کو ہو نخچے نہ کہین اس سے گزند / کام کرتی ہے مری آہ سحر آری کا

رخ پر اس زلف کے چھٹنے سے ہوا دل کو یقین / چاندنی سے ہی بڑا مرتبہ اندھیاری کا

آنکھ کیونکر مین رخ یار سے پھیرون ناصح / کچھ مداوا ہی نہین چشم کی بیماری کا

سبزہ رنگون سے بہت تنگ ہون بتلا ہوتے / مجھکو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا

دل مین آتا ہے گلا کاٹیے در پر اس کے / بوالہوس حوصلہ پھر کر نہ سکین یاری کا

اس نے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت / مین تو آتش ہون غلام اپنی سیہ کاری کا

دوستی دشمن کی مژدہ ہی اجل کے خواب کا / برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا

رنگ پھیکا اسقدر اس قاتل احباب کا / سند اختر کو نکلنا ہو گیا مہتاب کا

روئے مژگان ہی بجا اس طاق ابرو کی طرف / چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا

حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا / پانی بھی مین نے نہ پایا خانہ قصاب کا

فرصت اک دم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی / پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا

عاشقون سے اپنے وہ جتنی بھوین ٹیڑھی ہوئین / اہل قبلہ سے پھرا منہ کعبہ کی محراب کا

سوسن ان ہونٹون کی مستی دیکھکر نیلی ہوئی / رنگ پھیکا فندق پا نے کیا عناب کا

سیر کرکے دو گھڑی دل اس مین بہلا لیجیئے / دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا

جامۂ تن ہو گیا راہ عدم مین نذر گور / بوجھ اٹھایا تھا مگر ٹھگ کے لئے اسباب کا

جان آنکھون مین ہی صورت دیکھنے کی دیر ہی / یار کا آنا ہے یان آنا اجل کے خواب کا

مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین / فرش ہی گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا

ساحل مقصود دیکھا مین نے جاکر گور مین / ڈوبنا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا

بے تکلف آستان یار پر مارا قدم / دور کوسون رہگیا ہم سے محل آداب کا

چشم تر سے کانپتی ہے قالب خاکی کی روح
اس طرح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا

سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

زلف زیبا ہے قریب رخ جانان ہونا
گنج کا سانپ کو لازم ہے نگہبان ہونا

نہ رولا مجھکو تو اے دوری کوے مقصود
راہ مین ظلم مسافر کو ہے باران ہونا

عشق نے حال کیا مردۂ بے وارث کا
مرے اوپر ہے یقین قبضۂ سلطان ہونا

آفت جان ہوئی اس روئے کتابی کی یاد
راس آیا نہ مجھے حافظ قرآن ہونا

داغ چیچک کے ہین زیبا و تن یار کے گرد
لطف رکھتا ہے لب چاہ چراغان ہونا

بے طرح مجھکو رلاتا ہے غم دوری یار
ہو مبارک دہن گور کو خندان ہونا

آتش اس رشک پری سے تجھے اللہ ملائے
تا کجا دوری بلقیس و سلیمان ہونا

عشق مین ممکن نہین ہونا بجز انجام کا
بدمزا کرتا ہے منھ لگنا کباب خام کا

سر اٹھا بالین سے بے خورشید محشر کب مرا
اے خروس صبح حاصل شور بے ہنگام کا

زلف نے شانے کو پہونچایا رخ محبوب تک
زینہ رکھتا تھا ہی بیرون خانہ بام کا

ایک جا مثل ذرۂ غلطان کہین ٹھہرا نہ پاؤن
اختر اقبال ہون مین گردش ایام کا

دل کو الجھایا گرہ پڑنے سے زلف یار مین
دانے کا دھوکہ مجھے دیتا ہے عقدہ دام کا

گوشہ گیری سے ہے معدومی مجھے مقصود دل
ٹوٹ جاتا ہے نگین کھدتے ہی میرے نام کا

ماتم دریا دلان شادی تنک ظرفون کی ہے
گریۂ مینا ہے باعث خندہاے جام کا

نشۂ مے سے ہوا ہوش مین برگشتہ وقت
تر دماغی نے خلل پیدا کیا اسلام کا

شپرہ ہے مدعی روسیہ مین آفتاب
مجھ مین اور اس مین ہے فرق اے یار صبح و شام کا

بے کمال عشق ہو دل پر نہ نقش روئے دوست
سکہ لگنا غیر ممکن ہے طلاے خام کا

چشم گریان سے گناہ عشق ثابت ہو گیا
واقعی کرتا ہے تر دامن چھلکنا جام کا

عرش سے آگے ارادہ میری خاکستر کا ہے
دل ہے پروانہ الٰہی کس چراغ بام کا

جلد سینہ سے نکل اے جان ہجر یار مین
ماہی بے آب کو تا چند صدمہ دام کا

مرگیا ہون جستجوئے کعبۂ مقصود مین
ہے کفن پر میرے عالم جامۂ احرام کا

جان جاوے پر رضاے دوست سے آتش نہ پھیر
ہے محل بندے کو مولے پر نہین الزام کا

کشتہ اک عالم ہے چشم لعبت خودکام کا
استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا

اے تپ غم گور مین لے چل جوانی مین مجھے
دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا

تہنیت میت فراق یار مین معراج ہے
وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہے گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا

اے صنم عاشق سے ملتی ہین نہین آنکھین تری
نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا

خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے یان
لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا

گیسوؤن نے کر دیا دہ چند حسن روے یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

طوق زرین گردنون مین قمریون کی چاہیے
سیر گلشن کو ہے عزم اس سرو سیم اندام کا

عرصۂ روے زمین ہو جاے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا

داخل کعبہ ہوا اکثر عدم سے برہنہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہین مثل ماہی بے آب سیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا

ہے سبب مستی مین اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست
ٹوٹنا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بد تر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زخم کاری کے جو کھانیکو مرا دل دوڑا
سر کعبہ مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا

ناتوانی نے یہ حالت مری پہونچائی ہے
دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا

نہ ہوئی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات
پھاڑ کھانے کو سگ کوچۂ قاتل دوڑا

اے نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا — تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا

دشت پرخار میں تا چند رہوں سرگرداں — بس زیادہ نہ اب اے دوریٔ منزل دوڑا

رونق بزم تجھے کہتے ہیں ترے لینے کو — تا در خانہ ہر اک صاحب محفل دوڑا

بے خبر دل کو کیا یوں صف مژگاں نے خراب — دوڑ جیسے کسی رہ پر کوئی غافل دوڑا

منزل عشق کی وہ راہ ہے رکھتے ہی قدم — نکلے قزاق ہر اک حور شمائل دوڑا

ملک الموت نے پیری میں کرم فرمایا
کشت پختہ ہوئی آتش کہ محصل دوڑا

دوست دشمن نے کیے قتل کے ساماں کیا کیا — جان مشتاق کے پیدا ہوئے خواہاں کیا کیا

آفتیں ڈھاتی ہے وہ نرگس فتاں کیا کیا — داغ دیتی ہے مجھے گردش دوران کیا کیا

پھر سکی میرے گلے پر نہ چھری ہے ظالم — ورنہ گردوں سے ہوئے کار نمایاں کیا کیا

حسن میں پہلوئے خورشید مگر دابے گا — دور کھینچتا ہے ہمارا مہ تاباں کیا کیا

روئے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعویٰ — سامنے ہو کے ہوا آئینہ حیران کیا کیا

آنکھیں گیسو کے تصور میں رہا کرتی ہیں بند — لطف دکھلاتا ہے یہ خواب پریشاں کیا کیا

گردش چشم دکھاتا ہے کبھی گردش جام — میری تدبیر میں پھرتا ہے یہ دوران کیا کیا

چشم بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا — میرے اللہ نے مجھ پر کیے احسان کیا کیا

دوست نے جب نہ دم ذبح سسکتا چھوڑا — میرے دشمن ہوئے ہنس ہنس کے پشیمان کیا کیا

گردش نرگس فتاں نے تو دیوانہ کیا — دیکھو جھنکاوے کنوئیں چاہ زنخدان کیا کیا

جل گیا آگ میں آپ اپنے میں مانند چنار — پیستے رہ گئے دانت ارہ و سوہان کیا کیا

کچھ کہے کوئی میں منہ دیکھ کے رہ جاتا ہوں — کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا

گرم ہرگز نہ ہوا پہلوئے خالی بے یار — یاد آوے گی مجھے فصل زمستان کیا کیا

کوئی مردود خلائق نہیں مجھسا آتش
کیا کہوں کہتے ہیں ہندو و مسلماں کیا کیا

چشم یاران میں مرے بعد نہ خوناب آیا — یاد آیا نہیں پھر دھیان سے جو خواب آیا

شرط ہی رتبۂ مردان خدا کا انصاف
ڈوبا فرعون وہین موسیٰ وہین پایاب اترا

ہو گیا شوق شہادت سے حلال اپنا دل
سان پر چڑھ کے اگر دستۂ قصاب اترا

روز روشن شب تاریک ہوا آنکھون مین
بام پر جو وہ خورشید جہان تاب اُترا

عشق اُس چاہ زنخدان کا ہوا جسدن سے
مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اُترا

قتل مستی مین کیا دوست جو سمجھا اُس نے
دشمن جان سے مری نشۂ احباب اُترا

سامنا روئے منور سے ہوا ہے کس کے
چہرۂ ماہ ہے کچھ اے شب مہتاب اُترا

وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج
دیکھ لے لشکر جنگی کو لب آب اُترا

آتش عشق مین تا حشر دل بیتاب رہا
آنچ کھا کھا کے ہر قائم ہی سیماب اُترا

بوسۂ لب کا مزا لے کے پیا ہے مین نے
حلق سے میرے ہے جب شربت عناب اُترا

برق وش دیکھلے گیسوئے سیہ کو تیرے
چشم انصاف سے ہو ابر سیہ تاب اُترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اُترا

اک جا کہین مین مثل ریگ روان نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا

اللہ رے جذب الفت یوسف کو چاہ مین سے
باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا

اے زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین
قیمت مین مشک و عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا

پوشاک سرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے
مریخ تیرے آگے اے نوجوان نہ ٹھہرا

تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے
تو صید گاہ مین اے ابرو کمان نہ ٹھہرا

اے چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی
خوش تیرے گھر مین دو دن اک میہمان نہ ٹھہرا

برباد کر نہ ناحق اے باد صرصر اس کو
بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا

عزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ
کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا

پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا

میری ہو خاک پر کی منہ زوری اسنے آتش
ہر دن سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

نہ دل ہوتا ہو جمعیت سے زیر آسمان کھٹکا
درخت بارور مین باندھتا ہے باغبان کھٹکا

بجا یا والئی مین نے سب بیداری ذرا ہر
یقین ہو نیند اڑ جاتی ہے ہوتا ہے جہان کھٹکا

نہ تم بیزار ہو ہم سے نہ ہم بیزار ہون تمسے
محبت کا مزا کیا ہے جب آیا درمیان کھٹکا

زمین کو زلزلہ آیا جو میری بیقراری سے
ستارے کیسے کیسے جھڑ کے کیا کیا آسمان کھٹکا

در و دیوار کو دیکھا جو دزدیدہ نگاہون سے
مری آنکھون سے اسکو مین نہایت پاسبان کھٹکا

بدی کس روز اس گلرو نے شرط دوستی مجھسے
سنو ز آنکھون مین دشمن کے ہین کانٹا سا کہان کھٹکا

رہے انسان شب بیدار دنیا کے خرابے مین
مسافر کو ہو اس ویران سرا کے درمیان کھٹکا

خدا حامی ہے اپنے بندۂ عاجز کا مشکل مین
نہ وان کھٹکا ہے کچھ ہمکو نہ کچھ ہمکو ہے یان کھٹکا

بغل مین لے کے یوسف کو اکیلا وان سے گذرینا
قدم رکھتے ہوے جس راستے مین کاروان کھٹکا

محبت دل نے کی کس بے یقین عیار سے آتش
جو کچھ نیکی بھی ہم کی ہے کبھی وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلین نے بدخشان دہن دکھلایا
مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے
نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے
جامۂ زیبون کو رخ زرد کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پاؤن شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یار دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ بیمار رہا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلا دے گا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا

نوجوان تھے لقا یار کے بوسے لیتے
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا

تا سحر مین نے شب وصل اُسے عریان رکھا
آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا

دل کو ان آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرا سے
سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی جا ہے گا تو اس سے یہ چھوٹے گی آتش
حکم اللہ نے ہے روح کو تن دکھلایا

اپنی زبان کو بلبل اندوہگین جلا — آیا برق نالہ سے قفس آہنین جلا
بھڑکایا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے — گلچین کا ہاتھ آتش گل سے یہین جلا
تو تو بنا کے سرو چراغان نظارہ کر — تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا
میرا جگر جلائے سے کیا ہاتھ آئے گا — اُس در کا پردہ اے نفس آتشین جلا
ہفت آسمان چھنکے جو مرے دود آہ سے — کیا کیا بخار دل سے بخار زمین جلا
مین بھی تو دیکھون گرمی تری شاخ آتشین — مشعل کیطرح سے تو مری آستین جلا
کیا کیا پری اُتاری ہین شیشے مین آہ نے — جن کو بنا فتیلہ سے اپنے یہین جلا
دنیا مین ہمسا سوختہ قسمت کوئی نہین — دیکھا جو اپنا حال دل شانہ بین جلا
لیلےٰ کے زلف سا ہے دھوان کچھ بلند آج — مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا
روئے صبیح یار کا دھوکہ نہ دل کو دے — وہ نازکی کہان نہ مجھے یاسمین جلا
کس لعل آتشین کا ہے دل اپنا شیفتہ — جس پر ہمارا نام کھدا وہ نگین جلا
آہ شرر فشان کا برا ہو شب فراق — لاکھون مکان اس سے ہزارون مکین جلا
لالہ رخون کے عشق مین گل کھا نہ سیم بر — نایاب پوستین ہے نہ یہ پوستین جلا

اندھیر ہے نہووے اگر دلمین روشنی
آتش چراغ کونسے گھر مین نہین جلا

لطیف جان سے ہر اک عضو تن نظر آیا — گذر کے دل سے مرے وہ بدن نظر آیا
ہزار بوسے ہر اک لب کے گنکے لونگا مین — جو غنچہ سا کوئی گل کا دہن نظر آیا
خضر سے راہ وطن کیا سمجھ کے پوچھون مین — مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا
جرس کیطرح سے نالے کرینگے بلبل ہاے — اگر وہ یوسف گل پیرہن نظر آیا
ہوا جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا — سفید رنگ رخ یاسمن نظر آیا
دکھائی آنکھون نے سیر جہان رنگارنگ — قفس کے چاکون سے مجھکو چمن نظر آیا

گرگئی برق جمال اسکی بند آنکھون کو
وہ خلوتی اگر اے انجمن نظر آیا

یقین ہوا کہ ہے ظلمت مین چشمۂ حیوان
شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا

اُڑھائی چادر آب اسکو مین نے رو رو کر
کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا

پیالہ پانی کے دکھلائی ونگے کاسۂ چشم
رُولائیگا جو وہ چاہ ذقن نظر آیا

کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہے جلوہ چہرۂ پر نور کا
چاندنی مین یان اثر ہے مرہم کافور کا

سختی ایام ہے میرے لئے سامان عیش
خشت بالین کو سمجھتا ہون مین زانو حور کا

کچھ نہ حاصل ہوئے کیسی ہی مشقت کیجئے
عشق بازی کام ہے بیگار کی مزدور کا

مین وہ سکشش ہون چمن مین جسکی صورت دیکھ کر
آب ہو جاتا ہے شیرہ دانۂ انگور کا

داغ سینے ہوتے ہین گل کھاتے ہین عاشق ترے
گرم بازار ان دنون ہے مرہم کافور کا

دین نہ ارباب صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج
گوشۂ دامن سے اُجھا جھاڑ کب بلور کا

آکے سینے سے لبون پر دم اٹکتا ہے عبث
ٹھہرنا اچھا نہین جب ہو ارادہ دور کا

پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہون یاد آتا ہے جب
موسم سرما گذرنا بے تکلف عور کا

تشنۂ خون ہی گیا مجھ ناتوان کا تیر یار
گرسنہ مہمان پھرا جاتا ہے بے مقدور کا

ہو نہ اُس لیلے وحشی کا دل دلوا نہ محو
سد مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا

کس کے داغ دل سے محشر مین ملایا جائیگا
روز اک خورشید کو ملتا ہے خلعت نور کا

رنج سے راحت نصیب طبع شیرین کار ہے
بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا

دست قدرت سے بنایا ہے خدا نے قصر تن
دخل ہمارا نہین ہونے دخل ہے مزدور کا

مال موذی سے تنفر آدمی کو چاہیے
سونگھ کر سگ چھوڑ دیتا ہے عسل زنبور کا

عہد پیری مین کرون کیونکر مین ترک جام مے
دفع کرتی ہے صبوحی دردِ سر مخمور کا

صفحہ ہر اک میرے دیوان کا ہے آتش رشک چشم
یان سفیدی بہ سیاہی سے ہے عالم نور کا

دھیان رہنا شرط ہے اُس دلبر مغرور کا
فکر سے نزدیک ہو جاتا ہے مضمون دور کا

منہ نہیں دیکھا ہمارے سینے کے ناسور کا
رنگ اُڑ جائے گا روئے مرہم کافور کا

نرم ہو کچھ تو دل سخت اُس بتِ مغرور کا
کہتے ہیں فریادرس اللہ ہے مجبور کا

بوسۂ لب میں دو چار تیر مژگان دل ہوا
نیش کھلوایا طمع نے شہد کے زنبور کا

دردِ زخم فرقت اتنا خون رُلاتا ہے مجھے
روزنِ دیوار بنجاتے ہیں منہ ناسور کا

سامنے اپنے قصور سے سمجھتا ہوں تجھے
دور بین نزدیک دکھلاتی ہے انسان دور کا

حوصلہ دل کو ہوا جو درد سر کا عشق کے
آنکھوں نے پیدا کیا انسان حسن حور کا

محفل عشرت میں خستہ خاطروں کو چاہیں
تاک میں خوشہ نہ دیکھا زخم کے انگور کا

رنج اُٹھا دے گو رقیب مبتذل محروم ہے
نعمتوں میں خوان کے حصّہ نہیں مزدور کا

کون سے دن سیکڑوں عاشق ترے مرتے نہیں
مشک سے سوداگران ہو آنچل کا نور کا

بادہ کا دھوکہ دیا اُس میں پسینے نے مجھے
ناف ساقی پر ہوا شک ساغر بلور کا

حق تلف حقدار کا ہو دے نہ دور نیک میں
چاندنی میں رزق ہوتا ہے عسل زنبور کا

فی سبیل اللہ ہے ساقی نے کی ہر خیر خم
دست سائل میں پیالہ چاہیے بلور کا

آمد خط پر تو بوسہ کا نکو انکار یار
شام کو ملتا ہے روزینہ ہر اک مزدور کا

سیرے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے
خاک کا پتلا ہے یوسف یار پتلا نور کا

یار کے دل میں کب اس سے راہ پیدا ہو سکے
آہ میں سیری ہے عالم گردن مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو
نام اک عالم میں چینی نے کیا فغفور کا

بوسۂ عناب لب کیجئے نہ عاشق سے عزیز
توڑنا اچھا نہیں ہے خاطر رنجور کا

غلغلہ حرف انا الحق کا ہے قلقل کی صدا
بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہے منصور کا

اُڑ کے آتش سے کہاں مضمون عالی جا سکے
شاہ تیر انداز کب چرکا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہے اُس دلبر کا
یہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش میں تصور ہے اجل
غفلت انجام ہے جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اس رخ رنگین کے نظارے سے لگی
پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا

جوش وحشت ہے پئے قطع تعلق مقراض
سنگ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہے قدر
عدم آب سے ارزان ہو بہا گوہر کا

عاشقون سے طلب بوسہ کہان جاتی ہے
مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

آفت جان ہر فرومایہ کو طاقت ہوتا
چوب کو تیر کی ملنا ہے قیامت پر کا

چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق
سقف کو توڑتا ہے دود مرے مجمر کا

نالہ عاشق دل سوختہ ہے آفت جان
بھڑکے خوب آگ جہان ڈھیر ہے خاکستر کا

دشمن ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ
زخم شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا

عہد طفلی ہی سے ہے مشق تواضع لازم
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوب تر کا

خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا
موج چشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا

کیا اثر ہو مری آہون سے بتون کے دل مین
صدمہ کھینچے نہ رگ سنگ کبھی نشتر کا

آخر کار کیا ہے اُسے مستی نے خراب
ہو سکا ضبط نہ آدم سے مے کوثر کا

جانہ دے آتش اگر اہل جہان تجھ سے پھرے
مرد پیچھا نہ کرین بھاگے ہوے لشکر کا

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا
جو پہنی پھولون کی بدھی تو درد شانہ ہوا

شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا
اُڑایا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا

شب اُس سکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا

نہ زلف یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی
ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

تونگرون کو مبارک ہو شمع کافوری
قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا

گناہگار ہین محراب تیغ کے ساجد
جھکایا سر تو ادا فرض پنجگانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
اُدھر تو آنکھ بھری دم ادھر روانہ ہوا

دکھا دے زاہد مغرور کو بھی اے صنم آنکھ
جمال حور کا جا سے سوا فسانہ ہوا

بھرا ہے شیشہ دل کو نئے محبت سے
خدا کا گھر تھا جہان وان شرابخانہ ہوا

ہوائے تند نہ چھوڑے مرے غبار کا ساتھ
یہ گرد راہ کہان خاک آستانہ ہوا

خدا کے واسطے کر یار چین ابرو دور
بڑا ہی عیب لگا حسن کمان مین خانہ ہوا

ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون
لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہ ناز بتان سے نہ چشم زخم بھی رکھ
کسی کا یار رہین فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا طپش دل نے آخر اوس کو بھی
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے تپتا اگر کوئی گھوڑا
سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا

زبان یار خموشی نے میری کھلوائی
مین قفل نکلے کلید در خزانہ ہوا

کیا جو یار نے کچھ شغل برق اندازی
چراغ زندگی خضر تک نشانہ ہوا

رہا ہے چاہ ذقن مین مرا دل وحشی
کنوئین مین جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو
یہ بیکسون کے مزارون کا شامیانہ ہوا

نہین ہے مثل صدف مجھسا دوسرا کمبخت
نصیب غیر مرے منھ کا آب و دانہ ہوا

حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھولتا ہے یار
کہان سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا

دکھائی چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قید خانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

درد دل سے اسقدر کاہیدہ مین غمگین ہوا
جسم زار آخر کو تار بستر و بالین ہوا

دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
آہ کا سایہ بھی ہم پر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے خونکی بو ہمین آتی ہے تجھسے اے نسیم
ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

دم بھی اس مہمان سرائے دہر مین لینے نہ پائے
آتے ہی یان توسن عمر روان پر زین ہوا

مرگیا سنتے ہی اسکے نالۂ مرغ سحر
وصل کی شب میرے حق مین سورۂ یٰسین ہوا

بل بے بے تاثیر کر دیتا لب تیشہ کو بند
خون ہی ہونا ترا اے کوہکن شیرین ہوا

عاشقون کے مرغ دل کے خون ناحق کے لئے
پنجۂ مژگان جانان پنجۂ شاہین ہوا

روز اول سے دل بیتاب میرے ساتھ ہوا
صورت سیماب میں پیدا ہی بے تسکین ہوا

خرد نیک انسان عاقل ہو بزرگ بد نہ ہو
شور دریا سے ہے بہتر چشمۂ حب شیریں ہوا

ناز کیا کیا کچھ کیے اس پادشاہ حسن نے
عاشقوں کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا

عطر ساز آئے جو اس گل پیرہن کو دیکھنے
عنبر سارا وہ گیسو خال مشک چین ہوا

تول دیکھا میں نے میزان خرد میں بارہا
کوہ سے اے نازنیں بھاری ترا تمکین ہوا

آسمان تک اڑ کے پہونچے تھے ہمارے چند اشک
کہکشاں اک صف اک صف ہیں سے پروین ہوا

ٹاٹ بھی ملنے کا مرقد میں ہمیں کل بہر فرش
خوش نہ ہو گو آج بندہ صاحب قالین ہوا

منھ دکھا اتوا سے اللہ رے تسکین جان
دل کی بیتابی سے عاجز آتش مسکین ہوا

خوشی ہوتے ہیں ناداں پہنکر کمخواب کا جوڑا
کفن ہے عاقبت اس عالم اسباب کا جوڑا

شعاع حسن سے پوشاک کا عالم دگرگوں ہو
تمامی کا ہیں اس فتنۂ احباب کا جوڑا

ہمیں کچھ قدر اسکی صاحب اکسیر کے آگے
ہوس سے بنے ہر چند آب و تاب کا جوڑا

شب فرقت ہوا عنقا الٰہی روز محشر تک
جدا ہووے نہ جفتک کی طرح سرخاب کا جوڑا

پھٹے کپڑے گزیں اس سے ہم بہتر سمجھتے ہیں
اگر اترا ہوا ہوئے تن نواب کا جوڑا

فسونگر کوئی ان مطرب بچوں سے کیا فزوں ہو
سر مجلس اترواتے ہیں شیخ و شاب کا جوڑا

حنا کا رنگ بھی ہو بار حسن نازک طبیعت پر
بھلا پہنے وہ کیونکر پاؤں میں جراب کا جوڑا

شب فرقت میں کافر ہوں جو میری آنکھ جھپکی ہو
عبث بہتان غش نے آکے مجھ پر خواب کا جوڑا

لگاؤں ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے اے آتش
ستاروں کا وہ پائے مہر عالمتاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو اے گل رعنا دکھلا
پتلیوں کا کسی ناداں کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردش چشم بھی اے نرگس شہلا دکھلا

آسمان اور زمیں کا ہے تفاوت سر چشم
اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

اے جنوں تجھ سے مری آنکھ جھپکنے کی نہیں
قید خانہ تو دکھایا مجھے صحرا دکھلا

قلزم عشق مین کبتک رہون اے حسن تباہ
لب دریا جو نہین تو تہ دریا دکھلا

چوٹی اس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ چلنے لگی
صبح محشر بھی بھر اب اے شب یلدا دکھلا

باغبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی
ایک تو مجھکو قد یار کا بوٹا دکھلا

ایک مدت سے ہون آفت طلب اے گردش چرخ
کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا

کالے کوسون نظر آتی ہے ولا منزل گور
آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا

عاشقون سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی
روے خورشید قیامت کو کف پا دکھلا

دھیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے
کہتی ہے فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا

چرخ نیلی ہے بہت اپنے شفق پر نازان
لب بام آن کے تو بھی کف پا دکھلا

بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہے
یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

آنکھون سے اس پری کے دل ناتوان گرا
شیشہ ہمارے طاق سے اے آسمان گرا

چشم پر آب نے تن خاکی کو ڈھا دیا
سیلاب کی رسائی ہوئی جب مکان گرا

منڈلا رہی ہین کیون یہ ہما چیل کی طرح
شاید دہان سگ سے مرا استخوان گرا

جلتا ہے کیا اکڑ کے ابھی سے دم خرام
سر کس کا تیرے پاؤن پر اے نوجوان گرا

گلچین کب اسکے بوجھ سے خم شاخ گل ہوئی
الزام رکھیے تو نہ مرا آشیان گرا

نکلی نہ جان زار فراق بتان مین بھی
کہسار سے لپٹ کے نہ مین ناتوان گرا

بجلی وہ کر خرمن مرغ چمن شبا
جو خشک ہو کے شاخ سے برگ خزان گرا

حسرت مین خواب وصل کی بیخودی رہی
پہرون ہی مجھکو ہوش نہ آیا جہان گرا

دیکھا تھا کیون ان آنکھون نے آتش ذقن کا چاہ
لے کر مجھے کنوئین مین دل خستہ جان گرا

منتظر تھا وہ تو جستجو مین یہ آوارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا

ہے جو حسرت تو سراپا چشم ہونیکی ہمین
حاصل اس آئینہ خانہ مین فقط نظارہ تھا

جب شب مہ مین چکور اڑتا ہے مرجاتے ہین ہم
تپلیون کا اپنی بھی تارہ کوئی رخسارہ تھا

کھول کر دل جب میں روتا تھا فراق یار میں
چشم تر منبع تھی ہر موئے مژہ فوارہ تھا

سیل گریہ نے یہ کس کے دی سمندر کو شکست
جو حباب آیا نظر اک واژگوں نقارہ تھا

ایک شب تو وصل جاناں کی تواضع اے فلک
چار دن مہماں تیرے گھر میں میں بیچارہ تھا

روز و شب کے حال کا لکھتا تھا پرچہ روز و شب
کاتب اعمال میری ڈیوڑھی کا ہرکارہ تھا

پیٹتا سر اپنے ماتم میں عزیز و یار کا
قلعۂ کنج لحد کی فتح کا نقارہ تھا

عہد طفلی سے جنون عشق کامل ہے شفیق
شاخ نخل بید مجنوں سے مرا گہوارہ تھا

جان شیریں مرد جوئے شیر میں تیشہ کو دی
حوصلہ سے اپنے باہر کوہکن بیچارہ تھا

حالت دل کو بیاں کرتا کسی سے میں تو کیا
عشق میں اک مصحف رخسار کے سیپارہ تھا

یہ ہوا ظاہر انا لیلی مجنوں سے ہمیں
اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

حال اپنا اے صنم اپنی جدائی میں نہ پوچھ
سینہ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

کوچۂ قاتل میں جب شوق شہادت لے گیا
سر نہ تھا گردن پر اپنے بار صد پشتارہ تھا

لوٹتا تھا اس میں بدخوئی سے میں مانند شک
شوخی طفلاں سے جنباں مرا گہوارہ تھا

شان عشق اولی ہے مجنوں دو دماں عشق سے
ناخلف ناقابل و نالایق و ناکارہ تھا

اہل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا میں ہوں
مردم دنیا نمک تھے میں دل صد پارہ تھا

گل سے خوش رنگ ہر اک داغ بدن مجھکو دیا
آتش عشق نے بنجار چمن مجھکو دیا

عاشق مردہ ہے شاید کہ چراغ مردہ
نہ تو رویا کوئی مجھکو نہ کفن مجھکو دیا

زخم کاری نے کیا بند زباں کو میری
زخم نے پنبۂ بے زخم دہن مجھکو دیا

گردش چرخ نے غربت میں بھی پہونچایا رزق
جائے ناں داغ عزیزان وطن مجھکو دیا

بوسہ لب نے ترے وصل کی شب اے محبوب
حاصل ملک بدخشان و یمن مجھکو دیا

زلف واں افعی ہو یاں داغ جگر مہرہ ہی
حسن نے سانپ اسے عشق نے من مجھکو دیا

جا کے اس غمکدہ سے یاد کروں گا میں بھی
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجھکو دیا

میوہ خوردن میں ترے میں بھی ہوں اے نخل امید
تو نے عناب لب و سیب ذقن مجھکو دیا

دے کے اک بوسہ خالِ لبِ شیرین ای دوست
تو نے سو نافۂ آہوئے ختن مجھکو دیا

دم نکل جائے گا اُس زلف کے سودے مین مرا
سونگھنے کو جو کبھی مشکِ ختن مجھکو دیا

حُسن نے تشنۂ دیدار بہت جب پایا
ڈوب مرنے کے لئے چاہِ ذقن مجھکو دیا

لعب بازی کی بھی حسرت نہ رہی ای آتش
میرے اللہ نے بازیچۂ تن مجھکو دیا

آئینہ رُخ کا دکھا کر دم کو آنکھ اوپر اٹھا
سکہ بٹھلا یار اپنا نقشِ اسکندر اٹھا

سایہ دل جلتا تھا زیرِ خاک میری قبر سے
شب کو شعلہ بیشتر دن کو دھوان اکثر اُٹھا

سامنے ہوتی نہین اُس شمع رُو کے اپنی آنکھ
اے ہما محفل سے پروانہ کی خاکستر اُٹھا

یار نے مُنھ دیکھکر آئینہ توڑا وقتِ صبح
بدمزاج انسان ہوتا ہے جہان سوکر اُٹھا

مثلِ عنقا نام تو مشہور عالم مین رہا
گو کہ اس میلے سے مجھ آزاد کا بستر اُٹھا

اے دلِ دیوانہ صابر کو خدا رکھتا ہے دوست
اُف نکر داغ حسینان پری پیکر اُٹھا

اپنی آنکھون مین وہی گو نازنین ہے اے صنم
لعل اٹھا اب زور پیدا کرکے یا گوہر اُٹھا

جبر کر بے اختیارون پر نہ اے برقِ سقر
سبزہ کی گورِ غریبان سے نہ تو چادر اُٹھا

ہو گیا دنیا ہی مین گردن کشی کا انتقام
پائے قاتل پر سے جھک کر پھر نہ اپنا سر اُٹھا

تشنۂ دیدار مجھسا دوسرا کوئی نہین
سب سے پہلے مجھکو اے ہنگامۂ محشر اُٹھا

دل مین قاتل کے مرے شوقِ شہادت کا ہے نقش
سرنگون پایا مجھے جب کھینچکر خنجر اُٹھا

چارپائی لے کے آئے یار ہنگامہ ہوا
کیا کہون مین بیٹھکر اُس کوچہ سے کیونکر اُٹھا

صدمۂ رنجِ خمار آتش کہانتک سہیجے
شیشہ و ساغر برائے ساقیِ کوثر اُٹھا

مین نے عریان تجھے اے رشکِ قمر دیکھ لیا
دیدہ و دل کو جو تھا مدنظر دیکھ لیا

نزع مین یار نے صورت نہ دکھائی مجھکو
دشمنِ دردست کو ہنگامِ سفر دیکھ لیا

لے گئی وحشتِ دل گورِ غریبان کی طرف
ہمنے یارانِ گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا

خون کیا غیر کے دل کو مری جانبازی نے
یار نے جبر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا

دہن یار ہے اک شعر کسی دن نہ سنا | ہمنے اس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا
بھر گیا دامن نظارہ گل نرگس سے | آنکھ اٹھاکر جو کبھی تو نے ادھر دیکھ لیا

رو برو ہنسنے لگا آئینہ آتش شب و روز
یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا

برق خرمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا | حوصلہ باقی نہین ہے آسمان فریاد کا
شوق دید رخ نے کھلوایا ان آنکھون کا [illegible] | الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا
عرصہ محشر مین جانے ہی جہنم مین پڑا | اور الٹے یان ارادہ تھا مجھے فریاد کا
دیکھکر مجھکو اکڑتے ہین بہت بالا بلند | کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا
قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو ناز | حکم سلطان سے ہے خون ریزی عمل جلاد کا
دل نہین چلتے ہین کج طبعون سے ہرگز راست باز | چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا
زال دنیا تنگ کرتی ہے نہایت ہی مجھے | ہے مگر اس بیسوا کا کیا بدن فولاد کا
دوستی بھی نظر آتی نہین محبوب سے | ناز یان اٹھتا نہین دان شغل ہے بیداد کا
اسقدر ایذا ہمین دی ہے بتون کے عشق نے | حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا
قامت موزون سے قصد آگے نکل چلنے کا ہے | تاڑ سے نامین گے قد اک روز ہم شمشاد کا
دام مین لاکر گیا جب بن چھری اسنے حلال | باغبان بھی ہو گیا عاشق مرے صیاد کا
ضبط جوش گریہ سے کرتا ہون اشک آنکھون مین بند | گرد مون دشمن ہون لیکن سیل کی بنیاد کا

یاد دور افتادگان ہے آتش اس بت سے بعید
دھیان کب مولا کو آیا بندۂ آزاد کا

آشیانہ ہو گیا اپنا قفس فولاد کا | آب و دانہ نے دکھایا گھر ہمین صیاد کا
حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا | روئے گل بھولے جو منھ دیکھے مرے صیاد کا
گردش چشم بتان سے ملگیا ہون خاک مین | آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا
وصف چشم حور کرتا ہے خدا قرآن مین | گلشن فردوس مین بھی دخل ہے صیاد کا
رہ گیا تسمہ جو گردن مین لگا تو رہ گیا | کھینچکر دامن ہمین کیا دل توڑتا جلاد کا

بارِ عشق اُسنے اُٹھایا اور سیلی کی نہ آنکھ
حوصلہ تو دیکھو مشتِ خاکِ بے بنیاد کا

شوخِ مہندی سے گنہگارون کے خونکا رنگ ہو
ہاتھ ملوانا ہمین منظور ہے جلاد کا

بے نوایانِ محبت پر گمان بد نہ کر
چار ابرو سے بھی یان دل صاف ہی آزاد کا

گرد رہ سے گو سمجھتے ہین مجھے آدم ذلیل
آنکھون مین گھر ہے مری خاکستر برباد کا

قد کشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند
کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا

خاک مین ملوا دیا بے کس کرے بن نے مجھے
شکر ہے کشتہ ہی ہونا خوب تھا فولاد کا

پھوڑنا سر کو ہوا حجت کمالِ عشق پر
تیشۂ فولاد سے جوہر کھلا فرہاد کا

اے پری رو کون ہے تیرا جو دیوانہ نہین
شہرۂ عالم ہے صحرائے جنون آباد کا

قبر پر شیرین لے جاوے اگر انصاف ہو
سنگ چڑھ انشا گرد ہووے کوہکن اُستاد کا

اب بھی او بت آ جو آتا ہے خدا کیواسطے
غم کلیجہ کھا رہا ہے آتش ناشاد کا

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گم نام و نامی کا
یہ لکھواتا ہے خط مولا سے بندہ کی غلامی کا

لہو کا اپنے مثلِ کوہکن مین اب پیاسا ہون
مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا

بلا سے مجھکو ایذا ہو پرائے جوش جنون پہنچے
زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا

کیا گو جان سے مین نے سوز غم پر فکر کرتا ہون
کباب دل مین تو نے نقص تو رکھا نہ خامی کا

گلوئے نالہ کو کرتا ہون وقف تیغ خاموشی
مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا

تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے
نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسی کی حامی کا

حلاوت کچھ تو ہے جو دیکھے اپنی جان شیرین کو
مزا چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا

شکار اپنے ہارے حسن کا شاید کہ کھیلے گا
سیتا ہے مرا صیاد پیراہن دو دامی کا

بسر ہو جائے گی کمل کے سایہ مین فقیرونکی
مبارک اہل دولت کو ہو نگیرہ تمامی کا

ابھی سیف زبان سے لون مین کار ذوالفقار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہو جائے گا
سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائے گا

جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائے گا
بھیک کا کاسہ اُسے دست دعا ہو جائیگا

تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہو جائیگا
زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائے گا

حالت اُسکی اور میرے استخوان کی ایک ہے
شمع کافوری کا پروانہ ہما ہو جائے گا

پیس ڈالا دل کو خالِ عنبرین یار نے
کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہو جائے گا

کیمیا ہے مہربانی صاحبِ تاثیر کی
مِس کیا پارس سے جب آہن طلا ہو جائے گا

بحرِ غم سے پار اُتارے گی ہمین کشتی مے
بادبان ابر اور ساقی ناخدا ہو جائے گا

خون مسلمانون کے کرتے ہو بہت ملکر اُسے
دل سے کافر کے سیہ رنگِ حنا ہو جائے گا

میکشی سے یار کے کیونکر نہ ہو دل کو سرور
نشہ مین اُس کے ہمارا مدعا ہو جائے گا

عیبِ عریانی چھپا کر کیا قیامت کیجئے
اطلس ہفت آسمان صرفِ قبا ہو جائے گا

ضد دلاتا ہے عبث آنکھین چھپا کر مجھکو یار
سوزِ دل سے جسمِ خاکی توتیا ہو جائے گا

اسقدر نازان نہ ہو لے شیخ اپنے زہد پر
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جائے گا

یار نے وعدہ فراموشی جو سب سے کی تو کی
موت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہو جائیگا

وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس نہین صورتِ انسان پیدا

سحرِ وصل کریگی شبِ ہجران پیدا
صلبِ کافر ہی سے ہوتا ہے مسلمان پیدا

دل کے آئینہ مین کر جوہرِ پنہان پیدا
در و دیوار سے ہو صورتِ جانان پیدا

خارِ دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہے
چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا

نسبت اُس دستِ نگارین سے نہین کچھ اسکو
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا

نشۂ مے مین کھلی دشمنی دوست مجھے
آبِ انگور نے کی آتشِ پنہان پیدا

باغ سنسان نکر ان کو پکڑ کر صیاد
بعد مدت ہوئے ہین مرغِ خوش الحان پیدا

اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد
مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

رو کے آنکھون سے نکالون مین بخارِ دل کو
کر چکے ابرِ مژہ بھی کہین باران پیدا

نوحہ زن کنجِ شہیدان مین ہو بلبل کی طرح
آب آہن نے کیا ہے یہ گلستان پیدا

نقش ان کا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا
میرے منہ مین ہوئے تھے کس لئے دندان پیدا

خوف ناخن مردم سے مجھے آتا ہے
گاؤ خر ہونے لگے صورت انسان پیدا

روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے
جسم خاکی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا

بیجا ہون کا گھر شہر ہے اقلیم عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا

اک گل ایسا نہین ہووے نہ خزان جسکی بہار
کون سے وقت ہوا تھا یہ گلستان پیدا

موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

اس کے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا
بے اجل دان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا

کوے جانان مین بھی اب اسکا پتہ ملتا نہین
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا

جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا

نے کشش معشوق مین پاتا ہون نے عاشق مین جذب
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا

واہ رے اندھیر بہر روشنی شہر مصر
دیدہ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

نشہ ہی مین یا الٰہی سکیشون کو موت دے
کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا

اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا
درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا

حسن کھوکر آشنا سے ہوا وہ نونہال
پھول کے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا

رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین
کب شب شیر اتری کسدن درد سر جاتا رہا

فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار
دو ہی دن مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

زیب حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا
خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا

قبائے گل کو پھاڑا جب مرا گل پیرہن بگڑا
بن آئی کچھ نہ غنچہ سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا

نہین ہو جر سینا اسقدر زخم شہیدان کا
تری تلوار کا منہ کچھ نہ کچھ اے تیغزن بگڑا

تکلف کیا جو کھوئی جان شیرین پھوڑ کر سر کو
جو غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا

کسی چشم سیہ کا جب ہوا ثابت مین دیوانہ
تو مجھسے مست ہاتھی کی طرح جنگلی ہرن بگڑا

اثر اکسیر کا مین قدم سے تیرے پاتا ہے
جذامی خاک رہ مل کر بنا تے ہی بدن بگڑا

تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکرین کھائین
چلا جب جانور انسان کی چال اُسکا چلن بگڑا

زوال حسن کھلواتا ہے میوے کی قسم مجھسے
لگا یا داغ خط نے آنکر سیب ذقن بگڑا

رخ سادہ نہین اُس شوخ کا نقش عداوت ہو
نظر آتے ہی آپس مین ہر اہل انجمن بگڑا

جو بد خو طفل اشک سے چشم تر مین دیکھنا اکدن
گھروندے کی طرح سے گنبد چرخ کہن بگڑا

صف مژگان کی جنبش کا کیا اقبال نے کشتہ
شہیدون کے ہوئے سالار جب سے تن بگڑا

کسیکی جب کوئی تقلید کرتا ہے مین رُوتا ہون
ہنسا گل کی طرح غنچہ جہان اُس کا دہن بگڑا

کمال دوستی اندیشہ دشمن نہین رکھتا
کسی بھونرے سے کسدن کوئی مار یاسمن بگڑا

رہی نفرت ہمیشہ داغ عریانی کو پہلے سے
ہوا جب قطع جامہ پر ہمارے پیرہن بگڑا

رگڑ وائین یہ مجھسے ایڑیان غربت مین وحشت نے
ہوا مسدود رستہ جادہ راہ وطن بگڑا

کہا بلبل نے جب توڑا گل سوسن کو گلچین نے
الٰہی خیر کیجو نیل رخسار چمن بگڑا

ارادہ میرے کھانیکا نہ اے زاغ و زغن کیجو
وہ کشتہ ہون جسے سونگھے سے کتون کا بدن بگڑا

امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک
نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا

جہان خالی نہین رہتا کبھی ایذا دہندون سے
ہوا ناسور نو پیدا اگر زخم کہن بگڑا

تونگر تھا بنی تھی جبتک اُس محبوب عالم سے
مین مفلس ہو گیا جس روز سے وہ سیم تن بگڑا

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان جب
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

بناوٹ کیف مے سے کھل گئی اُس شوخ کی آتش
لگا کر منہ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

کسکو مے گلگون سے بے یار کے مطلب تھا
خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا

کیا کہیے کٹی کیونکر اے بت شب تنہائی
اللہ غنی گاہے گہ نعرہ یارب تھا

غماز سے خلطہ ہے اس بت کو تو کیا غم ہے
درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی
ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا

کیا تلخ کیا اس نے اس عمر دو روزہ کو
زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا

ابتدا جو ہوا اس خال و گیسو سے تعجب ہے
خون شہدا سے تھی اُس پر جو شفق پھولی
اُس قدِ کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو

وہ افعی بے دندان بے نیش بہ عقرب تھا
سہ دوش کبود چرخ اُس ترک کا مرکب تھا
اک مصرع موزون مین سو بیت کا مطلب تھا
اولیٰ تھا یہی میرے حق مین یہی انسب تھا
تھا داغ سفید اپنی آنکھو نمین جو کوکب تھا

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اُسے مارا
مین اور رقیب آتش یکجان و دو قالب تھا

بچھڑے گا جھگڑا کر اس کو اے قاتل نہ ہن لڑکا
شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر
زوال حسن ہے عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
عجب محبوب باشوکت ہے اے باد بہاری تو
جو جا ہے سینۂ روشن تو سوز عشق پیدا کر
زلیخا کو دکھا اے آسمان تصویر یوسف کی
بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہے
سبک سمجھو نہ آہ عاشق شیدا کو بیدردو
روا رکھ کلفت ایام مین بھی قدر نیکون کی
خزان کے جور سے ایمن بہار فکر رنگین ہے
گل و بلبل کی حالت پہ بجا ہے گریۂ شبنم
دکھا نیگو نہ زور اپنا اکھڑ ین خاک کے تپلے
چھپے ہین حلقہ گیسو جو اُس رخسار روشن پر
بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا
نگاہ خشمگین آگے کہان تھی دل جلانے کو
دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو

تو فا داروں کے خون کا داغ کیا دھتیا ہے کپڑے کا
شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہے نور کا تڑکا
بہار باغ ہوتی ہے خزان موسم ہے پت جھڑ کا
صدائے خندۂ گل ہے سواری کا تری کڑکا
شعاع مہر ہر اک تار ہے مشعل کے گودڑ کا
یہ دل دیوانہ ہے حسن کا پری پیکر ہے وہ لڑکا
قلم ہے شاعروں کا یا کوئی ہے رہرو بے بیھڑ کا
اگر کی بو دھوان دیتا ہے اس تلیا نکے گلڑ کا
پھٹے کپڑوں مین بھی انکو سمجھ لے لعل گودڑ کا
حسین کا اپنے صرصر سے کبھی تنبا ہنیں کھڑکا
اسے گلچین کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا
رگ جان زمین ریشہ ہے ہر اک پیڑ کی جڑ کا
بغل مین ظلمت شب نے لیا ہے نور کا تڑکا
جوانو مین جوان بڈھو ینمین بڈھا لڑکو نمین لڑکا
سمجھ کر عاشق شیدا مجھے وہ شعلہ رو بھڑکا
قفس کی تیلیان ٹوٹین گی یہ طائر اگر پھڑکا

ترے فیلِ فلک رفعت سے تھا وہ لیکہ وابستہ
کمیتِ خامۂ مضمون سواری سے بہت بھڑکا

لئے رہتا ہے زر مٹھی میں میرے مول لینے کو
وہ بلبل ہوں کہ طفلِ غنچہ کا مجھ پہ ہے دم بھڑکا

ہماری قبر سے شاید کہ بوئے شیر آتی ہے
وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہیں بھڑکا

سمجھ لیتے ہیں مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

ہم جب سے دستِ یار میں ساغر شراب کا
کوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا

صیاد نے تسلیِ بلبل کے واسطے
کنجِ قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا

دریائے خون کیا ہے تری تیغ نے رواں
حاصل ہوا ہے رتبہ سروں کو حباب کا

جو سطر ہے وہ گیسوئے حورِ بہشت ہے
خالِ پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا

نو آسمان ہیں صفحۂ اول کے نو لغت
کونین اک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا

اے موج بے لحاظ سمجھ کر مٹائیو
دریا بھی ہے اسیر طلسمِ حباب کا

بچھوائیے نہ چاندنی میں بام پر پلنگ
منحوس ہے قران مہ و آفتاب کا

اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہے
زنجیر میں ہمارے ہو لوہا رکاب کا

حسن و جمال سے ہے زمانے میں روشنی
شب ماہتاب کی ہو تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شبِ وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے میں مجھے نشہ لے گیا
موجِ شراب جادہ تھی راہِ صواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے
دم بند ہووے طوطیِ حاضر جواب کا

لعنت جو زلف سے ہو دلِ داغدار کو
طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا

معمور جو ہوا عرقِ رخ سے وہ ذقن
مضمون مل گیا مجھے چاہِ گلاب کا

پاتا ہوں ناف کا کمرِ یار میں مقام
چشمہ مگر عدم میں ہے گوہر کی آب کا

آتش شبِ فراق میں پوچھوں گا ماہ سے
یہ داغ ہے دیا ہوا کس آفتاب کا

کہتے ہیں عطر جس کو ہے مردم گلاب کا
اے ترک درد ہے تری چھوٹی شراب کا

خط ذبحیو مجھے یار کے ہاتھون مین نامہ ہے
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا

دیکھا ہو تو نے سامنے رکھکر جو آئینہ مونھ
آئینہ برج بنگیا ہے آفتاب کا

کیا کیا تراریے توسن جلاد نے کئے
بوسہ لیا جو مین نے ترے پکر رکاب کا

مشق خرام مین عرق افشان ہے روئے یار
چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا

ساقی کی دور کھینچنے سے رکتا ہو دم مرا
انگور سے خروش آتا ہے کھینچنا شراب کا

حرص دہوا کو سینہ مین غافل جگہ نہ دے
مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا

خانہ خرابی پر کمر موج بندھ چکی
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا

زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا

کرتے ہین سجدہ اُسکی طرف کیا بھلے لوگ
کعبہ ہے نام ایک کنشت خراب کا

رویا کا حال یار کے آگے کہون گا مین
یوسفؑ کے مُنھ سے لطف ہے تعبیر خواب کا

دریا مین ڈال دو مرے رونیکو دوستو
آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا

غنچے کا عقد اُسکو سمجھیو نہ ای صبا
ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا

اُڑتے دکھائی دینگے پرونکی طرح سے تار
کھنچے گا صدمہ دام مرے اضطراب کا

آتش کی آرزو یہی اے شہسوار ہے
اُسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

ہاتھون مین یار کے نہین ساغر شراب کا
دست مسیح مین ہے قدح آفتاب کا

آنکھون مین تیرے چاہنے والونکے داغ ہے
شبنم پسند ہو ویگا حُسن آفتاب کا

دو نعمتین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا

اندیشہ گفتگوے نکیرین کا نہین
رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا

چاہے بحکمت جہل تو تحصیل علم کر
وابستہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا

بے معنی شعر مین نے کسی کا اگر سُنا
اُسپر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا

اُس ترک تک ہو پہنچنے کی تدبیر ہو یہی
تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا

پروانہ سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر
شمعون کو عطر یار نے مل کر گلاب کا

کس ترک نوجوان نے کیا ہے یہ شوق تیر
چھٹتا ہے بازون سے پر اک عقاب کا

حد سے نکل چلا ہے بہت سر یہ پوچھئے
لگتا ہے داغ موئے مژہ کو خضاب کا

خورشید حشر کا جو کیا ہو کسی نے ذکر
دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا

دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا

دریا مین غسل کے لئے اترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

جو چاہین لکھلین کاتب اعمال چار دن
دیکھون گا روز حشر مین کاغذ حساب کا

بیہودہ ہونگے مدعی شور و شر پسند
افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا

آتش کی التجا ہے یہی تجھسے یا علی
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

چمن مین شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا
یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا

ان انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا
سلام جھک کے کرون گا جو پھر حجاب آیا

مین موج ہون لب ساحل ہین آسمان و زمین
کبھی جو جوش مین دریائے اضطراب آیا

اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو
جگایا نالون سے صیاد کو جو خواب آیا

بسر ہوئی مری اوقات آئینہ کی طرح
ملا نہ دانہ جو مجھکو میسر آب آیا

صدائے رعد سے ظاہر ہے برق اندازی
شکار کھیلنے طاؤس کا سحاب آیا

خیال صبح مین سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی
دکھانے آئینہ جبتک نہ آفتاب آیا

شب فراق مین کار محال مجھسے ہوا
اڑی یہ نیند مری قدسیونکو خواب آیا

کسی کی محرم آب رواں کی یاد آئی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

ہمیشہ بلبل و قمری سے بحث نالہ رہی
کسی کمان سے چھٹا تیر مین جواب آیا

شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

ملا ذہین و ذکی ہر وہ طفل ابجد خوان
گیا جو سامنے ملا سر حساب آیا

جو علم چاہے تو ہو اہل علم کا پیرو
کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا

وہ کوہ آتش بت سیدین کا کوہ تمکین ہے
ہزار ہینے پکارا نہ کچھ جواب آیا

کمان ساقی پہ صیاد کا ہوا مجھکو — حضور یار جو لے کر لب شراب آیا
چلا ہے حسن سے جا رہ کو بھول گیا — مراد پر جو ترا عالم شباب آیا
اصول دین جو سنے گوش نے زبان نے کہا — مجھے سوال نکیرین کا جواب آیا
ہماری قبر سے آوے گی یہ صدا تا حشر — یہ مژدہ آیا کہ مجھ پر کوئی عذاب آیا
گلال مل کے ذرا میں رخ منور پر — یقین ہوا یہ مجھے یار کو عتاب آیا
مقام رشک ہے الفت میں طالع طاؤس — ہمیں میں قلہ کہسار سے سحاب آیا
عدم سے ہستی میں جا کر یہی کہونگا میں — ہزار دن حسرت زندہ کو گاڑ داب آیا

محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

ہیچ راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا — مشتعل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا
گیسو دن سا نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا — خال ہندو سے ترے خون مسلمان ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو — گل تازہ کوئی اس باغ میں خندان ہوگا
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سے سیاہ — گوشہ چشم کوئی گوشہ دامان ہوگا
عود کرنے کی نہیں روح نکلکر تن سے — پھر نہ آباد یہ گھر ہوگا جو ویران ہوگا
نالۂ بلبل شیدا میں اگر ہے تاثیر — دست صیاد میں گلچین کا گریبان ہوگا
بوئے مے رکھتی ہے اس میکدہ میں کیفیت — محتسب توڑ کے شیشے کو پشیمان ہوگا
تیری فریاد کا محتاج میں وا ماندہ نہیں — اے جرس میرے لئے قافلہ نالان ہوگا
سایہ میں اس کے مری گور کھدیگی اللہ — اسی پہلو تری دیوار کا احسان ہوگا
آتش عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ — وہ گنہگار ہوں جو سرو چراغان ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگین پر — خار و گل دیدۂ انصاف میں یکسان ہوگا
دست گستاخ میں قزاق کا پاتا ہوں خنجر — ایکدن یار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا
حسن کا خاتمہ تو عشق کا میں خاتمہ ہوں — نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا
بعد میرے نہ گرفتار ملے گا مجھسا — زلف خوبان کا سب حال پریشان ہوگا

بے نیازی سے فریب اے بت عیار نہ دے
ہم نہ مانیں کے خدا صورت انسان ہوگا

اس کے عاشق ہیں زبس فرخ و بزرگ آتش
رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریان ہوگا

ہنگام نزع محو ہوں تیرے خیال کا
مشتاق ہوں فرشتۂ صاحب جمال کا

پیراہن اس جوان نے جو پہنا ہے چھال کا
ملتا نہیں چمن میں مزاج اک نہال کا

آلودہ ہوگیا ہوں کے خون سے ہے تیغ چرخ
نافہموں کو گمان ہے شفق میں ہلال کا

شانہ نہیں گے بعد فنا اپنے استخوان
عقدہ کھلے گا گیسوؤں کے بال بال کا

ہیں سہیل مشتری و زہرہ گوش ہیں
قطب شمال حسن ہے تل تیرے گال کا

کس کس بشر کو لائی ہے دنیا فریب میں
کیا کیا جوان مرید ہے اس پیر زال کا

لاتی ہے واں قضا و قدر مرغ روح کو
یانی جہاں قفس کا ہے دانہ ہے جال کا

امرد پرست ہے تو گلستان کی سیر کر
ہر نونہال رشک ہے یاں خرد سال کا

اکدم میں جا ملوں گا عزیزان رفتہ سے
کیا عرصہ ہے زمانۂ ماضی سے حال کا

سرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہے آشکار
وہ جسم نازنین ہے عبیر و گلال کا

اے دل قضا نہ آئے ادھر کم نکلی نہ باندھ
گولی کا سامنا ہے یہ نظارہ خال کا

بوسہ دئے سے حسن میں ہوگی کمی نہ یار
ہوتا نہیں زکوٰۃ سے نقصان مال کا

وہ چشم ہی نہیں دل وحشی کی فکر میں
ہر ترک کو ہے شوق شکار غزال کا

زنجیر و طوق ہر برس آکر پہنا گئی
دیوانہ ہوں میں باد بہاری کی چال کا

روز سیاہ ہجر میں میرے جلے چراغ
پروانوں کو نصیب ہوا دن وصال کا

رونے کی بدلے حال پہ اپنے ہنسا کئے
پردا ہوا نہ خاطر بیمار ملال کا

دکھلایا بے نقاب جسے بندہ ہوگیا
وہ روئے سادہ نقش ہے صاحب کمال کا

کرتی ہے یاں زبان کریار میں کلام
معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اٹھوں گا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہوں میں یار کے حسن و جمال کا

اُس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا
خنجر زبان بنگئی نیزہ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا
حدِ ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا

بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا
پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا

پیدا کی رفتہ رفتہ رسائی کمر تلک
گیسوئے یار جادۂ راہِ عدم ہوا

اقلیم فقر سایہ نے اسکے کیا خراب
منحوس چند سے بھی ہما کا قدم ہوا

یاد آیا طوف کعبہ مین ہندوستان مجھے
کوئے بتان کا سایہ لباسِ حرم ہوا

بیڑا ہمارے قتل کا کیونکر اُٹھاؤ گے
کسکر کمر بندھی ہے تو دردِ شکم ہوا

وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائے گا
دیکھین گے روئے یار جو آنکھون مین دم ہوا

ٹوٹے ہین لاکھ شیشۂ تیزاب ہر قدم
کانٹون پہ آبلون سے ہمارے ستم ہوا

دنیا مین نیک سے ہے فزون بد کا امتیاز
کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا

شغلِ تصرف آج کس اہلِ نظر کو ہے
ہر آئینہ سکندر و ہر جام جم ہوا

نقشِ دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل
کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا

چرخِ دنی نے داغ کیا اندرِ دل مدام
دستِ بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا

مضمون میرزا منشیِ ملکِ قلم ہے بند
زیرِ نگین نگر عراقِ عجم ہوا

وارستہ خاطری نے کیا داخلِ بہشت
صحرائے بے تعلقی باغِ ارم ہوا

تاریخ تیسری کا مگر چاند یار ہے
جسکو نظر پڑا اُسے اندوہ و غم ہوا

ناگفتنی ہے حالِ بہار و خزانِ باغ
اک زخم ہے کہ خشک ہوا اور نم ہوا

رکھی تھی اکدن اُسکی چھڑی تو نے ہاتھ مین
ہر سال ہر گلاب کا تختہ قلم ہوا

نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ
چھوٹا کمان سے تیر تو ہمسر کرم ہوا

جھکنے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز
قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا

نورانی چہرہ پر ترے ابرو کے نقش سے
محراب بیت کعبہ کا طغرا رقم ہوا

رکھا تھا پاؤن ایکدن اس کج مزاج نے
چین جبین جادہ فشان قلم ہوا

ماتم کدہ ہے اپنا الٰہی کہ بتکدہ
ہر سنگ سینہ کوب تراش کر صنم ہوا

آثار عشق آنکھون سے ہونے لگے عیان
بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا

راحت سے ایکدن نہ ہوا عشق مین بسر
غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا

دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہین قرار
یہ آج کل وہ صاحب طبل وعلم ہوا

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا
یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا

روئے زمین یہ ایسا مین بسمل تپان ہوا
اڑ کر مرا لہو شفق آسمان ہوا

اس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا
ابر سیاہ آہون کا میرے دھوان ہوا

پیری مین مجھکو عشق حسین جوان ہوا
بار دگر کیا دے مین زور کمان ہوا

اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا
کس روز برج ماہ مین فرش کتان ہوا

معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا
افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا

دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہے
گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا

دیکھا جو مین نے اس کو سمندر کی آنکھ سے
گلزار آگ ہوگئی سنبل دھوان ہوا

ملتا نہین دماغ ہی گیسوے یار کا
کچھ ان دنون مین مشک کا سوداگران ہوا

خوش چشمون کے فراق مین کھائے یہ پیچ وتاب
شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤن
جوش جنون مرے لئے تخت روان ہوا

انبوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور
کثرت سے مشتری کی یہ سوداگران ہوا

پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین
پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا

پھینکا گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح
کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا

تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی
استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا

انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع
سمجھے سبک اسے جو کسی پر گران ہوا

اس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہگئی
کانٹے پڑے زبان مین جو بلبل بیان ہوا

اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع
زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا

انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا
بنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا

گردش نے اسکی سرمہ کیے اپنے استخوان
قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی

چکی ہمارے پیسنے کو آسمان ہوا
آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند
آتش زمین شعر سے لسپت آسمان ہوا

جوہر اپنے آئینہ رخسار کا دکھلائے گا
بوسے لیتا ہون لب شیرین کے مین جس شوق سے
لالہ رو کہکر لگاتے ہین گل اندامونکے داغ
کشتۂ مژگان خوش چشمان مردم کش نہ ہو
سے سزوار اہل دولت سے فقیرون کا غرور
کون چھینے بت کو توڑے برہمن کے دلکو کون
راہ مین وقفہ کرے گا جو نہ مثل آفتاب
یہ صدا آتی ہے شور بحر ہستی سے مجھے
طفل کے مانند اس پر رال ٹپکے گی مری
گوشت کھا کر استخوان میری نہ اے صیاد پھینک
گرمی خورشید محشر کیا جلا دے گی ہمین

سبزۂ خط یار کا تنکے مجھے چنوائے گا
فاقہ کش سومن نہ اس رغبت سے حلوا کھائیگا
روز محشر شاعرون کا پوست کھینچا جائے گا
شیر کے پنجہ کے زخمی کی طرح چلائے گا
ہاتھ کو جو کھینچ لے گا پاؤن کو پھیلائے گا
اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھائیگا
پا شکستہ ذرہ ہو مشرق سے مغرب جائیگا
گوہر مقصود اس دریا سے باہر جائے گا
باغ عالم مین مجھے شفتالو لب بھائے گا
دام مین رکھ دیکھ ہمین زندہ ہما ہاتھ آئے گا
ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرمائے گا

پوست اس کا صرف کفش یار ہوگا بعد مرگ
آتش اپنے ہاتھ تیرے پاؤن تک پھیلائیگا

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجائے گا
دسترس انگشت تک اس سیم تن کے پائیگا
چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹکھیلی کی چال
حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین
آسیا کی گردش اور اس کی سکونت ایک ہے
ایک عالم سے رسا سنتا ہون مین مجنون آسے

سبزہ پر اس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا
نقش اپنا خانہ زرمین نگین بٹھلائے گا
پاؤن مین موج آئیگی کباب الیسی ٹھوکر کھائیگا
چشم موسی سے جو دیکھے گا اسے غش آئے گا
سیکڑون دل کو وہ تمکین سے ترے پس جائیگا
میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئے گا

سردی وے کا یہ ہنگامہ نہیں رہنے کا گرم | آتش گل دامن باد صبا بھڑکائے گا
چار دیوار عناصر کی ہے وسعت کس قدر | شش جہت کو تنگ کر دے گا جو دل گھبرائیگا
عرش ہے اس بادشاہ حسن کا تخت رواں | وہ صنم کوتل کبود چرخ کو دوڑائے گا
بعد مردن بھی رہے گا زلف مشکین کا خیال | گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا
خم لگا دے منھ سے ساقی لب تو تر ہو وین مرے | مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی مے لائے گا
اپنی زلفون کے الجھنے سے خفا وہ شوخ ہے | جس نے سیدھی بات کی الٹا اسے لٹکائیگا
مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شریک | اک نہ اکدن ابر آب آتشین برسائے گا
یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے | امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائے گا

آستان یار سے اٹھنے کا قصد آتش کہاں
چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

عیسی سے نالہ درد دل کی خبر نہ کرتا | ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا
دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا | دیوار پھاند جاتا مین درگذر نہ کرتا
زر گر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا | اسم مبارک اس کا جو نامور نہ کرتا
تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا | قاتل ادھر کی دنیا کوئی ادھر نہ کرتا
حسن اس کو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا | خط عاشقون کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا
اے آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو | منھ پھیرتا حد سر سے پھر منھ ادھر نہ کرتا
صندل کو مول لے کر کس کی بلا رگڑتی | مین درد سر کی خاطر یہ درد سر نہ کرتا
آنکھین دکھائین تو نے دیوانے ہو گئے ہم | یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا
آئینہ مین پری سے چہرے کو دیکھئے تو | کیونکر بھلا محبت تمسے بشر نہ کرتا
شیرینی ان لبون کی رکھتا جو تو ہرگز | پانی سے تجھکو پتلا اے نیشکر نہ کرتا
بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران | دو روز ناشگفتہ اک گل ہنسکر بسر نہ کرتا
اے آسمان کفن کے دینے مین دیر کیا ہے | قسمت کے لکھے مین تو شام و سحر نہ کرتا
ملجاتے خاک مین گو سودا زدے بلا سے | زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا

جادو کسن کا اس پر چلتا جو ہے چلے گا ۔ گرد اپنے یہ حصار ہالہ قمر نہ کرتا

بلبل کا عشق حسن گل سے نہین خوش آتا ۔ تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا

تریاق کا ہے جوہر اس جسم سخت جان مین ۔ کالا بھی کاٹتا تو مجھ کو اثر نہ کرتا

اُن دانتون کی صفا کا عالم جو اس مین ہوتا ۔ کس کس کو غرق دریا شوق گہر نہ کرتا

عالم دکھا کے اپنا وہ پنجۂ حنائی ۔ سیرے جو اس خمسہ کو منتشر نہ کرتا

وہ تیر آہ اپنے سینہ مین ضعف سے ہے ۔ جو خانۂ کمان سے باہر گذر نہ کرتا

بخت رسا جو زلف مشکین کی طرح رکھتی ۔ سعدم اپنی ہستی عشق کمر نہ کرتا

مرد فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو ۔ مین ذکر ارّہ زیر شاخ شجر نہ کرتا

لکھتا جو نامۂ شوق اس سیمبر کو آتش ۔ تحریر اُس کو خامہ بے آب زر نہ کرتا

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا ۔ بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا

حُسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق ۔ زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان نہ گیا

واہ رے لوہے کبھی سان کے اوپر چڑھنے ۔ تیغ ابرو نہ گئی غمزۂ مژگان نہ گیا

ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی ۔ ساتھ یوسفؑ کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا

صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے ۔ رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا

اُڑ کے پہونچا مرد جوش جنون سے وان تک ۔ پاؤن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا

روز و شب زلف رخ یار کا افسانہ رہا ۔ ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا

مرغ بسمل کی طرح رقص کرین گے طاؤس ۔ چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا

کون سے دل مین نہین یادرے عشق کا نقش ۔ کس قلمرو مین شہ حسن کا فرمان نہ گیا

صادق القول نہین دوسرا مجھ سا مشکل ۔ شیشہ سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نہ گیا

کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک ۔ کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا

خاک کیا تو نے نہ اُس عیسی نفس کی چھڑکی ۔ باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا

مجھ سا غم دوست نہ ہووے گا کوئی دنیا مین ۔ کون سی مجلس ماتم مین مہمان نہ گیا

اے شرر ہوں معتقد آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزاں نہ گیا

پھوٹ کر آبلوں نے خشک زبانیں ترکیں
تم سے شرمندہ میں اے خار مغیلاں نہ گیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہوں اے آتش
بام تک جس کے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد و ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا

مردہ سے بدتر بس احوال مجھ مجنوں کا تھا
خانۂ زنجیر میں دن رات اک شیون رہا

میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے میں نے ایکدن
نکہت گل پر گماں بوئے پیراہن رہا

آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر ایک
چار دن جس گھر میں تو اے غیرت گلشن رہا

باغ عالم میں ہوا حسن سیہ سے مجھکو عشق
میں وہ بلبل ہوں کہ جو محو گل سوسن رہا

صورت عاشق سے در پردہ اُسے بھی عشق ہے
غرفہ میں جالی رہی دیوار میں روزن رہا

شمع ساں رو رو کے یاد گور میں شب روز کی
جبتلک میرا چراغ زندگی روشن رہا

اسکو یرقان سیہ تو اُس کو ہے یرقان زرد
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا

چہرہ کو اپنے سواروں میں بھی ہم لکھوا چکے
سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا

گرد رہ نے میری اُڑکر اسکی آنکھیں بند کیں
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لئے رہزن رہا

چند روزہ عمر زنجیر تعلق میں کٹی
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا

دم میں دم جبتلک رہا تیری جلو میں اے جنون
میں گریباں چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا

سختی دوران تب خار جنوں نے سہل کی
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا

دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دو دو پہر
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے
دوست جس گل کا رہا میں وہ مرا دشمن رہا

ظہور آدم خاکی سے یہ ہم کو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا

ہنسیں تیرے کرم سے جام مثل برق اے ساقی
مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشہ میں اُتری کہیے یا قالب میں روح آئی
عجب انداز سے آغوش میں وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہوں
ستارہ نیک ہے میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

حنا دیکھی تو بیٹھی چشم تیرے دست نازک تھے
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیاں مے کی بتاں ہند کو ہوویں
جہازوں میں فرنگستان سے آب آتشین آیا

نہ ٹھہرا چار دن کے واسطے اے روح قالب میں
گیا جب اس مکان سے پھر نہیں اس کا مکین آیا

نہایت تشنۂ دیدار ہیں خوب اُسکو چوسیں گے
اگر اپنے لبوں تک کوئی لعل آتشین آیا

یہ جنس دل بقدر اک نظر اس کو دکھا دیں گے
جو کوئی مشتری بازار عالم میں حسین آیا

مشقت سی مشقت کی ہے راہ عشق میں ہم نے
پسینا پاؤں کا کس روز یاں سر تک نہیں آیا

پھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور میں بھیجے
سمجھ زیر زمیں اُس کو جو بالائے زمیں آیا

سگ کو سے شکار اُس کا بتاں خوش نگہ کرتے
نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوئے چین آیا

گریباں تک بھی دامن سے جنوں ہو رہتا اس کا
بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مری آنکھوں سے اُس آئینہ کی صورت نہ دیکھیگا
کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی قبح بین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوئے مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مقصد ہے
گیا خرم جب اُس درگاہ میں اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جواں تنہا نہیں آیا
یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا

گیا شکرانہ آب بقا پی کر اُسے ہم نے
جو اس ظلمت سرا میں لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہو اُس مکان کا جسمیں مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہیں سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کراماً کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

جگہ بدبین نے کی پہلوئے یار رنگ طینت میں
الٰہی خیر کیجیو گرگ یوسف کے قرین آیا

بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوباں کا
دل اپنا نذر لے کر سیکڑوں کرسی نشین آیا

دکھائے جوہر اپنے آئینہ نے فکر رنگین کے
مقر سنکر ہوئے باطل گمانوں کو یقین آیا

نہ ہوگا حسن کا بھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو ناز نین آیا
صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُس کو
زبان پر میرے صدقے ہونے مار یا سمین آیا
نہ دیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہے
غنیمت جان جو بیٹھی نگاہ واپسین آیا
گیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

حسن کس روز ہم سے صاف ہوا
گنہ عشق کب معاف ہوا
لے لیا شکر کر کے ساقی سے
درد اس مین ہوا کہ صاف ہوا
تیغ قاتل پر اپنا خون جسم کر
مخمل سرخ کا غلاف ہوا
زہر پرہیز ہو گیا مجھکو
درد درمان سے المضاف ہوا
خاکساری کی ہو چکی معراج
سینہ اپنا زمین صاف ہوا
کمر یار نے دکھائی آنکھ
مردم دیدہ خال ناف ہوا
وعدہ جھوٹا لکر وہ مرد نہین
قول سے فعل جب خلاف ہوا
فاتحہ کو جو وہ پری آیا
سنگ قبر اپنا کوہ قاف ہوا
اُس کمر کے ثبوت مین عاجز
فکر کر کر کے مو شگاف ہوا
رند مشرب ہون مجھکو کیا ہوئے
مذہبون مین جو اختلاف ہوا
وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور
وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گرد اُس کوچہ کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قد راست کو اپنے نگون کیا
محراب قصر تن کا ہمارے ستون کیا
جامہ سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ ہون
اب کی بہار مین اسے نذر جنون کیا
دیوانے تیرے یون تو ہزارون ہین اے پری
شیشہ مین جس نے تجھکو اُتارا فسون کیا
سمجھ صوفی کے جو نعرے سے حال اُس کو آ گیا
مطرب نے لکڑے سر سے مرے ارغنون کیا
کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف
کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسون کیا
گرگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا
یوسف سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزون کیا

آرائش اہل حسن کو جادو سے کم نہین
بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا

آئی بہار کپڑے لگا پھاڑنے جنون
عاقل نے بسال حال کا اپنے شگون کیا

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مرگیا
شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا

دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر
مثل حباب کاسۂ مے واژگون کیا

مضمون بندھا نہ ہم سے کبھی دلکے داغ کا
بیرون لب زبان سے سوز درون کیا

جو ہر وہ کونسا ہے جو انسان مین نہین
دے کر خدا نے عقل اسے ذو فنون کیا

کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوق بوسہ نے
کیف شراب نے جو وہ رخ لاله گون کیا

آنکھون سے جائے اشک ٹپکنے لگا لہو
آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

فرط شوق اس بت کے کوچہ مین لگا لیجائے گا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لے جائے گا

کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ
ناتوان ہون باد کا جھونکا اڑا لے جائیگا

روتے روتے جان جاوے گی فراق یار مین
اشک کا دریا مرا مردہ بہا لے جائیگا

دل مرا مٹھی مین رکھتے ہو تمھارے ہاتھ سے
چھین کر اکدن اسے دزد حنا لے جائیگا

مصر تک پہونچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف ہو نہین
دست اخوان سے چھٹا تو بھیڑیا لے جائیگا

ایک گل اس باغ کا بوئے وفا رکھتا نہین
سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لے جائے گا

وعدۂ صادق تو عزرائیل سے ہے دیکھیے
اس سرا سے مجھکو کبتک اس سرا لے جائیگا

باغبان گلشن کے دروازے کو کیا رکھتا ہے بند
کون غنچہ کی کلاہ گل کی قبا لے جائے گا

استخوان اجرت مین دینگے ہم نقیرای شاہ حسن
عرضی اپنے شوق کی تجھ تک ہما لے جائیگا

کشتی تن بحر ہستی مین رہی برسون تباہ
یار اسے اکدم مین اس کا ناخدا لیجائیگا

حسن دکھلا دیگا اے بت تجھین شان اللہ کی
تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائے گا

بوسے لیگا دست تیغ قاتل بیباک کے
آتش مقبول اپنا خون بہا لے جائے گا

کیجیے برق تجلی کو اشارا اپنا
لا چکا حسن جہان سوز حرارا اپنا

یادِ خاطر رہی جنبش تری مژگان کو صنم
غمزہ کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا

کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بتِ شوخ
حق تو یہ ہے نہین تقدیر سے چارا اپنا

رنگ زرد و لبِ خشک و مژہ خون آلود
گنہ عشق ہین ہم ہے یہ کفارا اپنا

تیغِ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ ای قاتل
ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دو پارا اپنا

آئینہ صاف ہوا دورِ سکندر آیا
خود پسندون کو مبارک ہو نظارا اپنا

راہ دے صورتِ موسیٰ ہمین بحرِ ہستی
کشتیِ دل سے نہووے گا گذارا اپنا

زیرِ دیوار ہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ
ہم زمین پر ہین فلک پر ہے ستارا اپنا

بحرِ ہستی مین یہ طوفان ہے علم چھٹنے سے
غوطے کھلواتا ہے ساحل سے کنارا اپنا

صبحِ محشر بھی نہ ہون خواب لحد سے بیدار
منہ نہ دکھلائے ہمین عمرِ دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیلِ سخن ہے آتش
اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورتِ پیرہنِ تنگ نکل جاؤن گا

وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا

شامِ ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح
منہ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا

کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
نافِ معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

شبِ ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے
بچہ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا

کوچۂ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ
پاؤن تھک کے ہون ہر چند کہ شل جاؤنگا

ضبطِ بیتابیِ دل کی نہین طاقت باقی
کوہِ صبر اب یہ صدا دیتا ہے ٹل جاؤنگا

طالعِ بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھ کو
تیری حسرت ہی مین اے حسنِ عمل جاؤنگا

چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
حال دلپر کفِ افسوس مین مل جاؤنگا

شعلہ رویون کو دکھلاؤ نہ مجھے اے آنکھو
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا

چلتے گل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجھکو
گریبان مین جو ہی آپ کی جل جاؤنگا

حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا
کیا سمجھتا تھا مین دو دن مین بدل جاؤنگا

وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
دیکھکر ہر کون کی صورت کو بہل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج اے آتش
مر کے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

سب خورشید رو نوروز کے دن میہمان ہوگا
خدا کے فضل سے برج شرف اپنا مکان ہوگا

کہین چھُٹ بھی سکے آلائش تن روح سے یارب
کہان تک اس خرابے مین یہ گنجینہ نہان ہوگا

دہن مین تیرے دقت ہوویگی وقت سپند دلکو
تامل موشگافون کو کمر کے درمیان ہوگا

پیمبر کو وسیلہ کر جو قرب اللہ کا چاہے
گذارا بام تک کسطرح سے بے نردبان ہوگا

حواس خمسہ دوری مین کسی کے منتشر ہونگے
فراق دوستان سمجھے نصیب دشمنان ہوگا

عذاب گور سے واعظ نہایت ہی ڈراتا ہے
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

عداوت کی تو کیا حاصل نہ تھا معلوم اخوان کو
نکلکر چاہ سے یوسف عزیز کاروان ہوگا

ہوائے دہر اگر انصاف پر آئے تو سُن لینا
گل و بلبل چمن مین ہون گے باہر باغبان ہوگا

نہین معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا مین
خدا سے کون بندے پر زیادہ مہربان ہوگا

فضیلت خانۂ کعبہ کو ہے سارے مکانون سے
کسی محبوب عالم کا یہ سنگ آستان ہوگا

فرو غصہ کیا جس نے پچھاڑا دیو کو اُس نے
اُسے رستم کہین گے ہم جو ایسا پہلوان ہوگا

قدم بھاری ہمارا ہوگا سیر باغ عالم مین
وہ ٹہنی ٹوٹ پڑے گی جس پر اپنا آشیان ہوگا

نہین اسرار سے آتش یہ تپلا خاک کا خالی
یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیان ہوگا

کمر یار سے کھینچ کر ہوئی تلوار جدا
بھگتا ہون سے کھڑے ہووین گنہگار جدا

مرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جدا
رُوٹھ کر عیسیٰ سے ہوتا ہو نہین بیمار جدا

سُول لے کر ہم اُسے اپنے گلے کو کاٹین
کوئی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جدا

نہین گفتار ہے عالم سے نرالی اُس کی
طرز رفتار الگ بندش دستار جدا

ہاتھ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہے وہ گل
یارب انسان کے گلے سے رہے یہ مار جدا

حق تعالیٰ نے جو چاہا تو دکھا دے گی صنم
زلف سے پیچ تری لٹپٹی دستار جدا

سوزش عشق سے ہووے گی نفاق انگیزی
تنگ کرتی ہے قبا تجھکو نہایت اے گل

شش جہت میں نہیں اُس روئے کتابی کا نظیر
حال دل کہنے سے کٹتی ہے زبان شمع کیطرح

خانۂ یار کا سن رکھ یہ نشان ای قاصد
پیشگی دل کو جو دے لے وہ اُسے تحصیلے

بے بہا حسن کا اُس کے نہ بنے گا سودا
ہو نہ ہمسر تری زلفون سے بنفشہ سنبل

یہی رونا ہے جو ان خانہ خراب آنکھون کا

چار عنصر کو کرے گی یہ تپ حار جدا
بند بند اس کا کرے گا یہ گنہگار جدا

معنیٔ نو ہین ہر اک فقرہ مین دو چار جدا
لب سے لب کیجیو اس بزم مین زنہار جدا

تیرے سایہ سے کھڑی ہو دیگی دیوار جدا
ساری سرکارون سے ہے عشق کی سرکار جدا

میرے یوسف سے کھڑے ہو وین خریدار جدا
کس کے ہر پیچ مین اکدل ہے گرفتار جدا

بام سے در ہے جدا در سے ہے دیوار جدا

زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش
فتنۂ حشر سے ہے یار کی رفتار جدا

بھاتا ہے نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
روان رکھتا ہے خون آنکھون سے ہر اک مہر تاباں کا

یہی جو آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہے
حسینون کو دیا دل جس نے اپنی جان پر کھیلا

گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت

خط شبرنگ حبت ہو گیا جو اُس کی ظلمت پر
لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون یک قلم ہمین

بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہے

عدم کو بازگشت روح ہے اکروز ہستی سے
وہ جانے گا ہماری حالت دل جس نے دیکھا ہے

کھٹکے گا تجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا
شفق آلودہ رہتا ہے ہلال اپنے گریبان کا

جلا ہندو کے مردہ کی طرح زندہ مسلمان کا
روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا

ہمارا محضر خون ہے ہر اک پارہ سکے دامان کا
نہ وہ ہمسنگ ہے لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا

دہان یار کو سمجھا ہین چشمۂ آب حیوان کا
تماشہ قتل گہ کا ہے مطالع میرے دیوان کا

یقین ہے سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہے مہمان کا
بنا ہے نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا

ارادہ بندھ رہا ہے مصر سے یوسف کو کنعان کا
اشارہ ابروے پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا

نہیں کچھ دفتر گل ہی میں لکھی سرگذشت اسکی
شہادت نامۂ بلبل ہے ہر پتا گلستان کا

اٹھادے نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
مرے مرزا منش کی آنکھ میں سرمہ صفاہان کا

کیا ہے خانۂ زنجیر میں چوپا صحرا کو
ہوا ہے دور میں ہر ایک یہ زن سیر زندان کا

پھنسیں ہیں بسکہ دل سوداز دہ کے تیری زلفوں میں
ہر اک موئے رسا پہ اسکے عالم ہے رگ جان کا

عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر رکھتا ہے
بلند اقبال ہے تو آستانہ تیرے ایوان کا

ہوا ہے تیری خوش چشمی کا شہرا اے صنم ہر سو
عجب کیا اڑکے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہان کا

قلمرو حسن عالمگیر کی یہ ربع مسکون ہے
کہ وہ ہفت کشور زمین ہے تابع تیرے فرمان کا

خط نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا
جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

جگر خون پان کھاکر کرچکے لعل بدخشان کا
لہو مہندی جو پھیرا جاتے ہو پنجہ مرجان کا

دل صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوئے پیچان کا
نگہبان افعی سنگین ہے اس گنج شہیدان کا

خدا و پنجتن کے عشق نے ہمیں جگہ کی ہے
نگین دل پر ہے اپنے نقش مہر سلیمان کا

دل اس کا ہے خیال یار اگر تشریف فرما ہو
قدم آنکھوں کے اوپر سر کے اوپر ایسے مہمان کا

فتیلہ اس کا اسکی ناک میں دینا ہوئیں مجنون
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خوان کا

خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
نشان رہتا نہیں ہے نام رہجاتا ہے انسان کا

شب مہتاب میں منھ کھولکر وہ شوخ سوتا ہے
ستارہ آجکل چمکا ہوا ہے ماہ تابان کا

کہاں جاتی ہے یہ ہر چند بھاگے شوق منزل سے
ہمیں آگے ہیں جب پیچھا کیا عمر گریزان کا

خوشا حال اس کا امداد جنون سے جو برہنہ ہے
گریبان گیر ہے کوئی نہ دامنگیر عریان کا

جمال یار نے جو نقش اپنا اسمیں بٹھلایا
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

معطل ہیں المباشن کے بیمار اچھے ہوتے ہیں
فسانہ تیرے عناب لب و سیب زنخدان کا

جبین پر اپنے افشان کو جو اس محبوب نے چھوڑا
کتابی چہرے نے نقشہ دکھایا لوح قران کا

بھرے رہتے ہیں مشتاقوں سے اپنے آنکھیں بھی
ان آنکھوں پر بھی سایہ پڑگیا برگشتہ مژگان کا

ملال آیا اُدھر اُسکو فنا تھا دم ادھر اپنا | بلائے جان خفا ہونا ہے خوش اسلوب انسان کا
رُخ روشن ترا جو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے | سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے مہرتابان کا
زبان سے اُسکے افسانہ دہان یار کا سُنتے | پیمبر سا کوئی ہوتا جو واقف رازِ پنہان کا
اسی سے عاشق اُس محبوب کی فریاد کرتے ہین | شکوہ حسن عالمگیر سے ہے رُتبہ سلطان کا
نشان تیر اُن آنکھون کی محبت نے تپایا ہے | اُدھر پھر جاتے ہین ہم رُخ جدہر پھرتا ہے مژگان کا
کنوئین لبریز مین نے کر دیے ہین ایسا رویا ہون | خیال آیا ہے جو بے آبی چاہ زنخدان کا
چمک جانے سے اس کے بند جو ہو جاتی ہین آنکھین | یہ دھوکا برق دیتی ہے تمھارے روئے خندان کا
سنا کرتا ہون اس کو جھپکا کر پاؤن سے مین مجنون | مری زنجیر کا نالہ ہے افسانہ بیابان کا
کتابی چہرہ کے نظارے سے آنکھین منور ہون | دل احباب کو کھینچے شکنجہ تیرے احسان کا
وہ بوسہ یار دیتا تھا جو دن کو رات پر ٹالا | لیا تھا صبح مین نے نام کس کنجوس انسان کا

بہار آئی ہے سائل ساغر مے کا ہو ساقی سے
چمن سرسبز ہین آتش کرم ہے ابر باران کا

رُخ و زلف پر جان کھویا کیا | اندھیرے اُجالے مین رویا کیا
ہمیشہ لکھے وصف دندان یار | قلم اپنا موتی پرویا کیا
کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر | مین جاگا کیا بخت سویا کیا
رہی سبز بے فکر کشت سخن | نہ جوتا کیا مین نہ بویا کیا
برہمن کو باتون کی حسرت رہی | خدا نے بتون کو نہ گویا کیا
مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا | وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھویا کیا

زنخدان سے آتش محبت رہی
کنوئین مین مجھے دل ڈبویا کیا

گوش زد جس کے تمھاری چشم کا افسانہ تھا | آہوئے مست اُسکی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا
شب جو آنکھون کو خیال گیسوئے جانانہ تھا | پنجہ مژگان کو حکم دست خشک شانہ تھا
خواب مین مجھکو خیال نرگس مستانہ تھا | آنکھ کھولی تو لبالب عمر کا پیمانہ تھا

اے پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا — یہ جو روشن ہی چراغ حسن بے پروانہ تھا

حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین — پردہ مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا

اُٹھتے ہی تیرے دگرگون ہوگیا رنگ نشاط — جام خالی میکدے مین سنگ ماتم خانہ تھا

واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور — جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا

آجکل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین — عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا

نیند اُڑ جاتی جو سنتا یار میرا حال دل — خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا

بحث علم عشق کے قابل نہ تھا دونو مین ایک — کوہکن بے مغز تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا

پردہائے گوش تک سننے کو آجاتی ہی جان — کسقدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا

حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون — آفتاب ذرہ پر در جلوۂ جانانہ تھا

جوہر جام جہان مین حسن کے یہ روشن ہوا — بادۂ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا

لعل لب دونون تھے اے محبوب لعل شب چراغ — دانت تھا جو منھ مین تیرے گوہر یکدانہ تھا

شوق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رو — سیکڑون ہی تودۂ خاکستر پروانہ تھا

مصحف روئے حقیقت کی تلاوت سے کھلا — عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا

ساقیا تعریف تیرے میکدے کی کیا کرون — ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا

بسکہ رکھتا تھا ہر اک آئینہ سے ہیرے کی چمک — جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

واہ ری نیرنگ سازی طلسم زندگی — محو بت آنکھین تھین دل اللہ کا دیوانہ تھا

سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول — بادشاہ وقت زلفو مین تمھارے شانہ تھا

بھول کر تجھکو کسی مشکل مین کرتے یاد ہم — آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بیگانہ تھا

روشنی دل مین تصور سے تھی حسن یار کی — گنج کی دولت سے مالا مال یہ ویرانہ تھا

حسن دکھا عاشق شیدا کیے اللہ نے
ان بتون کو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

عشق کہتے ہین اسے سمجھے ابرو کا — صورت زخم لہو تادم آخر خو کا

نشہ ہین کرتا ہے کار دل وحشی وہ ترک — آتش مے سے لگاتا ہی کباب آہو کا

دم فنا دیکھنے والوں کے کیا کرتا ہے
سیفی عامل کا اشارہ ہے تری ابرو کا

نگہ لطف کی حسرت یہ سکھاتی ہے ہمیں
ڈھونڈھیے سرمہ اُن آنکھوں کے لئے جادو کا

کہتے ہیں سنبل فردوس بھی شاعر اس کو
سلسلہ دُور پہونچتا ہے ترے گیسو کا

رُخ پر نور کے سودے میں مسلمان ہوئے زرد
خال کافر نے لہو خشک کیا ہندو کا

اُس پری رُو نے کھلایا ہے جو سُرمہ اُن میں
پتلیاں آنکھوں کی پتلا ہوئی ہیں جادو کا

کیا کہوں اُس بت چینی کی صفا کا عالم
نام کو دخل نہیں سارے بدن میں مو کا

جان لے گا مری اُس چشم سیہ کا سودا
ڈر چھلاوے کا بھی رکھتا ہے شکار آہو کا

خط پشت لب یار آنکھوں میں پھر جاتا ہے
دل کو لہراتا ہے سبزہ جو کنار جو کا

مصرع قد میں ترے یوں تو ہیں معنی بلند
اک لطیفہ ہے یہ اُس میں کہ ہے دو پہلو کا

کیا کہوں آگئی ہے نیند کس آسائش سے
ملگیا سر کو جو تکیہ ہے کسی زانو کا

سیر گلزار ہستی کی نہ لگا دل بے یار
خار اُس خو کا نہ دیکھا نہ تو گل اس بو کا

سارے نخلوں سے شرافت میں ہو بالا دستی
سرو شجرہ ہے مرے گل کے قد دلجو کا

مادہ ہو باد بہاری سے نہ بلبل کا دماغ
تو اے گل پر جو پڑے سایہ تمھاری خو کا

یہی شوق آنکھوں کو ہے سارے مہینے رہتا
ماہ نو دیکھ کے مُنھ دیکھئے اُس خوشرو کا

سر محفل نہ کہ اُس شوخ سے گستاخ ای شوق
چاہئے خلوت اسے وقت نہیں قابو کا

فکر کے زور سے باندھا نہیں جاتا آتش
ہاتھ آیا ہو جو مضمون بھی کسی بازو کا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا
اے جذب دل جو کچھ تری امداد سے ہوا

مومن سے بہتر اُس کو سمجھتے ہیں اہل دل
کافر جو پیر عشق کے ارشاد سے ہوا

گل پر سے شرف ترا رُخ خوش رنگ لے گیا
قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا

زلفوں کے دام دیکھ کے گل بھول جائیگا
بلبل کا سامنا نہیں صیاد سے ہوا

تیرے الف سے قد نے کیا ہے جسے فقیر
مرشد وہی ہے فرقۂ آزاد سے ہوا

رونا بھلا دیا مجھے ابرو کے عشق میں
خنداں جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

کس کس طرح سے ناز کیے جب ظہور عشق
حسن و جمال یار کی ایجاد سے ہوا

تیغ قضا سے جبکہ نہ دیکھا کہین بچاؤ
باہر کھڑا مین قلعۂ فولاد سے ہوا

اے موت روز حشر کرے گا نہ پھر نمود
نخل حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا

فریاد رس جو داد نہ دے اس کی جو رضا
جس نے سنا وہ عشق مری فریاد سے ہوا

سیر اپنے باغ کی بھی نکرنے دی کفر نے
کار بہشت کوئی نہ شداد سے ہوا

عیسی نفس سے میرے یہ کہیو پیام بر
نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا

تیرے ہی گنج حسن کے سودے مین عہد کو
شوق خرابہ کشور آباد سے ہوا

عاشق کو جنکے قتل نہ کیونکر کرے وہ شوخ
خون بیگناہ کا نہین جلاد سے ہوا

تا کوئے یار اشک بہا کر نہ رہ گئے
نیکی کا اک عمل نہ بد اولاد سے ہوا

کیا کیا گناہگار محبت کیے ہین قتل
کس کس کا سر نگون مرے جلاد سے ہوا

آتش جو بے ستون کو بنایا تو کیا کیا
شیرین کے دل مین گھر تو نہ فرہاد سے ہوا

کشتہ ہون گرم جوشی ہرجائی یار کا
مارا ہوا دل اپنا ہے فصلی بخار کا

نافہمی کی دلیل یہ تکیہ ہے دار کا
منصور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا

بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا
عہد شباب مجھ کو مبارک ہو یار کا

رنگ طلائی رکھتا ہے اندام یار کا
سوئے کمر کو رتبہ ہے سونے کے تار کا

پہونچا دیا عدم شب تار فراق نے
دکھلا دیا سودا ہمارے دیار کا

کرتا ہے مجھسے ابلق ایام شوخیان
پہچانتا نہین مگر آتش سوار کا

خاموشی مین بھی باقی ہے گویائی کا نشان
طوطے کا پر ہے سبزہ ہمارے مزار کا

جلوے سے روئے یار کے ہے دن مین روشنی
ماہ چہاردہ ہے چراغ اس دیار کا

اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
گل چین کے ہاتھ کے لئے کھٹکا ہو خار کا

عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہے سامنے
پھرتا نہین ہے تیر سے منہ اس شکار کا

کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین
نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے مزار کا

اہل صفا کی قدر نہیں کرتے تیرہ روز
روشن ہے حال آئینہ سے زنگ بار کا

چلنا پڑے گا ملک عدم کو پیادہ پا
اس راہ میں نہیں ہے گذارا سوار کا

مطلب نہیں ہے عاشق یوسف سے یار کو
وہ ترک آشنا نہیں زخمی شکار کا

آتش یہ کس کی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
رہتا ہے چار فصل میں موسم بہار کا

داماں زین چھوا ہے جو اُس شہسوار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا

سودا ہوا ہے مُرغ جنوں کے شکار کا
صیاد بن رہا ہوں گریباں کے تار کا

اُس بادشاہ حُسن کے در کا فقیر ہوں
ظل ہما سواد ہے جس کے دیار کا

پیری میں داغ عشق نہ کیونکر عزیز ہو
بے فصل کا ثمر ہے یہ گل بے بہار کا

وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر
آنکھوں کو روگ دے گئے ہو انتظار کا

آتی ہے مجھکو شہر خموشاں سے یہ صدا
تاریک لحد ہے سواد اس دیار کا

فصل بہار آئی کہیں قطع ہو چکے
دامن سے سلسلہ یہ گریباں کے تار کا

دست علی کی ضرب کا جنبش میں ہے اثر
اُن ابروؤں میں معجزہ ہے ذوالفقار کا

بعد فنا ہے کوچۂ گیسو کی جستجو
سودا تو دیکھیو مرے مشت غبار کا

چلتی رہی چھُری تری اے تُرک صید پر
فوارہ چھوٹتا رہے خون شکار کا

گیسو نے قرب آئینہ روئے یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا

پیچھے نہ پاؤں معرکۂ عشق سے ہٹے
تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا

باز آوینگے نہ مر کے بھی صورت کے عشق سے
آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا

پھندے میں زلف یار کے جب سے پھنسا ہے دل
دیتا ہے صدمہ رُوح کو تسمہ شکار کا

بے یار داغ ہوتا ہے لالہ کو دیکھ کر
آتا ہے خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا

پیکر شراب موسم گل میں ہوا میں مست
حاصل کیا پیادہ نے رُتبہ سوار کا

اُس شمع رُو کی بعد فنا بھی ہے جستجو
ہر ذرہ اک چراغ ہے اپنے غبار کا

آتش نہ پوچھ ہجر مین اک نونہال کے
سوز درون سے حال ہے کہنہ چنار کا

کرینگے افترا شاعر قبائے یار پر کیا کیا
بندھین گے باندھنون اُس لٹ پٹی دستار پر کیا کیا

اندھیری رات مین ہوتے ہین صدقے کبک اُڑ اُڑ کے
تمھارے چودھوین کے چاند سے رخسار پر کیا کیا

گیا ہون بعد مدت کے جو مین دیوانہ صحرا مین
پڑی ہے آبلون کی آنکھ نوک خار پر کیا کیا

شب فرقت مین اس کان ملاحت کے تصور نے
نمک چھڑکا ہے زخم دیدۂ بیدار پر کیا کیا

نہ طاؤسون کو یہ طرز روش آئی نہ کبکون کو
قدم مارا نہ کس کس نے تری رفتار پر کیا کیا

سونگھا کر تو نے جو سیب ذقن اچھا کیا اُس کو
ہوا رشک اہل صحت کو ترے بیمار پر کیا کیا

گیا وہ ماہ جو صبح شب وصل اپنے گھر مین سے
اُداسی برسی ہے بام و در و دیوار پیر کیا کیا

ہوا مجھسے نہ عشق اے حُسن کس کس کو زمانے مین
ستم تو نے کئے ہین کافر و دیندار پر کیا کیا

لبون پر مستی دہان کیسے کیسے رنگ لاتے ہین
لپا ہے سُرمہ تیری نرگس بیمار پر کیا کیا

صفا آئینہ کی وہ چہرۂ محبوب رکھتا ہے
پھسلتی ہین نگاہین یار کے رخسار پر کیا کیا

کمان سے دی کبھی تشبیہ ہمنے تیغ سے گاہے
کہی ہین پھبتیان اُس ابروئے خمدار پر کیا کیا

فنا کی جان مصری کے عوض مین زہر کھا کھا کر
موئے طوطی تری شیرینی گفتار پر کیا کیا

چمن مین جا کے رویا مین جو یاد روئے رنگین مین
گری ہے آہ اشکون سے مرے گلزار پر کیا کیا

مٹانے یادگارون کو تری خنجر کے آیا تھا
مرے زخمون نے تھوکا مرہم زنگار پر کیا کیا

جتانے کو جو سنگ آستان سے تو نے گھسیٹا ہے
شہادت خواہ پھڑکے ہین تری تلوار پر کیا کیا

رہی وان بھی طبیعت بدگمانی سے محبت کی
چمن مین گل سے کھٹکا ہو نہین قرب خار پر کیا کیا

ہوا جو گوش زد افسانہ حُسن یار کا آتش
ہماری رال ٹپکی شربت دیدار پر کیا کیا

گلون نے کپڑے پھاڑے ہین قبائے یار پر کیا کیا
حنا پس پس گئی ہے دست و پائے یار پر کیا کیا

کیے ہین شکر کے سجدے جفائے یار پر کیا کیا
رہا ہے دل مرا راضی رضائے یار پر کیا کیا

گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے
لہو کے گھونٹ گھونٹے ہین خلائے یار پر کیا کیا

خیال آتا ہے اُس خوش قد کو جو صورت نمائی کا
ہوئے ہین آئینے حیران صفائے یار پر کیا کیا

جزائے خیر دے خالق انھین پان اور مسی نے
دکھائے رنگ لعل بے بہائے یار پر کیا کیا

کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو پیشتر ہم نے
ہوا ہے رشک صورت آشنائے یار پر کیا کیا

سنبھال رکھا ہے احوال قیامت بینے آنکھون کو
بندھے گی ٹکٹکی اپنی لقائے یار پر کیا کیا

رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا
اُڑے مفلس در دولت سرائے یار پر کیا کیا

کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر
ملین ہین ہمنے آنکھین لپٹ پائے یار پر کیا کیا

کیا ہے اک جہان دیوانہ اسکی جامہ زیبی نے
گریبان چاک ہوتے ہین قبائے یار پر کیا کیا

قبائے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے
ہماری جان نکلی ہے ادائے یار پر کیا کیا

اُٹھانے دی نہ آنکھ اور شب وصل اس پری رو کو
چڑھا ہے جن مری ضد سے حیائے یار پر کیا کیا

نہین آئیگا میرے بعد شانہ کا خیال آتش
پڑینگے پیچ گیسوے رسائے یار پر کیا کیا

معاف ہووےگا جو کچھ کہ ہے قصور ہمارا
گناہ بخشے گا اللہ ہے غفور ہمارا

ترے جمال کے نظارے سے ہوئے ہین یہ روشن
زبان جو ہو کہین آنکھین تو ہو نور ہمارا

عدم سے شوق تمھارا کشان کشان ہمین لے آیا
کہو تو شب نہین رہ جائین گھر ہے دور ہمارا

اندھیری رات مین نکلے تو نور روز ہو شب مین
چراغ خانہ ہے وہ رشک شمع طور ہمارا

شراب عشق نہ اک قطرہ بھی ٹپک کے بہے گی
ہزار شیشۂ دل ہووے چور چور ہمارا

قرار کرتے ہین صورت سے تیرے دل کی جو غم ہین
نشاط و عیش ہمارا ہے تو سرور ہمارا

مآل کار کا دھیان آ گیا کمال ہی ڈر سے
گذر ہوا جو کبھی جانب قبور ہمارا

سمایا دیدۂ مشتاق مین وہ غیرت یوسف
پسند کس کو کیا واہ رے شعور ہمارا

کھلا یہ آپ کی آرائش جمال سے صاحب
حنائی ہاتھون سے خون ہو گا بے قصور ہمارا

گئے جو ذرون مین اے رشک آفتاب تو اپنے
بہت ہی مرتبہ اتنا ترے حضور ہمارا

تمھارے تکیہ سے یہ عرش پر دماغ ہے اپنا
تمھارے لطف و کرم سے ہے یہ غرور ہمارا

بہشت مین بھی نہ بے یار کے لگے گی طبیعت
مزاج پھیر سکے گا نہ حسن حور ہمارا

یہ حسن و عشق سے رسوائے عہد گر ہوئے ہم تم | یہ گناہ اس مین تمھارا نہ کچھ قصور ہمارا

جو ساتھ چلنا ہے آتش تو باندھیے کمر اپنی
سفر زیارت کعبہ کو ہے ضرور ہمارا

مزا صیاد لوٹین گے ہمارے شعر موزون کا
رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیت موزون کا
چمن آئینہ ہے گل عکس ہے رخسار گلگون کا
تری دیوار کے سایہ کو مین سر پر سمجھتا ہون
زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھون کی وہ کرتے ہین
کہن سالی مین بھی الفت وہی ہے نوجوانون کی
زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجیے کیفیت
لب جان بخش کی جنبش پہ ایما ہے اُن آنکھون سے
نگہ سیری نہین مد نظر پر غیر کے پڑتی
قرار اس کو نہین آتا ہماری بیقراری سے
سیہ شوخی سے اپنی ہو کے مفلس اُس پہ پڑ گئی
تلاش اے نو گل خندان ہے تیری جسقدر مجھکو
بنایا صبح سے تا شام اُن کو آئینہ رکھکر
محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے
نشاط و عیش کا سامان ہے تجھ بن مرگ کا سامان
چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے
نہایت دل مرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہے
گھلا دے ہڈیان سوز فراق یار جب چاہے
بنایا ہے زلس حکمت سے اپنی دست قدرت نے
جنون نے چل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا

نشیمن ہے قفس ہے آشیان ہے مرغ مضمون کا
نہ ایسا طاق کسریٰ تھا نہ قصر ایسا فریدن کا
رہا جو سرو پر چھاوان ہے تیرے قد موزون کا
جو دھیان آتا ہے خوش اقبالی بخت ہمایون کا
لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
وہی عشق آج تک ہے مجھکو حسن روز افزون کا
بہار آخر ہے چلتا دور ہے صہبائے گلگون کا
تمھارے اور اپنے فرق ہے اعجاز و افسون کا
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا
حنا پیدا کرے گی رنگ مجھ سودائی کے خون کا
نہو گا اسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا
بلا سے اس مین سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا
زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارون کا
صدائے چنگ گولی تیر ہے آوازہ قانون کا
نسیم صبح سے آگے قدم ہو اُسکے گلگون کا
قضا دکھلا چکی منھ مجھکو میرے تشنۂ خون کا
سگ لیلی کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا
وہ رخ جوش صفا سے رشک ہے قلب فلاطون کا
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

مزا ملتا نہین نعمت سے اپنی بدنصیبون کو
نہ دیکھا لالۂ داغی کو اکدن نشہ افیون کا

صفا کے واسطے منجن وہ بت دانتون مین ملتا ہے
خدا حافظ ہے آتش آبروئے درمکنون کا

تری زلفون نے بل کھایا تو ہوتا
ذرا سنبل کو لہرایا تو ہوتا

رخ بے داغ دکھلایا تو ہوتا
گل لالہ کو شرمایا تو ہوتا

چلے گا کبک کیا رفتار تیری
یہ انداز قدم پایا تو ہوتا

نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم
قیامت قد ترا لایا تو ہوتا

بجا لاتے اسے آنکھون سے اے دوست
کبھی کچھ ہم سے فرمایا تو ہوتا

تری صورت سے ہنسنا تھا نہ لازم
گلون نے منھ کو بنوایا تو ہوتا

اکڑنا بھول جاتے سرو و شمشاد
یہ قد بوٹا سا دکھلایا تو ہوتا

کہے جاتے وہ سنتے یا نہ سنتے
زبان تک حال دل آیا تو ہوتا

صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو
نہ گڑ جاتا تو پتایا تو ہوتا

سمجھتا یا نہ اے آتش سمجھتا
دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا

سامنا تجھسے جو اے ناوک فگن ہو جائیگا
جو کڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا

نام تیرا حسن کو ورد اے گلبدن ہو جائیگا
غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائے گا

موسم گل مین بدن کو کپڑے پھاڑے کھائینگے
دھجیان لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا

حسن کا عالم دکھا دے گی مجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا

عشق شیرین مین عبث دونون کو ہے آپس مین رشک
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہو جائے گا

خلعت شاہی نہین اے بوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اس کو یہ جامہ کفن ہو جائیگا

بعد مردن بھی رہے گا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا

ہمکنار اکدن مری تمثال ہو کے یار سے
آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائیگا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن درویش کا دلق کہن ہوجائے گا

چشم کے چشمون مین اُنکا اتفاق اچھا نہین
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہوجائیگا

موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے
چھٹ کے اُتریگا شکنجہ پیرہن ہوجائیگا

روئے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نہ ڈال
سامنا قصاب کا اے برہمن ہوجائے گا

سکۂ داغ وفا اکدن مرے کام آئین گے
عشق کے بازار مین ان کا چلن ہوجائے گا

مدعی کیا تشنۂ دیدار ہووین گے ترے
آب زہرہ دیکھ کر چاہِ ذقن ہوجائیگا

چار دن ہے گرم بازار شباب اے نونہال
کوڑیون کے مول یہ سیب ذقن ہوجائیگا

شاعرون کے کہنے پر اترا نہ اے گیسوئے یار
عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہوجائیگا

خط کے آنے کی خبر تھی روئے رنگین پر کسے
کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہوجائیگا

دختر رز ہوگی حلقے مین ہمارے بے نقاب
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہوجائیگا

دم فنا اپنا کرے گا کوہکن سر پھوڑ کر
غمزۂ شیرین فریب پیرزن ہوجائیگا

ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جمال یار کو
روح سے بہتر لطافت مین بدن ہوجائیگا

وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھ کر اسکی بہار
لالۂ غربت مرا داغ وطن ہوجائے گا

دم مین دم جبتک ہے چھٹنے کا نہین مین یار سے
میرے اُس کے اتفاق روح وتن ہوجائیگا

قفل بے مفتاح کا عالم کرے گی خامشی
مثل ماہی بے زبان اپنا دہن ہوجائیگا

منزل مقصود دکھلاویگی توفیق ازل
دوست دشمن ہون گے رہبر راہزن ہوجائیگا

یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہوجائے گا

ہلال عید ہے بے یار جانی نعل ماتم کا
نہین ہے غرۂ شوال عشرہ ہے محرم کا

نہ رکھی دولت دنیا کی خواہش خاکساری نے
خدا نے کردیا حاکم مجھے اکسیر اعظم کا

تصور یار کے دندان کا ہیرے کا نگینہ ہے
ہماری آنکھ کا حلقہ جو ہے حلقہ ہے خاتم کا

حیا سے حسن کی عفت کو لعل یار سے پوچھو
مسیحا سا ہے شاید پاکدامانی مریم کا

شکستون پر شکستین چوٹ پر کھائی ہے چوٹ سینے
کھلونا ہے ہمارا دل تری طفلی کے عالم کا

تصور سے اسے ایوان دل میں میں لگاؤں گا — صفا سے پیکر یار آئینہ ہے قد آدم کا
جنازہ ہو چکا تیار اے سرو رواں اپنا — شگوفہ پھولنا باقی رہا ہے نخل ماتم کا
ہوائے فصل گل بھڑکا رہی ہے آتش گل کو — چمن میں کر رہا کار روغن آب شبنم کا
خموشی قتل کرتی ہے صنم للہ گویا ہو — لب جاں بخش پر ہوتا ہے شک عیسیٰ ہمدم کا
ہوا ہوں مو سے لاغر میں پڑے ہیں آنکھوں میں حلقے — پریشاں کر رہا ہے حال سودا زلف پرخم کا
پری لانے سے ہوگی دیو کے زیر نگیں کشور — تکلف ہے تو انگشت سلیماں میں ہے خاتم کا
تصرف

چمن میں جا نکلتا ہوں جو بے اس حور جنت کے — حرارہ آتش گل لاتی ہے نار جہنم کا
عتاب یار سے رنگ رخ مریخ اڑتا ہے — نگاہ خشمگیں کرتی ہے زہرہ آب رستم کا
بلائے جاں ہوا تیرا اگاڑا اے مایۂ شادی — بنایا کاہشوں نے ہجر کی پتلا مجھے غم کا
وہ بت بھی راہ مولا دے اگر بوسے تو بہتر ہے — سخاوت سے زمانے میں ہے ذکر خیر حاتم کا
تری ابرو کا دل اے ترک کشتہ ہو زہے طالع — خوشا حال اس کا جو چو رنگ ہو اس تیغ خوش خم کا
فقیری نے دیا ہے رتبہ اعلیٰ بادشاہی سے — دو عالم میں مرا دل ہے جہاں میں جام تھا جم کا
بھر آیا زخم دل منہ چومنے سے یار جانی کے — نہ تھا معلوم شہد لب اثر رکھتا ہے مرہم کا
نگاہ زہر آلودہ سے اس کا یہ اشارہ ہے — کہاں تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہے اس سم کا
ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر — گواہ اس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا
کف افسوس مل مل کر گریباں چاک کرتا ہوں — خیال آتا ہے اے رشک پری جب تیری محرم کا
لہو پانی کیا ہے شوق نے اس کعبہ کو کے — ہمارے دیدہ تر پر ہے عالم چاہ زمزم کا

زباں پاک اگر پیدا کرے انسان ای آتش
ہر اک نام الٰہی میں اثر ہے اسم اعظم کا

مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا — درد مندوں نے ترے منہ نہ دوا کا دیکھا
تیرے پھرتے ہی اداسی سی چمن پر چھائی — رنگ بے رنگ گلستاں کی ہوا کا دیکھا
گولے منہ کی ترے یاد آئی سنہری افشاں — لوح سیمیں پہ اگر کام طلا کا دیکھا
سامنے آئینہ رکھتے تو غش آ آ جاتا — تم نے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا

دست و پا یار کے چوموں گا یہ تحفہ دیکر
ناز معشوق سے عمزہ میں زیادہ کلمی
جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم
تیری درگاہ کا اللہ رے جلال اے شہ حسن
پھانسی دینے میں احبا کے نہ کوتاہی کی
اے شہ حسن کبھی دھوپ میں نکلا ہے جو تو
پھر گئیں آنکھیں ہماری طرف کوچۂ یار
ہر ستارے سے لڑی آنکھ ہر اک گل سونگھا
ذرہ کی طرح سے ہم نے بھی لڑائیں آنکھیں
جوہر لوح کیے نشۂ مے نے روشن
سیر تبخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہم نے
سرو شمشاد و صنوبر کو نہیں کچھ نسبت
التجا کرتا ہوں اللہ سے وصل بت کی
روئے گل دیدۂ بلبل سے گرا ای محبوب
جھکے یاقوتی لب کو ترے بیخود ہوئے ہم

نوچتا ہوں جو کہیں پیڑ حنا کا دیکھا
آئی جب راستہ برسوں ہی قضا کا دیکھا
تجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا
عرش پر ہم نے دماغ اس کے گدا کا دیکھا
حوصلہ ہم نے تری زلف رسا کا دیکھا
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا
جانب کعبہ جو رخ قبلہ نما کا دیکھا
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا
رخ جب اپنی طرف اس مہر لقا کا دیکھا
ٹوٹتے ہمنے طلسم ان کی حیا کا دیکھا
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا
قد بالا کو ترے ہم نے بلا کا دیکھا
ہاتھ اٹھائے جو محل میں نے دعا کا دیکھا
رنگ مہندی سے جو تیرے کف پا کا دیکھا
نشۂ معجون میں مے ہوش ربا کا دیکھا

کوئے قاتل کا تماشا اسے دکھلا آتش
گرم جس نے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

سودے میں ترے دھیان نہیں سود و زیاں کا
دل سے یہ دم فکر ہے قول اپنی زباں کا
تفدوں سے تو سودا انگیا حسن بیاں کا
عقدہ کھلے اس گل کے جو غنچہ سے دہاں کا
شک ہے کمر یار کے اوپر رگ جاں کا
سنتے تمنے شب وصل میں کس واسطے ڈھاکا

مطلق جو کسی و بیتیں ہوا زاں و گراں کا
بے خون جگر کھائے نہیں لطف بیاں کا
دانتوں سے مگر کاٹنا باقی ہے زباں کا
موہوم سمجھتا ہوں تصور اپنے گماں کا
کیسی رگ گل رشتۂ باریک کہاں کا
بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہے کہاں کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوئے رسا کو — اُترا ہوا چلہ کہون ابرو کی کمان کا

لہرا کے نہ اُلجھے مژۂ یار سے گیسو — سوزن نہین دے سکتی ہے زنجیر کا ٹانکا

اک ترک کے ابرو کے اشاریکا ہون بندہ — درکار مرے گوش مین ہے حلقہ کمان کا

فرقت مین تری صبر نہین ہونے کا مجھسے — بوجھ اُٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا

قد سرو ہین رخسارے ہین گل آنکھین ہین نرگس — رفتار مین عالم ہے ترے باغ روان کا

تفتیش جو کرتے ہین مرے حالت دل کی — در پردہ پتہ پوچھتے ہین تیرے مکان کا

سودا زدون کی طرح کیا کرتے ہین باتین — بے قصد گذارا نہین اب اپنی زبان کا

پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے تجھسے — مشتاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا

اک آبلہ پک پک کے خموشی سی ہوئی ہے — کیا شعر کہون قافیہ ہے تنگ زبان کا

زیبندہ سخن گویون مین ہے خواجگی ہم کو — ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا

غنچہ نہ دہن ہے نہ رگ گل وہ کمر ہے — اندیشہ باطل ہے ترے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت — گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہم سے — کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا

کھودی گئی کوچہ مین ترے قبر ہماری — دروازہ کھلا اپنے لئے باغ جنان کا

طوفان نہ کرائے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رُلوا — بھاری ہے چمن پر قدم پر اس آب روان کا

بے مثل ہے یکتا ہے جو تصویر ہے اس کی — کھینچا ہوا کس کا یہ مرقع ہے جہان کا

دنیا کے خرابے مین نہ گھر جس نے بنایا — جنت مین نہ نکلے گا جواب اسکے مکان کا

لطف دو جہان حسن سے ہے یار مین میرے — چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا

جان بر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر — آخر مین دق اول مین مرض ہے خفقان کا

بنیاد وفا دون کی ہے آغاز سے اس کے — انجام قیامت ہے جہان گذران کا

پیری مین جوانی کے کہان پیچھے آتش
اب اپنی غزل خوانی ہے غل برگ خزان کا

سر سے حاضر منقبت مین بے تامل ہو گیا — مدح حیدر سے کمیت خامہ دلدل ہو گیا

زلفِ پیچاں سے پریشاں حال سنبل ہوگیا
گُل ترے آگے چراغ لالہ و گل ہوگیا

جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مل ہوگیا
مجلس جمشید برہم ہوچکی قل ہوگیا

انتہائے شوق ہے اب صبر کی طاقت کہاں
ابتدائے عشق میں چندے تحمل ہوگیا

لے لیا جس نونہال حُسن نے بوسہ دیا
رزق اپنا میوۂ باغ توکل ہوگیا

کون ہے جو اُس کی جانب کو کھنچا جاتا نہیں
حُسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہوگیا

نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روئے یار میں
گاہ پروانہ بنا میں گاہ بلبل ہوگیا

مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے
پنجۂ مژگاں اُسے شاہیں کا چنگل ہوگیا

تونے رکھوائی جو کاکل اے بت بالا بلند
طرۂ شمشاد باغ حُسن سنبل ہوگیا

جب وہ شاہ حُسن نکلا گرد و تیغ اُسکے ہے
عشقبازوں سے سواری کا تجمل ہوگیا

کافروں کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
مومنین کا مصحف رُو سے ترے قل ہوگیا

تیرے آنے کی خوشی نے کردیا یہ رنگ سُرخ
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گُل ہوگیا

بے تکلف بند کھولوں گا قبائے یار کے
جامہ سے باہر جو شوق بے تامل ہوگیا

بسکہ انگشتِ حنائی میں رہا تھا مدتوں
لالۂ بیداغ چھلّے کا ترے گُل ہوگیا

بڑھتے بڑھتے تاکمر پہونچے وہ موئے مشکبو
رفتہ رفتہ مغز سر سودائے کاکل ہوگیا

جوش پر آیا جو ہجر یار میں دریائے اشک
تہ ہوا سطحہ زمین کا آسمان پل ہوگیا

خط نکلنے پر صفا چاہے جو یار آتش کہاں
صاف ہونے میں ہمارے اب تامل ہوگیا

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہے جو اے قاتل قضا
زندگی سے تنگ ہیں ہم بھی رضینا بالقضا

زندگی میں کردیا ہے مجھکو مردہ عشق نے
میری قبض روح کو آتی ہے لا حاصل قضا

خواب غفلت میں نہ کھو ہنگام پیری آگیان
چونک ہوتی ہے نماز صبح اے غافل قضا

دل نہ دوں گا پیشتر سے دیکھ چکا ہوں یار کو
جان حاضر ہے جو مجھسے ہوتی ہے سائل قضا

بیگنہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری
کرچکی تیرے شہیدوں میں ہمیں داخل قضا

بزم دنیا سے اُٹھاتی ہے تو غم اسکا نہیں
عالم ارواح کی دکھلائے گی محفل قضا

عشق کا صدمہ نہیں اُٹھ سکنے کا معشوق سے
عاشق حسن بیان سنتی ہے بیرون سے مجھے
نزع کی ایذا سے ہو جاویگی اکدم مین نجات
مین اُسے بھولا ہوا ہون وہ مجھے بھولی نہین
پاس اپنے وعدے کے اوپر سمجھتا ہون آپ
حسن سے اک شمع رو محبوب کے ہے دل کو عشق
آ جکل ہونا ہے سوز عشق سے جل جلکے خاک

پہلے مجنون سے کرے گی لیلی محمل قضا
دق کرے گی خون تھکوا کر بنے گی سل قضا
سہل کر دے گا خدا ہر چند ہو مشکل قضا
مین تو غافل ہون مگر مجھسے نہین غافل قضا
دور ہو ہر چند مجھسے سیکڑون منزل قضا
مثل پروانہ سمجھتا ہون سر محفل قضا
کھیلتی ہے شمع سان سر پر ترے ایدل قضا

پھر قبض روح آتش حور بنکر آئے گی
عشق بازی مین اگر سمجھی مجھین کامل قضا

طرہ اُسے جو حسن دل آزار نے کیا
گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا
بازو دا کو ترک مرے یار نے کیا
افشان سے کشتہ ابر و خمدار نے کیا
قامت تری دلیل قیامت کی ہو گئی
میری نگہ کے رشک سے روزن کو جا ندی
سودائے زلف مین مجھے آیا خیال رخ
حسرت ہی بوسہ لب شیرین کی رہ گئی
فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق مین
سیماب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج
قد مین تو کر چکا تھا وہ احمق برابری
حیرت سے پانگل ہوئے روزن کو دیکھکر
پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن
کاوش مژہ نے کی رخ دلبر کی دید مین

اندھیر گیسوئے سیہ یار نے کیا
مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا
غمزہ نیا یہ ترک ستمگار نے کیا
جوہر سے کام یار کی تلوار نے کیا
کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا
رخنہ یہ قصر یار کی دیوار نے کیا
مشتاق روشنی کا شب تار نے کیا
میٹھا نہ منہ کو تیرے نمک خوار نے کیا
پانی مرے لہو کو اس آزار نے کیا
اکسیر مجھکو میرے خریدار نے کیا
مجبور سرو کو تری رفتار نے کیا
دیوار ہم کو یار کی دیوار نے کیا
کافر مجھے ترے بت پندار نے کیا
پائے نگاہ سے بھی خلش خار نے کیا

عاشق کی طرح مین جو لگا کرنے بندگی
آزاد داغ دے کے خریدار نے کیا

اعجاز کا عجب لب جان بخش سے نہین
بیمار اُس کو مصحف رخسار نے کیا

طرّہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ مین
کس کس لپیٹ سے تری دستار نے کیا

آنکھون کو بند کرکے تصور مین باغ کے
گلشن قفس کو مرغ گرفتار نے کیا

نالان ہوا مین اُس رُخ رنگین کو دیکھکر
بلبل مجھے نظارۂ گلزار نے کیا

ہکّا کے مجھسے بات جو اُس دلربا نے کی
کس حسن سے ادا اُسے تکرار نے کیا

اُٹھا اُدھر نقاب تو پردے پڑے ادھر
آنکھون کو بند جلوۂ دیدار نے کیا

لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دُور
پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا

ناصاف آئینہ ہو تو بدتر ہے سنگ سے
روشن یہ حال ہم کو جلاکار نے کیا

حلقہ کی ناف یار کے تعریف کیا کرون
گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی
دیوانہ بیت ابرو خمدار نے کیا

ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا
دیوانگی نشانہ نبا تی ہے سنگ کا

سودائی ہے جو تیرے خط سبز رنگ کا
رہتا ہے اُس کو آٹھ پہر نشہ بنگ کا

اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
نازک مزاج شیشہ سے تپلا ہے سنگ کا

دریائے حسن چہرہ ہے اُس شوخ و شنگ کا
مژگان نہین ہین اژدرہ ہے پشت نہنگ کا

کلمہ پڑھین کے دونون مرے خانہ جنگ کا
زاغ کمان ہوا اس مین کہ طوطہ تفنگ کا

مہمان بہار باغ ہے دو چار روز کی
چندے ہے دور دور شراب فرنگ کا

غیرت کا کوئے عشق و جنون مین گذر نہین
ہوتا ہے تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا

صوفی ہین دور جام ہے جوش بہار ہے
خرقے مین اور داغ مے لالہ رنگ کا

اے بت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ مین ضرور نہین فرش سنگ کا

معجون آب و گل ہی سے رہتے ہین مست ہم
کس کو دماغ ہے مے یاقوت رنگ کا

سکتا ہون تختہ پھولا ہے نرگس کا باغ مین
آنکھین لڑا لیے جو ارادہ ہو جنگ کا

مرغِ چمن کے نالون سے ہے یہ صدا بلند
قابل ہے دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا

رتبہ ہے پست تختِ سلیمان کا اے پری
پایہ بہت بلند ہے تیرے پلنگ کا

وحدت پسند ہے تو زمانے سے کر گریز
یک رنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا

تیار رہتی ہین صفِ مژگان کی پلٹنین
رخسارِ یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا

چھرّون سے کم نہین شررِ آہِ آتشین
طاوس آسمان ہو شکار اس تفنگ کا

زورِ کمان ہے ابروِ خمدارِ یار مین
موئے مژہ مین توڑ ہے تیرِ خدنگ کا

رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لیے
آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات مین دلِ پر داغ کے نہین
آہو کو ہے ارادہ شکارِ پلنگ کا

بعدِ فنا بھی رنگ طبیعت بجائے گا
تربت سے میری پیڑ اُگے گا پتنگ کا

یوسف کے حسن کے ہین وہ جو کاروان مین مست
نالہ سرود کا ہے اُنھین شورِ زنگ کا

ساقی نہ قطع سلسلۂ دورِ جام ہو
مطرب نہ تار ٹوٹے اب آوازِ چنگ کا

جو مصقلی دو ابروِ خمدارِ یار سے
دھبّا لگا نہ آئینۂ رخ کو زنگ کا

میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشمِ یار
کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا

اس گنبدِ سپہر کو مین کیا کرون گا یار
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

مس کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا
کم ہے جو کچھ کہ صاحبِ تاثیر سے ہوا

قابو مین یار عشق کی تاثیر سے ہوا
کیا حسنِ اتفاق یہ تدبیر سے ہوا

دل تنگ چھٹکے زلفِ گرہ گیر سے ہوا
سودا نکل کے خانۂ زنجیر سے ہوا

بے یار غم مغنّی کی تحریر سے ہوا
کانون مین درد چنگ کی تقریر سے ہوا

مردانِ عشق زلف کے پھندے مین پھنس گئے
شیرون کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکھلائی شان طالعِ بیدار حسن نے
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شدّاد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہمسری
دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلہ مین روے یار نے
خورشید سرد قرصِ تباشیر سے ہوا

چھڑنے لگے جو منھ سے اُس آرام جان کے پھول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

دنیا سے بے نیاز قیامت نے کردیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

مارا نگاہ ناز سے اُس ترک نے اُسے
استادہ جو کہ فاصلۂ تیر سے ہوا

آئینۂ خیال کو منظور تو رہا
جب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا

وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

تمخانۂ حدوث میں مست قدیم ہوں
طفلی میں مجھکو نشۂ مے شیر سے ہوا

اچھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل
بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا

مارا پڑا میں جنبش ابرو سے بے گناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آئی زلف یار جو سنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

پھڑکا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا

آغاز خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی
انبوہ مور دانۂ زنجیر سے ہوا

اُس نوجوان کا ناز یہ کہتا ہے کیجئے
وہ ظلم جو فلک کے ہنو پیر سے ہوا

زندان میں اُس پری کا جو آیا کبھی خیال
کار سپند دانۂ زنجیر سے ہوا

حسن آڑے آگیا مرے بخشا کریم نے
شایان عفو عشق کی تقصیر سے ہوا

اے پیر عقل پھر نہیں آتش ترا مرید
تقدیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

بیابان کو بھی ہنگام جنون میں سیر کر دیکھا
سر شوریدہ کو پایے غزالان پر بھی دھر دیکھا

تجھے موجود پایا یار تجکو جلوہ گر دیکھا
ترا دیدار آنکھوں کو جو تھا مد نظر دیکھا

تری مستانہ آنکھوں کی نہ گردش کا اثر دیکھا
مے گلرنگ سے سو سو طرح پیمانہ بھر دیکھا

تمہارے روبرو پھیکا رخ شمس و قمر دیکھا
وہ نان بے نمک پایا یہ شیر بے شکر دیکھا

سواد گیسوے مشکین میں ظلمت شام کی پائی
بیاض گردن محبوب میں نور سحر دیکھا

محبت میں مزا ملتا ہے ایذائیں اُٹھانے سے
اُسی کو ہنسے پایا جو حسین بیدادگر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا جو دنیا میں
جسے دیکھا اُسے آلودہ گرد سفر دیکھا

دل سوزان کی حالت سینۂ سوزن مین یاد آئی
کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا
خریدار محبت آئے بھی بازار عالم مین
وہی سودا کیا ہمنے کہ جس مین درد سر دیکھا
نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا
حلاوت سے نہین اک ذرہ موجودات کا خالی
گرہ مین قند کو باندھے ہوئے ہر نیشکر دیکھا
ہوئے ہین کیا سمجھکر پرین فانوس سے باہر
مگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا
بُری نیت نہ ہرگز لا کھا یا ٹھکو بے صرفہ
فراق یار سا کوئی نہین جوع البقر دیکھا
خدا کی شان اے بت جلوہ گر ہی حسن سے تیرے
تجلی طور پر دیکھی جو تجھکو بام پر دیکھا
جگر خون ہو گیا ہر گو کا اپنے چپکے رہنے سے
خموشی مین بھی مظلومون کے نالے کا اثر دیکھا
خبر اکدن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے فقیرون کا
وہ شاہ حسن ہمنے بادشاہ بے خبر دیکھا
یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی
پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا
تڑپتے دیکھکر مجھکو کہا ہنس کر یہ اُس بت نے
خدا کے دوست کو رنج و الم مین بیشتر دیکھا
فراق یار مین جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہے
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

بدخشان و یمن چھپا نا لگا ئے غوطے دریا مین
نہ لب سا لعل اے آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

کھینچئے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا
دیکھ لینا شرط ہے شمشیر خانہ ساز کا
صوفیون کو وجد مین لاتا ہے نغمہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہے پردے سے تری آواز کا
یہ اشارہ ہمسے ہے اُن کی نگاہ ناز کا
دیکھ تو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
گفتگو بڑھ جائے گی تقریر عیسی نے جو کی
وہ لب جان بخش بھی دم بھرتے ہین اعجاز کا
پڑ گئے سوراخ دل مین گفتگوے یار سے
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا
زندہ اُن آنکھون کے کشتے کو نہ وہ لب کر سکے
اس فسون پر زور چلیسکتا نہین اعجاز کا
روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
ادنی سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا
سرمہ ہو جاتا ہے جل کر آتش سوداے یار
دیکھنے والا تری چشم فسون پرداز کا
پھر یا مانی عاشق ہوتی ہے مشق خرام
شور ہے خلخال پاے یار کی آواز کا

منھ سے بیدل کے اشارے سے نکلتا کچھ نہین / مثل نے محتاج ہے اپنا دہن دمساز کا
حیرت آنکھون کو ہے نظارہ مین اُس محبوب کے / یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہے کس انداز کا
یہ اشارہ کر رہی ہے ابروے خمدار یار / کام مُنھ چڑھنا ہے اس تلوار کے جانباز کا
اے زبان کیجیو نہ شرح حالت دلکا خیال / منکشف ہونا نہین بہتر ہے مخفی راز کا
غیبت عاشق کے سُننے کا دماغ اُسکو نہین / بند ہو جاتا ہے پیش یار دم غماز کا
کاٹ کر پر مطمئن صیاد بے پروا نہ ہو / روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
کھینچ دیتا ہے شبیہ شعر کا خاکا خیال / فکر رنگین کام اس پر کرتی ہے پرداز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین / شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

بلائے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا / چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا
گرو ہوا تو اُسے چھوٹنا محال ہوا / دل غریب مرا مفلسون کا مال ہوا
کمی نہین تری درگاہ مین کسی شے کی / وہی ملا ہے جو محتاج کا سوال ہوا
دکھا کے چہرۂ روشن وہ کہتے ہین سر شام / وہ آفتاب نہین ہے جسے زوال ہوا
دکھا نہ دل کو صنم اتحاد رکھتا ہون / مجھے ملال ہوا تو تجھے ملال ہوا
سجھایا آنکھون نے وہ رخ تلاش مضمون مین / خیال یار مرا شعر کا خیال ہوا
ترے شہید کے جیب کفن مین اے قاتل / گلال سے بھی ہے رنگ عبیر لال ہوا
بلند خاک نشینی نے قدر کی میری / عروج مجھکو ہوا جب کہ پائمال ہوا
غضب مین یار کے شان کرم نظر آئی / بنایا سرو چراغان جسے نہال ہوا
یقین ہے دیکھتے صوفی تو دم نکل جاتا / ہمارے وجد کے عالم مین ہے جو حال ہوا
وہ ناتوان تھا ارادہ کیا جو کھانے کا / غم فراق کے دانتون مین مین خلال ہوا
کیا ہے زار یہ تیری کمر کے سودے نے / پڑا جو عکس مرا آئینہ مین بال ہوا
دکھائی تھی نہ تمھین چشم سرمگین اپنی / نگاہ ناز سے وحشت زدہ غزال ہوا
دہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی / خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

جنون مین عالم طفلی کی بادشاہت کی
کھلونا آنکھون مین اپنی ہر اک غزال ہوا

سنا جمیل بھی تیرا جو نام اے محبوب
ہزار جان سے دل بندہ جمال ہوا

لکھا ہے عاشقون مین اپنے تونے جسکا نام
پھر اُسکا چہرہ نہین عمر بھر بحال ہوا

گنہ کسی نے کیا تھرتھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوئے ہم جس کو انفعال ہوا

ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان و وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کونسا ہے وہ جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

تمھاری ابروئے کج کا تھا دوج کا دھوکا
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا

دیا جو رنج ترے عشق نے تو راحت تھی
فراق تلخ تو شیرین مجھے وصال ہوا

وہی ہے لوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا

ہاتھون نے جو مہندی کو گلستان سے نکالا
سرمہ کو اُن آنکھون نے صفاہان سے نکالا

لالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی
یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا

سوزن نے کیا خار کف پا سے جو باہر
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا

باتین سُنین اللہ کی مشتاق تھے جس کے
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا

جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ
کھنچوا کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا

گردن مری اے دست جنون تونے چھڑائی
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا

کیونکر وہ شہ حسن کرے چین جبین دور
طغرا کو کسی نے نہین فرمان سے نکالا

وحشت نے کیا خانہ زنجیر سے باہر
صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا

مستی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر
ظلمت نے ہے چشمۂ حیوان سے نکالا

دیوانہ ہوا دیکھ کے پریون کی ادائین
وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا

اے حسن محل دونون کو سمجھا جو ترا مین
الفت کا مزا گبر و مسلمان سے نکالا

ہر چند کہ کاوش رہی مضمون مین اُس کے
پانی نہ ترے چاہِ زنخدان سے نکالا

لٹکایا ہے زلفون کو اُنھون نے بھی تری طرح
پریون نے بھی ہے سلسلۂ انسان سے نکالا

نالان رہے ہم کوچۂ محبوب مین آتش
بلبل نے بجا اپنا گلستان سے نکالا

وصل کی شب تنگ گردون نوع دیگر ہو گیا
شام سے یار اور مین جامے سے باہر ہو گیا

عیسی مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا
روئے زیبا حسن یوسف سے پیمبر ہو گیا

ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا

اُس شہِ خوبان کو جب لکھا عریضہ شوق کا
اِس قدر لوٹا ہما اُس پر کبوتر ہو گیا

تختہ نرد عشق دل کھیلا جو حُسن یار سے
اُڑ گئے ایسے مرے چھکے کہ ششدر ہو گیا

منتخب تو نے کیا لے کر قلم کو ہاتھ مین
صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہو گیا

روح کو تفریح ان دانتون کے دیکھے سے ہوئی
آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہو گیا

کوچہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم
بوئے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا

جنبش اُن مژگان نے کی چھری سی چل گئی
مرغ بسمل کی طرح آخر تڑپ کر ہو گیا

عشق کا قصہ کہین گے ہم حضور شاہ حُسن
وقت شب دربار اگر اپنا مقرر ہو گیا

کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خرابون کی طرح
جیسے سودا کا ترے سر مین مرے گھر ہو گیا

رتبہ سُنبل کو ہم پہونچا خس و خاشاک کا
بیش زلف یار مٹی مشک و عنبر ہو گیا

صورت قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی
اپنی آنکھون مین ہلال عید خنجر ہو گیا

قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر
نقش جانبازی کا اپنی اُس کے دل پر ہو گیا

چھوٹ کر مرجع سے اپنے ہے پریشان حال شرح
بھول کر گھر کو تباہی مین کبوتر ہو گیا

بوجھ ہے حمّال کا قاتل سے اُٹھنے کا نہین
طول شرح شوق سے مکتوب دفتر ہو گیا

لعل و گوہر اس لب و دندان سے کھوئے گئے
پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہو گیا

فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے
برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہو گیا

گوش عارف مین یہ گورستان سے آتی ہے صدا
آسمان سے ہے وہ زمین کے جو برابر ہو گیا

آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر
تیری گردن میں صراحی وار گوہر ہو گیا

قتل عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو
تیغ ہے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا

کشور دل کو کیا غارت خط شبرنگ نے
گرد لشکر میں جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا

تیرے پہلو سے جدا ہوتے ہی اے آرام جان
استخوان جو تھا مرے پہلو میں خنجر ہو گیا

خطبہ بلبل نے پڑھا تیرے بہار حسن کا
نام گلبن سنتے تھے جس کا وہ منبر ہو گیا

شوق خودبینی ہوا تجھکو جو اے سلطان حسن
آئینہ تمثال سے تیرے سکندر ہو گیا

سامنا جو پڑ گیا ہوش اڑ گئے بیخود ہوا
جام چشم یار بیہوشی کا ساغر ہو گیا

ایک الف سے قد کے سودے میں ہوا آتش فقیر
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

شادمانی میں نے کی غم جس قدر افزون ہوا
بادہ گلرنگ سے سمجھا اگر دل خون ہوا

گل سے رنگین تر ہمارے شعر کا مضمون ہوا
سرو سے سرسبز اپنا مصرعۂ موزون ہوا

کاکل مشکین کے سودے سے ہوا میں سر بجیب
سانپ نے کاٹا تو مجھکو نشۂ افیون ہوا

موسم گل کی ہوا نے دور کی قید لباس
زائل اعجاز جنون سے عقل کا افسون ہوا

مغز کے بدلے بھرا سودا جو عشق یار کا
کاسۂ سر بردہ پوشی کے لئے وارون ہوا

پھرتے پھرتے جستجوئے گوہر مقصود میں
بیٹھ کر دریا گھڑی بھر میں جہان جیحون ہوا

حکم سے اس کے کیا جو قتل مجھکو بے گناہ
یار کا شاکر تو میں جلاد کا ممنون ہوا

خون کیا غربت میں دل اپنا وطن کی یاد میں
شہر میں آئے تو داغ لالۂ ہامون ہوا

اے جنون عشق کاے کا اثر رکھتا ہے تو
گل ترے آگے چراغ عقل افلاطون ہوا

تول دیکھا ہمنے میزان خرد میں یار ہا
سرو ناموزون ہوا قد یار کا موزون ہوا

گاہ گریان گاہ خندان گاہ نالان گہ خموش
عشق کے نیرنگ سے حال اپنا گوناگون ہوا

آرزومند شہادت مر گئے حسرت سے یار
نگینہ جب تیغ سے تیری ہمارا خون ہوا

فکر رنگین نے اسے باندھا عسس کی طرح سے
سامنے دزد حنا کا جب کوئی مضمون ہوا

یار جب آیا وہ ترک اڑنے لگا بے اختیار
رنگ رو میرا مرے محبوب کا گلگون ہوا

نکلی گور اسکی راحت کے لیئے آغوش حور
داخل جنت تمہارے کوچہ کا مدفون ہوا

دیدۂ فرہاد سے شیرین ادا دیکھا کیا
ناز لیلی جب کیا تینے تو مین مجنون ہوا

غائب آنکھون سے خیال یار اے آتش نہ ہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

دوست تھا لازم ہے ماتم تجھکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام افسوس کا

خار آنکھون مین ہین گل باغ جہان کے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر مین سودا ہے چلے ہین یار کے پابوس کا

مے سر بازار پیکر ہو نہ رسوا اے صنم
توڑنا اچھا نہین ہے شیشۂ ناموس کا

موسم گل کی ہوا لہرا کے مے رکھتی ہے مست
رقص دکھلا دیتا ہے ابر کرم طاؤس کا

پاکدامانی کا تیری جب گذرتا ہے خیال
کرنے لگتا ہے دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی مین چلتا ہے جو تیری چال یار
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہے اس طاؤس کا

سرو پر ہوتا ہے آنکھون کو قد بالا کا شک
دیتی ہے دھوکا قبائے گل تری ملبوس کا

روشنی شمع رکھتا ہے خیال روے یار
منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا

کچھ نہین سنتا خبر جا کر کہے کیا یار سے
دم خموشی سے ہماری بند ہے جاسوس کا

چشم بننا چاہیئے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
پردہ ہے اے شمع رو پردہ ترا فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی
عید ہے جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا

حسن مین تیرے خدا کی شان ہے اے نازنین
دیکھکر بت تجھکو نالا کرتے ہین ناقوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل بیتاب ہے
سینہ کوبی مین ہمارے غلغلہ ہے کوس کا

ڈھونڈھتی ہین آنکھین اس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہے دل شرف حاصل کرے پابوس کا

بوسہ جب مانگون تو منھ کو پھیر لیتے ہین بت
صورت اپنی ہے سخی کی دل مگر منحوس کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف شراب
پردہ کھلجاتا ہے آتش زاہد سالوس کا

آگیا مجھکو پسینا جب کوئی ملزم ہوا
خاک ہی مین مل گیا جو سر کسی کا خم ہوا

یاد فصل گل مین آنکھون کا عجب عالم ہوا — اشک جو مژگان سے ٹپکا قطرۂ شبنم ہوا

مردے بھی دیکھے سے تیرے یار زندہ ہو گئے — جان مین جان آگئی دم مین ہمارے دم ہوا

نغمۂ بلبل کی خاطر کان تو رکھتا ہے گل — گوش صوفی سے سنا توحید کا عالم ہوا

نزع کی حالت ہے سُن رکھئے وصیت مہربان — روح ہوگی شاد اگر تمکو نہ اپنا غم ہوا

اُس پری رو نے کئے سودائے زلف آزاد اسیر — سلسلہ سودا زدون کا درہم و برہم ہوا

جب نظر آیا کوئی رخسار آئینہ سے صاف — دم بخود مین رہ گیا سکتے کا سا عالم ہوا

کر دیا صاف آئینہ سے صیقلی نے عشق کے — دل مرا حسن و جمال یار کا محرم ہوا

بوئے گل سے بد دماغ اس نازنین کو جب سنا — اس قدر چھینکیے کہ نتھنون مین ہمارے دم ہوا

چشم وحدت بین سے سیر عالم کثرت جو کی — ذرہ بھی اپنی نظر مین نیر اعظم ہوا

کالے کے کاٹے کی لہر آنے لگی بے اختیار — سونگھنا اُس گیسوئے مشکین کا مجھکو سم ہوا

ہاتھ مین رکھنے سے تیرے قدر انگشتر کھلی — نام اقدس سے نگین تاج ہر خاتم ہوا

دوسرا مہمانہ پایا جب کوئی ہمدرد دوست — زخم پر اپنے نمک کافور کا مرہم ہوا

ایک بوسہ مانگنے پر دے کے لاکھون گالیان — بخل مین قارون سخاوت مین وہ حاتم ہوا

جب رہا عقدہ کھلا جس کو دہان یار کا — ہو گیا وہ گنگ جو اس راز کا محرم ہوا

مر گیا سودائے گیسوئے مسلسل مین جو مین — خانۂ زنجیر مین چالیس دن ماتم ہوا

جلوۂ یوسف دکھایا حسن روئے یار نے — وہ لب جان بخش نور دیدۂ مریم ہوا

پھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ نشہ مین — دور جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

زور مردانہ دکھاتا ہے اکھاڑا عشق کا — چار دن کشتی لڑا جو اس مین وہ رستم ہوا

عاشقون سے جھک کے کب ملتا ہے وہ بالا بلند — قمریون سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا

دیکھے جا پھانسی مجھے بے تقصیر گو گیسوئے یار — گردن اہل ندامت کی طرح سے خم ہوا

شعر رنگین میرے بلبل نے جو اے آتش پڑھے
چہرۂ گل پر پسینا قطرۂ شبنم ہوا

قبضہ ہے اس پر تمھارے حسن سے خونریز کا — کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا

کشتہ ہے سو جان سے دل نرگس خونریز کا
سر کو سودا ہے تری زلف بلا انگیز کا

جب لب شیریں سے گالی دی ہے ہمکو یار نے
ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آمیز کا

تا ابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی
عشق ہے روز ازل سے حسن شور انگیز کا

بے ستوں پیچھے بنا کھودا اس کو پہلے کوہکن
دل میں شیریں کے ہوا ہے وہ جو گھر پرویز کا

چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے
دل کو لہراتا ہے جوبن سبزۂ نوخیز کا

عاشقوں کے خون میں نہلا کے تیغ یار نے
رنگ گلگوں کر دیا اس ماہ کے شبدیز کا

نشہ میں دکھلا کے آنکھیں قتل کرتا ہے وہ ترک
کام کرتی ہے شراب تند تیغ تیز کا

بھولتی آنکھیں نہیں اکدم تجھے اے شہسوار
یاد تیری دل سے رکھتی ہے خلش مہمیز کا

جب سے دکھلایا ہے آنکھوں نے ترا حسن شباب
نشہ رہتا ہے ہمیں اک ساغر لبریز کا

کم نہیں عباسیوں سے معتقد ہے داغ غیر
توڑیے دکھلا کے آنکھ ابر غضب چنگیز کا

مہربانی حال پر میرے نہ فرمائیں طبیب
درد سر ہو گا نہ مجھ بیمار سے پرہیز کا

خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار
ہاتھ سے قاصد کی آنا اسکی دستاویز کا

صور اسرافیل کا پھکنا اسے افسانہ ہے
کشتہ ہے جو تیرے بالائے قیامت خیز کا

میں کنایہ کی کسی سے گفتگو کرتا نہیں
ناگوار آتش ہے سننا حرف طنز آمیز کا

باغ عالم میں نہیں کون ثنا خوان تیرا
ذکر کرتا ہے ہر اک مرغ خوش الحان تیرا

کوئی تجھ سا نہیں لاثانی ہے تو اے محبوب
حق تو یہ ہے کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا

گل کو خوش رنگی میں نسبت رخ روشن سے نہیں
طرۂ سنبل سے ہے گیسوے پریشان تیرا

جلوۂ حسن نے دریا کی دکھائیں لہریں
ہاتھ مہندی سے ہوا پنجۂ مرجان تیرا

تو ہے محبوب سے ادنی ہو کہ اعلی اس میں
دم بھرا کرتا ہے مور اور سلیمان تیرا

لالہ ہی اک نہیں اے یار غلام داغی
سرو آزاد بھی ہے بندہ احسان تیرا

جان شیریں سے بھرے دل کو تمنا ہے یہی
آب شیریں کے عوض چاہ زنخدان تیرا

بات بے مصلحت وقت نہیں تو نے کی
عین حکمت ہے وہ جو کچھ کہ ہے فرمان تیرا

کون عالم مین ہی ایسا جو نہین سر بسجود
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا

باغ عالم مین ترے دم سے ہی اپنی ہستی
جلتے ہین سونگھ کے ہم سیب زنخدان تیرا

خوش بیان لائے ہین ایمان کلام اقدس
کلمہ پڑھتے ہین وہ سنتے ہین جو قرآن تیرا

جسم خاکی سے ہی دشوار رسائی تجھ تک
گرد اُڑ کر نہین چھو سکتی ہی دامان تیرا

بانٹ جا ہی جسے دولت دو جہان کی اے دوست
چاہتا تیرے سوا کچھ نہین خواہان تیرا

عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر
پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا

نیت اہل توکل ہی کرم نے بھر دی
سیر نعمت سے دو عالم کی ہی مہمان تیرا

چھوڑتا عاشق شیدا نہین بے قتل کئے
تیغ عریان کی طرح حسن ہی عریان تیرا

کس پری رشک کا دیوانہ ہی تو اے آتش
چاک رہتا ہے مرے یار گریبان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آ کر رہ گیا
کہنیون تک آستینون کو چڑھا کر رہ گیا

باغ مین مین بلبلون کو جو اُڑا کر رہ گیا
خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکرا کر رہگیا

ہو چکی تھی میرے نالون سے قیامت آشکار
خواب سے سر فتنۂ محشر اُٹھا کر رہگیا

کاروان یارون کا پہونچا منزل مقصود مین
مین بگولے کی طرح سے خاک اُڑا کر رہگیا

پڑ چکے تھے دست گستاخ اُس کمر کے درمیان
شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہگیا

سوزش دل سے جلے لیکن زبان نے اُف نکی
صورت تبخالہ دل ہونٹون پہ آ کر رہگیا

کر چکی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب
خون جنبتا تھا بدن مین جوش کھا کر رہگیا

جب کسی لیلی شمائل کا سُنا کانون سے ذکر
بید مجنون کی طرح مین تھرتھرا کر رہگیا

ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو مجھ پر باغ مین
پانی پانی ہو گیا آنسو بہا کر رہ گیا

شہر خوبان مین رہا کرتا ہون مین خانہ بدوش
شب ہوئی جس کوچہ مین بستر لگا کر رہ گیا

جب نہ رہنا تھا دلا فکر وہان یار مین
بول اُٹھنا تھا جگہ جب کی پا کر رہگیا

ٹھوکرون سے راہ کی از بسکہ حالت غیر کی
پانون اپنا یار کے کوچے مین جا کر رہگیا

سامنا شوق شہادت نے کیا چھوٹا جو تیر
جب کھنچی شمشیر مین گردن جھکا کر رہگیا

تو نے منہ پھیرا سوال بوسہ پر مجھ سے جو یار
ہونٹھ کیا کیا اپنے دانتوں سے چبا کر رہ گیا

شمعسان اظہار کا یارا نہ آتش کو ہوا
سرگذشت اپنی زبان تک اپنی لا کر رہ گیا

شب وصل تھی چاندنی کا سمان تھا
بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا

مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی
سحر تک مہ و مشتری کا قران تھا

وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی
زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا

نکالے تھے دو چاند اُس نے مقابل
وہ شب صبح جنت کا جس پر گمان تھا

عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل
فرحناک تھی روح دل شادمان تھا

مشاہد جمال پری کی تھین آنکھین
مکان وصال اک طلسمی مکان تھا

حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی
کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا

کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا
کمر کی طرح سے جو غائب دہان تھا

حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی
نہان جس کو سمجھے ہوئے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

دل شب فرقت مین ہے از بسکہ خواہان مرگ کا
اشتیاق یاس سے افزون ہے ارمان مرگ کا

چاہیے خال پری بہر سپند چشم غول
یہ چراغ گور ہے مجھ سے بیابان مرگ کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف جنون
دیتی ہے پیغام تنگی گریبان مرگ کا

کیا بیان درد دل پیش اطبا کیجیے
کچھ کسی سے ہو نہین سکتا ہے درمان مرگ کا

جب کہا مر جاوے گا اپنے گلے کو کاٹ کر
ہنس کے فرمایا نہین مختار انسان مرگ کا

حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجھکو دی
جب کہین دیکھا دنیا مین نے سامان مرگ کا

اس قدر گردون مری قید گریبان سے ہے تنگ
پھر نہ چھوڑون ہاتھ اگر آجائے دامان مرگ کا

دانت ملتے ہین ہوئے ہین موئے سر جلے سفید
گور تکتی ہے سمجھکر مجھکو شایان مرگ کا

شام ہوتے ہی شب فرقت مین آنکلے اگر
صبح محشر تک رہے گا مجھ پر احسان مرگ کا

کیون نہ اے آتش جوانون کی طرح باندھون کمر
پیر ہون در پیش ہے طے کرنا میدان مرگ کا

روے مژہ ان آنکھون نے دل کو دکھا دیا
صیاد نے شکار چھری سے لڑا دیا

تشبیہ دی جو چہرۂ قاتل کی خال سے
گولی نے بے تفنگ نشانہ اڑا دیا

کافر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے
عاشق کے دل کو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا

دل دے کے بوسۂ لب لعلین کیا خرید
بازار عشق مین سے یہ آکر لیا دیا

ٹھہرا حضور یار نہ ماہ چہار دہ
دن ہو گیا نقاب جو شب کو اٹھا دیا

قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم
بجلی گرائے گا جو کبھی مسکرا دیا

تل کیا بنایا یار نے روئے صبیح پر
فرعون کو تخت عاج کے اوپر بٹھا دیا

ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا
سنکر اسے گلال سا تم نے اڑا دیا

سودائے زلف یار کی سر مین جگہ ہوئی
دام بلا مین دل کو قضا نے پھنسا دیا

بے داغ ہونے نے رخ پر نور یار کے
داغ جبین کا ماہ کو دھبہ لگا دیا

احسان مانو حسن خداداد کا بتو
پتھر تھے تم کو شیشہ سے نازک بنا دیا

خط سے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ
بجھنے نے اس چراغ کے دل کو بجھا دیا

پوچھا ہے عارفون سے جو ہمنے مکان یار
آنکھون کو بند کر کے ہر دل کا پتا دیا

مغرور ہو نہ حسن جوانی پہ آدمی
پیری نے آسمان کی کمر کو جھکا دیا

خلخال پاے یار سے ہے یہ صدا بلند
غافل جو سوتے تھے انھین ہمنے جگا دیا

اللہ رے شوق دل کو زنخدان یار کا
غش آگیا جو سیب کسی نے دکھا دیا

آتش خرام یار بھی ہے دولت کثیر
اکسیر تھا وہ خاک مین جس کو ملا دیا

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا
گام اول مین قدم کعبہ کے اندر ہوتا

گوش خوبان مین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا
زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا

حق ہے اے جان کہ تجھسا نہین دلبر ہوتا
دل عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

نہین معلوم اُنھین دلجوئی نہین جو کرتے | کہ ثواب اس کا ہے سو حج کے برابر ہوتا
اس قدر اہل جہان کو ہے محبت زر سے | پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا
اُس پری تک جو خطِ شوق مرا لے جاتا | تاج ہُدہُد کے سزاوار کبوتر ہوتا
خال کی بو بھی ہے اُس رخ کے پسینے کے شریک | شامل عطر ہے فی الواقعہ عنبر ہوتا
توڑتا پاؤن کو جو تخت کی خواہش کرتے | کاٹتا سر کو اگر مائل افسر ہوتا
قابل دید ہے ہرچند صفا سے وہ رخ | آئینہ تھا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا
بحر ہستی مین نظر آتے نہ مانند حباب | خالی اک لحظہ ہوا سے جو تہا سر ہوتا
میٹھی باتون کا عجب کیا ہو دہن سے اُن کے | نشتر لیتہ ہے آلودۂ شکر ہوتا
میرے زندان مین کرم باد بہاری کرتی | نکہت گل کی طرح جامے سے باہر ہوتا
جام بھر بھر کے مئے ناب سے دیتا جمشید | آئینہ مجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا
گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے | یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا
تیری فرقت مین شب اے ترک یہ تنگ آیا تھا | چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا
عشق ہو بندگی حسن سے کیونکر باہر | دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا
ساغر مے کا طلبگار رہین اے ساقی | دونون آنکھون سے تری مست جو ساغر ہوتا
باغ بے یار جو جاتا تو پئے غارت دل | تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا
باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہو | لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا

سوزش عشق مین یہ دل ہی ہے قائم آتش
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

ردیف باے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب | روبروے یار ہے اک قرص کافور آفتاب
یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ | دیدۂ خفاش کو کرتی ہے بے نور آفتاب
منھ نہ دیکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا ہون مین | اے صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب

مہر طینت ہیں تبان مہر طاعت کی نہیں — سبز کر دیتا ہے کیونکر تاک انگور آفتاب

نیش سے لگتے ہیں ہجر یار میں تار شعاع — آسمان نیلگون چھپتا ہے زنبور آفتاب

داغ پہلو ہے جو پہلو میں وہ مہ پیکر نہ ہو — چشم حربا میں پری بن جائے یا حور آفتاب

حسن غازہ گر سے نسبت کون دیتا ہے اسے — تابہ کم میں ہے پیش روئے پرنور آفتاب

بام پر وہ مہروش آتا ہے صبح عید ہے — پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب

سر بلندوں کے لئے ہے عیب بھی آتش ہنر
آسمان کا داغ پیشانی ہے مشہور آفتاب

چھین سکتا ہے کوئی جائے خیال یار خواب — تیری قسمت میں نہیں اے دیدۂ بیدار خواب

حالت بد میں نہیں کوئی کسی کا آشنا — کوچ کر جاتا ہے پیش از مردن بیمار خواب

پرتو ہے یہ مگر حسن لطیف یار کا — آنکھوں میں ہے پر نظر آتا نہیں زنہار خواب

دیدۂ خانہ خراب اب روتے روتے چھوٹ جائیں — آ گیا پانی ہی ہوئے انتظار یار خواب

دامن دایہ اسے شاید کہ سمجھا کوہکن — جلتے ہی آیا میان دامن کہسار خواب

سایۂ طوبیٰ میں لے چل مجھکو اے خواب اجل — کھینچئے تا چند زیر سایۂ دیوار خواب

خفتگان مجھکو نظر آتے ہیں مردے سے پڑے — صبح تک دکھلاتی ہے یہ چشم شب بیدار خواب

بعد مردن بھی نہون گے بند روزن کیطرح — میری آنکھوں سے بہت کھتا ہے ننگ و عار خواب

زیست میں راحت کو کیا روؤں میں بعد مرگ بھی — گور میں آنے نہ دیگا وعدۂ دیدار خواب

وقت شب ہو بادہ ہو تنہا مکان یار ہو — کس کو دکھلاتا ہے ایسا طالع بیدار خواب

نیند آتی ہے مرے جاتے ہی آتش یار کو
ہو گیا ہے جان کو میری عجب آزار خواب

کیا دیجئے گا عاشق دلگیر کا جواب — خاموشی کے سوا نہیں تقصیر کا جواب

آئینہ لے کے صنعت اسکندری کو دیکھ — تصویر ہے کھنچی ہوئی تصویر کا جواب

مژگان یار تیر ہیں ابرو کمان ہے — نے اس کمان کا مثل نہ اس تیر کا جواب

خط دیکھ کے کہیو اب کی زبانی یہ نامہ بر — تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

اللہ جانتا ہے اسے خوب کیا کہوں
میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب

زنداں میں شب کو ڈر کے جو اُس نے کیا ہے غل
میں نے دیا ہے نالۂ زنجیر کا جواب

لکھتا ہوں بیت ابروِ محبوب کی جو شرح
شمشیر کھینچتا ہوں میں شمشیر کا جواب

گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ شمع
تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب

آتش کہاں تک اپنے نوشتہ کو روؤں میں
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

خط سے اُس رُخ کا حل ہوا مطلب
شرح سے متن کا کھلا مطلب

تو وہ مرجع ہے جس سے رکھتے ہیں
کافر و رند و پارسا مطلب

منزل گور میں وصال ہوا
گوشہ میں چھپ کے ہو گیا مطلب

التجا ہے یہی زبان سے مجھے
گوش سے ہو نہ آشنا مطلب

بیت ابرو کی کیا کروں تعریف
سوجھتا ہے نیا نیا مطلب

دہن زخم کشتگاں سے ہے
میرے قاتل کو مرحبا مطلب

برہمن سے نہ پوچھا اک بت نے
کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب

بند خط اُس نے پھاڑ کر پھینکا
ہم نے جب کھول کر لکھا مطلب

اے شہ حسن ہم فقیروں کو
ہے زبان سے تری دعا مطلب

دہن و زلف کا میں مائل تھا
کبھی اُلجھا کبھی رُکا مطلب

حسن سے عشق کون کرتا ہے
کس کو ہے درد بے دوا مطلب

فتنہ پرداز چشم کو اُس کی
مکر منظور ہے دغا مطلب

جو کہ شاکر ہوا مقدر پہ
خط پیشانی کا پڑھا مطلب

شاعر حال گو تھا میں آتش
میرے ہر شعر میں بندھا مطلب

زعم میں اپنے یہ نافہم جو اُستاد ہیں سب
معترض ہوچکے تو قائل ایراد ہیں سب

صورت سیل یہ خودسر و ستم ایجاد ہیں سب
خانہ بربادی احباب کی بنیاد ہیں سب

مکتب عشق میں جو ہیں وہ فلاطون حکمت — کوئی شاگرد کسی کا نہیں اُستاد ہیں سب
آج کل چاہنے والوں سے خفا ہے وہ شوخ — مستحقانِ کرم موردِ بیداد ہیں سب
روز اول سے ہیں سایہ کی طرح سے ہمراہ — رنج و اندوہ ملال اپنے یہ ہمزاد ہیں سب
قطع ہو جائے اگر سلسلۂ مہر و وفا — پھر گرفتار نہیں ہے کوئی آزاد ہیں سب
دفتر عشق بھی کیا دفترِ خوش طالع ہے — نظری فرد نہیں اس میں کوئی صاد ہیں سب
عشوہ و غمزہ و بد مذہب و ناز و انداز — واسطے تیرے گنہگاروں کے جلاد ہیں سب
آفت جان نہیں ہو کونسا اُن مژگان کا — خلش و کاوش و پرخاش کی بنیاد ہیں سب
شوق ہے دل میں تو آنکھوں میں تصور اُس کا — منزلیں جادۂ محبوب کی آباد ہیں سب
صاف آئینہ سے ہیں تیغ سے خونریز الگ — ان حسینوں میں غرض جوہر فولاد ہیں سب
کونسا دل ہے نہیں جسمیں غم عشق اے حسن — خوگر آہ و فغان نالہ و فریاد ہیں سب
کیا تماشا ہے جو وہ سرو رواں آنکلے — قد کشی کرنے کو استادہ تو شمشاد ہیں سب
جگر و دیدہ و دل کا میں کہوں کیا احوال — نامراد ان میں سے ہر ایک ہے ناشاد ہیں سب
عاشق خستہ ترے ہجر سے تنگ آئے ہیں — انشدوا کی ہے صدا سائل امداد ہیں سب
آئینہ لے کے حسینوں نے نہ زلفیں دیکھیں — دام میں اپنے اسیر آپ یہ صیاد ہیں سب
تو جو لیلےٰ ہے تو مجنوں ہیں ترے دیوانے — تو جو شیریں ہے تو عاشق ترے فرہاد ہیں سب
صورتیں کشتوں کی اپنے نہیں بھولا قاتل — خواب دیکھے ہیں جو یوسف نے مرے یاد ہیں سب
اس جفا جو کو نہیں قدر وفاداری کی — رائگاں محنتیں ہیں کوششیں برباد ہیں سب
دل نہ کیونکر ہو حسینانِ جہاں پر مائل — غیرت حور ہیں سب رشک پریزاد ہیں سب
قامت یار ہے بانی قیامت آتش — فتنہ پردازیاں اس چشم کی ایجاد ہیں سب

ردیف بائے فارسی

بہتر دکھائی دیں کہیں شمس و قمر سے آپ — دیکھیں جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ
ہوتے ہیں گوش زد لب شیریں سے حرف تلخ — اپنے دہن کو صاف کریں نیشکر سے آپ

دربان غریب خاک کرے عرض باریاب
کانون کو بند کرتے ہین میری خبر سے آپ

فریاد عاشقون کی گوارا نہ کیجیے
واقف نہین ہین آہ و فغان کے اثر سے آپ

آئینہ نے جو زلف کا عالم دکھا دیا
دیکھین گے راہ شام کی صاحب سحر سے آپ

خط نے غرور حُسن کو کھویا ہے مہربان
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ

اُس نازنین کو دیکھ کے کہتے ہین غیب دان
کچھ نازکی مین کم نہین اپنی کمر سے آپ

آئینہ دیکھنے کا کہان ہے تمھین دماغ
زلفون مین شانہ کرتے ہین کس دردِ سر سے آپ

اچھا ہون یا بُرا ہون تمھارا ہون جو کہ ہون
آگاہ ہین غلام کے عیب و ہنر سے آپ

کیا کیا ہمارا طائر دل ہے پھڑک رہا
کس دن شکار کھیلنے نکلین گے گھر سے آپ

ہوش ایسے اُڑ گئے ہین خبر کچھ نہین رہی
آئے ہین کس طرف سے گئے ہین کدھر سے آپ

بدنام ہو گئے تم بھی جو رسوا کیا ہمین
ہے خیر اسی مین باز رہین اب بھی شر سے آپ

زاری بھی کر کے اپنے نصیبون کو دیکھ لین
ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہم کو نہ زر سے آپ

خانہ خراب عشق جو میری طرح کرے
ٹکرائین اپنے سر کو مرے سنگ در سے آپ

آتش تمھارے گریہ مین ہوتا جو کچھ اثر
گرتے درخت خشک ہرے چشم تر سے آپ

ردیف تاے مثناۃ

تا صبح نیند آئی نہ دم بھر تمام رات
نوچکیان چلین مرے سر پر تمام رات

سونے نہ جاؤ فتنہ جگا کر تمام رات
وعدہ ہے میرے آپکے دن بھر تمام رات

اللہ ری صبح عید کی اُس حور کو خوشی
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات

گلشن مین آگیا جو قد یار مجھ کو یاد
رویا مین زیر سایۂ صنوبر تمام رات

غفلت مین ہمنے عہد جوانی کو کھو دیا
اب بیٹھے ہاتھ ملتے ہین کھو کر تمام رات

کیا انتظار یار کی حالت بیان کرون
رہتی ہے جان آنکھون کے اندر تمام رات

بے یار دل کسی سے نہ میرا بہل سکا
کیا کیا چمک کے نکلے ہین اختر تمام رات

کرنے دے کرتے ہین جو ہوسناک گرمیان
باقی پڑی ہے اے دل مضطر تمام رات

مارا ہے پھانسی دے کے مجھے زلف یار نے
ہوگا عذاب قبر مقرر تمام رات

اے ماہ چاردہ یہ گریز اب نہین ہی خوب
پہلے کیا تھا کس لئے خوگر تمام رات

گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات

ٹھوے نعل کہین لحد تیرہ روزگار
سویا نہین کبھی مین لپٹ کر تمام رات

گنڈی چڑھا کے شام سے وہ شوخ سو رہا
ٹیکا کیا مین سر کو پس در تمام رات

تا صبح گفتگو بھی نگاہون مین یار سے
آنکھون مین دشمنون کی کیا گھر تمام رات

بے یار فرش گل مری آنکھون مین خار تھا
لوٹا کیا مین کانٹون کے اوپر تمام رات

دیوانہ کونسے صنم باوفا کا ہون
زندان مین میرے آتے ہین پتھر تمام رات

دن کو تو چین لینے دے اے گردش فلک
کافی ہی مجھکو گردش ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہے کسے آتش بغیر یار
بالین مین خشت خاک ہے بستر تمام رات

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست
ہڈیون پہ میری لڑتے ہین سگان کوے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست

تشنۂ خون جہان ہی یہ تو وہ قتال خلق
آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست

قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے
مجھکو گورستان کے اوپر ہی گمان کوے دوست

ہمنشین کہتے ہین افسانہ سے آجاتی ہی نیند
ہجر کی شب مین سنون کیا داستان کوے دوست

رشک سے کہتے ہین مین نے صاف سمجھا رقیب
صورت دیوار اگر دیکھی میان کوے دوست

نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین
آشناے دزد نکلا پاسبان کوے دوست

قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست

جادۂ رہ نقش قدم ہی خار رہ قزاق ہی
ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوے دوست

آتش اہل کربلا سے چلکے اب کہتا ہون مین
اے خوشا طالع تمھارے ساکنان کوے دوست

تار تار پیرہن مین بھر گئی ہی بوے دوست
مثل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست

چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہین بسین مطلع ہو صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے نہین اترے ابھی گیسوے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینۂ صافی نے دکھایا روے دوست

واہ ری شانہ کی قسمت کس کو یہ معلوم تھا
پنجۂ رشل سے کھلین گے عقدہ ہاے موے دوست

داغ دل پر خیر گذری تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوے دوست

دو مرین گے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اڑاتی ہے ہواے تند خاک کوے دوست

اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

نظر آتا ہے مجھے اپنا سفر آج کی رات
نبض چل بسنے کی دیتی ہے خبر آج کی رات

جلوہ گر ماہ ہے خورشید لقا دلبر ہے
جمع ہین گھر مین مرے شمس و قمر آج کی رات

چھوٹتا ہے کوئی بیتابی دل کا عالم
یاد آوے گی کل اے درد جگر آج کی رات

شام سے دل کو خیال رخ نورانی ہے
خواب مین تجھکو دکھا دیگی سحر آج کی رات

دو گھڑی بیٹھیے تکلیف جو کی ہے صاحب
بعد مدت کے تم آئے ہو ادھر آج کی رات

روشنائی مین مین پاتا ہون عدم کی ظلمت
اے قلم چھوٹے نہ مضمون کمر آج کی رات

صبح ہوتی نظر آتی نہین ہرگز آتش
بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آج کی رات

رخ رنگین کا تصور ہے تماشاے بہشت
بند کر کھول کے آنکھون کو نہ درہاے بہشت

گل ترے چھلے کے اے حور ہین گلہاے بہشت
دیکھنے آتے ہین مشتاق تماشاے بہشت

کوچۂ حور لقا یار چھٹا ہے جب سے
ہاے جنت کبھی کہتا ہون کبھی واے بہشت

رند ہون مجھکو خرابات مغان جنت ہے
سر زاہد کو مبارک رہے سوداے بہشت

نہین ملتا لب شیرین کا جو بوسہ نہ ملے
حور کے ہاتھ سے کھاؤن گا مین خرماے بہشت

وصلت حور کی ہر صبح دعا ہے مجھکو
روز اللہ سے کرتا ہون تقاضائے بہشت

عشق مین تیرے رہین اشکون سے آنکھین لبریز
یہی دو چشمے ہین دنیا مین دو دریائے بہشت

سائل کوئے حسینان ہون خدا سے اپنے
کافر عشق ہون مجھکو نہین پروائے بہشت

گل جنت سے ہے خوشرنگ وہ روئے رنگین
پست بالا کی بلندی سے ہے طوبائے بہشت

حکم سے اپنے جہنم مین جسے تو بھیجے
پھر وہ کافر ہے جو اُس کو ہو پروائے بہشت

داور حشر سے محشر مین کہون گا مین بھی
یہ گنہگار بھی رکھتا ہے تمنائے بہشت

محفل حور وشان کو یہی میری ہے دعا
مجھکو آباد رکھے انجمن آرائے بہشت

تیرے کوچہ کی ہوا اُس مین نہ چلتی ہوگی
مرکے بھی دیکھ لین مشتاق تماشائے بہشت

حور کی آنکھون سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین
صورت یار کے دیوانے ہین شیدائے بہشت

دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے
ایسی چشم نہین نرگس شہلائے بہشت

عاشق ساقی کوثر ہون مین رند ہی آتش
مئے کوثر کے لئے ہے مجھے سودائے بہشت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست
بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

تیشہ سے جب کرے گی تجھے پیرزن درست
صورت دکھائی دے گی مجھے کوہکن درست

منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین نہ ہم
اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست

سجدے کرین تجھے بت و زنار توڑ کر
چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست

رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان
ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا
نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست

رکھتے ہین آپ پاؤن کہین پڑتے ہین کہین
رفتار کا تمھاری نہین ہے چلن درست

جو پہنے اُس کو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست

عشاق و بوالہوس کو وہ پہچان جائین گے
چھپتی نہین ہے صورت بیمار و تندرست

صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ
نقشہ درست بینی و گوش و دہن درست

آرائش جمال کو مشاطہ چاہیے
بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست

جامہ یہ اُس کے قطع ہوئی ہے قبائے ناز
ٹھیک اُس کو جانتے تھے اُسے وہ بدن درست

آئینہ سے بنے گا رخ یار کا بناؤ
شانہ سے ہوگی زلف شکن در شکن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین
مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست

آئینہ رکھئے سجدہ مین اپنے جھکائے سر
بت کی طرح ترش کے جو ہو برہمن درست

بھاری نہ ہووینگی مجھے مجنون کی بیڑیان
پھر امام امام کا ہے پیرہن درست

پرچھاوان اُن کا عاشق و معشوق پر پڑے
برسون رہا معاملہ روح و تن درست

غربت زدون کے حال کا افسانہ چھیڑتے
ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست

طنز و کنایہ کی نہ رہے ہم سے گفتگو
اپنے شکستہ حال سے کیجئے سخن درست

مستون کے حلقہ سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا
اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست

مشق سخن نے بندش الفاظ چست کی
سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست

دنیا سی خانگی کوئی ہوگی نہ بیسوا
شوہر سے اپنے رہتی نہ دیکھی یہ زن درست

قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹتے گلا
آراستہ ہے گور ہماری کفن درست

وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ مین
کہدو کہ ہو رہین گل و سرو و سمن درست

پانی نہ نکلے جس مین سے ناقص ہے وہ کنوان
نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین
تا حال ہے دماغ ہوائے چمن درست

کونسی جا ہے جہان تیرے نہین اے یار مست
دیکھئے جس کوچہ مین بڑ مارتے ہین چار مست

کہہ کے یہ ساقی سے رکھتے ہین گرو دستار مست
سر برہنہ ہے جو مستون مین وہ ہے سردار مست

حُسن کے نظارے سے ہوتی ہے کیفیت حصول
عشق رکھتا ہے ہمین بے بادۂ گلنار مست

فصل گل ہے ساقی یوسف لقا ہین ساتھ ساتھ
لالہ گون مے پیتے پھرتے ہین سر بازار مست

کون پوچھے بت کو کس سے ہو سکے یا دخدا
اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست

حُسن کی نیرنگ سازی سے عجب اسکا نہین
مست ہوشیار تجھکو دیکھکر ہشیار مست

میکدہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہے مجھے
آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

زاہدون کی پنجگانہ سے فضیلت ہے اُسے
نشہ کے عالم مین کرتے ہین جو استغفار مست

ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہین
دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے دیدار مست

دختر رز کے لیے ہوتا ہے اکدن کشت و خون
محتسب پر کھینچتے ہین آجکل تلوار مست

منکشف ہے مجھکو احوال خرابات مغان
میرے آگے کہتے ہین میخانہ کے اخبار مست

عام ہے سودا انتظار ے گیسوے پرپیچ کا
روز زنجیرون مین جکڑے جاتے ہین دو چار مست

زاہدان خشک کو کیفیت دنیا نہین
ساغر گل سے ہوے کس دن چمن مین خوار مست

آگئے آگے ہو کے یاد اُن کو دلا دیتا ہون مین
بھول جاتے ہین جو راہ خانہ خمار مست

خار خار دل کہے کس سے سنے بلبل کی کون
باغبان مست و صبا مست و گل گلزار مست

روشنیٔ دل سمجھتے ہین زلال بادہ کو
درد مے کو جانتے ہین غازۂ رخسار مست

ترک عادت ہے عداوت آدمی کیواسطے
بے ندی تو نے توا ے ساقی ہوئے بیمار مست

ولہ آتش کیا زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ
سامعین ہوتے ہین سُن سُن کر ترے اشعار مست

آئینہ کی طرف نہین آتا خیال دوست
قربان شان حسن عدیم المثال دوست

پتلی ہوا ہے آنکھ کی اپنے خیال دوست
یان تو یہ حال ہے نہین معلوم حال دوست

الطاف نامہ یار کا لے کر کرم کرے
صورت دکھاتے ہُد ہُد فرخندہ فال دوست

حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز
ظاہر نہین ہوا ابھی ہم کو کمال دوست

سُن کر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا
کرتا ہے چشم یار کو روشن جمال دوست

اُن ابروون کے حسن کی تعریف کیا کرون
ماہ چہار دہ سے ہین بہتر ہلال دوست

یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی
شب کو رہا تصور روز وصال دوست

معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے اک کریم
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست

دل پر یقین ہوتا ہے مجھکو امین کا
جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست

وہ خط ہے مثل سرو ہمیشہ بہار ہے
اندیشہ خزان نہین رکھتا نہال دوست

رخسار سے صباحت کافور ہے عیان
بوئے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست

چین جبین یار سے بنتی ہے جان پر | ہوتا ہے ناگوار طبیعت ملال دوست
مریخ کی طرح سے ہے خونریز عاشقان | پہنے لباس سرخ تو ہے حسب حال دوست
گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر | گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست
انداز جو ہے یار کا ہے مصلحت وہی | اک ایک سے ہے خوب جمال و جلال دوست
رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے | تار نگہ سے اپنے بندھا ہے خیال دوست
دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے | آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست
مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے | اے یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست
رخسار یار پر ہو گئے آرزوئے خط | ہو رو سیاہ اس کا جو چاہے زوال دوست
خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح | دشمن پر اپنے مجھکو ہوا احتمال دوست
آتش یہ وہ زمین ہے کہ صائب نے ہے کہا | خوشتر زگوشوارہ بود گوشمال دوست

ردیف تائے ہندی

گل کو قبا ہین کے تو اے کج کلاہ کاٹ | مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ
شوخی حسن کا ہے اشارہ یہی ہم سے | صورت دکھا کے رنگ رخ مہر و ماہ کاٹ
مختار کر دیا مجھے اے مار زلف یار | سوتے مین سونگھ جاگتے مین خواہ کاٹ
عاشق ہون بوسہ آج کا کل پر نہ ٹال یار | روز سیہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ
اس ترک سا ہے کون سا خونریز دوسرا | کس کی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ
کہتا ہے ہجر مین یہی اس شمع رو کا دھیان | تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ
اے ترک تیرے قبضہ مین ابرو سی تیغ ہے | چن چن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ
موئے مژہ ہر ایک چھری ہے بکنت کی | ہم بین ملائین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ
بیوجہ عاشقون سے نہ منھ اے صنم چھپا | بیجرم و بے قصور نہ حق سیاہ کاٹ
قاضی کو عاشقون کی عدالت مین حکم ہو | سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ

آتش خموش دل نہ پسیجیگا یار کا

بے معنی ہے یہ مصرع موزون آہ کا ٹ

دو ٹکڑے کر چکے کہین تیغ دوسری چوٹ
سر کو جھکا کہ چل چکی قاتل کمر کی چوٹ

آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان
پتھر کی چوٹ ہے مجھے گلبرگ تر کی چوٹ

ٹکرایا کرتے ہین شب و روز اس سے متصل
سر ہی ہمارا اور ترے سنگ در کی چوٹ

درد اُس کو ہوگا سُن کے مری آہ دردناک
جس دل نے کھائی ہوویگی ترچھی نظر کی چوٹ

مشتاق درد عشق جگر بھی ہے دل بھی ہے
کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ

اے آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر
پیدا کیا ہے ہم نے بھی شمس و قمر کی چوٹ

بدبین کو اپنی بزم مین اے بت جگہ نہ دے
پتھر کو کاٹتی ہے یہ کافر نظر کی چوٹ

ہوتا ہے آہ سرد سے یون اپنے دل مین درد
پُروا ہوا مین دُکھتی ہے جیسے بشر کی چوٹ

دل کو لگی ہے چشم سیہ کی تری نظر
رکتی نہین کسی سے قضا و قدر کی چوٹ

مفلس کا کام یان نہین دولت کا کھیل ہے
دنیا قمار خانہ ہے چلتی ہے زر کی چوٹ

بدتر نہین ہے غم فرزند سے کوئی
دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ

صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاق وصل کو
اس کے عوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ

سودائے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین
آتش بٹھا ہی دیتی ہے انسان کو سر کی چوٹ

ردیف تاے مثلثہ

دل مین گھر کر کے منھ آنکھو نسے چھپاتے ہو عبث
ناز و انداز سے باہر ہوئے جاتے ہو عبث

چوٹی ایڑی سے مربجان بڑھاتے ہو عبث
بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث

اے بتو تم کو بھی دعوائے الوہیت ہے
توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث

عاشقون سے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا
داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث

غافلو منزل دنیا ہے سرائے فانی
اس خطر گاہ مین تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث

مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہین
ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث

صاحب سینۂ نخدان و یہ غبغب ہو
کس زبان سے مین کہون تم مجھے بھاتے ہو عبث

جانب شیشہ جو دیکھوں تو مغان کہتے ہین
آنکھون مین دختر رز کو مجھے جاتے ہو عبث

بوسے لیتا ہون تو کہتا ہے وہ رشک یوسف
گرگ کی طرح سے کھایا ہے مجھے کھاتے ہو عبث

شاعر و ذکر وہان کچھ سر یار نہو
سر مخفی ہین زبان پر انھین لاتے ہو عبث

سایہ سان لگ چلو آتش نہ سب یا سے تم
دشمن و دوست کی آنکھون مین سماتے ہو عبث

ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہے دل میرزا مزاج
بہ جائے پانی ہوکے جو بدلے ہوا مزاج

اک دم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج

دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم
بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج

اکدن رکا نہ تنگ بغل مین لیا ہزار
اُس گلبدن کا پاگئی ہے کیا قبا مزاج

پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اُسے شرف
کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج

مشق ستم ہے اُس لئے اُس طفل شوخ کو
اصلاح یہ نہ مجھسے کبھی آئے تا مزاج

صحت نہین نوشتۂ بیمار عشق مین
چھٹ جاتی ہے غذا نہین پاتی دوا مزاج

کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا
افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج

ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا
پھیرے مگر بتون کی طرف سے خدا مزاج

دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا کا خلق کو
آتش پری کا رکھتی ہے یہ بیسوا مزاج

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالامال ہے پیمانہ آج

بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہم کو دیتا ہے جنون نذرانہ آج

دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج
گنج اُگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج

تیرے کوچہ کا ہے اے خانہ خراب افسانہ آج
شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج

جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
عقل کل کہئیے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج

خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین
قیمت یوسف نہ تھی جو ہے ترا بیعانہ آج

وصل کی شب ہے اندھیرا کیا ہو وعدہ یار سے
شمع کا ہونا نہین ممکن کہان پروانہ آج

وہ پری پیکر کرے جو ناز زیبا ہے اُسے
شہر آباد اُس کے دیوانون سے ہے ویرانہ آج

نزع کی حالت ہے کوئی آشنا اپنا نہین
دیکھیے جس کو نظر آتا ہے وہ بیگانہ آج

آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم مین
شمع اُٹھ جاوے جو ہاتھ آوین پر پروانہ آج

ہمنشین کہتے ہین تو کر عیش نصف عیش ہے
مین کہون تو سُن جمال یار کا افسانہ آج

امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین
ایک سا ہے آہوے مست و سگ دیوانہ آج

جہان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین
ساتھ لے کر مجھکو دے آگ مین پروانہ آج

تلوے سہلاتی ہین پریان خانہ زنجیر مین
وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج

مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب
دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشۂ پیمانہ آج

نقش آسیب پری ہے صورت زیبا تری
ہوش مین آتا ہے تجھکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئینہ اُن کا مصاحب ہے مقرب شانہ آج

کل ہمارا اور اُس کا امتحان ہو جائے گا
آشنائی کا ترے دم تو بھرے بیگانہ آج

میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز
کس طرف جا کر کرون مین سجدہ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف
مین تمھین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہے زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

عرش پر ہے ان دنون مین اہل دنیا کا دماغ
کونسا گھر ہے نہین جس مین ہے بالاخانہ آج

چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک
گرگ و یوسف سے برابر ہے ہمین یارانہ آج

خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون
قیمت خرمن بھی گر دے کر ملے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج
رکھتی ہے دریا مین حال ماہی بے آب موج

غرق ہونا پار اتر جانا ہے بحر عشق سے
لے چلے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج

ڈوبے ہین دریا مین تیرے عاشق بیتاب بھی
مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج

اپنا بھان طفلی جانتے ہین ہم اُسے
آئے گی گھر مین ہمارے سر پہ سیلاب موج

دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوئی کا ترک
آب دریا خشک ہو جاوے تو ہو نایاب موج

کیا سمجھ کر بحر ہستی مین کرون راحت طلب
دیکھتا ہون روز و شب دریا مین ہین بیتاب موج

چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حسن
قدرت اللہ دیکھیے گی شب مہتاب موج

بحر الفت کے شناور ہو اگر میری طرح
خواب مین بھی پھر نہ دیکھے صورت گرداب موج

گنج باد آورد ہا لا دے جو خسرو ہو کوئی
اب بھی ہے آتش میان عالم اسباب موج

ردیف جیم فارسی

اک روز اس سرائے سے ہے لا کلام کوچ
سن تو سہی پکارتا ہے یہ مقام کوچ

حرص و ہوا الٰہی نہ دل مین مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کر جائین عام کوچ

اک عمر سے روان ہون رہ کوے یار مین
دکھلا چکی نہ منزل عالی مقام کوچ

اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہین مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہے صبح و شام کوچ

بحر جہان مین آب روان سے کھلا یہ حال
استادگی کی جا نہین یان ہے دوام کوچ

منزل ہین گور کی مین مسافر پہونچ چکون
آخر ہو توشہ راہ کا ہووے تمام کوچ

مرتا ہے جان بلب ہے مسافر ہے بے خبر
عذرت سے تیرے کرتا ہے اب یہ غلام کوچ

جب دیکھو رہروی مین ہون ریگ روان طرح
میرا مقام وہ ہے کہ جس کا ہے نام کوچ

دن رات روز و شب ہے وطن مین سفر مجھے
وہ پختہ مغز سمجھے ہین سودائے خام کوچ

آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہین آجکل
ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

ردیف الحاء

شفق صبح نہ دیکھی نہ سُنی نوبت صبح
وقت کو ہاتھ سے کھوتی ہے مری غفلت صبح

شکوہ کس منھ سے زمانے کی دورنگی کا کرون
رشک شب زلف سیہ چاند سا منھ غیرت صبح

دیکھکر آئینہ یار آنکھو نمین بھر جاتا ہے
یاد آتی ہے مجھے بھولی ہوئی صحبت صبح

مئے گلرنگ سے بھر جام صبوحی ساقی
ظلمت گور مین یاد آئی یہ کیفیت صبح

وصل مین ہجر کا دھڑکا جو لگا رہتا ہے
شام سے پھرتی ہے آنکھون مین مری صورت صبح

کوچہ یار کو کہتے ہین بہشت اے قاصد
یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح

عہد پیری مین تو کر یاد الٰہی غافل
رات تو کٹ گئی غفلت مین نہ کھو فرصت صبح

نور کا نام سیہ خانہ گردون مین نہین
گور مین ساتھ ہی لیجاؤن گا مین حسرت صبح

آتش اک رات جو تنہا وہ دلآرام ملے
سجدہ شکر کرون پڑھکے مین دو رکعت صبح

ردیف خا

ہوتی جو اے صنم ترے سیب ذقن کی شاخ
بڑھ چل نہ سکتی ایک نہال چمن کی شاخ

مارا پڑا ہون دیکھکے اک سیوتی سا رنگ
لازم جراحتین کو ہے نسترن کی شاخ

جو خال عنبرین ہے وہ اک مشک نافہ ہے
آنکھین تری ہرن ہین بھوین ہین ہرن کی شاخ

دیکھا جو سخت روئی ابناے دہر کو
سمجھا مین نرم موم سے بھی کرگدن کی شاخ

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ

باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہے مرا
سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ

روئے صبیح یار کی الفت کے روگ سے
گھل کر ہوا ہے اپنا بدن یاسمن کی شاخ

تشبیہ دیتے ساعد زیبائے یار سے
ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ

صحرا کو وہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

مے لے گئے عذار بت شوخ و شنگ سرخ
کندن کا اور آگ مین ہوتا ہے رنگ سرخ

نسبت یہ گل سے ہے ترے جسم لطیف کو
ہم پلہ برگ گل سے ہو جیسے کہ سنگ سرخ

روئے نگار سے جو ہے نقش قدم مرا
کانٹون نے کر دیا ہے یہ تلوون کا رنگ سرخ

جوش جنون نے گو کہ مجھے زرد کر دیا
پھر یکو میرے رکھتے ہین لڑکون کے سنگ سرخ

گو صید ناتوان ہون پر اتنا ہو گرم خون / ہو جائے چھالے پڑ کے زبان خدنگ سرخ
تحریر وصف لعل نگارین یار مین / شنجرف سے ہوا ہے سیاہی کا رنگ سرخ
کیفیت شراب ہے جوہر شجاع کا / ہوتا ہے چہرہ غازیون کا وقت جنگ سرخ
لکھا جو ہے جواب خط شوق یار نے / قاصد کا مثل رقعۂ شادی ہے رنگ سرخ
کہتے ہین اشک خون شب ہجر یار مین / کشتے کی چارپائی ہے اپنا پلنگ سرخ
عاشق نشانہ رہتے ہین اس ترک سرخ کے / جبتک کہ گرم ہو کے نہ ہووے تفنگ سرخ
ساقی بہار گل کی رعایت ضرور ہے / لالہ کے پھول سے ہو شراب فرنگ سرخ
اُس طفل نے بڑھا کے شفق سے لاتینگ / جس دن قریب شام اُڑایا پتنگ سرخ
ہوگی تری طرح سے نہ اے ترک خوشنما / پہنے پھرے لباس سپاہ فرنگ سرخ
قاتل کو اپنی تیغ زنی کا جو شوق ہو / روئے زمین ہو صورت میدان جنگ سرخ

پھوٹا لحد مین دل کا پھپھولا تو دیکھنا / ہو جائیگا مزار کا آتش کے رنگ سرخ

قدرت حق ہے صباحت سے تماشا ہے وہ رخ / خال مشکین دل فرعون ید بیضا ہے وہ رخ
نور جو اُس مین ہے خورشید مین وہ نور کہان / یہ اگر حسن کا چشمہ ہے تو دریا ہے وہ رخ
پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اسے / آئینہ سے دل عارف کے مصفا ہے وہ رخ
بزم عالم ہے توجہ سے اسی کے آباد / شہر ویران ہے اگر جانب صحرا ہے وہ رخ
سامری چشم فسون گر کی فسون سازی ہے / لب جان بخش کے ہونے سے مسیحا ہے وہ رخ
دم نظارہ لڑے مرتے ہین عاشق اس پر / دولت حسن کے ہتھ آنے سے دنیا ہے وہ رخ
سایہ کرتے ہین ہما اُڑ کے پرون سے اپنے / تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہے وہ رخ
گل غلط لالہ غلط مہر غلط ماہ غلط / کوئی ثانی نہین لاثانی ہے یکتا ہے وہ رخ
کونسا اس مین تکلف نہین پاتے برہمن / نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہے وہ رخ
خال ہندو ہین پرستش کے لئے آئے ہین / پتلیان آنکھون کی دو بت ہین کلیسا ہے وہ رخ
کونسا دل ہے جو دیوانہ نہین ہے اُس کا / خط شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہے وہ رخ

اس کے دیدار کی کیونکر نہ ہون آنکھیں مشتاق
دلربا شے ہے عجب صورت زیبا ہے وہ رخ

ہاں کجا شرح کرون حسن کی اسکے آتش
مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہے تماشا ہے وہ رخ

ردیف دال

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد
دہن زخم کہیں خانۂ احسان آباد

کون ہے جو تری دوری میں نہیں مرتا ہے
ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد

بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی میں نے کی
بعد مجنون کے کیا میں نے بیابان آباد

مدتیں دل کے خرابہ کو ہوئی ہیں دیکھیں
پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ دہ ویران آباد

سیر دا کرتے ہیں تو غنچے ہیں شگفتہ ہوتے
یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد

کوچۂ یار میں ہمدوشی اپنے دم کی
کعبہ و دیر کریں گبر و مسلمان آباد

کثرت داغ محبت سے الٰہی بھر دے
منزل دل کو کریں آکے یہ مہمان آباد

وہ شہ حسن پریشان ہمیں کیون رکھتا ہے
چاہتا اپنی رعیت کو ہے سلطان آباد

کوئی پریون کا اکھاڑا جو نظر آتا ہے
میں سمجھتا ہون کہ ہے ملک سلیمان آباد

خوبرویون کا ہے آنکھون میں تصور بنا
خانۂ چشم کو کرتے ہیں یہ انسان آباد

جس طرف دیکھیے آتا ہے نظر وہ محبوب
جلوۂ یار سے ہے عالم امکان آباد

ساری رونق ہے دیوانون کے دم کی آتش
طوق و زنجیر سے ہوتا نہیں زندان آباد

مئے گلرنگ سے لبریز رہیں جام سفید
چشم بد ہن کو کرے گردش ایام سفید

ہیکہ اس بت کی طبیعت ہے زمانے سے خلاف
صبح پوشاک سیہ ہے تو سر شام سفید

کونسی شام نہیں صبح ہوئی اے مغرور
ایک دن ہوتی ہے یہ زلف سیہ فام سفید

قطرۂ اشک میں سرخی کا کہیں نام نہیں
لہو تیرا بھی ہوا اے دل ناکام سفید

دل کی تسکین کو میں پیغام صفا کا سمجھون
پرزہ کاغذ کا جو بھیجے وہ گل اندام سفید

چاندنی رات میں وہ ماہ جو یاد آتا ہے
کاٹنے دوڑتے ہیں مجھکو در و بام سفید

وصل کی شب جو ہوئی صبح یکایک تو ہوا — مین ادھر زرد اُدھر روئے دلارام سفید

نسبت اُس فتنۂ دوران سے کوئی اندھا دے — یار کی آنکھ سیہ دیدۂ بادام سفید

کسی حالت مین نہین فکر سے دشمن غافل — آفت مرغ ہے رنگین ہو یا دام سفید

بس ہے اتنی ہی زمانہ کی دورنگی آتش
مئے گلرنگ سے لبریز رہین جام سفید

قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد — شرط الفت کی ملی مجکو جزا میرے بعد

ہو گیا سلسلۂ مہر و محبت برہم — نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

یاس و حرمان و غم و درد یہ بڑھجائین گے — بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا — نہ رہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

زندگی تک ہین قیامت کے یہ سارے دھڑکے — مجکو کیا غم ہے اگر حشر ہوا میرے بعد

دوستداری کا گنہگار رہون وہ دشمن جان — مغفرت کی مرے مانگے گا دعا میرے بعد

مین جو نوشہ تو وہ بن جائیگی آغوش عروس — گور سے آئیگی شہنا کی صدا میرے بعد

خون ناحق کا مرے کھینچے گا خمیازہ — ہاتھ ملیئے گا بہت ملکے حنا میرے بعد

قفس تن سے چھٹا مین تو چمن سے لاکر — بوئے گل کسکو سنگھادے گی صبا میرے بعد

کلہ کج نہین رہنے کی تمھارے سر پر — تنگ وحشت ایسی نہووے گی قبا میرے بعد

ہڈیان کھاکے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی — صدقے ہوگا مرے قاتل کے ہما میرے بعد

مین نہون گا تو نہ ہوگا یہ قمار الفت — کوئی بدنے گا نہین شرط وفا میرے بعد

گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز — فرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد

آئینہ رکھ کے بنانے کے نہین شانے سے — مختصر ہووے گی یہ زلف رسا میرے بعد

قبر پر فاتحے کو آئے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

چاندنی رات مین کھولون جو تری خو ابین بند — عمر بھر آنکھ نہ ہو پھر شب مہتاب مین بند

شمع سان سوزش دل ہمنے کسی سے نہ کہی — رہ گئی اپنی زبان محفل احباب مین بند

یار کے واسطے لکھون جو خط شوق تیسم
لکھا ہووین سیہ سیکڑون القاب مین بند

اپنے محبس سے شاید کہ بہلے کوئی دم
دل بیتاب کو کیجئے چہ سیماب مین بند

ناز کرتا ہو وہ بت اپنے ہوا خواہون سے
برہمن ہوتے ہین وان خانہ قصاب مین بند

شیشہ خالی ہوا ساقی کہ مرا دم نکلا
روح مستانہ ہے مینا ئے مئے ناب مین بند

آستین جوش مین کیا آنسوؤن کو روکے گی
ٹھہر سکتا ہے کہان آمد سیلاب مین بند

روز وصل آئے گا آخر شب ہجران ہوگی
کام رہنے کا نہین عالم اسباب مین بند

زمزمے کرتا ہو شاید کہ لگبن ہین آتش
رگ گل سے قفس بلبل بیتاب مین بند

تا چند کرون سینہ مین مین آہ و فغان بند
کب تک رہے اس گھر مین الٰہی یہ دھوان بند

اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم
دن رات رہا مثل حباب اپنا مکان بند

ہم الفت دین ہے اسے ہم لذت دنیا
وہ گنج ہے دل جس مین ہو نقد دو جہان بند

منھ دیکھتا ہون یار کا کچھ کہہ نہین سکتا
آنکھین تو کھلین ہین مری لیکن ہو زبان بند

گردش ہو جو قسمت کی وہ موجود ہو وان بھی
گو شیشہ ساعت مین رہے ریگ روان بند

پھرتا ہے یہ کوئی تو ترے کوچہ مین شب کو
تا صبح نہین ہوتی ہے آواز سگان بند

تنگ آکے شب وصل مین ہو جائے برہنہ
اندام کو اُس گل کی قبا کے ہون گران بند

سر سبز گلستان ہون چلے باد بہاری
کھولے اُسے ساقی جو ہو مدت سے دکان بند

آواز یہی کوچۂ قاتل سے ہے آتی
ہوتا ہو جُدا بند سے انسان کا یہان بند

سودے نے تری زلف مسلسل کے کئے ہین
زندان محبت مین ہزارون ہی جوان بند

دکھلائے گا اللہ مجھے یار کا کوچہ
مومن ہون رہے گا نہ در باغ جنان بند

قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی
آتش خفقانی کو قیامت ہے مکان بند

منھ لپٹون مین تو دم کرے خیال یار بند
خواب بد دیکھون جو ہووین دیدۂ بیدار بند

جنبش ابرو سے آئینہ نہ ٹکڑے ہو نہ ہو
بیشتر کرتے ہین ساحر سحر سے تلوار بند

کیا کہوں وعدہ خلافی سے ترے احوال شب
دل میں آتا ہے کہ اک دن رو کے دھو ڈالوں کھلیں
حسن جنس بے بہا اہل زمانہ تنگ چشم
تو نے اک بیچا سجا ہے ہاتھ سے اپنے جو یار
پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
دیر میں جاوے الٹ کر گر تو چہرے سے نقاب رو
گوش زد ہووے اگر تقریر تیرے مست کی
موسم گل کی ہوا چلتی ہے ساقی جام بھر

کھول کر دروازے کو کرتا ہوں سو سو بار بند
روز لکھتے ہیں کراماً کاتبین دو چار بند
آج کل کرتا ہے قحط مشتری بازار بند
کرتے ہیں تالب تہی سنکر اُسے دستار بند
باندھی ہے اس پہ کمر کھولوں ترا شلوار بند
مصحف رخ پر تصدق بت کریں زنار بند
زاہد ان خشک ہوں مثل زبان خار بند
شیشے میں تا چند رکھے گلنے گلنار بند

سوح جب تالب میں آئی مجھکو آتش کھل گیا
ہو چکا کنج قفس میں بلبل گلزار بند

خوبرو ہوتے ہیں سن کر تری تقریر سفید
وہ سیہ کار ہوں ظلمت کدۂ دہر میں میں
لب جانان کی کبودی جو انھیں دکھلاؤں
خاکساری سے ہوا آئینہ دل روشن
سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھوں
عید کا دن ہے بغل گیر وہ دلبر ہوگا
دل منور ہے خیال رخ نورانی سے
کیا جو انزروں کو اجلا یہ دنی رکھے گا
سخت جانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے
وہ شکر لب رہے آسیب نظر سے محفوظ
کام فرمائیں تکلف کو جو دیوانے تو ہو
شادی و غم سے ہے عالم کا مرقع توام
عقل نے اصل حقیقت سے کیا ہے آگاہ

اور خاموشی سے ہم عاشق دلگیر سفید
چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید
زرد ہو وے گل سوسن تو طبا شیر سفید
کیا مس قلب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید
پرتو ماہ سے رہتی ہے یہ تعمیر سفید
اوڑھے آپ تو چادر فلک پیر سفید
نہ بھرے اور نہ منھ پر سے ہو شمشیر سفید
چشم بد خواہ ہو مثل قدح شیر سفید
قصر منعم کی طرح خانۂ زنجیر سفید
سرخ تصویر ہے کوئی کوئی تصویر سفید
خون سمجھتا ہوں میں ہر چند کہ ہو شیر سفید

ہر زمین پر ہے نئی آب ہوا کی تاثیر ‌ ‌ ‌ مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران پہ لپٹا ہے لہو جونک کی طرح ‌ ‌ ‌ کیون نہ ہو رنگ رخ عالم آتش دلگیر سفید

ردیف دال ہندی

رکھتا ہے یار ابروے خمدار پر گھمنڈ ‌ ‌ ‌ اُس ترک تیغ زن کو ہے تلوار پر گھمنڈ
ہوگا خزان مین رنگ دگرگون بہار کا ‌ ‌ ‌ گلچین کا بیہودہ سفتہ ہے گلزار پر گھمنڈ
عاشق ہین گرد رہتے ستارون کیطرح سے ‌ ‌ ‌ زیبا ہے تمکو چاند سے رخسار پر گھمنڈ
کبر و غرور کی ہے سزا اور اسی کی شان ‌ ‌ ‌ حسن و جمال ختم کرین یار پر گھمنڈ
تقریر اپنی اور روش یار کی ہے خوب ‌ ‌ ‌ گفتار پر ہمین اُسے رفتار پر گھمنڈ
دو چار روز لالہ و گل کی بہار ہے ‌ ‌ ‌ کیجیے قبا پہ اور نہ دستار پر گھمنڈ
یوسف لقا سے میرے زیادہ نہ ہوویگا ‌ ‌ ‌ یوسف کو اپنی گرمی بازار پر گھمنڈ
عیسی مریض عشق سے اپنے نہ پھیر مُنھ ‌ ‌ ‌ لازم نہین ہے شربت دیدار پر گھمنڈ
آتش سخن شناس سے قادر سخن سمجھ ‌ ‌ ‌ سارا ہے اس گہر کا خریدار پر گھمنڈ

ردیف ذال

زور بازو ہی کو بازو کا مین سمجھا تعویذ ‌ ‌ ‌ بس ہے انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ
دشمن و دوست پس ازمرگ ملین کے آنکھین ‌ ‌ ‌ نقش حب کا ہے مرے سنگ لحد کا تعویذ
دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درپیش ‌ ‌ ‌ نہ زرہ پہنی کبھی مین نے نہ باندھا تعویذ
جذبۂ دل سے پری رویون کو تسخیر کیا ‌ ‌ ‌ نہ تو گاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ
ذقن یار کے بوسے کی تمنا ہی رہی ‌ ‌ ‌ لکھ کے کس روز کنوئین مین نہین ڈالا تعویذ
مے کی تکلیف نہ کیونکر کرین ان آنکھونکے جام ‌ ‌ ‌ موے سر اپر سیہ برق سنہرا تعویذ

نہین کھلتی کسی صورت سے بلائے مبرم
ڈھونڈھے کسواسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

ردیف راء

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر
پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اُس نگہ سے دل کو سینہ مین نہین رکھو پناہ
قلعہ مین تیر قضا لگتا ہے بکتر توڑ کر

شاخ گل پر سے کیا تھا بسکہ بلبل کو اسیر
ہاتھ پر صیاد نے بٹھلا لیا پر توڑ کر

پھوڑنا تیشہ سے اپنا سر نہ تھا اے کوہکن
چھینا شیرین کو تھا پرویز کا سر توڑ کر

باز آیا فعل سے اپنے نہ بد مستی مین بھی
شیشہ کو منھ سے لگایا مین نے ساغر توڑ کر

اے دل صد چاک گھبرا زندگی سے ہو نہ تنگ
پیچ کا اُن گیسوون کے شانہ بنکر توڑ کر

درد بازو مین رہے گا سخت جانی سے مری
خون عاشق کی قسم کھاؤ گے خنجر توڑ کر

شیشہ کو توڑا اگر تو نے لگا کر جام سے
محتسب رکھدے تری گردن برابر توڑ کر

آئینہ لیتا تو ہے وہ لاابالی دیکھنا
پھیر دے گا چار دن مین اے سکندر توڑ کر

قید ہستی سے جو تنگ آتا ہون کہتا ہے دل
توڑ دے دیوار کو زندان کے لنگر توڑ کر

یاد آتے ہین ستم اُس سنگ دل محبوب کے
توڑتا ہے دل مرا شیشہ کو پتھر توڑ کر

دیکھنے والا جو آہ آتش کا مجھسا اُٹھ گیا
پھینکدو گے اے حسینون تم یہ زیور توڑ کر

دم فنا کرتا ہے آتش جنبش مژگان کا شوق
چھیدتے ہین دل رگ سودا یہ نشتر توڑ کر

جلد ہو بہر سفر اے مہ کنعان تیار
ہو چکا تیرے لئے مصر مین زندان تیار

باغ عالم مین ہون مین وہ شجر سوختہ بخت
مری شاخون سے ہوئے سرو چراغان تیار

آبلہ پائی نے صحرا مین رلایا جو مجھے
ابر مژگان نے کئے نخل مغیلان تیار

چل دلا وقت ہے سینہ کے سپر کرنے کا
برچھیان تانے ہوئے ہین صف مژگان تیار

پشت پا کیون نہ یہ کونین کے اوپر مارے
دست قدرت سے ہوا پیکر انسان تیار

سربلندی بھی ہے سرگشتگی بخت کیساتھ
خاک اُڑے اپنی تو ہو گنبد گردان تیار

رنج اٹھانے مین زبس مین نے مزا پایا ہے
زخم کے واسطے رکھتا ہون نمکدان تیار

تو بھی اے گریہ دکھا چہرۂ رنگین حبیب
بارش ابر سے ہوتا ہے گلستان تیار

زور بھی خاک کے پتلے کو نہین پچتا ہے
کشتی لڑنے کو ہوئے گبر و مسلمان تیار

غم عالم سے ہے نیکار دل شوریدہ مزاج
مین نے پہلو مین کیا شیر نیستان تیار

کون سے روز نہ دامن نے مجھے الجھایا
کب گلا گھونٹنے کو تھا نہ گریبان تیار

بعد مجنون جو گیا مین مرے سر پہ آتش
سایہ کرنے کو ہوئے بید بیابان تیار

بھاگو نہ مجکو دیکھ کے بے اختیار دور
اے کودکان ابھی تو ہے فصل بہار دور

مانند مرغ قبلہ نما پیش چشم ہے
وہ کعبہ مراد ہو ہم سے ہزار دور

عیسیٰ نے نسخہ مین ترے بیمار کے لکھا
درد فراق کو کرے پروردگار دور

اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث
چھوٹا ہے مجھ غریب کا مجھسے دیار دور

گردن نہ خم ہو شمع صفت گو جدا نہان
تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دور

مضمون باندھ لاتی ہے فکر اپنی عرش سے
ڈھونڈھا ہے جب تو ہمکو ملا ہے شکار دور

روپوش ہے جو ناز سے اُس کا گلہ نہین
نزدیک دل سے ہے رہے آنکھون سے یار دور

کیفیت شراب مین ہے مزا فکر شعر کا
رکھتا پیادہ دم سے ہے اڑا وہ سوار دور

بنتی ہے جان پر جو حرارت سے عشق کے
کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دور

تسکین کے لئے گئے منزل مین گور کے
پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور

وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے
وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور

فرقت مین یار کے یہ سخن تکیہ ہے مرا
مخدوم سے نہ اپنے ہو خدمتگزار دور

پیری مین ترک مے کا ارادہ نہ کیجیو
آتش صبوحی کرتی ہے شب کا خمار دور

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر
پیچ در پیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر

ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہے
بند ہونے سے ہے ناسور کا بہنا بہتر

دونون ہاتھون کی ترے پیار کرون کیا تعریف
بایان رہنے سے تو پھر بائین سے دہنا بہتر

یار کو دیکھین گے پہنا کے شب مہ مین اسے
ملگیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر

نفس امارہ سا رکھتا ہے یہ سرکش دشمن
آدمی کے لئے غافل نہین رہنا بہتر

ٹیڑھے سیدھے سے غرض رکھتے نہین اے آتش
جو کہے یار ہمین سن کے یہ کہنا بہتر

حظ سے کب جاتے ہین عاشق کوئے جانان چھوڑ کر
کشت پختہ کو کبھی بھاگے نہ دہقان چھوڑ کر

کعبہ سان جاے ادب ہے چار دیوار لحد
یان قدم رکھتا ہے تخت اپنا سلیمان چھوڑ کر

کھا لیا داغ فراق یار نے آخر مجھے
ہو نہ غافل ملک پر عامل کو سلطان چھوڑ کر

مصحف روئے صنم سے منحرف زاہد نہو
منہ دکھاوے گا خدا کو کیا تو ایمان چھوڑ کر

مٹ نہ بعد مرگ بھی اے داغ الفت ہے بعید
صاحب خانہ کو سوتا جائے مہمان چھوڑ کر

نیک بختون کو نہ دے رنج انقلاب روزگار
واصل خورشید ہو شبنم گلستان چھوڑ کر

فرقت تن سے ہے شادان روح اپنی جس قدر
خوش نہ ہو گا اس قدر دیوانہ زندان چھوڑ کر

چاند سے رخسار پر لہرا کے آنے دیجئے
کھینچئے اندھیر زلفون کو پریشان چھوڑ کر

کار مردانہ کیا چاہے ہے تو اے دست جنون
کھینچ دامان پری میرا گریبان چھوڑ کر

شہد لب کا تیرے سن پایا تھا افسانہ کہین
زہر کھایا مورچون نے شکرستان چھوڑ کر

باغ مین آکر کہان جاتا ہے اے رشک بہار
گل کو خندان چھوڑ کر بلبل کو نالان چھوڑ کر

اے کمان کش ہے کشش سے دل کی امید قوی
تیر پہلو سے مرے نکلے تو پیکان چھوڑ کر

کافر کوچے قدم رکھ سرزمین عشق پر
کھیت ہاتھ اس کے ہے بھاگا جو نہ میدان چھوڑ کر

ان لبون سے گیسوے مشکین کا قصد دل نہ کر
تنگ ہوگا اس ختن مین یہ بدخشان چھوڑ کر

باغ عالم مین وہ ایسا کونسا محبوب ہے
خاک اڑاتی ہے صبا کس گل کا دامان چھوڑ کر

ہستی فانی ہے آتش چار دن مین نیستی
فکر عقبیٰ کا کرے دنیا کو انسان چھوڑ کر

اے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار
آجکل چلنے کو ہے باد بہاری تیار

دل تو کہتا تھا نکل چلنے کو پر چلتے وقت
پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار

مجکو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغر پایا
کُشتی لڑنے کو ہوئی باد بہاری تیار

اس قدر تنگ گریبان نہین زیبا پیارے
پھانسی کیجے اسے گردن ہی ہماری تیار

سرمہ اندھیر حنا قہر قیامت مسّی
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار

ہار پھولون کے پہنتے ہو تو میری خاطر
بدھی زخمون کی کرے تیغ تمھاری تیار

رزق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت
خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار

زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہوئی
اے فلک تنگ نہ ہو گور ہماری تیار

اس زمانے مین سپاہی نہین بگاڑی ہین
نہ تو تلوار سجی ہے نہ کٹاری تیار

ضد سے دھجیان اُس کو تکلف کا نہ آیا ہرگز
رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار

تیرے دیوانے کی وحشت ہی زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

کمر یار کا شک اُن کی کمر پر جو پڑا
پھاڑ کھانے کو ہوے یوزشکاری تیار

تخت تابوت کہان نکلے غبار اُڑ جاؤ
باد کے گھوڑے کی آتش ہی سواری تیار

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑے
لا دے پھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہے جو ہی طفل کو قرار
رہنے نہ دے گی گردش ایام دوش پر

زلف سیاہ یار کمر تک نہین گئی
صیاد کا مرے ہے ابھی دام دوش پر

بالاے بام ہو جو مسیحا نفس مرا
مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر

چلتے ہین کیا یہ مار کے مغرور ٹھوکرین
سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر

طفلی مین بھی مرا ہی عالی دماغ تھا
جاتا تھا روز تا بہ لب بام دوش پر

پیوند خاک ہونے کا اللہ رے اشتیاق
آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر

کاندھا مرے جنازہ کو کیا دے وہ نازنین
بھاری ہے جس کو زلف سیہ فام دوش پر

عاشق فشانہ تیر کے ہوتے تری طرح
رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہین اس بہار مین مستون کیساتھ ساتھ
ساقی سبو کی طرح لئے جام دوش پر

اے موت آ کہین رہون تا چند منتظر
لادے ہوئے سفر کا سر انجام دوش پر

رہتے ہین میرے کاتب اعمال رنج مین
آتش اُٹھاؤن گا مین درو بام دوش پر

جھڑتے ہین پھول منھ سے اس تنگی دہن پر
غنچہ نثار تیری رنگینی سخن پر

بعد فنا کنوئین کے پانی سے غسل دینا
کھائی ہین مین نے جان سر ین چہ ذقن پر

دونون کلائیان دو پھولون کی ڈالیان ہین
گل کھائے ہین یہ مین نے خوبان گلبدن پر

کیونکر نری قبا سے تشبیہ دون مین اس کو
وہ بو تے بھی نہین ہین اک گل کے پیرہن پر

ہے یہ خلاف ناحق صیاد و باغبان ہر
نالون سے اپنے کس دن بجلی گری چمن پر

گھبراتی ہے یہ اس مین وہ اس سے کرکے راہی
جادو کیا ہے غم نے کچھ میری روح و تن پر

دیکھے جو تل کسی کے نازک کلائیون کے
بھونرون کو مین نے سمجھا شاخ گل سمن پر

بھونکون کو سیب بہ مین راہ حذرا کھلاؤن
بوسہ کو لب جو پہونچین اُن غبغب و ذقن پر

اُس ترک سے جو کی ہین صحرا مین جا کے آنکھین
جھنجھلا کے کیا ہی کتے پھیر دائے مین ہرن پر

کشتون کو تیری قبر مین دیکھین جو دیکھ لینا
زندون کو ہوگی حسرت مردون کی انجمن پر

دو ڈھیل ہوئے ہین پیدا اک نخل حسن مین سے
بادام لپسته صدقے اس چشم اُس دہن پر

ملتا ہے کیا جو آتش مرتے ہین اہل دنیا
اک دو وجب زمین پر اس یک دگر کفن پر

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر
نشہ کا ڈورا بلائے جان ہے اس تلوار پر

شرم سے وہ سرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین
رات بھاری ہوگئی ہے مردم بیمار پر

خوشنما ہے چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ
عالم اک دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر

چھیر سکتا ہے کوئی ابرو کو شانہ مثل زلف
ہاتھ پھیر سکتا ہے تیغ تیز کی کب دھار پر

کھینچتا ہے آپ کو دور اس قدر کیون آفتاب
سایہ کیا سورج مکھی کا ہے کسی رخسار پر

کیا کرون نسبت دل بلند راہ الفت کا بیان
چاہ مین اک پاؤن ہے اک پاؤن ہے دیوار پر

سرسری سمجھو نہ میری آہ کو اے سرکشو
پھونک ہی دے گی گری جبکہ تجلی خار پر

حسن کے منہ کی نقاب الٹین گے بیماران عشق
مُہر توڑین گے جو کی ہے شربت دیدار پر

کیون نہ پھانسے عاشقون کے دل وہ طفل برہمن
طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کے زنار پر

رو دیا ہے عاشقون نے ابر باران کیطرح
تمنے مارا ہے قدم جو برق کی رفتار پر

رنگ شب اڑتا ہے گیسوئے سیہ کو دیکھکر
داغ ہے ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر

لٹپٹی پگڑی سے قاتل کی مین کیا تشبیہ دون
داغ کا دھبہ لگا ہے لالہ کی دستار پر

تو جو اے عیسی نفس آیا عیادت کیلیے
تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر

تیرے دانتون سا کوئی موتی سمندر مین نہین
لعل لب سا اک بدخشان کے نہین کہسار پر

دوست کو لے کر بغل مین رات بھر سوتا ہون مین
رشک ہے دشمن کو میرے طالع بیدار پر

یار کی فرقت مین رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا
پانی پھر جاویگا اس گھر کے در و دیوار پر

دام مین لاکر کرے صیاد بے پروا حلال
بلبل بیتاب صدقے ہو چکی گلزار پر

خود غلط ناحق ہوئے تقلید آتش سے ہلاک
جو کہ منصور بن سکتا ہے کھنچکر دار پر

دکھائی حسن نے قدرت خدائی کے جوبن پر
چراغ طور کا عالم ہے تیرے لیئے روشن پر

کرین گے اس سے صید اکدن بجائے تیغ قاتل کو
رگون کا جال یان پھیلا ہوا ہے اپنی گردن پر

دکھائی دختر رز نے یہ میخانہ مین نیرنگی
دم طاؤس کا عالم ہوا مینا کی گردن پر

نمازی کو شراب اُس نے پلائی جا کے مسجد مین
کلیسا مین گیا تو بت کو دے ٹپکا برہمن پر

کوئی پھینکے فلک اپنی طرف منہ اُس کا کرتا ہو
ہمارا نام کندہ ہے مگر سنگ فلاخن پر

بھلا دیکھین تو گو بازی مین سبقت کون کرتا ہے
ادھر ہم بھی ہین توسن پر ادھر تم بھی ہو توسن پر

مری آواز پا سن کر نکلتا ہو جان موذی کی
وہ رہرو ہون کمر باندھی ہے جس نے خون رہزن پر

وہ بدگوئی مری کرتا ہے مین نیک اُسکو کہتا ہون
فرشتے میرے لعنت کرتے ہون گے میرے دشمن پر

نمود غیر ہے مقصود دل آتش مزاجون کو
یہ ساری گرمی حمام ہے موقوف گلخن پر

تماشا دیکھ گورستان مین نیرنگ زمانہ کا
جو گل ہین خندہ زن تو رو رہی ہے شمع مدفن پر

زمین پکڑی تو پھر چھوڑی نہ ہرگز بید مجنون نے
نشانان داغ مجنون رنگیا صحرا کے دامن پر

عروج حسن بازاری پسند دل نہین ہوتا
مجبور ہون مگر رغبت نہین قحبہ کے جوبن پر

جنون نے چل بیابان کو مین یاد آیا گلستان سے
خوشی آتی ہے کسے چشمک زنی نرگس کی سوسن پر

یہ صرف سینہ کوبی ہے وہ صرف شغل ماتم ہے
مرے ماتم سے آفت رہتی ہے اک سنگ و آہن پر

ہر اک مصرع مین یان مضمون ہے آتش وستداری کا
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنے جوبن پر

نقاب اوٹھے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آرے چلین شمعون کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے
چھری چلتی کبھی دیکھی نہین شیشہ کی گردن پر

حذر عالی مقامون کو ہے لازم خاکسارون سے
پیادے غالب آئے ہین سوار پشت توسن پر

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہین ممکن کہ گرد اوڑ کر پڑے رہرو کے دامن پر

سیہ چشم اکثر آتے ہین تماشا دیکھنے اس کا
کمند آہوے شہری ہے سبزہ اپنے مدفن پر

نہایت بلبل شیدا کا اس نے دل جلایا ہے
جو بس ہووے تو رکھدون آگ مین گلچین کے دامن پر

نہ دیکھا سخت طینت کو کبھی سرسبز دنیا مین
شگوفہ پھولنا ممکن نہین دیوار آہن پر

زرہ حسدن سے ای قاتل گلے مین تونے ڈالی ہے
طلائے نقرہ کو اک رشک ہے اقبال آہن پر

نہانیکو نجا حمام مین ہمرہ رقیبون کے
لٹا دیگا ہین رشک آتش سوزان گلخن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

تری زلف سیہ اکدن سفید ای یار ہوویگی
یہ وہ شب ہے چلے گی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہے
یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

فنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی
ہماری خاک کے ذرہ کرینگے قبضہ روزن پر

جو کامل ہین نہین اندیشہ آتش انکو بدبین کا
دہان زخم کاری خندہ زن ہین چشم سوزن پر

ازل سے حسن و عشق کو لایا ہے راہ پر
عاشق مجھکو روز ازل سے ہے ماہ پر

منکر ہین ذات صانع عالم کے دھریے — نا فہمون کا عمل ہے فقط لا الٰہ پر

دکھلائی برق نے جو ترے دانتون کی چمک — مستی کا شک ہوا مجھے ابر سیاہ پر

مدفون ہین اس زمین مین ہزارون ہی تاجدار — پھبتا ہے تخت شاہ سر بادشاہ پر

کوچے سے یار کے نہ صبا دور جھٹک اسے — مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر

اعضا گواہی دینے کو حاضر ہین روز حشر — مرتا ہے کیا سمجھ کے یہ انسان گناہ پر

قسمت کی خوبی دیکھیو اس شاہ حسن کی — دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر

مین کشتی شکستہ دریائے عشق ہون — ہنستا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر

ہمسے خلاف ہے فلک تیرہ روزگار — جن تو چڑھا نہین سر دیو سیاہ پر

یاد آگیا ہے سبزۂ جو مژگان یار کا — بوسے دیے ہین دیدۂ مردم گیاہ پر

اے طفل ترک ادھر بھی گذرگاہ گاہ ہو — تکیہ ترے فقیر کا ہے شاہراہ پر

آزار سہل بھی نہین موذی کے واسطے — دیکھا نہ گنج کو سر مار سیاہ پر

دیتے ہین خالی وار کو دشمن کی تیغ کے — تکیہ نہین ہے ہم کو سپر کی پناہ پر

صاحب کمال صوفی عالی مقام ہے — رقص اس کا کیسا لاتا ہے مطرب کو راہ پر

ہالہ مین عاشقون کو ہوا ماہ کا یقین — باندھا جو شملہ یار نے زرین کلاہ پر

گوش بتان کے پردے پھٹے اسکے شور سے — رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

کس گل کے خط سبز کے کشتہ ہین اہل شرع — جائز رکھا ہے سجدہ انھون نے گیاہ پر

دندان یار جب سے سمائے ہین آنکھ مین — لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر

شہر بتان مین حوصلہ فرہاد کا نہ کر — یان رسم درّے پڑنیکی ہے داد خواہ پر

مشتاق اہل میکدہ ہین یان کرم کرے — ابر سیہ کا لطف نہین خانقاہ پر

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہون آسمان
ہوتا ہے برج دلو کا شک مجکو چاہ پر

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار — عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار

زخم خندان یار بن ہے روے خندان بہار — تیر باران بلا ہے مجکو باران بہار

بے بقا ہے ہستی شبنم سے باران بہار
برق کی چشمک سے کم وقفہ ہے دوران بہار

زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہے شرط
باغ بے سنبل ہے بے شیرازہ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہے
کھیت ہے تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

آب جو مین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

پیش آتے ہین بدون سے بھی کرم کیساتھ نیک
رزق زنبور عسل ہے ریزۂ خوان بہار

رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوئے
نقشبندان خزان ونقش بندان بہار

جان تازہ آتی ہے آتے ہی تیرے باغ مین
جاتے ہی تیرے نکل سی جاتی ہے جان بہار

لالہ وگل سے سنوز آباد ہے بزم چمن
سرو شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار

مہر سیر باغ جاتا ہے جو تو اے شمع رو
صدقے ہوتے ہین تنکے تنکے مرغان بہار

نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
نے سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

گرد کلفت جم رہی ہے ہر زبان بالاے سر
کیا زمین پیدا کرے گا آسمان بالاے سر

کیا عجب ہے داغ سودا کا نکان بالاے سر
سیر زبان رکھتا ہے پائے میہمان بالاے سر

برگ گل رکھون اگر مین ناتوان بالاے سر
دم چڑھے ہو صدمہ سنگ گران بالاے سر

برق سی چمکی تری تیغ اے جوان بالاے سر
اس ہما کا سایہ ہووے مہربان بالائے سر

کھینچتا ہے تیغ حب وہ دلستان بالاے سر
سارے تن سے کھنچ کے آتی ہے جان بالائے سر

پار اتر جاؤن کرم سے تیرے ای بادداد
زیر پا کب سے ہے کشتی بادبان بالاے سر

پھیر بہارا ہے بے نیاز آوے پھیرین پھیر کو بگو
تو کرے پھولون کے رکھکر باغبان بالاے سر

رکھتے ہین ای بت ترے سر پر بٹھانے کیلیے
گنبد دستار سے زاہد مکان بالاے سر

خون ناحق کوچہ مین اس ترک کے ہوتے رہین
لاشہ تڑپے لاشہ پر سر ہو طپان بالائے سر

کون سمجھا پادشاہ حسن ہے اے مہروش
تاج زرین مہ ہے کلگی کہکشان بالائے سر

کیا سمجھ کر شمع سے مین یار کو تشبیہ دون
یان دہن مین ہے زبان وان ہے زبان بالائے سر

بلبل و قمری برابر دونون ہوتے ہین حلال
گل کو رکھتا ہے جو وہ سرو روان بالائے سر

عالم بالا کی نعمت کا اگر بھوکا ہون مین
آسمان پر سے فرشتے اترین خوان بالائے سر

اسقدر تو سعی کرتا ہون مین راہ عشق مین
پاؤن کا میرے پسینا ہے روان بالائے سر

فکر کی گرمی سے جلتا ہے زبس میرا دماغ
جائے مو دکھلائی دیتا ہے دھوان بالائے سر

لکھکے خط حسرت مین قاصد کی ہو نہین مجنون ہوا
چاہیے ہدہد بنا دے آشیان بالائے سر

ایکدن تو بام پر سے روے نورانی دکھا
پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالائے سر

صورت یوسف ہے وہ طفل حسین ہر دلعزیز
آنکھون پر رکھتے ہین پیر اسکو جوان بالائے سر

کونسا گلرو ملے گا مہندی اپنے پاؤن مین
بوتے ہین نخل حنا کو باغبان بالائے سر

حسرت شاہی ترے در کے فقیرون کو نہین
تخت ہے ہمکو زمین چتر آسمان بالائے سر

کس جگہ زیر زمین قبرین نہین آہستہ چل
پاؤن پڑتے ہین ترے ایجان جان بالائے سر

مسل آرائش چراغ حسن کو دیگا فروغ
شمع ہی باندھے گا وہ دلستان بالائے سر

یہ بھی دیوانہ کسی گلرو کا ہے دے اے کریم
آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالائے سر

تا بکے سر مین نہان رکھون ہین سودا زلف کا
موے سر کے بدلے سنبل ہو عیان بالائے سر

آرزو ہے پاؤن پر اسکے ہمارا سر ہو اور
دست شفقت پھیرے وہ شوکت نشان بالائے سر

کونسا حلقہ ہے جس مین اک دل عاشق نہین
طرہ گیسو ہے اس گل کو گران بالائے سر

نالے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین
کیون اٹھایا جاتا ہے آسمان بالائے سر

اپنے عریانون کا پردہ رکھیگا وہ عیب پوش
روز محشر ہونگی چشم مردمان بالائے سر

قتل جب چاہے کرے آتش وہ ترک جنگجو
نے گلے مین ہے زرہ نے خود یان بالائے سر

خون دل کے ساتھ ہے لخت جگر کا انتظار
موے مژگان کو ہے شاخ آسا ثمر کا انتظار

سروقد یار کے مضمون کا رہتا ہے خیال
تارے گنتے گنتے شب کو صبح کر دیتا ہون مین

شب جو تمنے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا
راہ سے آنکھون کے نکلے جان مضطر چاہیئے

ٹکٹکی بندھوائے رکھتا ہے ہمیشہ سوئے در
قطع کر رکھیو کفن اپنے لیئے اے آسمان

کو دپڑنے کا زبس ہے یار کے گھر مین خیال
عشق پیدا کر کمی کچھ حسن وخوبی کی نہین

خود چلون گا یار سے لینے جواب خط شوق
ناتوان ہو جاتا ہی فکر سخن سے آدمی

خشک کرتا ہی ہو مصراع تر کا انتظار
نیند اُڑا دیتا ہے اک رشک قمر کا انتظار

ہر گھڑی دل کو زیادہ تھا گجر کا انتظار
شام سے فرقت کی شب مین ہی سحر کا انتظار

مردم دیدہ کو اُس نور نظر کا انتظار
ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار

ہے اندھیری رات مین پچھلی پہر کا انتظار
سودۂ صندل ہی تیری درد سر کا انتظار

اور مین کرتا ہون دودن نامہ بر کا انتظار
رشتہ کر دیتا ہے آتش اس گہر کا انتظار

ردیف رائے ہندی

حیرت ہے ہو نہ زلف ورخ و یار سے بگاڑ
رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ

مثل نسیم ہون چمن روزگار مین
گُل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ

رنجیدہ حسب سکے ہم سے وہ خانہ خراب ہو
گھر سے بگاڑ ہے در و دیوار سے بگاڑ

پاتا ہون مین مزاج عناصر مین اختلاف
آپس مین ہوگا ایکدن ان چار سے بگاڑ

بوسہ طلب کر دن تو مجھے گالیان ملین
ہو جب ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ

اس مہ کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی
غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ

آزردہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر
شیرنی کے لئے ہی نمک خوار سے بگاڑ

تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے
لازم نہین ہے خادم سرکار سے بگاڑ

اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے
رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ

دیوانے آجکل کے کچھ آتش نہین ہین ہم
مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ردیف زاے معجمہ

ساتھ ہے بعد فنا حسرت فتراک ہنوز
دامن زین سے لپٹتی ہے مری خاک ہنوز

کپڑے پھٹتے ہین مری کھانہ زنجیر مین بھی
پاؤن تو سست ہوئے ہاتھ ہین چالاک ہنوز

کون کہتا ہے بسر ہو گئے ایام جنون
اک گریبان نظر آتا نہین بے چاک ہنوز

آنکھ بھر کر نہ کبھی چاند سی صورت دیکھی
نہین آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز

عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر
مین نے جانا کہ زمانے مین ہین حکاک ہنوز

باغبان کیسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے
نظر آتے ہین چمن مین خس وخاشاک ہنوز

کیا کرون اس کو جو نکلے نہ بخار اک دل کا
دو سمندر ہین مرے دیدۂ نمناک ہنوز

اسقدر قحط ہے کسواسطے مے کا ساقی
زیر دیوار چمن اینڈتے ہین تاک ہنوز

استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی
صاف ہوتا نہین اس پر بھی وہ سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش
وہی گردش مین شب و روز ہین افلاک ہنوز

جوش وخروش پر ہے بہار چمن ہنوز
پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز

پاتا نہین مین یار کو میل سخن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

برسون سے رو رہا ہون شب و روز متصل
ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی
دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز

انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ
غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز

عالم ان ابروون کی کجی کا جو ہے سو ہے
بل کھا رہی ہے زلف شکن در شکن ہنوز

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم
اس نے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز

عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی
خلوت نشین ہے روشنی انجمن ہنوز

اپنے صفائے سینہ کا حیران کار ہے
دیکھا نہین ہے آئینہ نے وہ بدن ہنوز

ہر چند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم

آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

فیض سے ابر بہاری کے ہوئے گلزار سبز
ساقی میخانہ کو بندھوا دیے دستار سبز

شدت درد جدائی سے دگرگون حال ہے
زرد ہو جاتا ہوں سو سو بار سو سو بار سبز

آپ سا دیکھا نہیں جاتا غرور حسن سے
آئینہ کے آگے ہو جاتا ہے روئے یار سبز

فیض نیکوں سے نہوا اُن کو وہ جو ہیں بدسرشت
کیا کرے باران زمین شور میں اشجار سبز

ہوں میں وہ بلبل جواہر خانہ جس کا باغ ہو
سرخ مثل لعل گل شکل زمرد خار سبز

زخم پہلو میں نے دکھلایا تھا اک دن کھول کر
ہو گیا ہیبت سے رنگ مرہم زنگار سبز

سوزش دل میں اثر ہے تابش خورشید کا
تاک کو کرتی ہے اپنے آہ آتشبار سبز

انقلاب دہر سے ایمن نہیں ہے حسن بھی
سبزہ خط سے ہوئے ہیں لالہ گون رخسار سبز

چار دن جوش جوانی کے غنیمت جانیے
خشک ہو کر نخل پھر ہوتا نہیں زنہار سبز

میکدہ میں سیر نیرنگ جہان دیکھیں گے ہم
جام ہوں تیار بھر بادۂ گلنار سبز

سیل اشکوں سے نمی ہے میرے گھر میں روز و شب
مہندی کی مٹی سے رہتی ہے ہر اک دیوار سبز

دیکھیے کس کس کو وہ زریں قبا کرتا ہے قتل
سرخ انگیا غضب ہے قہر ہے شلوار سبز

کون کہتا ہے نہیں عناب لب سے اُس کو عشق
چہرۂ آتش ہے مثل چہرۂ بیمار سبز

ردیف سین مہملہ

کرتے ہیں عبث یار سراغ پر طاؤس
زخمی کو نہیں اُس کے دماغ پر طاؤس

صیاد بھی زخمی بھی اسے باندھیں گے دونوں
جو دم ہے غنیمت ہے فراغ پر طاؤس

محتاج نہیں روشنی عاریتی کا
داغ اپنا ہی ہے شمع و چراغ پر طاؤس

اے ابر ترے عشق میں یہ رنگ دکھایا
ہر داغ ہے اک لالۂ باغ پر طاؤس

دھویا کرے باران بہاری اسے آتش
چھٹنے کے پروں سے نہیں داغ پر طاؤس

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس
سایہ بن جائے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس

طرۂ زلف سے زیبا نہیں رخسار کے پاس
خوشنما کتنے ہیں کوڑے کمر یار کے پاس

کوچۂ یار میں سایہ کی طرح رہتا ہوں
در کے نزدیک کبھی ہوں کبھی دیوار کے پاس

سیکڑوں تشنۂ دیدار ہیں معلوم نہیں
کس کی قسمت کا ہے پانی تری تلوار کے پاس

مجکو دربانی کی خدمت ہو تو اے خانۂ یار
سایہ کو آنے نہ دوں میں تری دیوار کے پاس

فکر مرغان چمن کی ہے بہار آئی ہے
جھونپڑا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس

کب جواب آئے خط شوق کا دانستہ دیکھوں
روز ہوتا ہوں ہرکارۂ اخبار کے پاس

کار زنجیر جو ان گیسوئے پیچان سے ہوا
روئیں گے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس

پھر گیا منھ تری ابرو کی طرف سے ان کا
سینہ کو کھول کے جاتے تھے جو تلوار کے پاس

ایڑیاں شوق شہادت میں کہاں تک رگڑوں
اب تو جلاد کو بھیجو او گنہگار کے پاس

حالت نزع ہے صورت کوئی بچنے کی نہیں
اٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس

باغ عالم میں جو رکھا ہے قدم اے آتش
خندہ زن گل کی طرح بیٹھیے ہر خار کے پاس

ردیف شین معجمہ

جلا میں شمع کے مانند عمر بھر خاموش
تمام عمر کٹی قصہ مختصر خاموش

جبین کے نور سے اسلام یاں ہویدا ہے
رہیں گے مجکو نکیرین دیکھکر خاموش

نہیں قرار زمانہ کو ایک حالت پر
جو دو پہر ہوں میں نالاں تو دو پہر خاموش

جنون میں بھی ہوئی زائل نہ مجھسے دانائی
رہا میں عالم وحشت میں بیشتر خاموش

نہ کعبہ میں نظر آیا نہ بتکدے میں تو
اٹھا میں بیٹھ کے اکدم ادھر ادھر خاموش

چمن [illegible] غنچہ نہیں شگفتہ ہوا
ہمارا غنچہ دہن کیوں ہے اس قدر خاموش

بتوں کے دل رکھاؤں میں اینٹ کی طرح
خدا کے قہر کا رکھتا ہے مجکو ڈر خاموش

ہوئی ہے قائل عالم صباحت رخ یار
چراغ زیست کو بھی کرتی ہے سحر خاموش

زبان کھلنے کا نقش منھ بھر آئی ہے
دہان غنچہ کو رکھتا ہے مسرت زر خاموش

نہ راہ ہی مجھے سوجھی نہ پھاندنے کی گھات
پھر آگیا پس دیوار و پیش در خاموش

روانہ ہوتا ہے پہلو سے چھلّے پھرے یار
چراغ صبح سے کرتا ہوں پیشتر خاموش

کمند زلف کا ٹوٹے نہ تار اسے پیشانے
رہا ہے بت میں گلا گھونٹ گھونٹ کر خاموش

نہ چھیڑ قصہ موے میان یار آتش
کسی نے دیکھی ہے معشوق کی کمر خاموش

ردیف صاد

آفت جان ہے ترا اے سرو گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص

طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے
بام پر گویا کہ میں ہوں اور زیر بام رقص

کس طرح کرتا ہے ذلت گوارا آدمی
فی الحقیقت کچھ نہیں غیر خیال خام رقص

چہرۂ محبوب پر گیسو نہیں لہرا رہے
بت کے آگے کرتے ہیں کفار نافرجام رقص

اے دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہیں
ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص

دم فنا ہوتا ہے دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص

حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہے خراب
بہر زر کرتے ہیں محبوبان سیم اندام رقص

سینہ کوبی کی صدا ہے یہ کہ گھنگرو کی صدا
بیقراری ہے تری یا اے دل ناکام رقص

الکھن لایا تھا جام مے ترے نوٹھوں تلک
آج تک کرتا ہے یہ گردون مینا فام رقص

چشم راحت کار ذلت میں خیال خام ہے
عمر بھر رقاص کو رکھتا ہے بے آرام رقص

اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہے
کیا سمجھ کر یہ روا رکھتے ہیں خاص و عام رقص

میکدے میں چلکے سیر عالم نیرنگ کر
قلقل مینا ہے نغمہ اور دور جام رقص

دل اسی پہلو میں آتش مثل ازہن بیتاب تھا
یہ وہی جا ہے جہاں ہوتا ہے صبح و شام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کام ہے شیشے سے ہمکو اور ساغر سے غرض
مست رہتے ہیں شراب روح پرور سے غرض

عشق صورت سے خیال آیا ہے معنی کی طرف
حب صدف سے مدعا تھا اب ہے گوہر سے غرض

آشنا ہوتے ہیں مفلس کے کہاں یہ لالچی
زر کی خواہش ان حسینوں کو ہے زیور سے غرض

اپنے فعلوں سے تعجب ہے نہو دے جو فساد
زن سے مطلب ہے زمین سے مدعا ہے غرض

بوسۂ لب مانگنے پر گالیاں دیتا ہے یار
زہر ملتا ہے اُسے جس کو ہو شکر سے غرض

آنکھ گل پر والۂ رخسار کی پڑتی نہین
عاشق قامت نہین رکھتے صنوبر سے غرض

ناز بیجا بھی نہ اے دل ناگوار طبع ہو
اب تو اٹکی ہے تری اُس ماہ پیکر سے غرض

صاف ہو کر گلستان حسن کی لوٹی بہار
یہ مراد آئینہ کی تھی یہ سکندر سے غرض

عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجیے
مرد مفلس کی نکلتی ہے تونگر سے غرض

شکوہ اُس کا بھی زبان زد ہو نہ اے دل چاہیے
گر اٹھا دی ہے جہان سفلہ پرور سے غرض

فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین
آتش درویش کو ہے اپنے بستر سے غرض

ردیف طا

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط
کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط

ایسے فریب اُس نے حریفون کے کھائے ہین
حق حق کہو جو مین تو کہے وہ صنم غلط

معشوق سے امید وفا ہے خیال خام
وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط

مایوس ہو نہ مرغ دل اک دن شکار ہے
تیر نگہ نشانہ کو کرتا ہے کم غلط

ہوتی ہے دھن مین نشہ کے دونی ہوائے وصل
کیا ہجر مین شراب پئے سے ہو غم غلط

اے شوق راہ یار مین لے تو چلا ہے تو
جادے سے پڑنے پائے نہ نقش قدم غلط

کعبہ سنا ہے نام جو کوچہ کو یار کے
کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط

شاعر نہین ہے ہیچمدان ہی کہے جو ہیچ
ہستی کو اُس کمر کی ہے کہتا عدم غلط

پھل پائے گا نہ عشق سے ابروے یار کے
اے دل ہوا بر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لئے کرتا ہون خط شوق
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

نشۂ عشق کا اثر ہے شرط
لب خشک اور چشم تر ہے شرط

بے خبر ایکدن سفر ہے شرط
کہہ رکھتے ہین ہم خبر ہے شرط

مست تیرے مئے محبت کا
دین و دنیا سے بے خبر ہے شرط

صندلی رنگ سیکڑون معشوق
عشق بازی کا دردسر ہے شرط

قول پر قول مجھسے یار سے ہے
شرط پر شرط شرط پر ہے شرط

کہون کیونکر میان یار کو ہیچ
جسم کے واسطے کمر ہے شرط

زلف خوبان دراز لازم ہے
خال کوتاہ و مختصر ہے شرط

قابل گوش سیکڑون گوہر
گوش بھی قابل گہر ہے شرط

یہ تمنا ہے بندگی تیری
اُس قدر ہو کہ جسقدر ہی شرط

گلشن عیش کے نظارے کو
مثل غنچہ گرہ مین زر ہے شرط

توبۂ مے کے توڑنے کے لیئے
ساقی غیرت قمر ہے شرط

لب شیرین سے میٹھی باتین کر
زہر مین زہر کا اثر ہے شرط

جھوٹے سچّون کا دیتے ہین دھوکا
جوہری کے لیئے نظر ہے شرط

عشق مین صبر کار مشکل ہے
دل کے خون کرنے کو جگر ہے شرط

طور سے کہا کیا تجلی نے
حسن بے پردہ سے حذر ہے شرط

عہد پیری مین روئے رنگین دیکھ
سیر گلزار کو سحر ہے شرط

معرکہ عشق کا ہے یان آتش
پاؤن پر تیغ زن کے سر ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

سخت گوئی سے مجھے چاہیے اے یار لحاظ
بات بڑھجاتی ہے کھودیتی ہے تکرار لحاظ

جام توڑے سے نمانون گا مجھے زور آور
توڑنا یار کا اے چرخ ستمگار لحاظ

نہ تو ہندو ہی مین ٹھہرا نہ مسلمان نکلا
مجھسے رکھتے ہین بجا کافر و دیندار لحاظ

اُٹھ گیا پردہ بھی روح سے اے آتش تن
نرہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ

یار ہے باغ ہے سبزہ ہے مے گلگون ہے
مجکو رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ

مثل عنقا ہی مجھے مردم دنیا سے گریز
صحبت بد سے ہے انسان کو سزاوار لحاظ

آبگینے سے ہے نازک دل بیمار آتش
بدمزاجی سے مرے رکھتے ہین غمخوار لحاظ

ردیف عین مہملہ

قدر کیا رکھتی ہے پیش چہرۂ پر نور شمع
نام کو چربی کا پتلہ گو ہوئی مشہور شمع

صاف آتا ہے نظر پوشاک سے نور بدن
پیرہن فانوس ہے جسم بت مغرور شمع

اُڑ گئے اغیار سنتے ہی مری آواز پا
رہ گئی محفل مین عذر لنگ سے مجبور شمع

نیش زن کو اپنی دولت سے نہین ممکن فروغ
کب ہوئی روشن میان خانۂ زنبور شمع

شب کی شب اُس شعلہ رو سے گرم صحبت ہو تو کیا
صبح کو پیدا کرے گی سردی کافور شمع

ای فلک اتنا تو محفل مین فروغ اپنا بھی ہو
یار کے نزدیک بیٹھین ہم کھڑی ہو دور شمع

بام پر تو نے جو بچھوایا پلنگ اے شعلہ رُو
رات بھر روشن رہی بالائے کوہ طور شمع

یہ بھی عاشق ہے مگر رکھتی ہے جو میری طرح
اشک گرم و سینۂ سوزان تن محرور شمع

جستجوے یار مین نکلون اندھیرے مین اگر
راہ بتلادے پری مجکو دکھا دے حور شمع

دیدۂ بینا دل روشن نظر آتا نہین
اُڑ گئی بزم جہان سے صورت کافور شمع

صورت پروانہ جلتے ہین رقیب رُو سیاہ
سوز غم سے ہو گیا ہے آتش رنجور شمع

خاک ہو جاتی ہے جل کر ہمرۂ پروانہ شمع
ہے تو زن رکھتی ہے لیکن غیرت مردانہ شمع

شام کو آتی ہے وقت صبح کر جاتی ہے کوچ
منزل ہستی کو سمجھے ہے مسافر خانہ شمع

تیری محفل مین اگر دیکھے مری گستاخیان
شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع

سوزش دل کا بیان کچھ کچھ کیا تھا رات کو
موم ہو کر بہ گئی سُن کر مرا افسانہ شمع

گریۂ مستانہ کرتے کرتے آخر ہو گئی
کر چکی معمور اپنی عمر کا پیمانہ شمع

اور کچھ مطلب نہین پروانہ کا سمجھے رہی
آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع

آشنائے حال بھی بیگانہ بعد مرگ ہے
گور پر دیوانہ کے لاتا نہین دیوانہ شمع

جنبش شعلہ نجان اُس کو اشارے سے یہ یار
کرتی ہے محفل مین تیری سجدۂ شکرانہ شمع

روئے روشن سا ترے رکھتی رخ روشن اگر
جان قیمت مانگتی گاہک سے دل بیعانہ شمع

لائی ہے ایمان یہ کس کا مصحف رو دیکھکر
رکھتی ہے اشکون سے اپنے سبحۂ صد دانہ شمع

دل مین رہتا ہے خیال چہرۂ پر نور یار
پرتو مہتاب سے رکھتا ہے یہ کاشانہ شمع

چشم غول آنکھون مین پھر جاتی ہے اس کے شعلہ سے
یاد دلواتی ہے مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع

عکس روئے آتشین سے تیرے اے گل پیرہن
زلف شبگون مین ہوا ہر ایک خال رخشانہ شمع

سر کو کٹواتی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے
ڈال دیتی آہن گلگیر مین دندانہ شمع

روشنی دیکھے گا یارب کونسا رشک پری
ڈھالتا ہے اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع

عزت مہمان ہے لازم چاہیے پروانہ کو
در تلک لینے کو آوے لیکے صاحب خانہ شمع

حسن ناقص ہے کوئی عاشق نہ ہو آتش اگر
ہے یقین بے پر پری ہے ہیچ بے پروانہ شمع

روشنی بزم ہے یان چہرۂ گلرنگ و شمع
شمع ہین پروانۂ و مرغان خوش آہنگ و شمع

اٹھتے ہی اس رونق محفل کے سب بیکار تھے
جام و مینا ساقی و مطرب رباب و چنگ و شمع

کنج مرقد مین یہ داغ دل سے میرا حال ہے
گرمیون کی رات مین جیسے مکان تنگ و شمع

آتش فرقت رہی بعد فنا بھی مشتعل
موم ہو کر بہہ گئے میری لحد پر سنگ و شمع

ساعد سیمین سے نسبت دے کوئی ناقص اسے
اپنے آگے ایک سی ہے ساق پائے لنگ و شمع

فکر رنگین کو جو ہو انگشت و فندق کا خیال
دست بستہ آئین مضمون گل اورنگ و شمع

راہ بھولون گر شب تاریک مین مین تیرہ روز
منزل ہستی سے عنقا ہو صدائے زنگ و شمع

بزم ماتم ہے ہر اک محفل فراق یار مین
رات بھر جلتے ہین آتش عاشق بے ننگ و شمع

ردیف غین معجمہ

بزم مین رنگین خیالون کے جو ہو سرو بھی چراغ
سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہوگئین
پرتو مہتاب سے بن جاتے ہین روشن چراغ

روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہین
تیرے صدقے کا کہان سے لائیگا روغن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہے خیال روے یار
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین بعشق چراغ

سیکڑون پروانون کو اس نے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ

دل ہمارا مردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
داغ سینہ کا ہے گویا گور پر روشن چراغ

یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہے فروغ
آتش افروزی سے ہوئیگا نہین دشمن چراغ

صبح تک جلتی ہے آہون سے ہمارے باد تند
شام سے فانوس رکھتی ہے تہ دامن چراغ

دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہووین گل سوسن چراغ

گنج زر رنگ طلائی نے کیا منہ یار کا
لعل لب کو مین نے سمجھا مال پر روشن چراغ

منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلا دے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گور مین
غم نہین اس کا نہوا اپنے سر مدفن چراغ

بتیان اس کی بنا کر مین کرون روشن چراغ
باد سے اُڑ کر بجھا دے گر مرا دامن چراغ

رات بھر جلتا ہے آٹھون پہر جلتا ہے وہ
دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ

قلب ماہیت گداز عشق سے ہووے اگر
موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ

تازہ ہو جاتا ہے یاد رفتگان سے داغ دل
کاروان کرتا ہے اس ویرانہ مین روشن چراغ

بسکہ جلتے ہین حسد سے دیکھ کر میرا فروغ
روز اُڑا یا کرتے ہین صندوق سے دشمن چراغ

امن مین رکھتی ہے شر سے فتنہ کی روشنی کی
چور پھر جاتا ہے گھر مین دیکھ کر روشن چراغ

تیل کا مقدور تو اس کو نہین باقی رہا
گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ

روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہے سیاہ
دل کو ہووے گا ہمارے گھر مین اب روشن چراغ

کون کہتا ہے ستارے اپنی برق آہ سے
بن گیا ہے اس سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ

جا نہین داغ محبت کی دل بے عشق مین
خانہ خالی مین دیکھا ہے کہین روشن چراغ

دوستداری کے مزے سے آشنا ہووے اگر
اپنی چربی سے جلا دے راہ مین دشمن چراغ

یک دلی سے دو سیہ رویون کے ہو ہنگامہ گرم
آتش افروزی کرین باہم ہون جب روغن چراغ

سامنا کرتا ہی کیا اُس کا شبستان مین چراغ
مرد میدان ہو تو نکلے دن کو میدان مین چراغ

جب نہ بجھا شمع رویون کے زنخدان مین چراغ
رکھدیا ہم نے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ

شمع مینا سے ہو ساقی شہر مین بھی روشنی
لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان مین چراغ

روشنی کی اُس کے حلقون مین جو روئے یار نے
ہو گئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ

کونسا بلبل پھنسا ہے دام مین صیاد کے
باغبان تھی کے جلاتا ہی گلستان مین چراغ

کیا کہون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین
اس قدر ہون گے نہ اک سرو چراغان مین چراغ

روئے روشن کا خیال آنکھون کو رونے مین ہے
رات بھر رکھتے ہین روشن فصل باران مین چراغ

داغ دل کی روشنی ہے بوریائے فقر پر
شیر کی چربی سے جلتا ہے نیستان مین چراغ

نور شمع طور ہے سینہ کے ہر اک داغ مین
دیکھ لے منھ ڈال کر میرے گریبان مین چراغ

ہو گیا اُس پر زلیخا کو یقین فانوس کا
حسن یوسف نے کیا روشن جو زندان مین چراغ

چہرۂ روشن دکھاؤ تم جو شب کو بے نقاب
دیدۂ بے نور ہووے چشم انسان مین چراغ

عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہوگا فروغ
میری مٹی کے جلین گے کوئے جانان مین چراغ

کون سا دل ہے نہین کشتہ جو حسن گرم کا
بزم عالم مین ہو تو گنج شہیدان مین چراغ

خاک کا پیوند ہون گا جب مین تیرہ روزگار
پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبان مین چراغ

رتبۂ اعلی و اسفل مین رہے فرق اے فلک
شمع روشن بام پر ہووے تو ایوان مین چراغ

واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی
مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمان مین چراغ

حسن رکھے شام ہوتی ہے میرا سحن چراغ
اُس شمع رو کے آگے نہو خندہ زن چراغ

یاد آگئی جو رات کو زلف رسائے یار
آنکھون مین اپنے ہو گیا کالے کا من چراغ

چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان
پیدا تو کرلے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ

دکھلایا چاہیے داغ جنون کو جو روشنی
لے مجنون کو اپنا پھٹا پیرہن چراغ

ممکن خزان نہ ہووے بہار شباب کو
گل ہو نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ

ہوگا نہ روشنی مین رخ یار سے فروغ
رکھتا ہی ناحق آرزوے خار زن چراغ

عالم مین جلوہ گر ہے مرا یار اس طرح
ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ

لیجا مین کوے یار مین مجکو جو پائے شوق
روشن کرون مین جا کے میان چمن چراغ

مجبور ہین نہین تو اندھیرے مین گور کے
مردے جلائین بیچ کے اپنا کفن چراغ

جلتا ہے خود بھی قبر مین روشن کیا کرین
غربت زدون کے نام کے اہل وطن چراغ

دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرف
مسجد مین تو جلائیگا اے برہمن چراغ

ٹھڈی کے گرد یار کے خال سیہ نہین
بھکر ہین رہ گئے لب چاہ ذقن چراغ

اے خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ
چڑھ چاک پر کمھار کے تو اور بن چراغ

ردیف فا

اللہ ہوے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف

برسون سے قد یار کا مضمون نہین بندھا
مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف

مستی سے اُن لبون کو تعلق جنھون کو ہے
تھوکین کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف

چلنے مین کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف

اے جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف

آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا
دیکھا نہ تم نے جوہر فولاد کی طرف

لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشان کشان
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

عاشق ہی داد خواہ نہین ورنہ روز و شب
فریادرس کے کان ہین فریاد کی طرف

نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوازے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف

سمجھے نہ بیعت کوئی اپنا بتون سے عشق
مد نظر ہے حسن خداداد کی طرف

گردون سے جاتے ہین یہی ہم گناہگار
منھ سوئے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف

طاقت ہے کس کی دیکھے جو غربت کی آنکھ سے
اُس فتنہ و فساد کی بنیاد کی طرف

عاشق ہین محو حسن جو چاہو ستم کرو
کس کا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن مین میرے وہ یوسف کرم کرے
شادی کا بھی گذر ہو غم آباد کی طرف

جوشِ جنون ہے موسمِ گل کا ہے زور شور | سودائی کھنچے جاتے ہین فساد کی طرف
دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا | بلبل اشارے کرتے ہین صیاد کی طرف
شیرین بھی چاہتی جو اُسے پیرزن تو کیا | خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین شفیق من
سودا ہوا ہے میر سے اُستاد کی طرف

رجوع بندہ کی ہے اس طرح خدا کی طرف | پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف
بعید کیا ہے مروت سے تیری اے شہ حسن | نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کی طرف
کہان وہ زلف کہان خون نافۂ آہو | جو مشک سمجھے ہین وہ لوگ ہین خطا کی طرف
الجھ کے شانے سے کھاتا ہے سیکڑون جھٹکے | قصور سے یہ ترے گیسوئے رسا کی طرف
خدا نے دردِ محبت عطا کیا ہے جسے | اُسے توجہ حاجت نہین دوا کی طرف
ملا جو تم نے لہو دست و پا مین عاشق کا | نہو گا میل طبیعت کو پھر حنا کی طرف
کرے گا یار مری جنگ غیر مین امداد | جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کی طرف
فراق یار مین رہتا ہے یون تصورِ گور | خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف
نہو گا ہمسفر روح پیکر خاکی | یہ سوئے ارض رواں ہو گا وہ سما کی طرف

بہت خراب رہا بتکدے مین اے آتش
خدا پرست ہے چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہے جب سے تمھارے خیال سے واقف | کہ چار خاطر نہ تھے اعتدال سے واقف
کمال ہو جو ہو اپنے کمال سے واقف | کرے تو وجد جو ہو جائے حال سے واقف
خدا کرے نہ تمھین میرے حال سے واقف | نہو مزاج مبارک ملال سے واقف
نہین جو روز و شب و ماہ و سال سے واقف | وہی ہے خوب زمانے کے حال سے واقف
نہون گی آنکھین تمھارے جمال سے واقف | جلا کے طور کرے گی جلال سے واقف
زبان سے کس کی سہ چار دہ نہین سنتے | زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف
خبر ہے کیا مجھے اُن گیسوون کی مشاطہ | منہ زشانہ نہین بال بال سے واقف

دعائے خیر یہی ہے مری حسینوں کو — نہو کمال تمھارا زوال سے واقف
مراد پر نہیں آیا ہنوز حسن شباب — گل و ثمر نہیں اُس نونہال سے واقف
فسانہ طور تجلی کا سن کے کان کھلے — نہ تھے کرشمۂ حسن و جمال سے واقف
وہ کام کرتے ہیں جو دل اشارہ کرتا ہے — شگون سے ہیں نہ توہم گوش فال سے واقف
کہا یہ اُس نے تپ سودا کسی کو زلف کا ہو — ہوا جو مجھ سے پریشان حال سے واقف
فنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ — تمام ہو کے ہوئے ہم کمال سے واقف
بہت سے لطف ترے چہرے میں ہیں انہیں سے — نگاہ اپنی بھی ہے خال خال سے واقف
شراب دے مجھے ساقی میں رند مشرب ہوں — فقیہ ہوں گے حرام و حلال سے واقف
کھلے گا ساقی دیر و مغان کو حال اپنا — یہ مشت خاک بھی ہوگی کلال سے واقف
قلم نے چہرے حسینوں کے لوح پر لکھ کر — کچہریوں کو کیا خط و خال سے واقف
پڑا ہے ابرو ساقی کا عکس ساغر میں — پڑھے وہ ہو جو دعائے ہلال سے واقف
چمن کی سیر کو وہ شوخ طبع آ نکلے — گلوں کے کان بھی ہوں گوشمال سے واقف
ہوا سے آئی ہے لہرا کے آنکھ پردۂ زلف — کمند مشکی ہوئی ہے غزال سے واقف
ازل سے محرم رازِ پری ہوں میں مجنوں — مرے فرشتے نہیں میرے حال سے واقف
بہار آئی ہے لطف و کرم نے ساقی کے — کیا ہے درد کشوں کو زلال سے واقف
نہو تامل ترے رخ پر نہ ای صنم مجھ تا — ہلال کعبہ سے کعبہ بلال سے واقف
بہے بہے پھریں دریائے اشک میں افلاک — بطوں کو کیجیے کشتی کی چال سے واقف
پری ہے حور ہے یا روح قمر جسم میں ہے — بشر ہوں میں نہیں پر دیکے حال سے واقف
در کریم نہیں سیر گاہِ مغروران — نہ آئے یاں وہ نہو جو سوال سے واقف
نہ چند روزِ جدائی بھی مقتضی ہوں گے — کہاں فراق ہوئے جب وصال سے واقف
رہی وہ عہد جوانی نہ ہے وہ دن کہ نہ تھے — یہ مو خضاب سے دندان خلال سے واقف

رقیب متبذل اُس گلعذار کے ہوں گرد
یہ خار خس نہیں آتش کے حال سے واقف

ردیف قاف

داغ دل زخم جگر ہے نعمت الوان عشق
سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین مہمان عشق

نعمت دنیا کو کر دیتا ہے تلخ اُس کا مزا
شیرۂ جان سے ہے شیرین حلوۂ دکان عشق

زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی
ہو گیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق

حق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اس کے خلاف
مرد مومن ہے وہی لایا ہے جو ایمان عشق

نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تم کو مصحف کی تلاوت زاہدو
دو جہان بھولے ہوئے ہین حافظ قرآن عشق

دل جگر داغون سے دونون ہین دکان صراف کی
کشور تن مین ہے جاری سکۂ سلطان عشق

تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو
دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
زہر دیتا ہے نمکخوارون کو اپنے خوان عشق

ایکدن تیری کمر کا طوق ہون گے ہاتھ اے
الصنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق

ارغوانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہے
اپنے خاطر سے مہیا آجکل سامان عشق

قطع ہو جاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم
چھوٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان مین آتش اس سے کوئی شے بہتر نہین
وصف جو کچھ کیجیے اعلی ہے اُس سے شان عشق

ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک
وہ گلعذار ہے یکتا ہزار کے نزدیک

خدا نے کی ہے عطا اُس صنم کو دولت حسن
طلا و نقرہ ہین کیا مال یار کے نزدیک

قفس تک آئے جو لے کر چمن سے نکہت گل
یہ فاصلہ ہے نسیم بہار کے نزدیک

شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل تکلیف
دل آتے ہین لب مے کے شکار کے نزدیک

گرد کوس سے میخانہ دُور ہو ہر چند
کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک

ہوا یہ دیدۂ بیدار سے مجھے روشن
ہمیشہ روز ہے شب زندہ دار کے نزدیک

جو بس چلے تو کرون منفعل سر محفل
پری و حور کو ٹھہلا کے یار کے نزدیک

بلا سے ایک اگر کشتہ ہو گیا مجھ سا
تری نمود تو قاتل ہے چار کے نزدیک

نہ ٹالین آج کے وعدے کو کل کے اوپر آپ
یہ جبر ہے دل بے اختیار کے نزدیک

پس از فنا تری درگاہ کی جو مٹی ہو
وہ خاکسار ہے مجھ خاکسار کے نزدیک

یہ عاشقی کی وہ منزل ہے راہ مین جس کی
پیادہ پائی ہے بہتر سوار کے نزدیک

طلسم تازہ دکھاتی ہے ہوشیاری بھی
جہان مردہ ہے شب زندہ دار کے نزدیک

وہ رد خلق ہون غالب ہے بعد مردن بھی
بنے مزار نہ میرے مزار کے نزدیک

سمجھتے ہم کمر یار کو نہین ہے ہیچ
اگرچہ ہیچ ہو وہ روزگار کے نزدیک

وہ لوگ کرتے ہین تعریف خلد ممبر پر
گئے نہین جو کبھی کوئے یار کے نزدیک

سپر کی طرح چڑھے منہ وہ تیغ ابرو کے
سزا جو اپنی سمجھے کنار کے نزدیک

خلش کرے نہ مرے دل سے وہ مژہ کیونکر
شکست آبلہ ہے فتح خار کے نزدیک

عجیب شہر غم آباد عشق بھی ہے کوئی
خوشی پھٹکتی نہین اس دیار کے نزدیک

ہزار پست کیا ہے فلک نے اے آتش
بلند قدر ہین ہم اعتبار کے نزدیک

ہر قبر پر اُڑا کئے علی الاتصال خاک
سمجھے جو آدمی کہ ہے میرا مآل خاک

آنکھون کا عاشقون کی رہ یار مین ہے فرش
دامن پر اُس کے اُڑ کے پڑے کیا مجال خاک

چھا ہے فروغ آتش گل تو جو کچھ دنون
اے عندلیب دیدۂ گلچین مین ڈال خاک

تا حال وہ غبار دل یار سے ہے سو ہے
خاطر سے اپنی دور ہو گرد ملال خاک

روشن ہے جس سے منزل دل تو وہ شمع ہے
دم سے ہے تیرے مظہر حسن و جمال خاک

نقش قدم کو تاج سر اُس کا ہون دیکھتا
افتادگی مین رکھتی ہے میرا سا حال خاک

سودا رہے گا سر کو بہت روئے یار کا
مدت کے بعد ہوتے ہین مٹی مین بال خاک

اُس سیمبر کا جب سے زمین پر پڑا ہے پانون
آنکھون مین نیارون کے ہے اُس دن سے مال خاک

پیدا کریگا خم سے زیادہ پیالہ ظرف
مجھ مست کی ملے جو تجھے اے کلال خاک

اس رُوے آتشین کی ہوا مین یہ رنگ ہے
گاہے عبیر بنتی ہے گاہے گلال خاک

غنچہ نہ ہو شگفتہ نہ چھڑکین جو باغبان
تیرے قدم کے نیچے کی اے نونہال خاک

صورت بگڑتی بنتی ہے اے ماہ چاردہ
بہروپیون کا رکھتی ہے آتش کمال خاک

بہار مین جو ہوا ہے مرا گریبان چاک
ہوئے ہین لالہ و گل کی طرح سے خزان چاک

صدا یہ غنچۂ گل کے ہے کھلنے سے آتی
کرے جو تنگ گریبان ہو اُسکے شایان چاک

بنائے سانچے جو کمھار تیرے سینے
سپارے ہون مہ و خورشید و چرخ گردان چاک

کھلے چمن مین جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا
کئے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک

نکلکے تن سے دکھاوے گی اپنے جوہر رُوح
کھلے کا مطلب خط جیب کہ ہوگا عنوان چاک

جنون کا جوش اُتارے گا پھاڑ کر کپڑے
بہار مین بدن اپنا کرین گے عریان چاک

کرون گا زلف کے سودے مین تار تار لباس
دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک

ملا دون پیرہن گل سے کیا لباس اپنا
ہوا نہین ابھی دست جنون سے چندان چاک

دکھائے عالم صبح بہار اگر رکھوا سے
نقاب مین وہ رخ غیرت گلستان چاک

کیا ہے عشق نے اک مہوش کا دیوانہ
سحر کی طرح سے رہتا ہون مین گریبان چاک

یقین ہوا ہمین سودا ہوا زلیخا کو
کیا جو کھینچ کے یوسف کا اُس نے دامان چاک

اثر جنون کا رکھتی ہے دل کی بیتابی
قبائے صبر کو کرتا ہو آتش انسان چاک

ردیف کاف فارسی

لاتی ہے ہر نگہ مین نیا چشم یار رنگ
دکھلا رہی ہے گردش لیل و نہار رنگ

مستی عشق کیف مے لالہ گون نہین
اس رنگ پہ چڑھا نہین سکتا خمار رنگ

ہر ایک صفحہ ہے مرے دیوان کا اک زمین
مسطر وہ دام ہے کہ ہے جس کا شکار رنگ

گلہائے باغ ہوتے ہین تیرے حضور زرد
اڑتا ہے تجھکو دیکھ کے بے اختیار رنگ

گلشن چراغ ناخن غم سے بنے گا رُخ
بدلی دکھائے گا یہ ترا خار خار رنگ

چرا مرا طلسم ہے حکمت سے عشق ہی
اک حال پر کبھی نہیں پاتا قرار رنگ

بعد فنا سمائینگے ہم چشم یار مین
پیدا کرے گا سرمئی اپنا غبار رنگ

رخسار زرد پر مرے بہتے ہین اشک خون
یکجا دکھا رہی ہے خزان و بہار رنگ

خون مین نہا نہا کے شہیدون کے لائیگا
نقرا ترا کمیت کا اے شہسوار رنگ

بھڑکا رہی ہے آتش فرقت ہوائے وصل
سیماب کی طرح سے ہے کرتا فرار رنگ

نیرنگی فنا ہے لگی اس کی فکر مین
ہستی مستعار ہے بے اعتبار رنگ

مضمون بندھے ہین بوقلمون روئے یار کے
رنگیں زمین کے فکر رنگیں کی ہزار رنگ

بلبل کی طرح ہم کو بھی ہوتا چمن سے عشق
آتش جو چار فصل مین ہوتے نہ چار رنگ

نہ کر زیادہ بس اب اے فراق جانان تنگ
گلے کو کاٹتا ہے اپنے ہو کے انسان تنگ

طلسم تازہ دکھاتا ہے دیدۂ دل کو
کشادہ چہرہ کے اوپر دہان جانان تنگ

رہی نہ لالہ و گل سے کوئی جگہ خالی
بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ

پہنائی زخمون کی بدھی جو تیغ نے تیری
خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ

نصیب شانے کے پیار کرے دل صد چاک
بغل مین لین اسے وہ گیسوئے پریشان تنگ

وہ دل ہے جس مین تصور ہو خوش نگاہون کا
وہ گھر ہے جس کو کہ رکھے ہجوم مہمان تنگ

نکل کے خانۂ زندان سے مین کدھر جاؤن
جنون کے جوش مین ہو دو جہان کا میدان تنگ

یہ گوش ہی ہین کہ باتین زبان کی سنتے ہین
نکل گئے ہین دہن مین سے ہو کے دندان تنگ

بہار گل مین جو دل کو ہوائے صحرا ہے
ہوا ہے روح کو قالب سے اپنے زندان تنگ

شکار مومن و کافر کا کھیلتا ہے وہ ترک
کمند زلف سے ہین ہندو و مسلمان تنگ

نقاب رخ سے جو دن کو وہ شمع رو اٹھے
یقین ہے کثرت پروانہ سے ہو ایوان تنگ

بہار گل مین جو مین دھجیان نہ لون اسکی
گلا دبانے کو پھانسی سے ہو گریبان تنگ

نہ کیجیو آتش یہ اپنا سایۂ ہما
فقیر کے ہے بدن پر قبائے سلطان تنگ

ردیف لام

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف ایدل
حامی ہے ترا شیر خدا لاتخف ایدل

بت توڑنے کو دوش نبی پر وہ چڑھا ہے
کعبہ کو تولد سے ہے اُس کے شرف ایدل

بیواسطہ ہے احمد مرسل کا خلیفہ
دنیا کے طلبگار کریں حق تلف ایدل

معصوم ہے عیبوں سے زمانے کے بری ہے
وہ لالۂ بیداغ و مہ بیکلف ایدل

خاک نجف اکسیر ہے مومن کی نظر میں
شفاف ہے الماس سے در نجف ایدل

حاصل ہے تو قلزم قدرت کا سمجھ لے
گوہر ہے علیؑ کون و مکاں ہیں صدف ایدل

آئینۂ تحقیق کا رہتا ہے مشاہد
حق اُس کی طرف ہے وہ ہے حق کی طرف ایدل

لاریب اماموں میں سرآمد وہ ولی ہے
سمجھے نہ مقدم یہ جماعت کی صف ایدل

مدح اسد اللہ میں تقریر نہو بند
دریا کی طرح تا کہ نہ آجائے کف ایدل

دشمن ہو جو ایسے کا کہے رکھتا ہے آتش
شیطان کے نطفہ سے ہے وہ ناخلف ایدل

عمر دو روزہ ہی میں ہزاروں دکھائے گل
بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل

سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اداس
بے یار شور زاغ ہوئے خندہ ہائے گل

میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا
ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا مٹائے گل

سنتا ہے کون نالہ و فریاد عندلیب
مدہوش ہے چمن میں پیالہ چڑھائے گل

وعدہ وصال کا ہے اندھیرے میں گور کے
شمع حیات جلد کہیں ہو بھی جائے گل

چھڑکی ہے باغباں نے مگر خاک پائے یار
رکھتی ہے بوئے حور کا عالم صفائے گل

ہو وجہ یہ جگر میں نہیں اس کے چار داغ
دل پر ہیں تیری کفش کے لالہ نے کھائے گل

رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے
کھولے نسیم صبح نے بند قبائے گل

ملتا ہے کس طرح لب نان فقیر کو
آکر تنور چرخ سے بھنے تو کھائے گل

صیاد نالہ سُنکے جو رُویا تو لطف کیا
کنج قفس میں باغ سے اُڑ اُڑ کے آئے گل

وان لب ملے رقیب سے یان دم نکل گیا
مقراض تار عمر ہوئے بر گھائے گل

اے عندلیب تجکو مبارک ترا چمن
کس کے مزاج سے ہے موافق ہوائے گل

آتش بقول مصرع سودا غرض نہین
یکدست اگر زمانہ جہان کے لٹائے گل

درد دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل
نیند آنے کا ہوا اُس کو بہانہ شب وصل

نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری
خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل

حسرت جلوۂ دیدار بہت ہے مجکو
چاہیئے میرے لئے آئینہ خانہ شب وصل

صبح ہوتے ہوئے اُس بت نے قدم رنجہ کیا
نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل

مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح
درد سر کا جو کیا اُس نے بہانہ شب وصل

مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل

یار کیا مجکو ملا دولت پایندہ ملی
ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل

چاندنی آئینہ مین مین نے اُسے دکھلائی
سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل

خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہے
آجکل تیر دعا کا ہے نشانہ شب وصل

دو نون نہان دم چند مین دیکھون پہلے
جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے روانہ شب وصل

عاشقون کی کشش دل ہے کہ لائی ہے اُسے
چاہتا ورنہ خدا سے ہے زمانہ شب وصل

آتش اُس گل کو ہے لیجا کے چمن مین رکھنا
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

وہم ہے یار کا آغوش مین آنا شب وصل
پیرہن مین تجھے مشکل ہے سمانا شب وصل

سجدۂ شکر خدایا مین کیئے رکھتا ہون
پاون پر یار کے سر کو ہے جھکانا شب وصل

جس قدر سوئے غنیمت مین سمجھتا ہون اُسے
بخت خفتہ کو ہے تا صبح جگانا شب وصل

وقت کو ہاتھ سے کھونا ہے غضب غفلت مین
موت سے کم نہین کچھ نیند کا آنا شب وصل

عشق ہے آنکھون کو تلوون سے مجھے ملنے کا
پائنتی یار کی ہے میرا سرہانا شب وصل

رخصت یار کے اوپر مین گلا کاٹون گا
آب شمشیر سے ہے مجھکو نہانا شب وصل

یار وحشی کو یہ لائی ہے بغل مین آتش
دام عنقا ہے جسے کہتے ہین دانا شب وصل

ملک الموت سے کچھ کم نہین خونخوار کی شکل
مر گیا جس کو نظر آئی مرے یار کی شکل

درد دل پوچھنے والا کوئی میرا نہ رہا
ہو گئی صورت عنقا مرے غمخوار کی شکل

باغبان آنے دے صیاد کو آزردہ نہ ہو
نظر آوے گی نہ پھر بلبل گلزار کی شکل

آنکھ بجلی کے چمکنے سے جھپک جاتی ہے
دیکھین ہم بھی تو ترے طالب دیدار کی شکل

یار نے عاشق رنجور کو کب پہچانا
ناتوانی سے بدل جاتی ہے بیمار کی شکل

ڈھونڈھے اور مجرد کوئی زال دنیا
میری پاپوش کے قابل نہین مردار کی شکل

دل کے گاہک تو ہزارون ہی پر دیکھے
دیکھیے جان حزین کے بھی خریدار کی شکل

زرد ہوتا تھا مرے سامنے روئے رستم
اب ڈراتی ہے مجھے مردہ بیمار کی شکل

یار نے غیر کے بدلے جو دیا مجکو جواب
پھر گئی آنکھون مین دشمن کے طرفدار کی شکل

یار جو ناز کرے سبزۂ خط پر کم ہے
کچھ کی کچھ ہو گئی اُس آئینہ رخسار کی شکل

کوچۂ یار مین کرتے ہین اندھیرے مین جو غل
خوب پہچانی ہوئی ہے مری دو چار کی شکل

ہو گئین چار نگاہین جو دم قتل آتش
آنکھین جلاد کی ڈھونڈھین گی گنہگار کی شکل

ردیف میم

آئینہ خانہ کرین گے دل ناکام کو ہم
پھیرین گے اپنی طرف روے دل آرام کو ہم

شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے
روتے ہین دیکھ کے خندان دہن جام کو ہم

یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم

آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم

فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہے کہین پردے مین
سنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم

خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال
کسی غماز سے بھجوائین گے پیغام کو ہم

پاؤن پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچہ کی
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم

دیدۂ یار کہین کیا اسے کیف مے مین
سبزۂ خط سے ہوئی اس کی کدورت وہ چند
وہی تحصیل محبت کا ہے عالم تا حال
لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے

بھون کر سوز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
اب صفائی کے لئے ڈھونڈین گے حجام کو ہم
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوئے خام کو ہم
مول لین دل کی اسیری کے لئے دام کو ہم
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم

حسن سے عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتش اُسے آئے ہین جس کام کو ہم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
جس نے دیکھا تھین وہ مر ہی گیا
کیونکر آنکھین نہ ہم کو دکھلاؤ
حسن مین آپ کے ہے شان خدا
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
فوق ہے سارے خوش نگاہون پر
ہم سے پردہ وہی حجاب کا ہے
کیون محبت بڑھائی تھی تم سے
جو کہ حق وفا بجا لائے
ہے تمھارا خیال پیش نظر

خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم
حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم
جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم
وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
کوچۂ گردون سے رو براہ ہو تم
ہم گناہگار بے گناہ ہو تم
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم
جس طرف جائین سد راہ ہو تم

دونون بندے اسی کے ہین آتش
خواہ ہم اس مین ہو دین خواہ ہو تم

وحشی تھے بوئے گل کی طرح سے جہان مین ہم
ساکن ہین جوش اشک سے آب روان مین ہم
شیدائے روئے گل نہ تو شیدائے قد سرو
نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا

نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم
رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم
صیاد کے شکار ہین اس بوستان مین ہم
گویا کہ تیر جوڑے ہوئے تھے کمان مین ہم

آلودہ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
شب کاٹتے ہین جاگ کے مے کی دکان مین ہم

ہمت پس از فنا سبب ذکر خیر ہے
مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم

نیرنگ روزگار سے ایمن ہین شکل سرو
رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے
حاصل تجھے سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم

پیدا ہوا ہے اپنے لئے بوریاے فقر
یہ نیستان ہین شیر ہین اس نیستان مین ہم

خواہان کوئی نہین تو کچھ اس کا عجب نہین
جنس گران بہا ہین فلک کی دکان مین ہم

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اس نے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم

آیا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرین گے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر
قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم
غیر منزل نہ پڑے راہ مین زنہار قدم

اٹھ گئے وصل کی شب پیشتر از یار قدم
آ گئے ہم عمر روان سے بھی چلے چار قدم

کوے مقصود سے یون رکھتی ہے غفلت مجھے دور
جیسے سو جاتے ہین ہو جاتے ہین بیکار قدم

اہل عالم مین ہون مین زندہ مین مردہ کی طرح
بڑھ چلین لاکھ مگر ساتھ ہین دو چار قدم

ایک مدت سے رہ کعبہ مین آوارہ ہین
کیا خدا کا مجھے دکھلائین گے دیدار قدم

جوش وحشت مین بھی مین جھکنے نہ اسپر دوڑا
لے گئے حسرت خار سر دیوار قدم

صورت برگ خزان جھڑ جاتے ہین ہر گام گناہ
جب اٹھاتے ہین تری راہ مین زوار قدم

اے جنون کوہ و بیابان کبھی دکھلا مجکو
رہین پستی و بلندی سے خبردار قدم

کوچہ گردی یہ شب و روز کی بیوجہ نہین
ابڑیان رگڑین گے کس کے پس دیوار قدم

جادۂ راہ محبت کو خط مسطر جان
سر کے بل مثل قلم چل جو ہون بیکار قدم

خاک بھی ہون تو ہون خاک در اُس کا آتش
جس کے تھے دوش پیمبر کے سزاوار قدم

ہیل کی طرح سے ہلتے نہین زنہار قدم
بھول جاتے ہین رہ عشق مین رفتار قدم

جوش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
شہر ہستی سے ہے صحراے عدم چار قدم

بخت خفتہ کو جگادین جو یہ پشت پا سے
ایسے رکھتے ہین کہان طالع بیدار قدم

عرصۂ جنگ سے خون ریز مین ہیان کی
بیشۂ عشق مین مردون کی طرح چار قدم

جوش وحشت مین نہ زنجیر کو توڑا اک دن
گور مین جائین گے ان ہاتھون سے بیزار قدم

چال وہ چل کہ ہو جان سے دل عالم کو عزیز
آنکھون پر رکھے ترے کافر و دیندار قدم

ہاتھ بندھوائین نہ مجھسے یہ حضور دربان
یار کے گھر مین چلین پھاند کے دیوار قدم

چاہیے عاشق شیدا کو لحاظ معشوق
شاخ گل پر نہ رکھے بلبل گلزار قدم

کوچۂ زلف کے سودے سے گل آخر چھوٹا
ہوے زنجیر کے پھندے مین گرفتار قدم

دوڑتے دوڑتے کسدن نہین عاشق مرتے
جانتا ہی نہین اُس ترک کا رہوار قدم

سبقت اُس ابرو کو جنبش مین ہے اُن مژگان سے
تیر سے چلتی ہے آگے یہ کمان چار قدم

بیڑیان اُن کو جو پہنائین قصور اُن کا کیا
مین گنہگار جنون ہون کہ گنہگار قدم

ثابت معرکۂ عشق بنایا ہے مجھے
کوچے کاٹون جو ہون لغزش کے سزاوار قدم

حیف ہر راہ خدا مین نہوا اُن سے کوشش
دست قدرت نے بنائے نہین بیکار قدم

عاشقون سے جو مسیحا اُسے سن پایا ہے
چومنے آتے ہین ہر صبح کو بیمار قدم

یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجھ مجنون کی
آج مجبور ہین وہ کل جو تھے مختار قدم

آب رحمت کرے گا آگے آتش چھڑکاؤ
خاک پر رکھین گے مجھ رند کی ابرار قدم

چمن مین رہنے دے کون آشیان نہین معلوم ۔ نہال کسکو کرے باغبان نہین معلوم
مرے صنم کا کسی کو مکان نہین معلوم ۔ خدا کا نام سنا ہے نشان نہین معلوم
اخیر ہو گئے غفلت مین دن جوانی کے ۔ بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم
یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل ۔ لگے ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم
سنا جو ذکر الٰہی تو اس صنم نے کہا ۔ عیان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم
کیا ہے کس نے طریق سلوک سے آگاہ ۔ مرید کس کا ہے پیر مغان نہین معلوم
مری طرح تو نہین اس کو عشق کا آزار ۔ یہ زرد رہتی ہے کیون زعفران نہین معلوم
جہان و کار جہان سے ہون بیخبر مین مست ۔ زمین کدھر ہے کہان آسمان نہین معلوم
سپرد کس کے مرے بعد ہو امانت عشق ۔ اٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم
خموش ایسا ہوا ہون مین کم دماغی سے ۔ دہن مین ہے کہ نہین ہے زبان نہین معلوم
مری تمھاری محبت ہے شہرۂ آفاق ۔ کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم
کس آئینہ مین نہین جلوہ گر تری تمثال ۔ تجھے سمجھتے ہین ہم این و آن نہین معلوم
ملا تھا خضر کو کسطرح چشمۂ حیوان ۔ ہمین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم
کھلی ہے خانۂ صیاد مین ہماری آنکھ ۔ قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم
طریق عشق مین دیوانہ وار پھرتا ہون ۔ خبر گڑھے کی نہین ہے کنوان نہین معلوم
جو ہو تو شوق ہی ہو کوئے یار کا ہادی ۔ کسی کو ورنہ سبیل جنان نہین معلوم
دہن مین آپ کے البتہ تم کو حجت ہے ۔ کمر کا بھید جو پوچھون میان نہین معلوم
نسیم صبح نے کیسا یہ اس کو بھڑکایا ۔ ہنوز آتش گل کا دھوان نہین معلوم
سنین گے واقعہ اس کا زبان سوسن سے ۔ شہید کس کا ہے یہ ارغوان نہین معلوم
کنار آب چلے دور جام یا لب کشت ۔ شکار ہوئے بطے کہان نہین معلوم
رسائی جس کی نہین اے صنم وہ دل تک ۔ یقین ہے اس کو ترا آستان نہین معلوم
عجب نہین ہے جو اہل سخن ہون گوشہ نشین ۔ کسی دہن مین زبان کا مکان نہین معلوم
چھٹین گے زیست کے پھندے سے کسدن اے آتش ۔ جنازہ ہوگا کب اپنا روان نہین معلوم

ردیف نون

اس قدر آنکھین مری محو تماشا ہو گئین
پتلیان پتھرا کے آخر سنگ موسیٰ ہو گئین

روے رنگین سے بھی وہ گیسو خط ہی دلفریب
بوٹیان بھی اس گلستان کی تماشا ہو گئین

باغ کو سرسبز باران بہاری نے کیا
شاعرون کیواسطے تشبیہین پیدا ہو گئین

تشنۂ دیدار ہین کس آتشین رخسار کے
آنکھین مثل آئینہ مصفا ہو گئین

صورت کافور بوندین اسکی اب اڑتی تو ہین
چشمہ خورشید تک پہونچین تو دریا ہو گئین

جس طرف سودا ہین ان زلفون کے مین وحشی گیا
دو بلائین دو طرف سے میری پیدا ہو گئین

شب نہونے سے ترے اندھیر تھا اک صبح تک
کیا کہون کیا حالتین اے ماہ سیما ہو گئین

کنج عزلت مین قناعت کی جو نان خشک تک
نعمتین دنیا کی جو کچھ تھین مہیا ہو گئین

قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسن عالمگیر کا
آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین

پہونچا سزا کو اپنی ہے بیداد گر کہان
دزد حنا چڑھایا گیا دار پر کہان

عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہان
ہستی سے کر چکا ہون عدم کو سفر کہان

داغ جگر مٹا نہ سکی آہ صبح گاہ
گل کرتی ہے چراغ نسیم سحر کہان

ہون بوسہ کس کا ہے دہن یار ناپدید
کس کے ہون ہاتھ طوق وہ نازک کمر کہان

تا حال آنکھون نے نہین سیر بہشت کی
پیش آیا کوئی یار کا ہم کو سفر کہان

داغ شب فراق جو جیتا نہ چھوڑتا
کھاتا ہمارا مغز خروس سحر کہان

آہن دلون سے چشم کرم ہے خیال خام
کرتا ہے سبز نخل کو آب تبر کہان

حیران کار رہتے ہین آئینہ کی طرح
آنکھون سے پوچھیے کہ پڑی ہی نظر کہان

دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہان

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہین خیال
اپنی خبر نہین انھین میری خبر کہان

اندھیرا آنکھوں میں ہے اجالا ہے ناپدید
پر دیکھیں شب کے جھپٹ ہی ایسی سحر کہاں

سودا نہیں ہے گیسوؤں کا یار کے کسے
ان دو بلاؤں سے ہے کسی کو مفر کہاں

خرمائے لب کے بوسہ کا چکھا نہیں مزہ
توڑا ہے نخل حسن کا ہم نے ثمر کہاں

دھوکا نہ دیکھیگا مجھے زلف یار کا
سنبل کے پاس طرہ ہو ہر چند سر کہاں

دم کیا بھرے گا کوئی محبت کا یار کے
میرا سا دل کہاں ہے مرا سا جگر کہاں

قید خودی سے چھوٹ کے جا کی ہے گور میں
آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کہاں

نہانے کو لگا جانے جو وہ محبوب دریا میں
عریضوں کی جگہ بہنے لگے مکتوب دریا میں

غریق فکر رکھا پہروں ہی مضمون دندان نے
گہر کے واسطے غوطے لگائے خوب دریا میں

مے یوسف کو لہر آئی اگر اس میں نہانیکی
حباب ایک ایک ہوگا دیدۂ یعقوب دریا میں

لگا کر غوطہ بوسہ لوں گا اس طفل شناور کا
مجھے اسے گوہر مقصود ہی مطلوب دریا میں

وہ بحر حسن جو فرقت کی شب میں یاد آیا ہے
یہی لہر آتی ہے دلکو کہ چل کر ڈوب دریا میں

خفا ہم جانبے والوں کے ہونگے غوطے کھا کھا
بہت کف لائیگا وہ طفل خوش اسلوب دریا میں

عشق آیا دیکھکر حسن و جمال یار کا جلوہ
نہایت شاہد آبی ہوئے محجوب دریا میں

دیا دھوکا جو آتش مجکو اس دست نگارین کا
مروڑا پنجۂ مرجان کو میں نے خوب دریا میں

خشمگین آنکھیں تمھاری آفت جان ہوگئیں
برچھیاں عاشق کشی کرنے کو مژگان ہوگئیں

تم جو جا نکلے نسیم نوبہاری کی طرح
پھول کھل کھلکر گل لالہ کی کلیاں ہوگئیں

اے صبا دامن ہے تیرا او مجھ مجنون کا ہاتھ
اس پریرو کی اگر زلفیں پریشان ہوگئیں

سامنے رہنے لگا رخسارۂ زیبائے یار
صورت آئینہ آنکھیں اپنی حیران ہوگئیں

منہدی ہاتھوں میں ملی تو نے جو اے دریائے حسن
انگلیاں رنگ حنا سے شاخ مرجان ہوگئیں

راستی سے نیزۂ ترکان بنا بالائے یار
وہ بھویں اپنی کجی سے تیغ عریان ہوگئیں

خانۂ دل میں تصور خوش جمالوں کا رہا
گاہ حوریں گاہ پریاں اپنی مہمان ہوگئیں

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملون سے شہر کی گلیان گلستان ہو گئین

دیدۂ عاشق سے جس نے دیکھا دیوانہ ہوا
حسن سے پریان بلاے جان انسان ہو گئین

اے مراد دل ترے کوچہ مین رکھتے ہی قدم
حسرتین جو کچھ کہ تھین گرد پریشان ہو گئین

یہ کھلا آتش عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیوارین اکٹھی ہو کے زندان ہو گئین

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان
روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب و گل کہان

ہچکیان لیتے تھے کوچہ مین ترے بسمل کہان
زخم ہنستے تھے کسی کے منھ پر اے قاتل کہان

قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضون پر کالے کالے تل کہان

دسترس کس دن ہوا بند قباے یار پر
وا ہوے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان

طوف کوے یار کی حسرت نہین نکلی ابھی
طے ہوئی ہے کعبۂ مقصود کی منزل کہان

صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب
کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان

ہو نہ دے ایذا کوئی ایذا نہین دیتا اسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ عاقل کہان

بھیک کس کے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے
دربدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان

بحر ہستی سا کوئی دریا ہے بے پایان نہین
آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان

وقت بد مین کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیرے مین مہ کامل کہان

کونسا ایسا کیا ہے مجھسے یارون نے سلوک
یاد آتی ہے عدم مین جا کے یہ محفل کہان

خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندہ کی طرح
ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہان

جنبش ابرو سے قاتل ہین نہ ٹھہرے گا رقیب
تیرہ نام و زخم تیغ کے قابل کہان

عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیے
خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہان

فریب کو دل اہل صفا مین راہ نہین
وہ دشت ہے یہ جہان آب زیر کاہ نہین

بدن سا شہر نہین دل سا بادشاہ نہین
حواس خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہین

وہ آب و رنگ کہان روے یار کا گل پر
ہزار آنکھ ہو نرگس کی وہ نگاہ نہین

صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے
عمل جو نیک ہون تو ایسی خوابگاہ نہین

خیال اس مین ہے لازم سیاہ چشمون کا
لباس کعبۂ دل کا مرے سیاہ نہین

تمھارے سبزۂ خط کی طرح سے دل لہرائے
چمن مین دہر کے ایسی کوئی گیاہ نہین

نبیاک ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا
وہ قصہ ہے یہ کہ جس کا کوئی گواہ نہین

بتون کے ناز سے دکھ دکھ کے پک گئے ہین دل
وہ کون ہو کہ خدا سے جو دادخواہ نہین

غریب کو نہ کرین قتل خط وہ پڑھ کے کرین
مرا گناہ ہو قاصد کا کچھ گناہ نہین

خراب ظلم سے ہین حسن یار کے عاشق
غضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہین

فرشتے نے نہین پھونکا ہو کان مین کس کے
وہ سر ہے کونسا جس پر کج کلاہ نہین

چمک چمک کے نکلنے کا حال کھل جاتا
دکھاؤن کس کو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہین

بھر آئے دیکھ کے منھ مین نہ کس طرح پانی
تمھاری ناف سا چشمہ ذقن سا چاہ نہین

کھڑے ہین کھولے ہوئے اپنے سینون کو عشاق
تمھاری تیغ کے زخمون کی بند راہ نہین

نہووے گوش زد یار تو تعجب ہے
قد بلند سے کوتاہ مسدِ آہ نہین

غبار خط سے وہ انداز و ناز حسن کہان
نمود گرد ہے باقی مگر سپاہ نہین

عذاب گور ہے دنیا کے رنج سے بدتر
سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

فقیر بن کے قدم مار اس مین اے آتش
طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہین

بلبل کو خار خار دلستان ہے اندنون
ہر طفل کی بغل مین گلستان ہے اندنون

زنار عشق بت مین رگ جان ہے اندنون
ناقوس برہمن دل نالان ہے اندنون

آباد میرا خانۂ ویران ہے ان دنون
سیلاب مجھ غریب کا مہمان ہے اندنون

دامن ہے اپنے ہاتھ مین رشک ماہ کا
مثل نظر ہلال گریبان ہے اندنون

باغ جہان مین جو ہے گرفتار ہے ترا
آزاد ایک سرو گلستان ہے اندنون

کہتے ہین ہم زمین مین مجنون کی اب غزل
ہر بیت اپنی خانۂ زندان ہے اندنون

کافر ہوا صنم جو خریدے نہ تو اسے
مہندی کے مول خون مسلمان ہے اندنون

ہنگامہ حسن وعشق کا ہے گرم آج کل
دیوانہ پری ہے جو انسان ہے اندنون

مستی کا ان لبون کے فسانہ کہان نہین
مجلس نہین وہ جو نہین حیران ہے اندنون

صدقے قمر و مہر ہوتے ہین رخسار یار کے
وہ ماہ چاردہ ہے تابان ہے اندنون

آتا ہے سیر باغ کو وہ گوہر مراد
پھیلائے گل کے پاس جو دامان ہے اندنون

قد سرو چہرہ گل ہے تو سنبل ہین موے یار
گھر خانہ باغ ہے جو وہ مہمان ہے اندنون

جوہر شناس جمع ہین آتش ہے معرکہ
شمشیر ہے وہی کہ جو عریان ہے اندنون

برق کو اس پر عبث گرنے کی ہین تیاریان
برگ گل ہی آشیان کو اپنے ہے چنگاریان

عہد طفلی مین بھی تھا مین بسکہ سودائی مزاج
بیڑیان منت کی بھی پہنین تو مین نے بھاریان

موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی
کیا اسی کی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

اے خطا اس کے گورے گالون پر یہ تونے کیا کیا
چاندنی راتین بکایک ہوگئین اندھیاریان

خندۂ گل سے صدائے نالہ آتی ہے مجھے
خون بلبل سے مگر سینچی گئی ہین کیاریان

خاک کا پتلا بھی آہن سے ہے سختی مین فزون
جسم پر انسان کے تلوارین ہوئی ہین آریان

خوف خالق ہے وگرنہ محتسب کیا مال ہے
خانۂ قاضی مین جاکر کیجیے میخواریان

کچھ ہمین خالی نہین کرتے ہین یہ دیر خراب
پھر گئے ہین یار یون ہی اپنی باریان

حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو
اب کرین ٹٹو بچے گرم اپنی دوکانداریان

ہوا تھا اس کو ایسا لطف کیا حاصل گلستان مین
قفس مین عندلیب خستہ جان ہے دل گلستان مین

ثبات اس کو نہین یہ عالم وا شد در ذرہ ہے
منہ اتنا بھی ہے غنچہ نہ تم کھل کھل گلستان مین

ابھی ہوا عضب پر ناحق ان کو خار کھینچین گے
نہ ہون برگ حنا کے آبلے شامل گلستان مین

بہاؤن رو کے سو دمین جو شبنم کی طرح دریا
کنارہ ایک صحرا مین ہوا ک ساحل گلستان مین

خزان مین زرد بھی ہونا چمن کا حسن رکھتا ہے
بہار زعفران ہو جاتی ہے داخل گلستان مین

چمن کی سیر کو تم گاہے گاہے جا نکلتے ہو
شہیدون کی طرح ہے ارغوان بسمل گلستان مین

نہ کیونکر قید مین بلبل کو دیکھے سے جگر خون ہو
چمن مین بلبلون کو ذبح وہ صیاد کرتا ہے
نسیم نوبہاری کی مدد کا وقت ہے پہونچے
بہار فتنہ کے غم نے خزان مین خون تھکوایا
شراب بیخودی ایسی پلادی ساغر گل نے
سُنا ہے عاشق و معشوق جیسے بلبل و گل کو
پھرا جب باغ سے تیرے قد بالا کا دیوانہ

قفس مسکن ہوا اُس کا جسکی تھی منزل گلستان مین
بہا دیتا ہے نہرین خون کی قاتل گلستان مین
ہوئے ہین غنچۂ گل عقدۂ مشکل گلستان مین
ہوئی دق ہو کے آخر بلبلون کو سل گلستان مین
رہے صیاد سے مرغ چمن غافل گلستان مین
اسے بسمل سمجھتا ہون اسے قاتل گلستان مین
بہت رُو یا گلے سرو کے مل مل گلستان مین

بہار آئی ہے دل بہلائیے پیری مین اے آتش
جوانان چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

پردے پہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون
تمیز کیجئے جو سفید و سیاہ مین
پہلے ہی دیکھا ہون مین ان کو جواب صاف
آنکھون مین تنگ چشمون کے پھرتی ہین فیل مست
بعد فنا بھی خاک رہ یار ہون گے ہم
کرتا ہے کیا یہ محتسب سنگدل غضب
غلغال پائے یار مین آواز صور سے ہے
کشتے جو حسن گرم کے نالان ہون زیر خاک
مرتا ہے غیر کس لئے کٹتا ہے یار کیون
ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے
ثابت جو یار کرتے ہین مجھ پہ خطائے عشق
دل مین ان آئینون کے سراسر بھرا ہے زنگ
رونے کی جا ہے حالت دیوانگان عشق

مائل سو سجود سر پر غرور ہون
ظلمت جو نہ نقین ہون تو وہ رخسار نور ہون
سمجھا ہین اب جو یار بڑے بے شعور ہون
ہر چند ناتوانی سے مین پائے مور ہون
ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون
شیشون کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون
بیدار بخت خفتۂ اہل قبور ہون
سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون
حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون
رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہون
انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون
ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون
ابر بہار دیدۂ وحش و طیور ہون

عزم طواف کعبہ ہے اب کچھ غرض نہین

آتش بتان ہند پری ہون کہ حور ہون

دو قدم غربت سے گر سوئے وطن جاتا ہون مین
پاؤن شل ہو جاتے ہین دیوار بنجاتا ہون مین

مثل گل باغ جہان سے خندہ زن جاتا ہون مین
لالہ رو یوے کے داغون کے چمن جاتا ہون مین

کیسی ہی آزردگی ہو آئینہ کی طرح سے
چار آنکھین ہوتے ہی اُس بت سے بنجاتا ہون مین

کوئے قاتل کا جو ہو شوق شہادت رہنما
کس خوشی سے باندھکر سر پر کفن جاتا ہون مین

سنگ آیا ہے جو دل سودائے زلف یار مین
مشک کی بو سونگھنے چین و ختن جاتا ہون مین

جان کرتی ہے لبون کی راہ سے چلنے کا قصد
گور نے کھولا مری خاطر دہن جاتا ہون مین

کچھ بھی غیرت ہو تو پانی پانی بے آبی سے ہو
تشنہ لب لے حسرت چاہ ذقن جاتا ہون مین

طرفہ سودا ہے مرا اپنا گریبان چھوڑ کر
پھاڑنے اُس گلبدن کا پیرہن جاتا ہون مین

ساتھ ہوتا ہے کبھی میرے جو وہ بالا بلند
کاٹنے سرو و صنوبر کو چمن جاتا ہون مین

گور مین خاکی بدن کو چھوڑ کر جاتی ہے رُوح
جھاڑ کر گوشہ مین گرد پیرہن جاتا ہون مین

خوش سلوکی کی زمین و آسمان نے میرے ساتھ
آیا تھا بے پیرہن پہنے کفن جاتا ہون مین

ہستی فانی سے قصد روح ہے سُوئے عدم
دل کو خوشوقتی ہے غربت سے وطن جاتا ہون مین

تاب داغ برہمی مانند بوئے گل نہین
چھوڑ کر آباد آتش انجمن جاتا ہون مین

پسے دل اُس کی چتون پر ہزارون
موئے بے ساختہ پن پر ہزارون

مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون

برائے شکر قاتل رونگٹون سے
زبانین ہین مرے تن پر ہزارون

نہ اٹھکھیلی سے چل ہوتے ہین صدمے
دل شیخ و برہمن پر ہزارون

ہوا سر خم نہ زیر تیغ جلاد
رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزارون

ترے کشتہ ہین ہم آنکھین ملین گے
ہمارے سنگ مدفن پر ہزارون

نہ مل اے لعبت چین عطر گلزار
گلا کاٹین گے گلشن پر ہزارون

نہین اک مرد کو دنیا سے مطلب
مرے نامرد اس زن پر ہزارون

عجب کیا ہے اگر پروانے بے شمع
جلیں آتش کے مدفن پر ہزاروں

واشد دل کیلیئے جاتے ہیں ناداں باغ میں
گل گریباں چاک ہیں بلبل ہیں نالاں باغ میں

مرگیا جب خوش نوا بلبل غزلخواں باغ میں
اُس کے پھولوں میں پڑھی میں نے گلستاں باغ میں

ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
تیر باراں ہوگیا بے یار باراں باغ میں

غیر ممکن ہے اسیری میں شگفتہ خاطری
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زنداں باغ میں

شیشہ کے منہ کی طرح رکھتا ہے دروازہ کو بند
باغباں کیا سیر کو آئی ہیں پریاں باغ میں

چشم بلبل میں جو پیدا ہو سواد اہل علم
برگ گل ہو جائیں اوراق گلستاں باغ میں

یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
بیچ سنبل نے طبیعت کی پریشاں باغ میں

وے نزیبا تم نے دکھلایا ہے جاکر بے نقاب
آنکھ جو ہے صورت آئینہ حیراں باغ میں

شوق کوئے یار میں روتا جو ہوں میں دل کھول کر
اشک شبنم کی طرح جاتے ہیں پنہاں باغ میں

قتل کرتا ہے محبت کی نظر سے دیکھنا
سرو قمری کے لئے ہے سیف عریاں باغ میں

ٹیٹوں میں مہندی کی تو نے بنائے کیا ہرن
آگئیں اے باغباں شاخ غزالاں باغ میں

مہندی ملکر دھوئے ہاتھ اُس میں جو تو اے مجھ سخن
پھوٹ کر نہروں سے نکلیں نخل مرجاں باغ میں

کوچ کرتی ہے بہار آتا ہے ہنگام خزاں
رُکے بلبل دیکھ کے منہ پر گل کلاہ اماں باغ میں

سیر کرتا ہوں میں جبتک ہے یہی حسرت یہی
توڑتا ہوتا اگر سیب زنخداں باغ میں

چلتی ہے وست جنوں کی طرح سے باد بہار
چاک تا دامن ہوا گل کا گریباں باغ میں

بوسے اُس رخسارہ رنگین کے میں کیونکر نہ لوں
پھول بے توڑے نہیں رہتا ہے انساں باغ میں

ہوش نے مستی کے دکھلائی مجھے سیر بہار
نشہ کی دھن لیگئی افتاں و خیزاں باغ میں

بے حیائی سے نہ ہوئے تو نہوئے انفعال
لالۂ نافرماں کے رو برو ہے خنداں باغ میں

ہے یہی اللہ سے اپنی مراد آتش رہیں
مست کوئے یار میں طاؤس رقصاں باغ میں

آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہیں
آئینہ دل کیطرح سے حق نما ہوتا نہیں

دردمند عشق جو یاے دوا ہوتا نہین
تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہین

خار خار دہر سے دل آشنا ہوتا نہین
مثل آب و رنگ گل ملکر جدا ہوتا نہین

کس کو پیوند زمین کرتی نہین رفتار ناز
کونسا سرکش تمھاری خاک پا ہوتا نہین

کھینچ لیتا ہے دل عاشق کو خط سبز یار
کاہ سے ہر چند جذب کہربا ہوتا نہین

جس قدر چاہین اگا لین باغ مین شمشاد و سرو
خیر ہے جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہین

دیکھیے کب تک نہین ہوتی قیامت آشکار
تا کجا دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہین

سنبل و ریحان باغ حسن کا عالم نہ پوچھ
خط سا پیرو گیسوون سا پیشوا ہوتا نہین

اک قلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات
چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہین

کیا مری آنکھون کو دھوکا دیگا زلف یار کا
موے زنگی کی طرح سنبل رسا ہوتا نہین

ہے ہر اک دندان دہان یار مین دُرِ یتیم
ان لب لعلین سا لعل بے بہا ہوتا نہین

بڑھ نہین چلتا ہے کوئی حد سے اپنی پیش یار
اس کے پاؤن مین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین

گوہر شبنم بہم پہونچائین گلہاے چمن
یار کا سا خندۂ دندان نما ہوتا نہین

دلربائی کے طریقہ مین نہین کامل ہنوز
حق ناز اے طفل ابھی تجھسے ادا ہوتا نہین

اے صنم پارس کے تیرے پاؤن مین ترشے ہوے
ٹھوکرین کھا کھا کے کب آہن طلا ہوتا نہین

کون ملتا ہے نہین ملتا اگر وہ نازنین
مین بھی اس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہین

نشہ کی گرمی سے پھاڑے کھائے لگتا ہی لباس
اپنے جامے مین تو اے گلگون قبا ہوتا نہین

کون سی شب کو وہ بت رہتا نہین آغوش مین
شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہین

استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوی یار
اس سعادت کا شرف بہر ہما ہوتا نہین

غبار راہ ہین گو آج ہم ان نے سوارون مین
سمند عمر منزل طے کریگا دو طرارون مین

گئے بتخانہ پوجا گہ کیا طوف حرم ہم نے
اڑائی تیری خاطر خاک کن کن رہگزارون مین

ازل ہی سے مری قسمت مین تھی آشفتگی لکھی
گیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کنارون مین

اجل آ ورنہ اب یہ رشک مجکو قتل کرتا ہے
عزیزان پاؤن کو پھیلائے سوتے ہین مزارون مین

ہوا سے کوئی قاتل کا کبھی عالم نہین پایا
چمن کو بارہا دیکھا ہے جا جا کر بہارون مین

نہ وہ آنسو گرے یا و آہی مین ان آنکھون سے
اڑا کی خاک ہی میرے چمن کے آبشارون مین

امانت روح کی چھینوا کے عزرائیل سے تو نے
ہمارے نام کو لکھوا دیا بے اعتبارون مین

نہایت عید کی نوشہ نہ کی اُس گل کو شادی ہے
لڑائے جائین گے کیا بیضۂ بلبل قطارون مین

کبھی کچھ کام بھی تو آئے تیری ہمت عالی
مگر چہرہ ہی لکھوایا ہے اے آتش سوارون مین

یہ چرچا اپنی رسوائی کا پھیلا ہے دیارون مین
کہ مردم نام لکھتے ہین سرے پر اشتہارون مین

ہوا ہے قحط کیون عالم مین موسیٰ و تجلی کا
وہی پتھر نظر آتے ہین اب تک کوہسارون مین

مین وہ غمدوست ہون جب کوئی تازہ غم ہوا پیدا
نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدوارون مین

نہ کر شبدیز و گلگون پہ غرور اتنا بھی اے خسرو
پیادے رووین گے کل آج ہے تو شہسوارون مین

جو آتا ہے تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہے
جگہ جب منہ دکھانے کی رہی مجکو نہ یارون مین

بہانہ دردِ سر کا آپ کو کیا ہم سے کرنا تھا
تپِ غم نے ہماری جان کھو دی دو چارون مین

رہا مثلِ خس و شعلہ مجھے ربطِ اہلِ عالم سے
وہی دشمن ہوا جس کے بنا مین دوستدارون مین

ہراسان ہوتے ہین کب مرد یکہ تاز کثرت سے
کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہین ہزارون مین

سمجھتا اہلِ عالم مین زبان کوئی تو میری بھی
خدایا کاش مین پیدا ہوا ہوتا گنوارون مین

بدن مین جان تازہ آئی ہے سونگھے سے اے آتش
عجب خوشبو ہے اُس گل پیرہن کے پاسی ہارون مین

وہ بزم ہے یہ کہ لاخیر کا مقام نہین
ہمارے گنجفے مین بازی غلام نہین

حریفی اپنی تنک مشربون کا کام نہین
خم فلک سے کم اس میکدہ کا جام نہین

سیاہ قلب کا کوئی صنم مین کام نہین
بہشت کافرِ بدکیش کا مقام نہین

بتون کے گیسوئے و مژگان سے مجکو کام نہین
شکار تیر نہین مین اسیر دام نہین

چمن سے بلبل و قمری کا عشق حیرت ہے
ثبات گل کو نہین سرو کو قیام نہین

مطیع عشق نہ جس حسن دلفریب کا ہو
وہ خواجہ ہے وہ کہ جس کا کوئی غلام نہین

وفائے وعدہ کا کس کو یقین یار سے ہے
کلام بت ہے کچھ اللہ کا کلام نہین

رفیق حال برے وقت مین نہین کوئی
شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

وہ سونا حسن نہ کر رائیگان غرور سے یار
حلال مال ہے یہ دولت حرام نہین

گدا و شاہ برابر ہے خاک کے نیچے
لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین

ملایا خاک مین کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہے اے بت ترا خرام نہین

جفاؤ جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا
بنائے زلف کو سچ کہتے ہین قیام نہین

نظارہ کر یار کا نہ ہو مشتاق
طلب محال کی غیر خیال خام نہین

بتون کے قہر و غضب کا کسے ہے اندیشہ
خدا نہین یہ پیمبر نہین امام نہین

بلند و پست سبکدوش کو برابر ہے
نسیم بے سر و پا کا کہان مقام نہین

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجکو نام نہین

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤن مین
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤن مین

جنس گران بہا کا خریدار کون ہے
بکتا نہین آئی جو چوری ہی جاؤن مین

لالہ رخون کے حسن کا بھوکا ہون اس قدر
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤن مین

آنکھین مری کرے جو منور جمال یار
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤن مین

مردے کی طرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب
ٹھوکر سے پائے یار کے ان کو جگاؤن مین

بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی
محراب بیت کعبہ مین چلہ چڑھاؤن مین

جی چاہتا ہے شوق شہادت مین قبل مرگ
بنواکے قبر لالہ کو اس پر لگاؤن مین

گھر مین جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے
مژگان کے بوریے جو کھڑے ہین بچھاؤن مین

کانٹا سکھا کے ہجر نے ہر چند کر دیا
وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سماؤن مین

تم تو غریب خانہ مین آئے نہ ایک روز
فرمایئے تو شب کو کسی وقت آؤن مین

باریک بین ہون شاعر نازک خیال ہون
مضمون جہان کمر کا ملے باندھ لاؤن مین

آتش غلام ساقی کوثر ہون چاہیئے

فردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤن مین

دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
پریون نے کھڑکیون کے پردے اٹھا دیے ہین

اللہ رے فروغ اس رخسار آتشین کا
شمعون کے رنگ مثل کافور اڑا دیے ہین

آتش بنفس ہوا ہے گلزار کی ہمارے
بجلی گری ہے غنچے جب مسکرا دیے ہین

سو بار گل کو اس نے تلوون تلے ملا ہے
کٹوا کے سرو شمشاد اکثر جلا دیے ہین

انسان خوبرو سے باقی رہے تفاوت
اس واسطے پری کو دو پر لگا دیے ہین

ابروے کج سے خون عشاق کیا عجب ہی
تلوار نے نشان لشکر مٹا دیے ہین

کس کس کو خوب کیئے اللہ نے بتون کو
کیا گوش و چشم کیا لب کیا دست و پا دیے ہین

بے یار بام پر جو وحشت مین چڑھ گیا ہون
پرنالے روتے روتے مین نے بہا دیے ہین

وصف کمان ابرو جو کیجئے سو کم ہے
بے تیر بسملون کے تودے لگا دیے ہین

رویا ہون یاد کر کے مین تیری تند خوئی
صرصر نے جب چراغ روشن بجھا دیے ہین

سوز دل و جگر کی شدت پھر آجکل ہے
پھر پہلوون کے تکیئے مشعل بنا دیے ہین

شمعون کو تو نے دل سے پروانون کے اتارا
آنکھون سے بلبلون کی گلشن گرا دیے ہین

وہ بادہ کش ہون میری آواز پا کو سن کر
شیشون نے سر حضور ساغر جھکا دیے ہین

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہو گا
قصر سپہر رفعت باران نے ڈھا دیے ہین

خار مطلوب جو ہووے تو گلستان مانگون
بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون

شمع گل ہووے جو صبح شب ہجران مانگون
اوس پڑنی بھی ہو موقوف جو باران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
تم سے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون

محبت واشدون نے زبان کو یہ اثر بخشا ہی
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون

خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
روشنی کے لئے اس گھر کے جو مہمان مانگون

پادشاہی سے فقیری کا ہے پایا بالا
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون

رنج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

دے دیا کیجئے سودائی تمھارا ہون میان
سونگھنے کو جو کبھی زلف پریشان مانگون

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اس کا
بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون

میوے پر باغ جہان مین ہو جو دلکو غیبت
شجر حسن سے مین سیب زنخدان مانگون

جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون
پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون

یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی تو چباؤن
نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون

ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
گل سے بلبل کے کفن کیلئے دامان مانگون

تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلے ہو جو پہاڑ
وصل کا روز جو مین ای شب ہجران مانگون

کب سے در پر ترے سائل ہون مین آتش کیطرح
وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

جلاوی کی نہ پہونچے تلوار تا بہ گردن
آب ندامت آیا سو بار تا بہ گردن

کھینچ اے ہوائے صحرا ورنہ اُٹھا چکے ہین
لڑکون کے سنگریزے دیوار تا بگردن

شمشیر کھینچنی اے مانی تجھے پڑے گی
تصویر کر نہ میری تیار تا بگردن

تھی گو بلند یارب دیوار خانہ یار
روزن ہی کاش ہوتے دو چار تا بگردن

تن سے جدا نہو جو تلوار سے تمھاری
وہ سر سمجھتے ہین ہم بیکار تا بگردن

اے محتسب سنبھل کر میخانہ مین قدم رکھ
رستم کی آتی ہے یان دستار تا بگردن

تنتا ہے کیون تو اتنا مانند سرو باغی
کب پہونچے دست آتش اے یار تا بگردن

اسکی رسوائی بھلا مد نظر کیونکر کرین
میرے ماتم مین عزیزان چشم تر کیونکر کرین

شام سے سویا ہے بالون سے چھپا کر منہ کو یار
یہ شب غم دیکھیے عاشق سحر کیونکر کرین

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے بانکی خاک سے
زندگی مین کوئے قاتل سے سفر کیونکر کرین

حاصل اہل محبت غیر محرومی نہین
بید مجنون ہو کے امید ثمر کیونکر کرین

وہ بھی مانند چراغ صبحدم مہمان ہے
مرگ کی لیلیٰ کے مجنون کو خبر کیونکر کرین

شاعرون سے سنتے ہین ہم ہیچ اسے معدوم ہے
یار کا پیدا دہن ثابت مگر کیونکر کرین

آجتک اپنی جگہ دل مین نہین اپنے ہوئی
یار کے دل مین بھلا پوچھو تو گھر کیونکر کرین

ہر نگہ دار وے بیہوشی کا رکھتی ہے اثر
جام اُن آنکھون کے دیکھین بیخبر کیونکر کرین

روے روشن پر رکھے تو جواے یوسف نقاب
شعبدہ رُخ کا ترے شمس و قمر کیونکر کرین

سنگ خارا سے نہین سختی مین کم دل یار کا
سامنا پتھر کا ہے نالے اثر کیونکر کرین

دردِ سر کے واسطے صندل نہ رگڑا جائے گا
ہو سکے آتش نہ جو وہ دردِ سر کیونکر کرین

بلا اپنے لئے دانستہ نادان مول لیتے ہین
عبث جی بیچ کر الفت کو انسان مول لیتے ہین

پنوچھا احوال بیدرد اپنے بیمار محبت کا
زمین اُس کے لئے اتبو عزیزان مول لیتے ہین

مین اُس گلشن کا بلبل ہون بہار آئے نہین پاتی
کہ صیاد آنکر میرا گلستان مول لیتے ہین

مگر جاتا نہین شاید کہ یان سے اہل عالم کو
یہ دو دن کے لئے کیا قصر و ایوان مول لیتے ہین

کیا گو نقش پاے مور ہمکو خاکساری نے
جواب بھی چاہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین

عزیز خلق اتنا تو کیا ہے مجکو داغون نے
کہ مردم جانکر سر پر چراغان مول لیتے ہین

ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہے
مرقع جان کر ذی فہم دیوان مول لیتے ہین

ترے ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہین قاتل
گلے کے کاٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقون کو بھایا ہے
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو وفا طینت دلبر مین نہین
ہے وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر مین نہین

آتش افروزی گردون ہے تماشا مجکو
حجرہ جز سایۂ دیوار مرے گھر مین نہین

گرد پھرتا قد موزون کے ترے ای محبوب
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین

بال پرواز خط شوق ہے اپنا ورنہ
طاقت اُس بام تک اُڑنے کی کبوتر مین نہین

پیچلی ہے جو قضا مجھسے قدح کش کو بہشت
ظرف گنجائش مئے چشمۂ کوثر مین نہین

کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین

غیر خواہان ہو ترے وصل کا ای یار تو کیا
حصۂ خضر جو ہے بخت سکندر مین نہین

بارہا اس کو بھی سونگھا ہے اُسے بھی ہم نے ۔ زلف محبوب مین جو بو ہے وہ عنبر مین نہین
تیرے دانتون کی چمک یار نہین ہیرے مین ۔ جو صفا ان کی سفیدی مین ہے گوہر مین نہین

بت پرستی کو نہ آتش کے سمجھ لاحاصل
شیخ اللہ بھی تو کعبہ کے پتھر مین نہین

دھیان آیا ہے جو اُس خورشید رُو کا خواب مین ۔ تر ہوا ہون مین لپٹنے سے شب مہتاب مین
آسمان جو کچھ کہ ایذا دے اُسے کم جانیئے ۔ کھال کھنچتی ہے ہمیشہ خانۂ قصاب مین
عکس جو اس مین پڑا ہے شست زلف یار کا ۔ مچھلیان جوہر بنی ہین آئینہ کی آب مین
تیرہ روزان ازل کو نور سے بہرہ نہین ۔ شور اکثر کرتے ہین کوئے شب مہتاب مین
یار کے ہمراہ اگر دریا نہانے جاؤن مین ۔ مردم آبی جلین میرے حسد سے آب مین
زندگانی سے دل محزون عبث ہوتا ہے تنگ ۔ دیکھنے کا پھر نہین عمر روان کو خواب مین
چہرۂ محبوب سے کیونکر اُسے تشبیہ دون ۔ نقص ظاہر ہے جبین کے داغ کا مہتاب مین
آج تک حال دل بیتاب سے واقف نہین ۔ یار کو جھلکواؤن گا اک دن جو سیماب مین
طاق ابروے صنم سے ہے اسے تشبیہ تام ۔ برہمن سجدہ کرین گے کعبہ کی محراب مین
گردش دوران سے مردان خدا بیباک ہین ۔ نوح کی کشتی کو اندیشہ نہین گرداب مین
سامنا اپنا کسی جنگل مین ہوگا موت سے ۔ یان کفن کے چور کا حصہ نہین اسباب مین
دن کو بیداری مین زندون سے نہین پاتا فراغ ۔ رات بھر مُردے نظر آتے ہین مجھکو خواب مین

آئنہ مین عکس چشم یار کا عالم نہ پوچھ
دیکھ لے آتش کنول پھولے ہوئے تالاب مین

یار تا دو پہر چڑھا میرے اندھیری رات مین ۔ آب حیوان خضر کو ہاتھ آگیا ظلمات مین
خال کا مجھکو تصور زلف کو میرا خیال ۔ دانہ کی تدبیر مین مین دام میری گھات مین
اور مجھ عریان سے کیا ہاتھ آئیگا قزاق کو ۔ جامۂ خاکی کو لے آسمان خیرات مین
جوش گریہ سے نشان سبزۂ مژگان مٹا ۔ سچ ہے جل جاتی ہین اکثر بوٹیان برسات مین
مین سمجھتا ہون تجھے موجود اے جان جہان ۔ دہریون کو شبہ ہووے گا خدا کی ذات مین

روئے گل پر دیکھکر شبنم کو کہتا ہے وہ گل
کیا ہی پھبتی ہے یہ کپڑا لگ گیا بانات میں

کس جگہ سودائی تیری چشم فتان کے نہیں
سرمہ آتا ہے صفاہان سے تجھے سوغات میں

سونگھے چٹوائی ہے اُس شیرین دہن کی گفتگو
سن لیا مصری کی ڈلیون کا مزہ ہر بات میں

پسینے کو آتش سے شیدا کے گاتی باندھکر
دلربائی ختم کی اُس جان جان نے گات میں

مرے دلکو شوق فغان نہیں مرے لب تک آتی دعا نہیں
وہ دہن ہوں جسمیں زبان نہیں وہ جرس ہوں جسمیں صدا نہیں

نہ مجھے دماغ نگاہ ہے نہ کسی کو تاب جمال ہے
انھیں کسطرح سے دکھاؤں میں وہ جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں

کسے نیند آتی ہے اے صنم ترے طاق ابرو کی یاد میں
کبھی آشنائے تہ بغل سر مرغ قبلہ نما نہیں

عجب اسکا کیا نہ سماؤں میں جو خیال دشمن و دوست ہے
وہ مقام ہوں کہ گذر نہیں وہ مکان ہوں کہ بنا نہیں

یہ خلاف ہو گیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی
کہیں گل کھلے بھی تو بو نہیں کہیں حسن ہے تو وفا نہیں

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو
کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہیں

مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا
نہیں ایسا کوئی زمانہ میں مرے حال پر جو ہنسا نہیں

مرے آگے اُس کو فروغ ہو یہ مجال کیا ہے رقیب کی
یہ ہجوم جلوہ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہیں

چلیں گو کہ سیکڑوں آندھیاں چلیں گرچہ لاکھ بگڑی افلاک
بھڑک اُٹھے آتش طور بھی کوئی اس طرح کی دیا نہیں

تصور سے کسی کے میں نے کی ہے گفتگو برسوں
رہی ہے ایک تصویر خیالی روبرو برسوں

ہوا مہمان آکر رات بھر وہ شمعرو برسوں
رہا روشن مرے گھر کا چراغ آرزو برسوں

چمن میں جا کے بھولے سے میں خستہ دل کراہا تھا
کیا کی گل سے بلبل شکوۂ درد گلو برسوں

برا ہو جان کے رکھا ہے اُسکو مرتے مرتے تک
ہماری قبر پر رویا کرے گی آرزو برسوں

تلاش مشک میں چین و ختن کی خاک چھانی ہے
پھرے ہیں زلف کے سودائی ہم آشفتہ مو برسوں

ملی ہے ہمکو بھی خمخانۂ افلاک میں راحت
سرہانے ہاتھ رکھکر سوئے ہیں زیر سبو برسوں

بط مے کا شکار ابر و ہوا میں جا کے کھیلا ہے
کیا ہے غم غلط ہم نے کنار آبجو برسوں

شراب وصل سے اپنے چکھا اک جلسہ اے ساقی
پیا ہے جونک بنکر ہجر نے تیرے لہو برسوں

بسر کی مدت العمر اپنی سیر باغ و بستان میں
سنگھائی گل نے اُس گل پیرہن کی مجکو بو برسوں

دیا ہے حکم تب پیر مغان نے سجدۂ خم کا
کیا ہے جب شراب ناب سے تجھنے وضو برسوں

فنا ہو جائیگی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہوں
دکھا کر دل مرا پچھتائے گا وہ تند خو برسوں

بہار گل گئی پر بھی نہ سودا جائے گا اپنا
ہمارا پیرہن پھٹ پھٹ کے ہوویگا رفو برسوں

نظر آیا نہ اک دن راہ میں وہ نور کا بکا
اڑائی جس کی خاطر خاک ہمنے کو بکو برسوں

ملا ہے باوفا بھی کوئی ان لوگوں سے سچ کہنا
خراب اے دل رہا ہے کشور خوبان میں تو برسوں

یہی اب عزم ہے بالجزم دل میں یار کو ڈھونڈھتا
تلاش اس شخص کی صحبت میں کر چکے ہم جا بجو برسوں

اگر میں خاک بھی ہوں گا تو آتش گرد باد آسا
رکھے گی مجکو سرگشتہ کسی کی جستجو برسوں

چاند سے منہ کو ترے یاد کیا کرتے ہیں
شب مہتاب میں فریاد کیا کرتے ہیں

صورت خواب فراموش ہیں یاران عشق
اپنے اللہ کو ہم یاد کیا کرتے ہیں

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل ماوا
سیر ویرانہ و آباد کیا کرتے ہیں

ایک سا ظاہر و باطن نہیں معشوقوں کا
پردۂ ناز میں بیداد کیا کرتے ہیں

شاعروں نے قد موزوں کو ترے دیکھ کر
مصرع سرو پہ ایراد کیا کرتے ہیں

صاحب حسن وہ صانع نے بنایا ہے تجھے
حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہیں

حال دیکھا ہے جنھوں نے کہ وہ میر اچھے
حذر اے ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہیں

لالہ و گل کا نشان رکھتی نہیں گلچینی
باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہیں

کیا کہوں یار سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے
حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہیں

دیکھیے کٹ چکے کب زیست کلانے یہ پہاڑ
دو سر صورت فرہاد کیا کرتے ہیں

بلبلوں کے جو گلے گھونٹے ہیں ڈر کے تہ دام
چہچہے باغ میں صیاد کیا کرتے ہیں

غم شب ہجر میں اپنے نہیں در پیش آتا
ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہیں

ذکر عاشق سے نہیں ایک دم اُن کو فرصت
ناز و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہیں

آتشیں نالوں کی اللہ رے گرمی شب ہجر
نرم تر موم سے فولاد کیا کرتے ہیں

سنتے ہین شوق شہادت کا جو میرے شہرہ
یاد آتش مجھے جلاد کیا کرتے ہین

اُلجھا ہے دل بتون کے گیسوے پُرشکن مین
اُگتی ہے جائے سبزہ کنگھی مرے چمن مین

اٹکین گے ڈوب کر دل زلف کی رسن مین
دکھلائے گا پسینا پانی چہ ذقن مین

شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین

عطر گلاب مل کر حلقہ مین یار بیٹھا
بلبل بچھانے آیا صیاد انجمن مین

ذکر فقیر آگے اُس بت کے بھولتا ہے
اب کی گرہ مین دون گا زنار برہمن مین

حاصل کیا ہے تو نے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بازوے برہمن مین

آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

اک تختہ ہفت کشور دہلی کا ہے ہمارے
نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

دو روز ہے یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہے پیرہن مین

قاتل کا میرے سنکر میدان مین آکے سن لے
آواز الامان ہے اتبک بلند رن مین

میدان کیا گراکر آشناون نے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

چشم سیہ سے تیرے پردے مین تو نیا کے
تعلیم ہو نے آیا فتنہ فریب فن مین

ترک فلک سے نہان ظاہر ہے ترک اپنا
عاقل جو ہو تو کرلے تمیز مرد و زن مین

چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملا دین
چیتے مین کیا تکلف کیا شاخ ہے ہرن مین

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

بعد فنا رہے گا علم اپنا اپنے سرہ
مضمون مردہ ہم کو ہاتھ آئیگا کفن مین

اُس کو دکھا کے ہم نے اُس پر جو تیر جوڑا
پھر دن رہی لڑائی شیر اور کرگدن مین

دنیائی زیب و زینت کفار کو مبارک
ہندو کے مردے لپٹین کمخواب و گلبدن مین

سنبل سے بال اُس نے جس روز سے منڈا
کنگھی دوا کی خاطر ملنے لگی چمن مین

آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا
خال سیہ ہے طرہ اُس سارقی کے فن مین

دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہے
اُترا ہوا ہے یوسف مہمان سرائے تن مین

معمورۂ حلاوت وادی ہے وا اصلون کا
شکر بھرے ہوئے ہین مور و مگس دہن مین

بوسے مین لب کے ہنس کر دندان دکھائے اس نے
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے مین مین

صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی
ساکھو جلا ہے کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

کوئی نہین ہے تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھ اجورہ دست غسال و گورکن مین

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون
ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون

قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہے مجھے
میرے لہو کے داغ نہ داماں سے دور ہون

صاف اس قدر ہے چہرا ترا دیکھکر جسے
رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون

یارب برا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون

پاتا ہون اس قدر دل عالم سیاہ مین
شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون

اے خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک
ہم تو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون

روباہ بازیون سے فلک کے قریب ہے
شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون

نسبت و ملبۂ شعر ہزارون ہی ڈھل گئے
کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون

آتش غم حسین مین رو تنہس رہا ہے کیا
سطرین کی اسطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون

نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

دل اس قدر گداز ہے برسون ہی غم رہے
آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون

مٹتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح
جوہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون

فصل بہار آئی ہے کپڑون کو پھاڑیے
دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون

چھڑکاؤ کا ارادہ ہے چشم پر آب کا
گرد و غبار کوچۂ جانان سے دور ہون

یہ تنگ کر رہا ہے تو الجھار ہے ہین وہ
دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون

وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک
آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہون

ممکن نہین نجات اسیران عشق کو
یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون

مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین ای جنون
وو آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون

گردش سے چشم یار کے آتش عجب نہین
تو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہون

تجھسا کوئی زمانے مین معجز بیان نہین
آگے ترے مسیح کے منھ مین زبان نہین

اُس غیرت پری کا فسانہ کہان نہین
وہ بزم کونسی ہے کہ یہ داستان نہین

پروانون کو جلائین گے کھا کر سگ و ہما
شمعین ہین سوز غم سے مرے استخوان نہین

عاشق کو دُور جان نہ اے ماہ پشت بام
موجود ہے کمند اگر نردبان نہین

کٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع یار کو
ہرگز دہان یار سے باہر زبان نہین

نیچی نگاہ اُن کی ہے صیاد کی کمین
یہ شکار کی ہے حجاب بتان نہین

دو گوہر اک صدف مین ہزارون مین ڈھونڈھے
دو دل کا ایک سینہ کے اندر مکان نہین

معلوم کچھ نہین کہ چلے جاتے ہین کہان
ریگ روان سے کم مری عمر روان نہین

بوسہ عزیز ہم سے کرے تو ہزار حیف
کتے سے بتر سے ہم کو عزیز استخوان نہین

طاق بلند پر اسے رکھتا ہے آسمان
کلگی تو تاج یار کی یہ کہکشان نہین

دو چار زخمیون کا بھی ہونا ضرور ہے
گرچہ ترا چمن ہے مگر ارغوان نہین

بعد فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی
کوڑی کے مول بکنے کے یہ استخوان نہین

زانو دہ آئینے مین نہین جس مین جائے زنگ
ساقین تری وہ شمعین ہین جسمین دھوان نہین

بخت بلند رکھتے ہین گردن بلند لوگ
کب پشت فیل اسکے اوپر نشان نہین

رنگین رہے گا خون شہیدان سے کوئے دوست
فردوس کی بہار کو بیم خزان نہین

مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین

نزدیک ناف تو ہے ذقن ہو اگرچہ دُور
گر پڑ جا گڑھے ہی مین جو میسر کنوان نہین

اے دل نہ بیقرار ہو سو خوف وقت ہے
مفلس نہین مین قیمت یوسف گران نہین

کس دشت مین کیا ہے قضا نے مرا گذار
گرد غبار ہے اثر کاروان نہین

ہر سبین کا عرش کے اوپر دماغ ہے
کس کا بلند بام سے یان آستان نہین
رکھا ہے حیب سے بہنے تری راہ مین قدم
ان بتون کو رتبہ سنگ نشان نہین
مشق خرام ناز تو کرتا ہے جس جگہ
ملتا زمین کے پایہ مین وان آسمان نہین
آزاد ہو کے یاد گرفتاری آئے گی
کنج قفس مین خار خس آشیان نہین

آتش ہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پر وہ کون ہے جو میہمان نہین

خاک مین مل کے بھی ہون گا نہ غبار دامن
کمر یار سے اُٹھتا نہین بار دامن
نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن
کسکہ رہتا ہے مرے دیدۂ تر پر شب و روز
ابر دامن ہے رگ ابر ہے تار دامن
تیرے دیوانہ ہین ہم چاک گریبان ہے
جبکہ رہتا تھا تو لے طفل سوار دامن
خون کے اپنے جو چھینٹے پڑے اُس پر قاتل
سیر گلزار دکھائے گی بہار دامن
چاک ہوگا نہ گریبان سے جبتک وہ حیا
موسم گل مین نہ نکلے گا بخار دامن
فرقت یار مین اشکون کو مرے روک سکے
آستین کا ہے نہ یہ کام نہ کار دامن
موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤن کو مرے
خار کی طرح کھٹک جاتے ہین تار دامن
وہ قبا پوش چمن مین جو کبھی جاتا ہے
گل گریبان کو کرتے ہین نثار دامن
داغ خون اپنے چھڑا یکا نہین وہ خون ریز
بوئی بن جائے گی قاتل کی کنار دامن
رشتۂ دام سے تار اس کا نہین کم کوئی
خار صحرا کو سمجھتا ہون شکار دامن

لائی جاتی ہے محبت مجھے ان سے آتش
کھینچتے ہین مرے دامن کو جو خار دامن

طفلی سے اور پھر ہوا وہ شباب مین
تا لبش ہو دو پہر کو فزون آفتاب مین
گو عاشقون مین نام سر فرد ہے رقم
بھولا ہے مجھکو صاحب دفتر حساب مین
جلوے سے تیرے نور جو بالائے بام ہے
یہ روشنی نہین فلک آفتاب مین
ہٹ سکے اوٹ مین وہ کیا کرتے ہین نگار
منھ کو چھپائے رکھتے ہین اپنے نقاب مین

ایسا اُٹھنا ہے آتش فرقت مین دل مرا
سونگھو تو بوے گوشت نہین اس کباب مین

آنکھ اپنی پڑنے کی نہین اُس رُخ کو دیکھکر
ذرّے رہین مشاہدۂ آفتاب مین

ابرو کا تیرے دیدۂ تر مین رہا خیال
دیکھا کیے ہلال کو ہم طشت آب مین

جب اشتیاق لکھا ہے خونخوار یار کو
قاصد کا کشتہ آیا ہے خط کے جواب مین

کس کس کے دل مین نقش ہوا روے یار کا
کیا کیا نگین کھدے شرف آفتاب مین

ہوتے ہین قتل طالب دیدار بے گناہ
عریانی تیغ کی ہے تمھارے حجاب مین

اُس لالہ رُو کے رُخ کے پسینے کو سونگھیے
ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین

خط کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر
بال آ گئے ہین آئینۂ آفتاب مین

گلگون یار چال ہے چلتا بہار کی
گلہاے باغ رہتے ہین اُسکی رکاب مین

جان عزیز کرتے ہین تم پر نثار ہم
دل کس شمار مین ہے جگر کس حساب مین

آنکھون کو گور مین بھی رہے گا خیال یار
مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین

نافہم شاعرون نے کہا ہے جو ہیچ اُسے
زلفون سے وہ کمر ہے سوا پیچ و تاب مین

بے یار گھر نہین لحد تنگ ہے مجھے
روز و شب فراق سے ہون کس عذاب مین

مجھ مست کو بہار مین ہے آرزو یہی
دریا دلی سے ساقی کی تیر دون شراب مین

دریا سے کیا نہا کے پھرا ہے وہ بحر حسن
عالم سیہ ہے چشم سفید حباب مین

اے شہسوار گور غریبان مین آ نکل
اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین

دنیا سے رسم و راہ محبت کی اُٹھ گئی
ملتے ہین اب تو عاشق و معشوق خواب مین

وہ مست ہون خمار سے جب درد سر ہوا
صندل لگا لیا مین نے رگڑ کر شراب مین

رخسار سے رہا دہن یار ناپدید
مطلب دقیق تھا نہ سمایا کتاب مین

سرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا
پیدا خمیر کر کے قضا نے شہاب مین

آجائے شام سے تو نجانے دون صبح تک
اُس ماہ چاردہ کو شب ماہتاب مین

بینی و چشم لب رُخ رنگین یار پر
گلہاے چیدہ ہین چمن انتخاب مین

آتش صنم بھی کرنے لگے بے نیازیان
ہین لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب مین

خدا بخشے صنم یہ کہکے مجکو یاد کرتے ہین
دعائے مغفرت میرے لئے جلاد کرتے ہین

بہار رنگ گلبرگ خزانی یاد کرتے ہین
جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتے ہین

نوازش مجرمان عشق کی جلاد کرتے ہین
خدا اجران دے کو اس کا اسیر آزاد کرتے ہین

بلائے جان ہین پتلے خاک کے بیداد کرتے ہین
پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین

خدا محفوظ رکھے دل کو ان زلفون کے سودے سے
گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہین

قفس مین جسم کے مرغ دل اپنا سر ٹپکتا ہے
کسی پا زیب کے دانے کہین فریاد کرتے ہین

ملکین ہر معنی روشن مکان ہر بیت موزون ہے
غزل کہتے نہین ہم چند گھر آباد کرتے ہین

قد موزون رخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر
قیامت سرو گلہائے چمن بیداد کرتے ہین

اکڑتا ہے بجا جو یہ سمجھکر سرو اکڑتا ہے
جسے بندہ سمجھتے ہین اُسے آزاد کرتے ہین

عجب کیا ہے جو بوسے لون مین پیشانی مجنون کے
توجہ کس قدر شاگرد پر اُستاد کرتے ہین

خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہین

یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین

شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہین ہم سرکش
عروس نو سے قربت جس طرح داماد کرتے ہین

خیال خط وصال بوسۂ لب مین نہین رہتا
عبارت بھول جاتی ہے جو مطلب یاد کرتے ہین

بتون کے عشق نے آخر دکھایا دلکو اُن کے بھی
برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین

گنہگارون کو گردن مارتے ہین حکم شارع سے
خیال اپنے گناہون کا نہین جلاد کرتے ہین

بسر عشق مین اللہ حامی ہے غریبون کا
پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین

قدم رہتا ہے ثابت جن کا اس سختی دوران مین
بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین

قد موزون دلبر کیونکر ان اندھون کو دکھلاون
ارادہ تاڑ سے بڑھ چلنے کا شمشاد کرتے ہین

کٹے پن کو ہمارے خاکساری نے کیا زائل
وہ جوہر ہے یہ جس سے کشتۂ فولاد کرتے ہین

زبان سے اپنی دیوانہ نہ کہہ اے ماہرو مجکو
وہی ہوتا ہے جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین

وہ کافر ہے جو منکر ہے قد بالا کے کشتون کا
یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتے ہین

کوئی ذرہ تو اس کا تا بداماں اُڑکے پہونچے گا
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

عجب نعمت عطا کی ہے خدا نے اہل غیرت کو
عجب یہ لوگ ہین غم کھا کے دل کو شاد کرتے ہین
کمر باندھی ہے گلچینون نے غارت پر گلستان کے
اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین
پہننے مین کفن میلا ہوا جاتا ہے اے آتش
سرائے گور ویران ہے اسے آباد کرتے ہین

لالۂ بیداغ تجھسا کوئی گلشن مین نہین
ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین
یاسمین مین عالم اس رخ کی صباحت کا کہان
جو ملاحت خال مشکین مین ہے سوسن مین نہین
باغ ہے بے یار اپنی آنکھ مین ماتم سرا
اشک ہین شبنم کے قطرے گل کے دامن مین نہین
فصل گل مین ساتھ ساتھ چاک گریبان سے نہو
ہے نگہ بدبین کی رشتہ چشم سوزن مین نہین
خط کو رکھوا کر نہ کر اندھیرا اے خورشید رو
تیرہ شب ہے روشنی جب روز روشن مین نہین
شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین
تیرے دیوانون کو نفرت ظاہر آرائی سے ہے
پانون مین بیڑی نہین ہے طوق گردن مین نہین
ہڈیان کھدوا کے پھکوا دین ہے اس سفاک نے
عاشقون کے مردے اپنے اپنے مدفن مین نہین
جلوۂ خورشید کر جاویگا - اس پہ کار برق
قطرۂ شبنم ہین دانے اپنے خرمن مین نہین
ٹھگ کی پھانسی سے بلا حلقے ہین زلف یار کے
ابروون کی کج ادائی تیغ رہزن مین نہین
چشم بدبین کا نہین اندیشہ حسن یار کو
کونسا ہے حرز جو بازو کے جوشن مین نہین
گھر مین اس خورشید رو کے رہتی ہے حاضر صبا
ذرہ کو پروانگی آنے کی روزن مین نہین
بے چھری کرتے ہین کافر عاشقون کو اپنے ذبح
جوہر قصاب کس طفل برہمن مین نہین
آب کے بدلے شراب سرخ نہرون مین بہا
باغبان جو پھول ہے وہ تیرے گلشن مین نہین
شکر کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیے
محو یاد دوست مین ہون فکر دشمن مین نہین
موم کے مانند ہے ہر چند جسم ان کا گداز
سینے کی سختی جو ڈھونڈھو سنگ و آہن مین نہین
اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ
جان کو دل بھیجتا کس روز گردن مین نہین

ممکن نہین ہے دوسرا تجھسا ہزار مین
ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار مین

بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین
صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین

اے ترک مست بہر خدا صیدگاہ چل
آہو کباب ہوتے ہین شوقِ شکار مین

افیونی کی نگاہ سے کی ہے کبھی جو سیر
باہر ہوئے ہین پوست سے ہم لالہ زار مین

خون جگر سے اپنے غمِ دل ہون پالتا
رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین

دکھلاتی ہے بہار خزان مین بھی سیر باغ
پاتا ہون تندخوئی کو اُس گل کے خار مین

سودا نہ سر سے جائے گا گیسوئے یار کا
عامل کو پھانسی دیتا ہے جن حصار مین

کیا کیا گلون نے کان ہین اپنے کھڑے کیے
آمد کو سُن کے یار کی فصلِ بہار مین

تشبیہ دون جو مین اُسے دندان یار سے
ہیرے کی ہو چمک گہرِ آبدار مین

اے طفل تب سے شوق ہم آغوشی ہے ہمین
گہوارہ جیب کے رکھتا تھا تجھکو کنار مین

صحرا ہے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے
محمل سوار ہے اسی گرد و غبار مین

کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین

سودائے زلف و رُخ مین نہین الجھا قرار
گا ہے حلب مین ہوتے ہین ہم گہ تتار مین

آیا وہ مہروش جو شب جمعہ قبر پر
دن کی سی روشنی ہوئی کنجِ مزار مین

چھپتے ہین اُس کے نام کو ہم سے ہزارہا
تسبیح اپنے یار کی ہے کس شمار مین

جامِ شراب عشق سے دونون ہین بیخبر
بلبل چمن مین مست ہے ہم کوئے یار مین

پھرتا ہون پھرتا ہے وہ پردہ نشین جدھر
پتلی کی طرح سے نہین مین اختیار مین

گیسو و روئے یار ہین دونون بلائے جان
ایک ایک سے زیادہ ہے ان پیچ و تار مین

اک آفتاب خانہ زین کا ہے اشتیاق
مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار مین

پانی پانی ہو خجالت سے تو انصاف نہین
صاف ہے آئینہ اس رخ سے مگر صاف نہین

شب یلدا مین ہے مریخ ستارہ نکلا
اے پری سرخ تری چوٹی مین موباف نہین

جوہری دیکھ کے سینہ کو ترے کہتے ہین
تختی الماس کی اس سے کبھی شفاف نہین

دلفریبی کا نہین کون سا انداز آتا
چھوڑتا جان کو عاشق کی وہ حراف نہین

قامت یار کو دیکھے تو زمین مین گڑ جائے
قد ہوا سرو کے ہو وہ کمر ناف نہین

بند ہے سحر زبانی سے تری نطق مسیح
جو کہے تو ہے سزاوار تجھے لاف نہین

وہ نگاہین نہین اگلی سی تمھاری ہم سے
حال پر اپنے وہ اشفاق وہ الطاف نہین

مصحف رو کی ترے کی ہے جو خط نے تفسیر
کس کو دکھلاؤن مین اس عہد مین کشاف نہین

دولت وصل سے ہووے ہی گی اک روز فتوح
کونسی شب کو مرا وردِ جمیل کاف نہین

داغ سودا کو لئے پھرتا ہون بازار مین
پرکھے اس سکے کو ایسا کوئی صراف نہین

دیکھکر یار کو کہتا ہے یہ دل اے آتش
جان صدقے نہ ہو ایسے کی تو انصاف نہین

صدقے ہوتے ہین ہمارے بازوون پر سیکڑون
گم ہوئے ہین اپنے یوسف سے برادر سیکڑون

بے نیازی کے ہون کشتے ناز پرور سیکڑون
سو مین شمشیر تغافل سے برابر سیکڑون

عاشق مفلس تو ترے حسن کی دولت کے سے
سیر ہون اس خوان نعمت سے قلندر سیکڑون

چشم مستانہ کی گردش سے تہ و بالا ہون دل
عشقبازون کی صفین الٹین یہ ساغر سیکڑون

یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کس کے دیکھئے
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون

جستجو اس شوخ کی بدلے گی رنگ آسمان
سبع سیارے سے پیدا ہون گے اختر سیکڑون

کون بھتا بادشاہ وقت ہی آج اے صنم
کس کے کوچہ مین فقیرون کے ہین بستر سیکڑون

کوئی جاناں کی زمین ہموار ہوا ہی آسمان
پا برہنہ پھرتے ہین یا خاک بسر سیکڑون

وہ رگ سودا ہون مین فرقت جنون کے درمیان
ٹوٹکر رہ گئے ہین جس مین نشتر سیکڑون

عید کی آمد ہی آرائش کی فکر اس بت کو ہی
ہر طرح کے ہوتے ہین تیار زیور سیکڑون

پھر گئے ہین معرکون مین جسکے تلوارون کے منھ
سخت جانی نے مری توڑے ہین خنجر سیکڑون

فقر کے کوچہ مین قدر دولت دنیا نہین
ٹھوکرین کھاتے ہین یان پارس سے پتھر سیکڑون

روندتا ہون سبزۂ رہ کی طرح وہ بوٹیان
ڈھونڈتے پھرتے ہین جنکو کیمیا گر سیکڑون

مین ہی اپنے شوق کا نامہ اسے لکھتا نہین
اڑ کے لیجانے کو حاضر ہین کبوتر سیکڑون

عاشقِ بے صبر کے دل کو نہ کیجئے ناپسند
مالِ مفلس مول لیتے ہین تونگر سیکڑون

جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقون کیواسطے
خوبصورت رکھتے ہین یہ ہفت کشور سیکڑون

اُمتی ہے نعمتِ دنیا ملے تو شکر کر
مر گئے الجوع کہہ کہہ کر پیمبر سیکڑون

شعر گوئی عشق مین اک چہرۂ زیبا کے کی
وصفِ خال و خط مین لکھے ہمنے دفتر سیکڑون

صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رخسار سا
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑون

اُس نشان سے قد کے ہونگے مرد میدان شگفتہ
جان نثاری پر کمر باندھین گے لشکر سیکڑون

انجمن تک تو بھی آ مکتب سے اے خوش قد بسیر
باغ مین ہو بچے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑون

کھیلنا آسان نہین ہے کعبتین عشق کا
نقش سے اس کے ہین مثلِ مہرۂ ششدر سیکڑون

فکرِ سنجیدہ نے دکھلائے ہین کیا کیا آب و رنگ
اس ترازو مین تلے ہین لعل و گوہر سیکڑون

مرغِ دل حاضر ہے وہ چشمِ سیہ مائل تو ہو
صدقے اس شاہین کے اوپر سے کبوتر سیکڑون

گل کی خوشبو پر نہ جا مہ سے باہر عندلیب
سونگھے ہین ہمنے بھی پیراہن معطر سیکڑون

بارہا برپا قیامت کی خرامِ یار نے
جاگ اُٹھے فتنۂ خوابیدہ اکثر سیکڑون

ہجر کی شب سے نڈر اے طالبِ روزِ وصال
گنتے گنتے صبح کر دینے کو اختر سیکڑون

چشمِ معنی آشنا مین ہے مقام اُن کا جدا
سہوِ کاتب سے مقدم ہون موخر سیکڑون

بحرِ ہستی مین مین وہ کشتی ہون جسنے بیشتر
شوق مین گرداب کے توڑے ہین لنگر سیکڑون

شوق ہو افشان چھڑکنے کا تمھین رخسار پر
تیغ مین ابرو کی پیدا ہو دین جوہر سیکڑون

دل دیا چاہے تو آتش دلربا موجود ہین
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر سیکڑون

تری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین
خوابِ خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین

سند سے دور جو کعبہ کو سنا ہے مین نے
پھیر کھا کھا کے ترے کوچہ کو جاتا ہون مین

سینۂ صافی سے ہے آئینہ کو رتبہ حاصل
جیسا ہووے کوئی ویسا نظر آتا ہون مین

سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کہتا ہے وہ ترک
آنکھ مریخ لڑا اوے تو لڑاتا ہون مین

نعمتِ عشق بھی ممکن نہین بے فضلِ خدا
شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین

ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے
یہ قدح میرا ہی خیر اس کی مناتا ہو نہیں

بے نقاب آتا ہے گلگشت کو وہ رشک بہار
بلبلوں کو چمنستان سے اڑاتا ہو نہیں

ساقی میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہے
نشہ میں مست جو گرتا ہے اٹھاتا ہو نہیں

شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند
سوزش دل کو زبان پر نہیں لاتا ہو نہیں

کوئی مقصود کے سودے میں شب و روز آتش
جادہ کی طرح مجھے راہ میں پاتا ہوں میں

دسترس شانہ کے مانند جو پا جاتے ہیں
کوچۂ زلف میں جو پائے بلا جاتے ہیں

عاشقوں کی ترے کوچہ کو نہ کیونکر ہو رجوع
باغ فردوس میں مردان خدا جاتے ہیں

اختیاری حرکت جان نہ مجبوروں کی
لئے جاتی ہے جدہر ہمکو قضا جاتے ہیں

اے صنم ان کو کمر تک بھی خدا ہو نجاوے
دوش تک تو ترے گیسوئے رسا جاتے ہیں

واہ ری بے بصری واہ ری نابینائی
صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہیں

صبح نزدیک ہے بیدار ہو مل لے غافل
زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتے ہیں

زہر کھاتے ہیں طلبگار شہادت قاتل
ہاتھ سے تیرے ترے بسمل دبا جاتے ہیں

کنج زندان سے ہوئی تنگ مری وحشت سے
وہ زمیں ہفت فلک جس میں سما جاتے ہیں

رنج یاں جن کو ہے آتش انھیں واں راحت ہے
اے خوشا حال جو دنیا سے خفا جاتے ہیں

تیرا نیاز مند جو اے نازنیں نہیں
دونوں جہان میں اس کا ٹھکانا کہیں نہیں

ہم بوسہ مانگیں اور کرے تو نہیں نہیں
انصاف چاہتا ہے یہ اے نازنیں نہیں

تیغ برہنہ کب نہیں قاتل کے ہاتھ میں
کس وقت کہنیوں سے چڑھی آستیں نہیں

نفلوں سے کچھ غرض نہیں مطلب ہے یار سے
نظارہ باد حسن بتوں میں قبح میں نہیں

سودا زدوں سے اپنے نہیں بیخبر وہ زلف
کب بند دست سلسلۂ عنبریں نہیں

فرمان قدرتی میں ہے طغرائے قدرتی
رخسار شاہ حسن میں چین جبیں نہیں

آنکھیں دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائیں
تیر شہاب ہے نگہ خشمگیں نہیں

رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا
اتنا تفاوت اس مین ہے چین جبین نہین

عمر گذشتہ کا کہین لگتا نہین پتا
بالائے آسمان نہین زیر زمین نہین

پہنا کے تجھکو دیکھتے اے جامہ زیب حیف
کلیان قبائے گل مین نہین آستین نہین

کوئی مرے کوئی جئے مطلق نہین خیال
تمسا بھی بے نیاز کوئی نازنین نہین

گل ہوتے ہین بہار چمن سے چراغ عقل
کام آستین کا کرتی ہے گو آستین نہین

ہمکو سُنا کے کہتا ہے دل بھر کے جام عشق
جو چاہے پی لے زہر ہے یہ انگبین نہین

اللہ بے خبر نہین بندون سے بے خبر
عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہین

آنکھون کے سامنے سے نہ ہٹ اے خیال یار
مجھسے کوئی عزیز دم واپسین نہین

دیتے ہو سیدھی بات کا اُلٹا ہمین جواب
کیا دلپسند ہو سخن دلنشین نہین

دیکھا مساس کر کے صبا کی طرح بہت
نازک ترے بدن سے سیان یاسمین نہین

سوز فراق سے نہ کچھ آتش کا حال پوچھ
دم اژدہے کا ہے نفس آتشین نہین

رہتے ہین ہم روز و شب کوچۂ دلدار مین
عمر بسر ہوتی ہے سایۂ دیوار مین

دل نہ جہان مین کسی چیز کا خواہان ہوا
سیر ہی کو ہم مگر آئے تھے بازار مین

قیمت مال مزید سمجھے ہین جنس دل
کچھ بھی جو انصاف ہو چشم خریدار مین

نور کا بکا نہین کوئی حسین یار سا
روشنی مہر ہے چاند سے رخسار مین

راستی آئی پسند دل کو قد یار کی
لطف کجی کا ملا ابروے خمدار مین

سیر ریاض جہان رکھتی ہے دلکو اُداس
بوے محبت نہین اک گل رخسار مین

کبک کی ہے یہ روش اور نہ طاؤس کی
اور ہی انداز ہے یار کی رفتار مین

کشور دل مین مرے یار ہے فرمان روا
سکہ یوسف چلے مصر کے بازار مین

سرو سبکبار مین پیچش سنبل کہان
فرق ہے آزاد مین اور گرفتار مین

عالم پیری مین شغل اس کا کرے آدمی
نشہ جوانی کا ہے بادۂ گلنار مین

کافر و دیندار ہین فہم سے اپنے خلاف
رشتہ وہی ایک ہے سبحہ و زنار مین

سرو کو لگا نہین قامت دلچسپ سے ‏ — گل نہین رخسار سا یار کے گلزار مین
یار کے اک بیچے کا اس مین تکلف نہین ‏ — طرۂ زرین کہان لالہ کی دستار مین
ہجر کی طاقت نہین دل کو مرے بعد وصل ‏ — زہر ملا لیجیے شربت دیدار مین

دیکھیے آتش قدم رکھتے ہین ان پردہ کب
آنکھین بچھائین تو ہین ہم نے رہ یار مین

گیسوؤن کا ترے سودا شعرا رکھتے ہین ‏ — یہی باعث ہے جو یہ فکر رسا رکھتے ہین
تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار رکھتے ہین ‏ — چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین
تیرے خونی کفنون کی یہ ادا رکھتے ہین ‏ — پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین
دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین ‏ — خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ نہین دوسرا اچھا کوئی ‏ — اے صنم جھوٹ نہ بولین گے خدا رکھتے ہین
کون سے پارۂ دل پر نہین اک عشق کا داغ ‏ — یہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین
نرم کر دین گے دل سخت صنم کو دم سرد ‏ — شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہین
قلزم عشق مین تنکے کا سہارا ابھی نہ ڈھونڈھ ‏ — آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین
رُوے خورشید پر افشان کا جو عالم دکھلائین ‏ — یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین
پانوؤن کو منزل مقصود مین مضطر سمجھے ‏ — طاقت اُٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین
حال دل کہتا ہی یوسفؑ نہین سنتا کوئی ‏ — گوش کر قافلے والون کے درا رکھتے ہین
محتسب عقل جو رکھتا ہے تو مخانے نہ جا ‏ — شیشہ و جام مے ہوش ربا رکھتے ہین
لامکان دیر و حرم مین نہین ہاتھ آنے کا ‏ — پانون توڑین وہ جو یہ سر مین ہوا رکھتے ہین
جامہ زیبون سے لین تشبیہ گلون کو کیا دون ‏ — جسم ہین اک بند نہین وہ یہ قبا رکھتے ہین
تیرے صدقے کا سمجھتے ہین مگر جو را ہا ‏ — چار ابرو کو یہ آزاد صفا رکھتے ہین
بحر الفت مین تباہی کا ہے اندیشہ کسے ‏ — ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین
عارضی حسن دو روزہ ہی یہ منڈھ جاوین گے ‏ — عمر کوتہ ترے گیسوے رسا رکھتے ہین
دہن یار کو ہم تو نہ کہین جو ہر فرد ‏ — منطقی اس مین جو حجت کرین جا رکھتے ہین

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہے
اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین

خون جگر ہوتا ہے جو سنتا ہی رو دیتا ہے
درد آمیز فقیر اُس کے صدا رکھتے ہین

اپنے ہر شعر مین ہے معنی تہ دار آتش
وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم و ذکا رکھتے ہین

خانہ خراب نالون کی ہین بے شرارتین
بہتی ہین پانی ہو ہو کے سنگین عمارتین

سر کون سا ہے جس مین کہ سودا نہین ترا
ہوتی ہین تیرے نقش قدم کی زیارتین

خانہ ہے کنجفے کا ہر اک قصر عشق
گھر گھر ہین بادشاہیان گھر گھر وزارتین

دیدار یار برق تجلی سے کم نہین
نیند آنکھین ہون گی دیکھی دعائین بصارتین

آنکھون مین اپنے دولت بیدار ہین وہ خواب
ہوتی ہین تیرے وصل کی جن مین بشارتین

کہتے ہین مادر و پدر مہربان کو بد
کرتے ہین وہ جو ارض و سما کی حقارتین

گویا زبان ہو تو کرے شکر آدمی
سمجھے جو تو تو کرتے ہین یہ گنگ اشارتین

ریزہ مین بھی یاد ہین ہفت آسمان کے ظلم
بھولا نہین ہین سنگدلون کی شرارتین

خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنے زیارتین

عالم کو لوٹ کھایا ہے اس پیٹ کے لئے
اس غار مین گئین ہین ہزارون ہی غارتین

باقی رہے گا نام ہمارا نشان کے ساتھ
اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین

اہل جہان کا حال ہی کیا تم سے کیا کہین
بد گوئیان ہین پیچھے تو منہ پر اشارتین

نقش و نگار حسن بتان کا نہ کھا فریب
مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتین

عاشق ہین ہمکو مد نظر کوئے یار ہے
کعبہ کے حاجیون کو مبارک زیارتین

ایسی خلاف ہم سے ہوئی ہے ہوائے دہر
کافور کھائیے تو ہون پیدا حرارتین

آتش یہ شش جہت ہے مگر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہم پر اشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین
کعبہ مین چل کے سجدہ تجھے چار سو کرین

عاشق جو حسن پاک ہین کچھ گفتگو کرین
دامن کا تیرے نام لین پہلے وضو کرین

شرمندہ ہوں زمین میں گڑیں سرخرو کریں
استادگی جو سرو ترے روبرو کریں

پیدا اگریں جو مجھکو انھیں کو ہے دسترس
پامرد ہیں وہی جو تری جستجو کریں

بیجا چلی چمن میں صبا بوے زلف یار
سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کریں

افسانہ گوئی انکی گیسوے یار میں
خاموش ہوں چراغ جو ہم گفتگو کریں

دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے
دامن کو پھاڑلیں جو گریبان رفو کریں

اے بادشاہ حسن فقیروں کی طرح سے
عاشق دعائے خیر تجھے کو بکو کریں

دیدار عام کیجیے پردہ اٹھائیے
تا چند بندہاے خدا آرزو کریں

مستی میں مجھسے بے ادبی ہوگی یار سے
مجھکو گناہگار نہ جام و سبو کریں

دیوان حسن میں سے ہوئی ہے یہ انتخاب
عاشق مزاج سیر بیاض گلو کریں

وردزبان ہے روز و شب انکی ثنائے حسن
شایان ہے جس قدر کہ یہ شاعر غلو کریں

لکھدیتے ہیں حسینوں کو ہم خط بندگی
مشق ستم کو ترک جو یہ تندخو کریں

حیران کار ہوں ترے رخسار صاف کا
سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کریں

مرغ چمن ہوں زمزمہ پیرا بہار آئے
ہنگامہ گرم شگفتۂ رنگ و بو کریں

تاثیر دار لوگ ہیں اللہ کے فقیر
سنگ صنم ہوں آپ جو ہم ذکر ہو کریں

موجود گو کہ تو ہے مگر چاہتا ہے شوق
آوارہ ہوں تلاش تری چارسو کریں

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس میں ہے قول درد
دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں

عاجز نہ ہو تصور حسن و جمال میں
مہندی بندھی ہے ترے پائے خیال میں

نسبت نہیں حسین کو تجھسے جمال میں
بو مشک کی ہے زلف میں عنبر کے خال میں

آتی ہے کوہ سوختہ طور سے صدا
نظارۂ جمال غضب ہے جلال میں

لوث گناہ کا جو کبھی آگیا دھیان
غوطے لگائے ہیں عرق انفعال میں

حسرت ہی آئینے کو بھی اس سبزہ رنگ کی
ریحان ہرا ہوا نہ کبھی اس سفال میں

تسبیح تو نے ڈال کے گردن میں اے صنم
کھینچا ہما کو مرغ مصلے کے جال میں

جور و جفائے یار سے ترک وفا نہ کر
لطف اس معاملے کا نہین انفصال مین

اُن ابروون سے بڑھ کچلین وہ مسین کہ ہم
ان چار خلط کا ہے مزا اعتدال مین

دور شراب حلقۂ بیرون در ہے یان
اس بزم مین ہے مست ہر اک اپنے حال مین

پیدا کرے جو تیرے سگ کو کی منزلت
طوق طلائی ہووے گلوئے غزال مین

آتی ہے باغ سے تو صبا سے ہون پوچھتا
کتنے شگوفے آئے ہین کس نہال مین

دکھلاؤ اپنی آنکھون کے انداز ناز بھی
برسون رہے مشاہدہ خط و خال مین

زندان سے چھوٹ کے چاہیے ہونا عزیز مصر
تعبیر خواب کی رہے یوسف خیال مین

پہنے بہار مین ہو گریبان تو شکر کر
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال مین

مثل صبا اُڑا دے اسے اے جمال دوست
تا چند ہم دبے رہین گرد ملال مین

ایسی پلا کہ بیخبری ہووے ساقیا
اب تک نہ امتیاز ہے درد و زلال مین

رخسار مین ہے چودھوین کے چاند کی چمک
کافر ہو جس کو شک ہو تمھارے کمال مین

موجود سمجھے صبر کو کیا عشق بد بلا
یہ دیو و جن کبھی نہین لاتا خیال مین

پوچھین جو کچھ کہ پوچھنا ہو منکر و نکیر
عاجز نہین ہون مین بھی جواب سوال مین

بھولین گے عیش مین بھی نہ آتش غم و الم
یاد آئین گے فراق کے صدمے وصال مین

گل کو نظر سے اشک خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

یہ کہہ کے گشت گل پہ اُن کو اُبھارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین

مردے وہ زندہ کرتے زندون کو مارتے ہین
اس کو بگاڑتے ہین اُس کو سنوارتے ہین

ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہے کرتا
سوے عدم کمر کے جو پا سدھارتے ہین

مشتاق ہمکناری ملتے ہین ہاتھ کیا کیا
تن تن کے جب وہ اپنا سینہ ابھارتے ہین

وہ دلپسند ہے تو جب دیکھتے ہین تحساو
کرتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین

بیتاب دل کو تسکین ہوتی ہے دید خط سے
وہ بوٹی ہے یہ جس سے پارہ کو مارتے ہین

قائل ہوں مین تو اپنی نالون کی گرمیون کا
دریاے رحمت اوس کا غالب کہ موجزن ہو
دن رات کھیلتے ہین باہم قمار الفت
شیرین لبون کے اوپر رال اپنی ہے ٹپکتی
سینہ کے اوپر اپنے گل کھائین گے تمھارے
اس گل سے صبح کے اوپر کرتے ہین گل کو ٹھنڈے
رو رو کے دل کو خالی کرتے ہین جسجگہ ہم
رہتی ہے اک پریشان حالی و بدماغی
پوشاک ہر طرح کی حاضر ہے کشتیون مین
جاتے ہین عاشق اس کے کوچہ کے گرد پھیرے
دم دے انھین بھی وہ بت انکا بھی اپچکارے

داغون کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہین
تقصیروار توبہ توبہ پکارتے ہین
وہ ہم سے جیتتے ہین ہم اوں سے ہارتے ہین
بوسہ کا نام سن کر ہم منھ پسارتے ہین
پھلون سے اس پری کے پہ قول وارتے ہین
اوس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین
دریا کی طرح چشمے وہان موج مارتے ہین
سودے مین گیسوون کے سر دے دے مارتے ہین
اس کو پہنتے ہین وہ اوس کو اوتارتے ہین
بہر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین
زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین

مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر
شیر اپنے نیستان مین آتش ؔ ڈکارتے ہین

خم فلک سے بھرون وہ شراب شیشے مین
ہنوز ہے کئی ساغر شراب شیشے مین
وہ میر زا منش آ نکلے شاید اے ساقی
ہماری گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دل کی
خزان مین مرغ چمن میکدے کے ساکن ہو
زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
کھلی ہے چاندنی مے بیچیے تو موقع ہے
ہر ایک مست کی ہو حق ہے نالۂ بلبل
بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے

یقین ہو نذر دن کو ہے آفتاب شیشے مین
ہنوز باقی ہے اپنا حساب شیشے مین
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین
کرم سے ساقی کے ہے آفتاب شیشے مین
بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے مین
رہے گی درد کی مٹی خراب شیشے مین
بھرا ہو ہو جس نے شہاب شیشے مین
طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے مین
شراب شیشے مین ہے یا گلاب شیشے مین
سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے مین

سفید ہو ہو سے ترک فتح کشتی کبھی
عوض شراب کے رکھیے حضاب شیشے مین

یہ ہم سے نشہ مین ہو وینگی بے محل حرکت
شراب پی کے بھرین گے کباب شیشے مین

وہ ترک آئے تو دورے مین اپنے حاضر ہے
کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

شرف بخشا گہر کو صرف کر کے تو نے زیور مین
نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانہ زر مین

یہ کیفیت اسے ملتی ہے جو حسن کے مقدر مین
مے الفت نہ خم مین ہے نہ شیشے مین نہ ساغر مین

رہا کرتا ہے نظم شعر کا سودا مرے سر مین
عروس فکر ان روزون لدی رہتی ہے زیور مین

تکلف برطرف الہی نازنین موقوف آرائش
نزاکت سے دبا جاتا ہے کیون پہولونکے زیور مین

کرین گے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی
بھگوین گے فتیلے روغن گو گرد احمر مین

قیامت تک یہی گردش رہے گی روز و شب انکو
مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہین چکر مین

مرے ویرانے کی حد مین کبھی اڑ کر جو آ نکلے
پلاؤن جغد کو پانی ہما کے کاسۂ سر مین

تفنگ یار کے چھرون کی عالم کو تمنا ہے
یہ لوہے کے چنے ہین دیکھیے کس کے مقدر مین

نکل کر کنج عزلت سے نہ کرینگا مہ افروزی
شرر یاقوت کا ممسک ہے جبتک ہے پتھر مین

کرے بوٹا سا قد ہر چند پیدا اس کی موزونی
ترے کانون کے بتون سے کہان تیتے صنوبر مین

شرف اللہ نے بخشا ہے آدم پر محمد کو
فضیلت ہے مقدم سے زیادہ یان موخر مین

جہان چاہے بسر اوقات کرے چار دن بلبل
چمن مین آشیانہ ہے قفس صیاد کے گھر مین

خدا اچھا ہے تو نالون سے مرے پگھلے دل آہن کا
یہ شان اسکی ہے نرمی موم کی پیدا ہو پتھر مین

نہ جبتک ہم پیالہ ہو کوئی مین نے نہین پیتا
نہین مہمان تو فاقہ ہے خلیل اللہ کے گھر مین

الہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے
روانی ہے اسی کے دم سے آب خشک خنجر مین

لب لعلین کو تیرے وصل کی شب ہمنے چوسا ہے
نہون گے تشنگی سے ہونٹھ اپنے خشک محشر مین

دگر گون عشق حسن یار سے ہے رنگ عالم کا
کوئی چہرہ بحال اب ہم جو سنتے ہین تو دفتر مین

کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑے
بنائے جوہر انصاف قاتل تیرے خنجر مین

دہن اسے حور ہے تیر العینہ چشمہ جنت کا
تبسم سے ترے لیتی ہین لہرین موج کوثر مین

خیال بام سودا ہے ترے دروازہ تک پہنچے
پر جبرئیل پیدا ہون جو بازو بے کبوتر مین

تری تلوار دکھلا دے بہار باغ اے قاتل
لہو سے بہر کے گل پھولین چمن بند یکے جوہر مین

رہا منظور خاطر خاتمہ بالخیر عاشق کا
کوئی چینوٹی موئی تو اُس کو گاڑا مین نے شکر مین

وہ ترک چشم دیکھین ملک دل غارت کرے کس کا
رہا کرتی ہے صف بندی بہت مژگان کے لشکر مین

وہی تاثیر دے گا آتشین نالون مین بھی آ...
لیاقت دی ہے جس نے شیشے کے بننے کی پتھر مین

ڈراتا ہے بہت رندون کو ذکر نار دوزخ سے
تماشا ہو جلے واعظ لگ اُٹھے آگ منبر مین

یہ راہ و رسم خود بینی حسینون مین ہے مدت سے
کھلے تھے جوہر اس آئینہ کے عہد سکندر مین

خیال آتا ہے جنت کا تو آنکھون مین ہین پھر جاتین
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر مین

نہ اٹھنے دین گے جب تک بت جواہر کا نہ دلینگے
برہمن کو بٹھایا ہمنے جب قصابکے گھر مین

مآل کار کی صورت بھی آنکھون کو نظر آئی
لگا دینا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر مین

نہایت حرص مے ہے زندگی مین مجھ قدح کش کو
یقین ہے نشہ رہ جائے مرے مٹی کے ساغر مین

ترے دانتون کا دھوکا دیکھا تھا میری آنکھون...
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین

قناعت دی ہے مثل قبر مجکو خاکساری نے ما...
رہونگا باغ باغ آتش مین اک پھوٹی چادر مین

عجب چشم سیہ کا ہے رُخ رنگین جانان مین
تماشا ہے عوض بلبل کے شاہین ہے گلستانمین

وہ چشم سرمگین ہے فتنہ پردازی کے سامانمین
کھنچی رہتی ہے تیغ ابرو کی صف بندی ہے مژگانمین

یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہے سنگ بارانمین
نہین ہون جمعہ کو ہونگا مین بازیگاہ طفلانمین

پری پیکر نہین اس دلربا سا قوم انسانمین
فلاطون کو کرے دیوانہ جانکلے جو یونانمین

ہمیشہ تلوے کھجلایا کئے شوق بیابان مین
رہی نالان ہمارے پاؤن سے زنجیر زندانمین

جنون پردہ در دکھلا رہا ہے داغ سینے سے
تماشائے چمن ہے کوچہ چاک گریبان مین

یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے
وہ کیچڑ مین پھنسا ہے جو ہے آب و گل کے زندانمین

جب آیا سامنے غم نوش بے صرفہ کیا اُس کو
نہ فرق آیا ہماری اشتہائے زیر دندانمین

گرفتاری مین آزادی کی کیفیت رہی حاصل
رہا جامہ سے باہر اپنے مین دیوانہ زندانمین

جہان کے کارخانے مین نہین مد نظر کچھ ایسا
لگے ہین پردہ ہائے چشم عاشق تیرے ایوان مین

اسیری مین بخار دل جو نالون سے نکالا ہے
بہا ہے موم ہو کر آہن زنجیر زندان مین

جو ہوگا دسترس اپنا کبھی شانہ کی صورت سے
ملین گے عطر مجموعہ کا اس زلف پریشان مین

شب آدینہ چلئے اپنے کشتون کے مزارون پر
چراغ حسن روشن کیجئے گنج شہیدان مین

گلون کا حسن بلبل بے چھری کے ذبح کرتا ہے
ہوا اس ترک کے کوچہ کی چلتی ہے گلستان مین

ہوئی ہے روح ناطاقت نہایت سونگھ کر جس کو
سنی ہے سیب کی بو مینے اس گل کے زنخدان مین

بہار گل کی جو دیوانگی یاد آئی آنکھون کو
بہت رویا مین منھ کو ڈال کر اپنے گریبان مین

در دندان و لعل لب کے مضمون لکھتے ہین آتش
جواہر خانہ ہے ہر بیت موزون اپنے دیوان مین

لپٹ کر سوئیے اس آتشین رخ سے زمستان مین
نکل کر سنبلہ سے آفتاب آیا ہے میزان مین

عجب کیا مار مہرہ ہو جو گوش یار کا موتی
الجھ جاتا ہے اکثر حلقۂ گیسوئے پیچان مین

نقاب یار سے کہدے کوئی اندھیر سے باز آ
چھپائے رکھے گا کبتک چراغ مہر دامان مین

کرم کا جوش جو آجاتا ہے ابر بہاری کو
ڈبو دیتا ہے طاؤس چمن دریائے باران مین

نہین مشتاق دل کب اس عزیز جان کے آنیکا
ہمیشہ سوئے در رہتی ہین آنکھین شوق مہمان مین

گیا ہون جوش وحشت مین جو اڑ کر مثل پروانہ
دکھائے ہین چراغ چشم غولون نے بیابان مین

نزاکت برگ گل کی رکھتے ہین لب لعل کی سرخی
صفا موتی کی ہیرے کی چمک ہے تیرے دندان مین

کھنچے کیونکر نہ یار اپنی طرف جذب محبت سے
پری کو بہ عمل کر دیتا ہے قابوئے انسان مین

ہمارے اشک کے قطرے ہین حاضر آب گوہر سے
بھر آجائے جو پانی وہ صنم چاہ زنخدان مین

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اس رخسار رنگین سے
کہان تک غنچہ رکھے گا بہار گل گریبان مین

ہر اک عضو بدن بے مثل ہے اس حور پیکر کا
جواب اپنا نہین رکھتا ہے جو سورہ ہے قرآن مین

صدا یہ سرزمین کوچۂ قاتل سے آتی ہے
شگوفہ پھولتا ہے اک نیا ہر روز اس گلستان مین

تباہی مین ہے لازم یاد حق اہل توکل کو
خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفان مین

تماشا ہے جو چشم بلبل و پروانہ سے دیکھے
عجب مشعلین ہین محفل مین عجائب گل گلستان مین

پھر سے آبدار آتش ہو منھ سے بات جو نکلے
تکلف شرط ہے آویزہ گوش سخندان مین

توڑ لے توبہ کو کیجئے بادہ خواری اندنون
موسم گل ہے کہاں پرہیزگاری اندنون

تیغ ابرو سے ہے شوق زخم کاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہے بیقراری اندنون

جان بلب رکھتا ہے اک رشک مسیحا کا فراق
دم نکل جاوے یہ حالت ہے ہماری اندنون

شوق آرائش ہے اُس جان جہان کو آجکل
لپٹی ہی رہتی ہے دامن سے کناری اندنون

دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے
توتیاے چشم ہے گرد سواری اندنون

تو لگی ہے تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق
خون ہے زخمون کی طرح آنکھون سے جاری اندنون

روز و شب کرتا ہے وہ محبوب گل اندام رقص
اُڑتی ہے ٹھوکر سے دامن کی کناری اندنون

کاہشون سے عشق کے ایسا ہوا ہون ناتوان
رات سے بیمار کے بھی دن ہے بھاری اندنون

فصل گل ہے یاد آتی ہے مجھے رفتار یار
چلتی ہے دن بن کے کیا باد بہاری اندنون

سامنا رہتا ہے اشک سرخ و رنگ زرد کا
آشنائی درد سے ہے غم سے یاری اندنون

دوستدار اُس کا جو تھا سو اُٹھ گیا دنیا سے ہے
بیکسی پھرتی ہے کیسی ماری ماری اندنون

بستر غم پر پڑا رہتا ہے مردے کی طرح
بیخودی بے طاقتی بے اختیاری اندنون

یار آزردہ ہے آتش آسمان ہے برخلاف
کون سنتا ہے ہماری آہ و زاری اندنون

سالک راہ محبت کو پس و پیش نہین
مصلحت بین نہین مین عاقبت اندیش نہین

مصحف رو کی تلاوت ہے نہایت مشکل
اس مین اے قاری نو زبر و زیر و پیش نہین

ناخن غم سے ترے ہجر مین اے رشک بہار
دل نہین وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہین

خون کو مومن و کافر کے ہے جائز رکھتا
نیک اعمال ترا غمزہ بد کیش نہین

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا
نوش چاہے جو زمانہ مین تو بے نیش نہین

شہر مین پھرتے ہین وہ سیل حوادث کیطرح
کونسا گھر ہے خرابی جسے درپیش نہین

قید مذہب کی نہین حسن پرستون کیلئے
کافر عشق ہون مین کوئی مرا کیش نہین

عشق مین سرو سے قد کے ترے ای خسرو حسن
ذکر تری سے مبرا کوئی درویش نہین

غیر کے ہاتھ نہ بیچین گے ہم آئینۂ دل
یار جو چاہے سو دے قید کم و بیش نہین

نکہت گل ہی نہین جامے سے اپنے باہر
کون دیوانہ وہ تیرا ہے جو بے خویش نہین

خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے
رو سے سادہ کا یہ عاشق ہے بد اندیش نہین

رخ انور کو دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسین ہونیسے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین

وہ شاہ حسن ہی تو گیسوے عنبر فشان تیرے
ہما کو اپنے سایہ سے سعادت مند کرتے ہین

ہمین سے ہے جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ
نقاب آپ الٹیے ہم اپنی آنکھین بند کرتے ہین

منت اس صنم سے کیون نہ ہمین وصل کا سائل
دعا اللہ سے رو رو کے حاجتمند کرتے ہین

کہون کیونکر نہ ان کو نور کے مکھڑے وہ رخسار ہے
اندھیرے مین اجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہی اصلاح یان رنگین خیالون کی
پھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی
نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر ان کے مشتاق انکی صورت کے
توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار آپس مین آمیزش گلاب اور قند کرتے ہین

کھلا بے مایہ کے مضمون بستہ باندھ لینے سے
پسر کو غیر کے بھی لاولد فرزند کرتے ہین

زبان سے جو کہ بے تصدیق کی کھائی نہین جاتی
تصور اس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہین

پھرون گا پنبۂ مینا کو مین زندان مین اے ساقی
بہت واعظ مرے گوش آشنائے پند کرتے ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے
نیاز اپنا وہی ہی ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکہ مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا چاہی تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

دکھا کر آنکھ بیہوشون کو وہ ہشیار کرتے ہین
ترش روئی سے انکی نشے مستون کے اترتے ہین

گرفتارون نے تیرے لطف اسیری مین اٹھایا ہی
چلے منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین

لہو ہے گاہ گاہے اشک اپنے دیدۂ تر میں
کبھی پانی کبھی اس طشت میں ہم رنگ بھرتے ہیں

خیال آیا ہے شانے کا انھیں آئینہ دیکھا ہے
بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنورتے ہیں

حسینوں کا تکلف اُنکی آرائش نہیں رکھتی
نظر آتی ہے میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہیں

اٹھا ہے خط نورس کی طرح ہے جبکہ لہراتا
عجب رغبت سے آہو سبزۂ صحرا کو چرتے ہیں

لب جان بخش کا بوسہ نہیں دیتے وہ عاشق کو
مسیحا ہیں مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہیں

لگے سو جاتے ہیں گہ سنسناتے گاہ تھراتے
ترے کوچہ میں پائے رہرواں کیا کیا بپھرتے ہیں

بل اُنکی زلف پیچاں کسطرح کیا کھائیگا سنبل
وہ ایسے بد بلا جھٹنے کی چوٹی کو کترتے ہیں

حیا و شرم آنکھیں سامنا کرنے نہیں دیتیں
لڑکپن ہے ابھی وہ صورت عاشق سے ڈرتے ہیں

خوش آبی ہو زیادہ تیری تیغ تیز میں قاتل
سر احباب کیا کٹتے ہیں اس سے پوچھا اترتے ہیں

ہمیشہ منھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہے
نہیں زندہ نہیں ہم اُس دن سے تمپہ جب سے مرتے ہیں

تصور سے ترے موجیں رہا کرتی ہیں لہروں میں
ہوا بھر کر ترے سر میں حباب بحر ابھرتے ہیں

لگا کر عیب دو دن میں اسے تم پھیر بھیجو گے
جو خط کش ہو تو ہم قیمت کا دل کی نام دھرتے ہیں

کہاں تک پردہ اے آتش کہو اس لاابالی سے
محبت کا تری ہم بھی دم اے محبوب بھرتے ہیں

ردیف واو

فکر میں مضمون عالی کے جو دل آمادہ ہو
دست بستہ بام پر ہر سرو قد استادہ ہو

پھر بھی وقت فکر ہم باندھیں حنائے دست یار
لاکھ یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو

عشق پیدا کر کسی مستانہ آنکھوں کا ولا
خانۂ تاریک میں روشن چراغ بادہ ہو

آستان دیر تک جاوے تو اے کعبہ نشین
پردۂ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو

عشق ہونے میں نہیں ادنی و اعلی کی تمیز
خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو

آشنا چشم سخندان سے رہے میرا کلام
منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو

سبز پیراہن میں رنگ سرخ یوں ہے یار کا
جیسے مینائے زمرد گون میں گلگون بادہ ہو

حسن کے آغاز کا انجام ہو یارب بخیر
نقش جب کا خط نورس سے وہ لوح سادہ ہو

خشت رکھکر زیر سر سوتا ہی خاک گور پر
صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو

خار پیدا ہون نہ جس جا گل شگفتہ ہون وہین
آسمان اُس کو بنا دون جو زمین افتادہ ہو

فرش سبزہ پر لب جو مجکو پینی ہے شراب
خیمۂ ابر سیہ اے آسمان استادہ ہو

بے ادب وادی مین اپنے پاؤن رکھ سکتے نہین
خار رہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو

چھین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہون گلو
جان سے اپنی نہ تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو

روسیہ دشمن عبث کرتا ہے میری پیروی
بندۂ زنگی بناوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پاؤن رکھتا ہے جو آتش کوچۂ جلاد مین
زندگی سے ہاتھ دھو کر مرگ کا آمادہ ہوا

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
صفائے قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو

ہماری خاک کو اے شہسوار و عرش دکھلایا
خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترک تازی کو

مآل کار ہے دعوائے باطل کا پشیمانی
خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو

جلا کرتی ہے گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری
یہ کس گو سے بدنکی اسنے دیکھا ہی گدازی کو

نہین غم تیغ ابروئے صنم سے قتل ہونے کا
شہادت بھی بمنزل فتح کے ہی مرد غازی کو

فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہی
جھکانی پڑتی ہی گردن نمازی بے نمازی کو

بتون نے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اُسکا
خدا بھی کام فرماتا ہی ہم سے بے نیازی کو

خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہے
مکان تنگ مین کوڑا غضب ہے اسپ تازی کو

دلاوین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسارے
بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

کفن خلعت ہی مین دولہ جنازہ تخت دامادی
براتی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو

زبان کو بند کر آتش بس اب اس یاوہ گوئی سے
گوارا کیجیے تا کے تری بے امتیازی کو

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیلگون گنڈا انچھا یا مردم بیمار کو

حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
صبر تکلیف نگہ ہے مردم بیمار کو

حسن بے پردہ کا عالم جلوہ گر پاتا ہون مین
دم بھڑک جاتا ہے عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیہ — برق دیکھی ہو نہ جس نے دیکھے اس رخسار کو
مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بیوفا — زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہی مین نے یار کو
روئے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب — دھوپ مین ٹھلائیے گا مجھ تشنۂ دیدار کو
میری آہون کے دھوین نے گھر بنایا خانۂ باغ — نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو
رات بھر آنکھون کو اس امید پر رکھتا ہون بند — خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو
بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست — نشۂ مے مین اگر دیکھے تری رفتار کو
غنچۂ گل کو یہ نسبت ہے دہان تنگ سے — جس طرح تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو
وصف قامت مین ہر اک مصرع ہی دو پہلو کا شعر — سرو بھی کہتے ہین بوٹا بھی قد دلدار کو
صبر کو کھو کر نہ ہو گا تو بھی اے دل باغ باغ — پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو
لکھ کے خط حسرت مین قاصد کے لہو رویا ہین — کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو

بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین اڑین
رتبۂ سیخ کباب آتش ملا ہر خار کو

نالۂ جانسوز نے پھونکا دل بیتاب کو — عشق کی آتش نے کشتہ ہی کیا سیماب کو
ہجر پیغام اجل ہے عاشق بیتاب کو — زندہ دیکھا ہی نہین ہے ماہی بے آب کو
عالم حسن جوانی قدرت اللہ سے ہے — چودھوین شب کوئی دیکھے صورت مہتاب کو
سبزۂ خط نے کیا پژمردہ دل کو بیقرار — زندہ کرتی ہے یہ بوٹی کشتۂ سیماب کو
نیمجانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا — کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو
جان کھوئی حسرت آب دم شمشیر مین — طے کیا ہمت نے میری منزل بے آب کو
ہجر کی شب کی مصیبت کس طرح تحریر ہو — جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو
تشنۂ خون دل بیتاب ہین چشمان تر — بیشتر مرطوب خلقت کھاتے ہین سماب کو
گو پڑھی آسمان اُس گل کو لائیگا نہین — خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب کو
پہن کر پوشاک سرخ آیا جو تو بالائے بام — راہ رو سمجھے شفق مین مہر عالمتاب کو
پست فطرت کو ہمیشہ سر بلندون سے ہی لاگ — زلزلہ ڈھاتا ہی دیوار و در محراب کو

اس مین رکھتی ہے جو بہر چرخ سے وارفتگی / منزل رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو
کیا نفاق انگیز جنبان ہوائے دہر ہے / نیند اڑ جاتی ہے سننے سے نفیر خواب کو

روز و شب رویا مین آتش رفتگان کی یاد مین
عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو / آدمی کو کس طرح اپنی قضا معلوم ہو
پھر گیا ہے اس قدر رنگ زمانہ چاہیے / آئینہ مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل مین راہ / مل ہی رہتا ہے مکان جس کا پتا معلوم ہو
عاشقون سے پوچھیے خوبی لب جان بخش کی / جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو
خط توام مین لکھا ہے یار کو مکتوب شوق / آرزوئے وصل کا تا مدعا معلوم ہو
کانپتا ہے آہ سے میری رقیب روسیاہ / اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو
اس لئے مارا ان آنکھون نے مجھے تا خلد مین / چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو

دام مین لایا ہے آتش سبزۂ خط بتان
سچ ہے کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

بید مجنون دور سے خم ہو گیا تسلیم کو / ہر نگولا سرو قد اٹھا مری تعظیم کو
کون کہتا ہے الف بوٹا سے قد کو یار کے / لام کو زلفون سے کیا نسبت دہن سے میم کو
گورے گالون پر ترے زیبا ہے خال عنبرین / تھا یہی مینا سزاوار ایسے لوح سیم کو
شانۂ گیسوئے جانان مین صفا حاصل ہوئی / آئینہ حاضر ہے ناز و غمزہ کی تعلیم کو
مہربان ہو دوست کچھ دشمن کا چلپکتا نہین / آتش نمرود ہے گلزار ابراہیم کو
خواب و بیداری یہ مرگ و زیست ہے اے بے خبر / لوح دل پر سے مٹا نقش امید و بیم کو

ہمت مردانہ نے آتش کیا ہے بے نیاز
جانتا ہون مین گدا سلطان ہفت اقلیم کو

شفا مریض محبت کو زینہار نہو / برنگ شمع نہون ہم اگر بخار نہو
کمال شہرۂ حسن حبیب سنتا ہون / ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہو

ہوا تو پھر اسے جاتے ہوئے نہین دیکھا
غبار چشم دل یار کا غبار نہ ہو

در حرم کو ہے تشبیہ طاق ابرو سے
سواد کعبہ مقصود زلف یار نہ ہو

فقیر کو نہین درکار طاق کسریٰ کا
بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو

پیادہ پا ہون پر اڑتا ہون باد کے مانند
ہلاک نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
گلہ نہین ہے جو صوفی شراب خوار نہو

کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے رنگین تو
خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہو

فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا
دل دونیم نہو جان بیقرار نہ ہو

کمال موت کا مشتاق ہے دل بیمار
خزان کا باغ مین نرگس کا انتظار نہو

بہت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہے
غم فراق کہین شیر کا شکار نہو

برنگ ہمایہ گذر شاہ راہ ہستی سے
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہو

دھیان اس کاکل مشکین کا جو آیا مجکو
خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجکو

نہ سنا تھا سو وہ کانون نے سنایا مجکو
جو نہ دیکھا تھا ان آنکھون نے دکھایا مجکو

شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہین
یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو

واشد دل کے لئے باغ مین آنکلا تھا
یار بن غنچون نے ہنس ہنس کے رلایا مجکو

طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی
بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو

اس پریرو کے جو گیسو کا ہوا سودائی
مین نے جانا کہ یہ دل پیچ مین لایا مجکو

جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے
کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجکو

فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق
رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجکو

بعد مردن بھی دکھاوے گی شجاعت جوہر
شیر مارے گا جو روباہ نے کھایا مجکو

جوش وحشت مین جو اکتا کے کبھی اٹھ بھاگا
سیکڑون کوس غزالون نے بھگایا مجکو

شام سے پہلوئے خالی نے اک آفت ڈھائی
صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو

حشر کے روز مین آتشنا تو کہون گا آتش
ان پریرویون نے دیوانہ بنایا مجکو

چاند کہتا ہے غلط یار کے رخسارون کو
نسبت ذرۂ خورشید نہین تارون کو

اے صنم ہووے نہ خورشید قیامت طالع
دھوپ مین تو نہ بٹھا اپنے گنہگارون کو

حسن یوسف کو ترے حسن سے نسبت کیا ہے
پھونک دے گرمی بازار خریدارون کو

داغ چیچک کے ترے چاند سے منہ پر دیکھے
پہلوے ماہ مین دیکھا جو نہو تارون کو

ہون وہ مردود خلائق کہ یقین ہے پس مرگ
نہو ہو فاتحہ خیر مرے یارون کو

اے بتو دل مین تمھارے جو اثر ہو تو نہو
زلزلے آئے ہین ان نالون سے کہسارون کو

یارب مجکو چمن ہو گیا آتش خانہ
برگ گل سے نظر ہا مرتبہ انگارون کو

عید قربان ہے ہزارون ہی گلے کٹتے ہین
تو بھی آزاد کر اب اپنے گرفتارون کو

اے اجل جسم سے چھٹ بھی چکے جان شیرین
زندگی تلخ ہوئی ہے مرے غمخوارون کو

اپنی بیماری کی حالت کو وہ صحت سمجھے
دیکھے نرگس جو تری چشم کے بیمارون کو

منہ نہین پھرنے کا قاتل کی طرف سے میرا
چہرہ پر کھاؤن گا مین یار کی تلوارون کو

جان گھبراتی ہے سینہ مین تو دل کہتا ہے
توڑ دے قلعۂ فولاد کی دیوارون کو

کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہم نے
موت آئی نہ شب ہجر کے بیدارون کو

اپنے ہاتھون سے کیا جب مجھے بیدردنے قتل
غیر تو مر بھی گئے داغ رہا یارون کو

جا کے اس باغ سے کیا یاد کرین گے آتش
چشم تر ہم کو ملی خشک زبان خارون کو

چشم بیمار کا یارب کوئی بیمار نہ ہو
زلف کے پھندے مین دشمن بھی گرفتار نہو

حسن تکلیف لب بام اُسے کرتا ہے
شرم سمجھاتی ہے سایہ پس دیوار نہ ہو

برہمن آنکھون کو ملتا ہے جو پائے بت پر
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار نہ ہو

ٹھوکرین کھائینگے دل جائین نکلجاوینگی
یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہ ہو

غیر سے یار سوا تشنۂ خون ہے میرا
دشمن و دوست کی آنکھون مین کوئی خار نہو

متصل نالون کی آواز چلی آتی ہے
جسم خاکی قفس مرغ گرفتار نہ ہو

کر دیا ہے یہ حوادث نے دل عالم سرد
آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہ ہو

نام سنتا ہوں جو میں گور کی اندھیاری کا
دل دھڑکتا ہے جدائی کی شب تار نہ ہو

گور میں ساتھ لئے جائیں گے اپنے ہم اسے
نہیں ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہ ہو

بے طرح جوش میں سیلاب سرشک آیا ہے
چار دیوار عناصر کہیں مسمار نہ ہو

چمن دہر میں وہ سبزۂ خوابیدہ ہوں
باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہ ہو

باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے
دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہ ہو

ترک الفت کا ارادہ نہ کر آتش زنہار
دل سے بیزار تو ہے جان سے بیزار نہ ہو

سرو بستان تجھے گو اے باد صرصر خشک ہو
غیر ممکن ہے ہمارا مصرع تر خشک ہو

خون ہوا جاتا ہے دل کیا دیدۂ تر خشک ہو
روز ٹانکے ٹوٹتے ہیں زخم کیونکر خشک ہو

ٹھنڈی سانسوں میں اثر ہے یاں ہوائے برف کا
سرد ہوں آتشکدہ خون سمندر خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہے
ہاتھ آئے بے طلب نان جویں گر خشک ہو

باغ ویران میں جو روؤں یاد قد یار میں
سبز ہو جاوے جو برسوں کا صنوبر خشک ہو

اس قدر کاہیدہ ہوں پس جائے زیر آبلہ
سوکھ کر کانٹا اگر میرے برابر خشک ہو

تند خو پہونچا سکیں عالی دماغوں کو نہ رنج
ارغوان زار شفق صرصر سے کیونکر خشک ہو

داخل فردوس ہو آتش نفس مجھسا اگر
گلشن جنت خزاں ہو حوض کوثر خشک ہو

چشمۂ حیواں دہن ہے تو ذقن چاہ عمیق
کس طرح سے سبزۂ رخسار دلبر خشک ہو

کس توقع پر بھلا اس میکدے میں ہم رہیں
لب نہ تر ہو دیں اگر سارا سمندر خشک ہو

چار دن میں اس نے سارا باغ ویران کر دیا
یاالٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو

وہ شجر ہوں میں جو بستان میں جلنے سے بچے
موسم سرما میں پانی سے مقرر خشک ہو

حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا
گور میں ایسا نہ ہو حلق اے سکندر خشک ہو

سوز غم سے کیا کہوں میں حال دل اے ہمنشین
آگ لگ جائے جو اکدم دیدۂ تر خشک ہو

میری قسمت سے جو ہوا انگور پیدا تاک میں
آب اسمیں اس کا مثل آب گوہر خشک ہو

غیر خالق کون کرتا ہے کسی کی پرورش
دایہ پیدا ہو جو آتش شیر مادر خشک ہو

مجھ سراپا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو
یہ خیال خام ہے سرو چراغان سبز ہو

حسرت پابوس مین کھوئی ہے مینے جان آہ
خاک سے میرے حنا بے ابر باران سبز ہو

وہ جو کامل ہین فضیلت ہے انہین ہر حال مین
سرخ ہووے یا سیہ یا خط قرآن سبز ہو

یا دواتی ہے فصل گل مئے انگور کو
تاک خشک سے پرتو خورشید تابان سبز ہو

حسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہے کیا
زرد پھر ہوتا نہین جب رنگ انسان سبز ہو

سیر گلشن مین اگر الٹے ترا بند نقاب
رنگ اڑے رخسار گل سے سرو بستان سبز ہو

جام دے ساقی مئے گلگون سے بھر کر حیف ہے
خشک ہو نخل تمنا کشت دہقان سبز ہو

جوش وحشت مین جو روتا ہون کبھی دل کھول کر
زرد ہو جاتا ہے کیسا ہی بیابان سبز ہو

شیر کی آواز پیدا ہووے نے کے نالے مین
میرے مدفن کی جو مٹی سے نیستان سبز ہو

حسن سبز یار سے ممکن نہین آتش فروغ
رنگ پیدا کرکے گو شمع شبستان سبز ہو

ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو
جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو

نکلتی ہی نہین آئینہ خانہ سے باہر
غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو

گلے مین یار کے پڑنے کا ہاتھ ہے مشتاق
کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو

غرور کھوتی ہے تعلیم خاکسارون کی
اگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو

گوارا یان دل دشمن کی بھی شکست نہین
ہماری نعش سے موذی کو بھی گزند نہ ہو

زیادہ بوسے سے دشنام مین حلاوت ہے
وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

لبون سے جان نکلنے دے ٹھہر جا قاتل
ہماری روح سے آگے ترا سمند نہ ہو

جو دوسے حال براپنے وہ کیا کسی کو سنے
وہ دل دکھائے کسی کا جو دردمند نہ ہو

ہزارون دیدۂ بدبین تو اک نگاہ ہے پاک
غضب ہی ہو جو تری بزم مین سپند نہ ہو

برابر اس کے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہے
الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

کیجیے ثابت دہان روے رشک ماہ کو
کوچہ محبوب مین آنکھون نے اپنی بارہا
ہم فقیرون کو تمنا ہی اے شاہ حسن
باہر اُس سے ہم نہین جو کچھ ہماری ہی بساط
اس قدر ہے سر کو سودا اے زنخدان حبیب
برہمن حاصل ہی مجکو جس طرح بت کا حضور
بھاگتا ہی اپنی آنکھون سے خیال روے یار
روپ دکھلا کوئی تو ہمکو نیا اے آسمان
کوتہی کی ایکدن پہونچی نہ گوش یار تک
موسم گل مین بہی ساقی سے کہتا ہون مست
دیکھیے دونون مین کس کا ہو بخیر انجام کار
سبزہ خط نے کیا ہی جب سے اُس کے رخ پر ابھار
زلف حائل ہی نگہ رخسار جانان پر نڈال
نسبت کمہے سرو کو اے طفل بڑھکر قد ترا
پھر گئی صورت نہ ذلّے آنکھ اٹھا کر دیکھتے

کان مدت سے سنا کرتے ہین اس افواہ کو
سر سے کی قیمت لیا ہی مول گرد راہ کو
جھاڑیے جاروب مژگان سے تری درگاہ کو
جان حاضر ہی جو ہو مطلوب اس دلخواہ کو
تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھتا ہون چاہ کو
اس طرح پاؤن تو پھر چھوڑون نہ مین اللہ کو
کس طرح آغوش مین رکھتا ہی ہالہ ماہ کو
یاد کیا آنکھین کرینگی اس تماشہ گاہ کو
دور ہم سمجھے ہوئے تھے نصف شب کی آہ کو
جام مالا مال دلوا اپنے دولت خواہ کو
بت کو سجدہ برہمن کرتے ہین ہم اللہ کو
کوہ پر بھاری سمجھتا ہون مین برگ کاہ کو
ہی شگون بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو
طول دے جوش جوانی جامہ کوتاہ کو
دلفریبی یار کے رخ کی جو ملتی ماہ کو

فکر رنگین نے ہمین مفلس کیا تو کیا عجب
یہ عروس آتش گدا کر دیتی ہے نوشاہ کو

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو
مارا ہے ضبط نے مجھے عشق حبیب مین
صورت کوئی صفائی کی اب اے صنم نہین
یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نہ کر سکین
اے آسمان نمود نہین ہم کو چاہیے
بلبل ہزار فریح ہون ٹو ٹے نہ ایک گل

خط یار کو لکھون تو سیاہی روان نہ ہو
مُردا مرا جلائین تو اُس مین دھوان نہو
جبتک ہمارے تیر سے حد ادر میان نہ ہو
چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہ ہو
بعد فنا مزار کا اپنے نشان نہ ہو
صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہ ہو

گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام
اس باغ کی بہار الٰہی خزاں نہ ہو

عاشق تری گلی میں بہت خاک اڑاتے ہیں
اس سرزمین کے گرد کہیں آسمان نہ ہو

دیر و حرم میں شیخ و برہمن رہیں خراب
ملتا ہے وہ کہاں کہیں جس کا مکان نہ ہو

سبزہ پر اس ذقن کے نگہ جا کے رہ گئی
سچ کہتے ہیں کہ گھاس کے نیچے کنواں نہ ہو

نالوں کی محبت کا کسے آتش دماغ ہے
یا ہم نہ ہوویں یا جرس کارواں نہ ہو

حلقۂ دام میں وہ نرگس فتان مجکو
چار دیوار قفس میں صف مژگان مجکو

دور کر چہرۂ روشن سے نقاب اے محبوب
داغ دیتا ہے چراغ تہ دامان مجکو

شادی وصل میں جامہ سے ہوں باہر دونو
میں برہنہ اسے دیکھوں تو وہ عریان مجکو

دیکھوں پھاڑ کے آئینہ میں اے دست جنون
رہنے دو زیب جو دے چاک گریبان مجکو

خاک میں ملکے بھی لپٹوں گا ترے دامن سے
اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان مجکو

یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے
دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن مجکو

پھر نہ نکلوں میں چمن سے جو صبا تیری طرح
غنچۂ گل میں کبھی دیکھ کے خندان مجکو

لب محبوب کی سرخی ہو نہیں اسمیں سنتا
لعل کو دیکھنے جانا ہے بدخشان مجکو

فکر اشعار کو لازم ہے دماغی دوست
سونگھنا چاہیے وہ سیب زنخدان مجکو

دل مرا نعرۂ تکبیر ہلا دیتا ہے
جتنے کافر ہیں سمجھتے ہیں مسلمان مجکو

موسم گل نہیں آتا ہے اجل آتی ہے
گور سے تنگ ہوا جاتا ہے زندان مجکو

دست رنگین کی تری بیعت اسے کرواتا
ہاتھ آتا جو کوئی پنجۂ مرجان مجکو

کم ہے جتنا کہ ہوں ممنون ترا سندہ نواز
صورت انسان کی دی جوہر انسان مجکو

ہمہ تن ہو کے جو دل اس میں گروں اے آتش
رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجکو

صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو
کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو

روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو
دل تو دینا سہل ہے پر جان کی مشکل نہ ہو

یار تو بھولا کرے غماز ہی اے کاش یاد
دوست تو غافل ہو او دشمن کہین غافل نہو

نیم بسمل کی طرح سے زندگانی ہے خراب
اس قدر بھی آدمی کو حسرت قاتل نہو

اے صنم کوئی نہین محبوب تجھسا دوسرا
سخت کافر ہے جو وحدت کا ترے قائل نہو

عشق طفلان سے زیادہ روز ہوتا ہے سیاہ
نامۂ عصیان ہمارا کاغذ باطل نہو

اے بت بے رحم عزرائیل عاشق کا نہین
سینۂ بیمار الفت کے لئے تو سل نہو

ہے غرور حسن دور روزہ سے از خود رفتہ یار
اس قدر بھی نشۂ معجون آب و گل نہو

اٹھ چکا روز قیامت روئے قاتل سے نقاب
عرصۂ محشر نگہ کے تیر کی منزل نہ ہو

حرمت کعبہ طریق صاحب اسلام ہے
چاہئیے رنجیدہ کافر کا بھی تجھسے دل نہ ہو

ہے ہر اک مصرع مرا خط بتان کے وصف مین
مدعا ہے عشق کو اس سے کبھی حاصل نہ ہو

ڈوب جانا پار اُترنا ہے محیط عشق سے
یہ تو ہے بحر محبت کی نہین ساحل نہ ہو

اپنے اشکون کی جو غلطانی دکھاؤن مین اسے
گوہر غلطان کی نیسان سے صدف سائل نہو

کنج تنہائی مین ہین نے زندگی کی ہو بسر
گو رہی ہیری کسی کے گود کے شامل نہ ہو

دام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا
باغ ہی کچھ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو

حشر تک زیر زمین تڑپا کرے گا گور مین
کشتۂ ابرو ہو آتش تیغ کا بسمل نہ ہو

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

مشتاق جو ہوتا ہون کعبہ کی زیارت کا
آنکھین پھری جاتی ہین طوف حرم دل کو

توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہے
کافر ہے سمجھتا ہے کیا کعبہ کی منزل کو

نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا
لیلی سے کئے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محمل کو

آب دم تیغ آب انگور ہے اے قاتل
مستون کی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو

رخ سے جو نقاب اُٹھے وہ آئینہ رو اُٹھے
حیران ہو بخود ہو سکتا سا ہو محفل کو

سودائیون کی تیرے روح آتی ہے قالب مین
اے زلف سیہ سُنکر آواز سلاسل کو

ہو جہ نہین اپنے اُڑنے کو یہ بھولا ہے
رخ کا ترے تل سمجھا کافور نے فلفل کو

کشتہ نہ ہو دل کیونکر اللہ نے بھیجا ہے
شمشیر سے دو ابرو دیکر مرے قاتل کو

تاخیر نہ کر کوئے محبوب کے چلنے میں
کھوتی نہیں کرتے ہیں فردوس کی منزل کو

بے طرح پھنسا ہے تو اُس زلف کے پھندے میں
اللہ کرے آسان اے دل تری مشکل کو

جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہیں سائل کو

کھائے گا خنجر جلاد کا جپر کا پہلو
زخم پہلو کہ مبارک ہو جگر کا پہلو

ہدف تیر نگہ ہیں جگر و دل دونوں
دیکھیے ہووے کب آباد کدھر کا پہلو

شب تنہائی جہنم میں مجھے رکھتی ہے
داغ پہلو سے نہ ہو گرم بستر کا پہلو

نالۂ صبح شب وصل دلاتا ہے یاد
خالی ہوتا ہے مگر مرغ سحر کا پہلو

بڑھ چلا لاکھ قد یار کی موزونی سے
مصرع سرو میں نکلا نہ کمر کا پہلو

بیقراری مری رکھتی ہے مرے پہلو سرد
نہ تو ڈھکتا ہے ادھر کا نہ اُدھر کا پہلو

دور سے کوچہ دلبر کو کھڑا تکتا ہوں
نہ تو دیوار کا تکیہ نہ تو در کا پہلو

زخم کاری ہے مری جان جدائی تیری
دم نکل جائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو

یاد آتا ہے تل اُس سیب زنخدان کا مجھے
نظر آجاتا ہے داغی جو ثمر کا پہلو

صاف دل خاک ہوا اُس کافر کینہ جو سے
نکلے جب صلح کی باتوں میں بھی شر کا پہلو

کوئی صورت نہیں کمبخت کی آبادی کی
روز ویرانہ ہے مجھ خاک بسر کا پہلو

شور واعظ سے نہیں کام قدح خوار ونکو
پھر بگڑ جائے گی پایا جو ادھر کا پہلو

زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے
چاند سے صاف ہے اُس رشک قمر کا پہلو

خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج
کہیں ہوتا ہے جدا سکہ سے زر کا پہلو

خاکساری نے فضیلت سبھے دی ہے آتش
شملۂ شیخ دیا ہے دُم خر کا پہلو

دلایا یاد شب اُس نے جو تیری ساق سیمیں کو
رلایا صبح تک ہنس ہنس کے بیٹھے شمع بالیں کو

خزاں نے بستر کار گل و بلبل کیا آخر
جزاے خیر دے اللہ صیاد اور گلچیں کو

ہزار افسوس ہے اے بیمروت تو نہیں آتا
غش آجاتا ہے اکثر ترے بیتابون کی تسکین کو

تماشہ دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کا
بنایا ہے مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو

تکلف سے بری ہے مزاج عاشق شیدا
نہ دیکھا قمریون کی گردنون مین طوق زرین کو

نئے ہر سال سرکار جنون سے داغ ملتے ہین
بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو

نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہے آمین کو

عدم پہونچائے گا شوق اُس کمر کا مجکو ہستی سے
سمجھتا ہون گڑھے مین گور کے گام نخستین کو

سوار اسپ اے گلگون قبا تجکو اگر دیکھین
منجم منزل مریخ سمجھین خانۂ زین کو

پری سے چہرے پر لہرا کے سو سو بار آتی ہے
ہوا ہے آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو

نہین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

سواری مین دکھائی دینگے میرے خاک کے ذرے
ہوا ہون دیکھکر اک آفتاب خانۂ زین کو

حسینون کو ہے لازم رحم اپنے عشقبازون پر
رعیت پر رعایت چاہیئے کرنی سلاطین کو

ہماری قبر پر مشق خرام ناز کی سختی
قلم کی چال ادا چلوائے اُن پائے نگارین کو

بشر کو بعد نعمت کے ہے ہوتی قدر نعمت کی
غنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہے جنگ زرگری آتش
نہین کچھ دخل اس قصہ مین عقل مصلحت بین کو

لپٹ کر یار سے چوما نہایت لڑ کے رنگین کو
چمن مین توڑتے دیکھا جو مین نے پھول گلچین کو

ہمارا کاسۂ سر راہ افتادہ ہے مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پائے نگارین کو

تمھاری زلف کے ہمسر جو ہین ناگ اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھون نے عجب کیا ہے
کرین طوق کمر جو یار کی ساق بلورین کو

خرام ناز کی مشق آج کل انکو نہایت ہے
رہا کرتا ہے گھڑیون زلزلہ ساکن زمین کو

نہین مین کافران عشق کے منھ سے تو گو تعریف
مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہین اس غارتگر دین کو

نظر پڑ جائے جو تیرے صفائے رخ کا آئینہ
نگہ بدبین کی پھر کر کور کر دے چشم بدبین کو

فراق یار مین جب سامنے آیا تو آنکھون نے
نگاہ زہر آلودہ سے دیکھا خواب شیرین کو

کہاں تک پیچ و خم گیسوئے مشکین زلف سنبل میں
تمھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے نسرین کو

فراق یار میں سودا ہے آسائش نہیں ممکن
نہ آئی نیند تو توڑوں گا سر سے خشت بالیں کو

گل رخسار اپنا تم نے جس شاعر کو دکھلایا
ہوا وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگین کو

خیال آتا ہے دلکو جانکنی کی جسکے مشکل کا
زبان سے گوش پر ہوا گر سنا کرتے ہیں یسین کو

رسائی دار لب تاک تک جنکی نہیں ہوتی
وہ مفلس جانتے ہیں خوشۂ انگور پروین کو

جمال یار سے روشن ہیں آنکھیں گھر منور ہے
نہیں بھولا سماتا دل خوشی سے جان غمگین کو

فقیری کا ترے کوچہ کی جنکے سر کو سودا ہے
پر پری کا تکیہ وہ سمجھے ہوئے ہیں خشت بالیں کو

جھکائے رکھے گی کب تک حیائے حسن وہ آنکھیں
کوئی دن چشم پوشی طائر دل سے ہے شاہیں کو

بسر کیا کر سکیں گے کام دست قدرت حق کا
بنایا خوبصورت یار سا اک لعبت چیں کو

وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکار افگن
لپٹ جاتا تھا ہمسے دیکھکر تو شیر قالیں کو

تمنائے دولت دنیا کی اے آتش نہیں رہتی
قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہے مسکیں کو

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو
پہلے غمازی کو قصہ بیان کرنے دو

جانب دشت عدم خیمہ روان کرنے دو
وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو

سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہووے گا
شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو

کوہ غم ٹوٹنے پر آہ ہے یہان کم ظرفی
ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو

سامنے آہی گیا لشکر اندوہ و ملال
اب تو سیدھے مری آنکھوں کو نشان کرنے دو

آخر کار تہ خاک ہے مسکن سب کا
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو

میں تو شاعر نہیں عاشق ہوں مجھے کیا ڈر ہے
کاکل یار پہ افعی کا گمان کرنے دو

رنگ اڑ جائے گا رخسارۂ نافرمان سے
باغ میں تم مری آہوں کو دھوان کرنے دو

اس کا افسانہ دکھاوے گا مجھے خواب عدم
کمر یار نزاکت کو نہان کرنے دو

انتظار ملک الموت میں بیدار رہوں میں کیا
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنے دو

آج تک آہ کے کوڑوں سے بدن نیلا ہے
آسمان کو مجھے رسوائے جہان کرنے دو

کمر یار کا مضمون نہیں بند ہو سکنے کا
موئے تنگ کا فن کو رگ گل کا گمان کرنے دو

اہل اسلام ہوں غیبت نہیں شیوا میرا
میرے دشمن کو مرے عیب عیاں کرنے دو

پھوٹ بہنے دو آنکھیں یار کے آگے آتش
دل کا احوال بھی آنکھوں کو بیاں کرنے دو

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو
دل پہ ہجوم غم ہو جبیں پر شکن نہ ہو

شادی نہیں قبول مجھے غم قبول ہے
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہ ہو

دیکھوں تو تاکجا نہیں ہوتا ہے رام تو
انسان ہے آخر اے بت وحشی ہرن نہ ہو

رو اس قدر کہ آبروئے ابر تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو

پہونچے نہ راستی میں ترے قد کو سرو قد
ہم پلہ نازکی میں گل یاسمن نہ ہو

وہ کم نصیب ہوں کہ میسر کبھی جسے
معشوق نوجوان و شراب کہن نہ ہو

آئینہ سے حجاب نہ ٹوٹے طبیب کا
شانہ سے صاف زلف شکن در شکن نہ ہو

شرمندہ پیش یار ہیں گلبرگ و آئینہ
ایسا لطیف و صاف کسی کا بدن نہ ہو

بیمار مدتوں سے ہے میرا دل حزیں
اس کا علاج بوسۂ سیب ذقن نہ ہو

بوسوں سے عارضوں ہی کے لطف اٹھائیے
رخسار یار میں جو نہیں ہے دہن نہ ہو

ہستی میں یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے
وہ آدمی نہیں جسے حب الوطن نہ ہو

ہم تشنہ لب موئے تو سزا چاہنے کی تھی
غیرت سے پانی پانی وہ چاہ ذقن نہ ہو

عاشق ہو غمیں معاف ہوں میرے سوا تجھے
عریاں جو چاہے اس کو میسر کفن نہ ہو

یہ رعب حسن یار سے محفل ہے دم بخود
ڈھونڈھو تو عرض حال کو پیدا دہن نہ ہو

کس گھر میں روشنی نہیں اندھیر ہے دلا
روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہ ہو

وہم و خیال سے بھی نہ ہاتھ آئے وہ کمر
حجت کا اس دہن کی کسی کو دہن نہ ہو

عالم پسند صورت زیبائے یار ہے
یہ سکہ وہ نہیں ہے کہ جس کا چلن نہ ہو

کھلکے ہر ایک عضو سے یہ روح چل بسی
اس طرح بے چراغ کوئی انجمن نہ ہو

سینگوں کو اپنے دیکھے گر وہ نہ نظر کرے
ہم چشم یار چشم سیہ سے ہرن نہ ہو

رنگینی سخن رہے گی روز حشر تک
اُڑ جائے چار دن مین یہ رنگ چمن نہ ہو

آتش جو بوسہ لیلے تو اُس کا بُرا نہ مان
عاشق ہے اے صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

سامنے آنکھوں کے پہرون ہی بٹھایا یار کو
مال مارا ہمنے لوٹا دولت دیدار کو

غش سے آنکھین کھولکر دیکھے جو زلف یار کو
روز صحت کا شب تاریک ہو بیمار کو

آسمان پر حسن نے پہونچا دیا دلدار کو
دھوپ سایہ کو کیا سورج کیا رخسار کو

چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے کرم
اپنے گھر مین آیا مہمان توڑ کر دیوار کو

سلسلہ اپنا رخ محبوب تک پہونچا دیا
زلف نے شیرازۂ مصحف کیا زنار کو

مشہد پروانہ مین اکثر جلائی ہمنے شمع
نام بلبل پر لٹایا بارہا گلزار کو

کسکے چار ابرو کے نظارہ نے دم بھر کا دیا
درمیان پاتا ہون دل کو چار سو تلوار کو

پر زنے اُڑتا ہے دل صیاد ہر نالہ کیساتھ
باغبان قینچی سمجھتا ہے مری منقار کو

ڈالتا ہے عاشقون پر آپ سے رغبت کی آنکھ
آنکھ دکھلاؤ تم اپنے روزن دیوار کو

درد دل نے پردہ اپنی لاغری کا رکھ لیا
تار قانون کر دیا نالون نے جسم زار کو

چار ہی دن مین نہ رکھا بلبل و گل کا نشان
کھا گئی صیاد و گلچین کی نظر گلزار کو

خواب مین بھی دیکھنے سے یار کے رکھتا ہے باز
غنچہ بیدار کیجئے دیدۂ بیدار کو

حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہین
شمع روشن کی تو ہوتا مرغ آتش خوار کو

دشمنونکو جان کے دل کی طرح رکھا عزیز
گرگ کو پالا بغل مین آستین مین مار کو

سرکشی نے پائی آتش خاکساری سے شکست
فضل سے اللہ کے توڑا بت پندار کو

دست رکھتے ہین جوانمرد اہل جوہر یار کو
قتل کر زر سے سپاہی لیتے ہین تلوار کو

صاف یون کرتا ہے شانہ موئے جعد یار کو
جنتری مین کھینچتے ہین خط جیسے تار کو

کر دیا نوع دگر سرمہ نے چشم یار کو
نرگس شہلا بنایا نرگس بیمار کو

خوشنویسی مین بھی کی اُس طفل نے مشق ستم
خون سے بلبل کے لکھا قطعہ گلزار کو

ابروؤن سے وہ حسین کیونکر نہو وین دلپذیر
خوبصورت ہمنے دیکھا راست خم تلوار کو

شمع کے شعلہ کو جب گلگیر نے منہ مین لیا
پر بچا آنکھون نے دیکھا مرغ آتشخوار کو

سنگریزے کیا خدا اسکو نہ دیتا باغ مین
کبک نے رزاق سمجھا ہے گر کہسار کو

جب سے دیکھا ہے گذرگاہِ نگاہ یار اسے
نالۂ ناوک جانتا ہون روزن دیوار کو

پیچھے رکھنا میرے داغون پر اسے اے دستو
آپ کر رکھہ دیکھو پہلے مرہم زنگار کو

پردۂ دل سے نکلنا نالے کا یاد آگیا
خوب رویا سن کے مین آواز موسیقار کو

دست قدرت نے بنایا حسن کا مجکو گدا
آنکھونکے کاسہ دئے دریوزۂ دیدار کو

سبز خط سے حسن نے گورے زنخدانون سے کی
چشمۂ کافور کی کائی کیا زنگار کو

یاد صحرا نے یہ زندان مین رلایا مجکو خون
گل سے رنگین کردیا زنجیر کے ہر خار کو

خون جگر ہوتا ہے یہ گفتار کیسی جان جان
پیستے ہو دل کو کیا کہتے ہین اس رفتار کو

دل کو بہلاتا ہے وہ ترک آتش اپنی تیغ سے
رقص بسمل کا دکھایا کرتی ہے وہ یار کو

کیا ہوا نادم دکھا کر آئینہ مین یار کو
تپ چڑھ آئی دیکھ اپنی نرگس بیمار کو

سمجھے ہم دیکھا جو قد و ابروے دلدار کو
راستی ہے تیر کو زیبندہ خم تلوار کو

چلکے دکھلا دے جو انداز خرام یار کو
ہنس کی گردن مین ڈالون [illegible] کو

طاق ابرو مین یہ چشم یار سے ظاہر ہوا
بہر صحت لاتے ہین مسجد مین بھی بیمار کو

شربت عناب آب تیغ زہر آلودہ ہے
سیب انار آتشین ہے عشق کے بیمار کو

وہ تنک مشرب ہین ہم خمخانۂ افلاک مین
نشۂ زر ہو نہین گر شربت دینار کو

خاک سے روشن ضمیرونکی بنی ہے یہ مگر
سیر بیرون در درون ہے روزن دیوار کو

چہرۂ رنگین کی دکھلائی تصور نے بہار
بند آنکھون کو کیا کھولا در گلزار کو

جوش وحشت مین کیا مین نے گریبان چاک چاک
دھجیان زخمون کی پہنائین گلے کے ہار کو

یا رب نہ سمجھا گلونکو مین گنہگارونکی بھیڑ
سرو و سنبل نے دکھایا ریسمان و دار کو

وقت آخر عشق پنہان یار پر ظاہر ہوا
نزع مین عیسی نے پہچانا مرے آزار کو

لب ملب فرہاد کو شیرین سے ہونا ہے محال
لعل قسمت میں نہیں کاٹا کرے کہسار کو

حسن کے جلوہ سے روشن ہونگے آنکھوں کے چراغ
کور مادر زاد دیکھیں گے ترے دیدار کو

پھر گیا آنکھوں میں آتش گور تیرہ کا گڑھا
خاک اڑائی میں نے جب سوچا مآل کار کو

جو نعمت عشق کی جا ہے تو راحت جان ایذا کو
عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو

وہ منصف ہوں اگر میں نے کیا ختم کلام اللہ
ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو

خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشوں کا
لڑا کر جام سے توڑا ہے بدمستی میں مینا کو

حنا اے بحر خوبی تیرے دست و پا میں لازم ہے
نہیں دیکھا ہے خالی پنجۂ مرجاں سے دریا کو

شب و روز اس کو رقص شادمانی میں ہی پاتا ہوں
حصار عافیت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو

دل پژمردہ ہوتا ہے شگفتہ کوئے جاناں میں
ہوائے باغ جنت زندہ کر دیتی ہے موتا کو

کیا استاد کو شاگرد اس طفل پریرو نے
پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق ملا کو

نہیں جس کا کوئی اس کا خدا ہے پوچھنے والا
اٹھاتے ہیں ملائک آ کے بے وارث کے موتا کو

مری میراث ہے خلد بریں فرزند آدم ہوں (حوّالت)
سرھانے جانتا ہوں اپنے میں زانوئے حوراں کو

شب تاریک میں آنکھوں کو وہ دلبر نظر آیا
سیہ خیمہ میں مجھ مجنوں نے دیکھا روئے لیلا کو

تراشا تجھکو جس بت ساز نے اے بت قیامت کی
بنایا شیشہ سے نازک مزاج سنگ خارا کو

دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگیں
غنیمت جانتا ہے لالہ اپنے داغ سودا کو

چمن میں بار سر ردبن جو رویا میں تو اشکوں نے
گلوں کے کان کا جھمکا بنایا ہے ثریا کو

قریبوں سے نہ رکھ امداد کی امید مشکل میں
نکالا ناخن پا نے کہاں خار کف پا کو

وہ محبوب جہاں ہے تو ہوا نے تیرے کوچے کی
چھوڑایا شیخ سے کعبہ کو راہب سے کلیسا کو

ید بیضا سا روشن یار کا رخسار ہے آتش
لب جاں بخش رکھتے ہیں دم پاک مسیحا کو

یارب آغاز محبت کا بخیر انجام ہو
شیشہ میں اترے پری تسخیر جنوں علم ہو

دل کو عشق آتش گل سے جلا مثل سپند
نالہ آ دل میں اے بلبل تجھے آرام ہو

دفن ہون دولت سرائے یار کی دہلیز مین
اُس صنم کا آستانہ میرے گھر کا بام ہو

مرغ دل کو کنج لب مین زلف پیچان لے گئی
اُس طرح سے جس طرح رہبر قفس کا دام ہو

اس قدر شوق قبائے تنگ چست اچھا نہین
جامہ سے باہر نہ وہ محبوب گل اندام ہو

کیسی کیسی راحتین پائی ہین کوچۂ یار مین
صبح جنت سے منور اُس گلی کی شام ہو

مے سے تلوار اپنی کھنچوائی ہے اُس سفاک نے
دیکھیے لبریز کس بیکس کا جام ہو

دست انصاف و ترازوے خرد موجود ہے
وہ تُلے اُن چشم سے بے مغز جو بادام ہو

ابر دریا بار آ پہنچا قریب میکدہ
ناخدائے کشتی مے ساقی گلفام ہو

ہے یہی اپنی دعا زلف سیاہ یار کو
ہو نہ جس سر کو تیرا سودا اُسے سرسام ہو

حسن کا شہرہ ہو ہمکو خاک اتنا ملوائے عشق
کار مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جس پر ہر قدم
کام وہ کرتے ہو تم جس مین کسی کا کام ہو

کچھ تکلف چاہیے دولت سرائے یار مین
نقرئی دیوار و در ہو وین طلائی بام ہو

راز ہے سُن لو اسے تم سے کہے رکھتے ہین ہم
انجمن مین بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

بے یار ساری رات جلایا شراب کو
تا صبح مینے منہ نہ لگایا کباب کو

کھل جائے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
عاشق نگاہ بد سے بچو دیکھین نقاب کو

اُمیدوار ہین نگہ لطف کے کھڑے
آنکھون کے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو

ترک فراق یار ہے وہ ترک بد مذاق
کھا جائے بے نمک کے جو کچھ کباب کو

دندان یار کھلتے ہین ہنسنے مین بیشتر
بے آبرو کرین گے یہ دُر خوشاب کو

سنتے ہین روز حشر کو ستم ہوگا اسطرف
ذرے بھی دیکھ لین گے رخ آفتاب کو

کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذب عشق کا
غش سن کے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو

اُس کا جواب ہے نہ تو اُس کا جواب ہے
رخ یار کو ملا ہے نہ پشت آفتاب کو

قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
لکھا ہے مین نے خط مین نہ لکھنا جواب کو

دلکو رہین گے جوش محبت سے دلربا
ہوگا وہ مست جو کہ پیئے گا شراب کو

فرقت میں یار کے ہے بھرا پیکر نمک آنکھوں میں اپنی میں نے جو دیکھا ہے خواب کو
بیکر شراب نشہ سے اُس نونہال نے شمشیر آبدار کیا ہے شباب کو
بے گنتی بوسہ لیں گے رخ دلپسند کے عاشق ترے پڑھے نہیں علم حساب کو
رکھتے ہیں اہل مدرسہ بھی عشق یار سے سمجھے ہوئے ہیں ردیئے کتابی کتاب کو
سودائے زلف یار کی سر میں ہوا نہ رکھ اے دل لگا نہ جان کے پیچھے عذاب کو
اے شہسوار خانۂ زین کا ہے تو چراغ یمنِ قدم سے تیرے شرف ہے رکاب کو
اترے ہو تم جو غسل کو عالم ہے وجد کا دریا اچھالتا ہے کلاہ حباب کو
نعمات بیحساب کو تیرے کمی نہیں پایا طعام خوان میں کوزہ میں آب کو

آتش جو شوقِ کعبہ ہے دل سے کرو رجوع
دیکھو اُس آستانۂ عالی جناب کو

بیقراری میں مری یار را اثر پیدا ہو سر کو دیوار سے ٹکراؤں تو در پیدا ہو
جوہر پاک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو صلب یعقوب سے یوسف سا پسر پیدا ہو
خوش جمالوں سے زمانہ نہیں رہتا خالی مہر پنہاں ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو
ابر نیسان کے کرم سے در یکتا لاکھوں گوش تو کوئی سزاوار گہر پیدا ہو
شعر گوئی میں مری طبع کو دقت ہے پسند خشک و دلب ہوں تو اک مصرع تر پیدا ہو
بے نمودوں کو بھی ہو شوق نموداری کا ناف کیطرح وہ معدوم کمر پیدا ہو
نجم مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی میں تو پوشیدہ رہا گرد سفر پیدا ہو
ایک دم میں میں لٹا دوں ابھی نشہ میں اُسے مجکو دولت سے اگر نشہ زر پیدا ہو
باغ عالم میں ہوا چلتی ہے وہ وحشت خیز صورت بید ہو مجنون جو شجر پیدا ہو
عہد پیری میں طبیعت کو جوان ہم بھی کریں خوبصورت جو وفادار بشر پیدا ہو
حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے ظلمت شام میں بھی نور سحر پیدا ہو

میرے اشعار گل اندام پڑھیں اے آتش
فکر رنگین میں مرے رنگ اثر پیدا ہو

ٹھوکریں مار کے مردوں کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک میں زندوں کو ملاتے نہ چلو

اُن کی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا
فتنۂ حشر کو بد خواب جگاتے نہ چلو

باغ میں آئے ہو ساتھ اُن کے بھی پھر لو دو گام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق شمشیر کی اچھی نہیں چالیں چلنیں
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

سائلِ بوسہ کو منہ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ
نیک طینت ہو تو بد ذاتی پر آتے نہ چلو

گرے پڑتے ہیں کنوئیں اور گڑھوں میں ناگہہ
ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہوں میں گریاں اُنکے
یہی فرماتے ہیں ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گوشمالی دو نہ گلگشت میں گل کو پیارے
طفلِ غنچہ ہے غریب اُس کو ڈراتے نہ چلو

پُر مشقت ہے رہِ عشق نہ طے ہو دو گام
کوسوں دریا جو پسینے سے بہاتے نہ چلو

منہ چھپا کر یہ نکلنا ہے تمھارا اندھیر
رہ نشیں عاشقوں کو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرمِ روی کی نہ سہی
کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہاں جاؤ گے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکریں کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھوں سے نہ اندھوں کا گلا کٹواؤ
یوں چلو پاؤں کی آواز سناتے نہ چلو

کوئے معشوق میں لے عاشقوں جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون نیک نہیں خاک اڑاتے نہ چلو

اُن سے کہدے کوئی آتے ہیں جو یہ لکۂ ابر
چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

محبت سے بنا لیتے ہیں اپنا دوست دشمن کو
جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو

بیان کچھ تو کرے آ کے ہمارے حال گلشن کو
خدا نے دس زبانیں ایک منہ میں دی ہیں سوسن کو

دل بیتاب بسمل کی طرح سے رقص کرتا ہے
چھری سے ایک کمر کی ہو گئی ہے لاگ گردن کو

نقاب اُس آفتاب حسن کا اندھیر رکھتا ہے
رخ روشن چھپا کر شب کیا ہے روز روشن کو

اڑاتے دولت دنیا کو ہیں ہم عشق بازی میں
طلائی رنگ پر صدقہ کیا کرتے ہیں کندن کو

ملاحت کا تمھاری دور دور افسانہ پہونچا ہے
چمن سے باغبان نے کھود کر پھینکا ہے سوسن کو

یہی سودا رہا شمشیر قاتل کی تمنا میں
پیا پانی بجھا یا لال کر کے جب کہ آہن کو

قباے سرخ وہ اندام نازک دست رکھتا ہے
ملانا خاک مین عاشق کا ہے شغل انکے دامن کو

تجھے ملواکے مسی باغ لے محبوب پہلے تے
گھڑی بھر کو جو ملتی چشم نرگس ردے سوسن کو

کوئی شمشیر جوہن جو نظر آتی ہے میلے مین
کیا ہے یاد ہمنے اپنے قاتل کے لڑکپن کو

نہایت زخم کے سینے مین کرتی ہے یہ بیدردی
کسی مژگان سے تو کچھ رشتہ داری ہو نہ سوزن کو

تصور لالہ و گل کا رہا کرتا ہے آنکھون مین
قفس مین بھی سلام شوق کر لیتے ہین گلشن کو

سوار اُس تیغ زن کو دیکھتا ہے جو وہ کہتا ہے
ہمارا خون حاضر ہے اگر رنگوا دُ توسن کو

کمی ہوگی نہ بعد مرگ بھی بیتابی دل مین
قیامت تک رہے گا زلزلہ سا میرے مدفن کو

قدم مردانگی کے ساتھ مارا دست داری مین
کیا ہشیار غافل پا کے اکثر ہم نے دشمن کو

دگرگون رنگ رہتا ہے مرا شوق شہادت مین
گران ہے دوش کو گردن تمھاری سر ہے گردن کو

تبسم مین نظر آنا ترے دندان کا آفت ہے
چمکنے سے لگاتی ہے یہ بجلی آگ خرمن کو

حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کی
بہت دیکھا ہے تصویر گلی کے رنگ و روغن کو

یہ قصر یار کو پیغام دینا اے صبا میرا
نگاہین ڈھونڈھتی ہین تیرے دیوارون کے روزن کو

پڑے ہو عشق مین کیا مردے سے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اُس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو
مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

رسوا نہ نالے کر کے دل بیقرار ہو
بد تر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو
خون شہید مہر و وفا سازوار ہو

یارب اسیر زلف دل داغدار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو

زاہد فریب نرگس جادوئے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کج رکھ کے وہ کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پے
گردن پہ اُن کی خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین
یہ نشہ وہ نہین ہے کہ جس کو خمار ہو

اُلٹی ہوا زمانہ مین چلتی ہے چاہیے
اُس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو

پنہان دہن جو ہے تو رہے کچھ غرض نہین
بوسہ کے واسطے لب یار آشکار ہو

اے آفتاب حسن یہ حسرت ہے بعد مرگ — ہر ذرہ میری خاک کا تجھ پر نثار ہو

بلبل کو مول لیکے حوالہ کرون چمن — کوچہ مین یار کے جو مرا اختیار ہو

دست جنون سے زلف کے سودے مین چاہیئے — پیراہن حیات مرا تار تار ہو

کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوے — دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو

چنگاریان جھڑین عوض قطرہ ہاے آب — برسائے آگ ابر جو دل کا بخار ہو

ورد زبان ہو نام ترا جس کو اے حبیب — حاصل اُسے نگین سے سوا اعتبار ہو

دھوکا جو تیرے آتش رخسار کا کھائے — سیماب آگ مین نہ کبھی بیقرار ہو

اُس رشک گل کی چین جبین مین نہو کمی — شبنم کی طرح سے کوئی گریان ہزار ہو

گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو — تم آگے پیچھے پیچھے ہمارے بہار ہو

سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گرد راہ کو — آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو

بیزار زندگی سے ہون یہ شوق مرگ مین — ڈھونڈھون چراغ لیکے جو بیمار مرا ہو

لازم نہین ہے وصل کی شب مین نہین نہین — ایسا نہ غمزہ کیجئے جو ناگوار ہو

آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سنے
اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

ہوس نعمت کی بعد مرگ بھی رہتی ہے انسانوں کو — لحد مین پاس رکھ دیتے ہین دور افتادہ دندانوں کو

بلا دیتی ہے اپنی گرم رفتاری بیابان کو — کھٹکتے ہین ہمارے آبلے خار مغیلان کو

بہار آئی ہے دیوانو چلو سیر بیابان کو — گریبان پھاڑنے پر باندھو اپنے اپنے دامانکو

نہ اُٹھکر دربدر پھر کنج عزلت مین جو بیٹھا ہے — دہن سے چھوٹ کر بیقدر دیکھا ہمنے دندان کو

روا ہے عاشقون کی اپنے معشوقون کو دلداری — محبت سے محبت ہوتی ہے انسان سے انسانکو

مٹھائی کھائی تو شکر لب شیرین کیا پہرون — پیا پانی تو دی ہمنے دعا چاہ زنخدان کو

فراق دوست کا صدمہ نہو دشمن کے دلکو بھی — محبت ہوا سے بھی جس سے الفت ہو ویرانکو

کبھی جو ہاتھ اُس محبوب کی ٹھوڑی مین ڈالا ہے — کہا ہے توڑ تو لوگے نہ تم سیب زنخدان کو

ترا منھ دیکھ کر پڑھتا ہون سورہ قل ہو اللہ کا — مسلمان ہون بجا لاتا ہون مین تعظیم قرآن کو

ہر ایک حلقہ مین ہو سو سو دل عاشق کی گنجائش
خدا جمعیت خاطر دے اُس زلف پریشان کو

نہین تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی
سکندر تشنہ رہ جائے پیئے خضر آب حیوان کو

تری درگاہ کے ذرون سے بھی جب بنا ہوتا
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین مہر تابان کو

دل دیوانہ کو میرے پھنسا کر تم نے زلفون مین
دکھایا خانۂ زنجیر مین مجنون سے مہمان کو

نگاہ ہو نکا اُن آنکھونکے سبب ہے ترچھا پن وہی ناوک
وہی کاوش وہی دل سے خلش رہتا ہے مژگانکو

فغان کرتا ہون جب اندام مین رعشہ سا ہوتا ہے
دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہے زندان کو

فراق یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر
بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرین گے جمع معنی فہم اجزاے پریشانکو
شکنجے مین بہت کھینچین گے صحاف اپنے دیوانکو

فقیری سلطنت ہے خاکسار کوے جانان کو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اُسکو ہے جو بوسے لب شیرین جانانکو
دماغ اُسکا ہے جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو

غم آبرو دے قاتل پھیر گیا ہے اپنی آنکھون مین
لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہم نے تیغ عریان کو

ہمارے چہرۂ پرنور کے بے داغ ہونے نے
نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو

ہوا ہے یار جو سیر چمن مین ساتھ اپنے
کبھی گل کی طرف دیکھا ہے گاہے روے خندانکو

غم الفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا
یہ وہ نعمت ہے بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہمانکو

اشکھین سے جوہری فریاد کرنے انکی آتے ہین
ہر سے بسے جاتے ہین موتی لب پیٹتے ہین جب وہ دندانکو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا
تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو

جنون کے جوش مین کرتا ہون کار سیل مین مجنون
نکل جاتا ہون صحرا کو توڑ کر دیوار زندان کو

کئے ہین کافر و دیندار اُن زلفون نے سودائی
ہوئے ہین جان کا جنجال ہندو مسلمان کو

کبھی دل کھول کر رویا جو ہون شوق شہادت مین
کیا ہے ملتفت بسمل خون دل سے چشم گریان کو

جنون کے جوش مین ایسا گلے کو اپنے گھونٹا ہے
حکومت ہو تو دلوا دیجئے پھانسی گریبان کو

شب وصلت مین بوسے لیکے اُس روئے کتابی کے
جبین سے تا زنخدان ختم کر دیتا ہون قرآن کو

خیال آتا ہے صحرا کا جو شب کو جوش وحشت مین
بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر مین جیب و دامان کو

دو روزہ نوجوانی ہے دو روزہ تاجداری ہے ۔۔۔ مروت حسن کو اللہ دے انصاف سلطان کو

سنوار کر جمال و حسن کے نظارہ سے آنکھیں ۔۔۔ الٰہی بھیجدے گھر میں مرے یوسف سے مہمانکو

ترا مجروح مثل ارغوان ہوتا جو گلشن میں ۔۔۔ گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو

تمھارا حسن اپنے جوہر حکمت کرے ظاہر ۔۔۔ شفا بیمار پائین سونگھکر سیب زنخدان کو

زہے اقبال سیم و زر نہ ہے عز و شرف آتش ۔۔۔ تمام آرائشوں میں سے چنا اس رخ نے افشانکو

ہنسنا ہی خوش آیا نہ تو رونا مرے دل کو ۔۔۔ میٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دلکو

اکسیر سے بہتر ہے در یار کی مٹی ۔۔۔ منظور نہ چاندی ہے نہ سونا مرے دلکو

تا صبح تجھے یاد کیا مجکو جگا کر ۔۔۔ بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دلکو

بیوجہ رلاتا نہیں دکھلا کے رخ یار ۔۔۔ آنکھوں کو ہے ساتھ اپنے ڈبونا مرے دلکو

بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو کو نکالئے ۔۔۔ رکھتا ہے بہت تنگ یہ کونا مرے دلکو

یوسف سے حسین ہوئے کوئی طفل تو پیارا ہوں ۔۔۔ کچھ کھیل نہیں جان کا کھونا مرے دلکو

بازیچہ رہتی ہیں وہ مجنون پری ہوں ۔۔۔ اطفال سمجھتے ہیں کھلونا مرے دلکو

پہلو مین نہیں جب سے کہ وہ غیرت لالہ ۔۔۔ داغ اوڑھنا ہے داغ بچھونا مرے دلکو

نالوں سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا ۔۔۔ رسوائی ہے اس دکھڑے کا رونا مرے دلکو

نظارہ کیا لیکن وہ یہ دیدار کو ترسا ۔۔۔ دن رات رہا آنکھوں کا رونا مرے دلکو

کانٹا سا کھٹک جاتا ہے جب یاد ہے آتا ۔۔۔ بالے مین ترا پھول پرونا مرے دل کو

خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہے ۔۔۔ اچھا نہیں اس تخم کا بونا مرے دل کو

انکار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا ۔۔۔ مومن ہوں مین کافر نہیں ہونا مرے دلکو

ترکریہ شادی سے رہونگا مین شب وصل ۔۔۔ بے فصل کے منھ مین ہے بھگونا مرے دلکو

گل سے جو شجر قطرۂ شبنم ہیں ٹپکتے ۔۔۔ یاد آتا ہے منھ کا ترے دھونا مرے دلکو

کچھ خاک اڑا لے سے نہیں ملنے کا آتش ۔۔۔ بیکار یہ مٹی کا ہے ڈھونا مرے دل کو

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یہ آواز آتی ہے
مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر پڑے جاتے ہیں صاحب کے
ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملیں وہ راہ میں بانکی تو کہتا ہوں جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز میں عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں
خدا کے واسطے بہر پیمبر دیکھتے جاؤ

کوئی ان سے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہو
تڑپتا ہے تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا شائق ہے تحت فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی بلجاتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے مژگاں کو
دکھاتے ہو ہمیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اک دن الٹ کر تم نے یہ منہ سے فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اس سے منہ آتش جو کچھ در پیش آ جائے
دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

ہے نرالی کشش عشق جفا کار کی راہ
چاہ کنعان میں ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

کثرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ
مر دہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ

شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

بیشتر سب سے کیا طالع بد نے بیدار
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ

تنگ دستی نے زمانہ میں یہ پایا ہے رواج
یوسف اس عہد میں تکتا ہے خریدار کی راہ

نہیں مجھ سا کوئی دنیا میں سکندر طالع
آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ

لب بام آکے جو دیدار کرے عام وہ شوخ
ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ

پیار سے کہتے ہین اُن کو جو مسیحا عاشق
تا نزے سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ

دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہے
کج ادائی سے ہے اُلٹی ترے رخسار کی راہ

زلف مشکین کے جو سودے مین ہے دل گھبراتا
پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے تاتار کی راہ

حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ

کھینچی ہے تو لگا نہین تامل نہ کرو
کھوٹی ہوتی ہے میان آپ کی تلوار کی راہ

عید ہوگی نہ رمضان جائیگا اے بادہ کشو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش پاک دل مین نہین ہوتی ہے دوجا کی راہ

دیکھا ہے سبو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ
یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ

دامن کا خیال آتا ہے جب جیب دری مین
دیوانوں کے ہو جاتے ہین اوپر کے تلے ہاتھ

دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب
دشمن کا بھی دب جائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ

گرمی نہ ہماری سی ہوئی آتش گل سے
گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ

یاد آتا ہے وہ قد کشیدہ جو چمن مین
ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ

تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی
بالش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ

عاشق سے نگاہون مین یہ کہتی ہین وہ آنکھین
مژگان جو چبھوئین رکھدیا خنجر کے تلے ہاتھ

مستی مین طلبگار تو ساقی سے ہے مے کا
کاٹونگا مین کانپنے کا جو ساغر کے تلے ہاتھ

صحرا پہ چلو چاک گریبان کر آتش
لنگر مین نہ ہین پانون نہ پتھر کے تلے ہاتھ

اس قدر دل کو نکر اے بت سفاک سیاہ
زیب دیتی نہین اس کعبہ کو پوشاک سیاہ

میل تزئین جو تری نرگس فتان کو ہوا
طور کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ

پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا
دل کافر سے ہے چشم بت بیباک سیاہ

یار سے وعدۂ فردا ہے عجب کیا اس کا
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ

کسی حالت مین نہ ظاہر ہو جو ہو اصل نجس
سرخ ہو یا کہ ہو رنگ سگ ناپاک سیاہ

نہ ہوا شانہ رگیسو نہ تو دستار کا گل
بخت رکھتا ہے ہمارا دل صد چاک سیاہ

نظر آیا ادھر آنکھوں سے اودھر غائب تھا
اسپ مشکین ہے ترا آہوئے چالاک سیاہ

کون سے باغ مین لاتی ہے مجھے شامت بخت
گل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ

نگہ بد سے تجھے دیکھے تو اے عالم نور
کوئلے سے ہو سوا روئے ہوسناک سیاہ

کون سا صید زبون صید فگن نے باندھا
خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ

جس بیابان مین لگی نالۂ آتش سے لون
کوسون تک ہو گئے جل کر خس و خاشاک سیاہ

شوخ مہندی سے نہین اُس بت خونخوار کے ہاتھ
دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ

بندگی کی یہ تمنا ہے کوئی لے جو ہمین
بکتے ہین کوڑیون کے مول خریدار کے ہاتھ

نیم جان دل ہے طلبگار سلوک شمشیر
آبرو اپنی ہے اب ابروئے خمدار کے ہاتھ

حق خدمت مین نہین کوئی کمی کی ہم نے
جانفشانی کا اب انصاف ہے سرکار کے ہاتھ

پاؤن کو اُنکے نہ چھوا مین نے تو ہنسکے بولے
کاٹے جاتے ہین تو ایسے ہی گنہگار کے ہاتھ

نہین بیوجہ یہ ابرو سے اشارے اُن کے
عشقبازونکو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ

زر سا محبوب ستمگار نہین اُس کے لئے
بیچے سر کو جوانمرد ہین سردار کے ہاتھ

روئے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ
قدر اُس شے کی نہین جو گئی دو چار کے ہاتھ

توڑ لے اے شجر حسن لبون کے عناب
ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ

کام جس کا ہے اُسی سے ہے تعلق رکھتا
پاؤن کی طرح سے زیبا نہین رفتار کے ہاتھ

وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہو گا
قتل کر ہاتھ پڑا اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ

نہ جلا سکتے تو گاڑے کوئی ہم کو آتش
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہے منظور نظر ہر آئینہ
نیک و بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ

جب نہ تب چہرہ دیکھتا ہے اُس قاتل کے ستمگر آئینہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوئیگا اک دن مقرر آئینہ

چاند سے مکھڑے کو دکھلا کر چھپانا قہر ہے
اُس خدا ناترس کو دکھلاؤن کیونکر آئینہ

چاند کے اوپر نہین پڑتی کسی صورت نگاہ
منہ تو دیکھین لیکے یوسف کے برادر آئینہ

دیکھکر حال زبون کو میرے حیران رہگیا
یار کے دل سے بھی تھا ظاہر جنید تر آئینہ

ہو کے اس شمشیر ابرو کے مقابل بچ چکا
ایسا کیا پہنے ہوئے ہے خود و بکتر آئینہ

آنکھ بھر کر ایک دن دیکھا نہ روئے صاف یار
مین وہ مفلس ہون نہین جس کو میسر آئینہ

مورد نفرت کوئی مجھسا نہین حیران ہون
مجھسے صورت آشنا ہوتا ہے کیونکر آئینہ

روبروئے یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہے بند
کس طرح طوطی کو کرتا ہے سخنور آئینہ

اب زمین پر پانون بھی رکھکر نہین چلتا ہے یار
کر چکا آراستہ اس کو مقرر آئینہ

یہ نہین بیوجہ اسے قمری اکڑتا سرو کا
آب جو اس کو دکھاتی ہے مقرر آئینہ

ہرزہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خود پسندی تا کجا اب طاق پر دھر آئینہ

معشوق نہین کوئی حسین تمسے زیادہ
مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ

کیا کہئے ترے عاشق بیتاب ہین کتنے
ذرون سے زیادہ ہین یہ انجم سے زیادہ

کملی مری پشمینہ سے رکھتی ہے مجھے گرم
سنجاب سے افزون ہے یہ قاقم سے زیادہ

سیلاب کا کام اشک کرین خانۂ تن مین
ان چشمون مین بھی جوش ہے قلزم سے زیادہ

ننگ ابلق ایام نہ ہو مار کے ٹھوکر
ہے سخت مرا کاسۂ سر سُم سے زیادہ

اندھیر ہے دل لیتے ہین سرمہ کیطرحسے
آنکھین نہ لڑایا کرو مردم سے زیادہ

میخانۂ الفت مین نہین جائے تنک ظرف
کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ

منظور نظر ہے دل بلبل کا دکھانا
شوق اندلون اس گل کو ہے گلدم سے زیادہ

صوفی جو سنے نالۂ موزون کو ہمارے
حالت ہو مغنّی کے ترنم سے زیادہ

ٹھوکر ہے تری صاحب اعجاز مسیحا
نالہ تری خلخال کا ہے قم سے زیادہ

آئینہ مین دیکھا ہے جو منہ چاند سا اپنا
خود گم ہے وہ بت عاشق خود گم سے زیادہ

فائق ہو غضب پر کرم اس بت کا الٰہی
اجلاس ہو وہ دلارام کہے قم سے زیادہ

دشمن ہین مرے خرد و کلان عشق مین آتش
موذی ہوئے ہین افعی و کژدم سے زیادہ

حسرت کی نگاہون سے عیان حال ہے میرا
گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیادہ

بجلی کو جلادین گے وہ لب دانت دکھاکر
شغل آج کل اُن کو ہے تبسم سے زیادہ

کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آتش
تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

گرد آلودہ نہ ہون دنیائے بازیگر کیساتھ
کب وفاداری زنِ فحبہ نے کی شوہر کیساتھ

منزل مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ
گرد رہ کی طرح لپٹے جاتے ہین رہبر کیساتھ

چل سکینگے کبک کیا اُس فتنۂ محشر کے ساتھ
گو دہ شل کاہ اُڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کیساتھ

حلقۂ دیوانگان ہے اُس پری پیکر کیساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کیساتھ

دیکھتا ہون حُسن کے عالم کو مین زیور کیساتھ
مجکو بھاتی ہے بنا گوش صنم گوہر کیساتھ

سیکش عاشق مزاج اے ساقی دہر و مین
بوسۂ لب کی اگر زک بھی دے مجھے ساغر کیساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جنھین
حشر اُن لوگو نکا ہوگا خضر پیغمبر کیساتھ

پر کترتا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اُڑ جائے بال و پر کیساتھ

جوہر اُس کے اِکدن اے سفاک اسیر کھولدے
لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کیساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حُسنِ شباب
آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کیساتھ

اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہے مجھے شکر کیساتھ

جسقدر نفرت ہے اُس سے مجھ کو کل ہیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ قارونکو محبت زر کیساتھ

یہ اشارہ جنبش مژگان سے اُس گلرو کی ہے
دم نکلجاتا ہے سودائی کا اس نشتر کیساتھ

قدر دیوانہ کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیئے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حُسن کا شیدا نہو
صندل اس بت خانہ مین ملتا ہے درد سر کیساتھ

جب رولاتا ہے تصور تیرے دانتونکا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرونکو مین گوہر کیساتھ

ہمرہی کا جو کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہے مرا امر کیساتھ

اونچا ہوا لاکھ تاڑ سے بھی سر دچار ہاتھ
رتبہ بلند ہے ترے قد کا ہزار ہاتھ

کھاتے ہین غوطے رہ گذر رکھئے یار مین
رہتا ہے سیر اشکون سے تیر قمار ہاتھ

دامن چھڑا کے جیب سے گیا ہے وہ بیوفا
دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

دو کو کمر مین دو تری گردن مین ڈالتا
دیتا جو اے صنم مجھے اللہ چار ہاتھ

دونگا سزا مین تار گریبان سے باندھکر
راز جنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ

دیوانے منتظر ہین نسیم بہار کے
کپڑونکے پھاڑنے کے ہین امیدوار ہاتھ

رخسارۂ صنم سے الٹ کر نقاب کو
دکھلا رہی ہے قدرت پروردگار ہاتھ

چپکی شب وصال سحر تک کیا کئے
پائے حبیب کے رہے خدمتگار ہاتھ

صید افگنی کا لطف دکھاتا ہے دام فکر
مضمون کو جانتے ہین ہم آیا شکار ہاتھ

چھلّے جڑاؤ رکھتے ہین وہ پور پور مین
دکھلا رہے ہین ہمکو جواہر نگار ہاتھ

کہتا ہون دست قاتل بیرحم چوم کر
وقت عطائے رحمت پروردگار ہاتھ

نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہے بیحساب
خالی نکر سکین جسے ہژدہ ہزار ہاتھ

کھجلائی پیٹھ اسکی تو بولا وہ گلبدن
ہوجائے خشک ہوکے ترا پشت خار ہاتھ

کیفیت حیات ہے پیری مین میہمان
لبریز جام روح ہے تن رعشہ دار ہاتھ

زنجیر کو بہار مین توڑا نہ طوق کو
گردن سے اور پانون سے ہے شرمسار ہاتھ

منہ ہی لگاکے قتل جو مجھکو نہین کیا
غیرت کے مارے ملتا ہے حسرت سے یار ہاتھ

چاہیے جو ہمنشینی کے حق کو ادا کرے
آتش ہو بار توڑ کے گلچین کا خار ہاتھ

ردیف یائے تحتانی

خدا ملا گیا مجھکو بتون کی بے نیازی سے
ملا بام حقیقت زینۂ عشق مجازی سے

رسائی مصر تک اس کی تو اسکی عرش تک حد ہے
مہ کنعان کو کیا نسبت ہے خورشید حجازی سے

طرحداری کریگی عاشقوں تک جامہ سے باہر
گریبان چاک ہونگے یار کی دامن درازی سے

برنگ سبزہ روندتا ہون رہ محبوب گلرو مین
یہ پامالی ہے بہتر دو جہان کی سرفرازی سے

صفائے قلب سے زیر نگین ہین بحر و بر دونون
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین سائی سے اے بت تیرے کوچہ کو بھرا رکھے
نہ بھلائے خدا اس کعبہ کو خالی نمازی سے

بھلایا اسم اعظم کو فسون حسن لولی نے
فرشتون کی حقیقت کھل گئی عشق مجازی سے

پناہ اے پیر فریبو قہر سے اللہ کے مانگو
سزا دیتا ہے حاکم آدمی کو قلب سازی سے

ہزارون کشتی تن پار اتر کے گھاٹ سے اسکے
رہے ہے دریائے خون جاری تری تیغ جہازی سے

تن مجروح کا سیرے پڑے اس پر جو پرچھا لوان
یقین ہے موم شرما جائے آہن کی گدازی سے

رہی ہین بند اک کان ملاحت کے تصور مین
مزا لوٹا ہے آنکھون نے مری نظارہ بازی سے

شب آدینہ بھی آتا نہین گور غریبان پر
ہنوز آگہ نہین وہ شعر و سکین نوازی سے

کمیت خامہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش
قدم مین آ گئے ترکی سے رہا سرپٹ مین تازی سے

گیسوے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کروایا پسینے نے نقاب گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنار جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

نیلے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے
ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو اے شعلہ رو اک شب الٹ منھ سے نقاب
گرد شمعون کے بہت سے ہین تپوانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ
دیکھ کے طاؤس کافر کو تو چلانے لگے

گاہ مستی کی دھڑی ہے کہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق سے تمہارے لعل لب لانے لگے

نام جس نے عشق کا روئے کتابی سے لیا
اس کو زلفون کے شکنجے مین وہ کھنچوانے لگے

آنکھ پھیری تھی نے جس سے دم فنا اسکا ہوا
مردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھ کر اک بد دماغی سی ہوئی
یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

صبر ہرچند ہو سینہ کیلیئے سل بھاری
نہ سبک ہو نہ ہو جو سمجھے اُسے غافل بھاری

بوسۂ خال کے سودے مین پڑا ہون یہ زار
تو لیے مجھ سے ترازو مین تو ہو تل بھاری

بار ہستی نہین اب مجھسے سنبھالا جاتا
یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری

حامل جسم ہوئی روح ہی کا حوصلہ تھا
کوہ ناقہ ہو تو اٹھے یہ ہے یہ محمل بھاری

نہ پھرا دربدر اے دیدۂ معشوق طلب
دست ہمت کو ہے اب کاسۂ سائل بھاری

سورتین سدّ رہ معنی مین ہین بازآن سے
پھیر کھا کھا کے نہ کر پاؤن سے منزل بھاری

اسکے بھی کوچۂ جلاد سے الفت مجھکو
ہوگیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری

فوق مجنون سے رہی عشق و جنون مین مجھکو
اُسکی زنجیرون سے ہون میری سلاسل بھاری

زور کر توڑ کے جان دل کو اُٹھا دینا ہے
یہ وہ پتھر ہے نہین جسسے کوئی سل بھاری

نہ اُٹھا بہر خدا ناز حسینان اے دل
نہین اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہے غافل بھاری

خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر
کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری

شمع رو نے مرے الٹا سر محفل جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

ناتوانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت
گھر سے دروازہ تلک ہے مجھے منزل بھاری

بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باتون سے
زندگانی مین نہ ہو مردہ سے غافل بھاری

مجھسے ہر بات مین قرآن وہ اٹھواتا ہے
گردن یار مین شاید ہے حمائل بھاری

ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار
ہوگیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش ان سے نہین نظارہ کا لیکا چھٹا
میری آنکھون کو ہے شاید کہ مرا دل بھاری

واقعہ دل کا جو موزون ہے تو مضمون غم ہے
صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صف ماتم ہے

خاکساری سے جھکا ہے سر شوریدہ مرا
وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہے

دل مین آتا ہے کہ اب پینے گلے کو کاٹون
نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے

دل کہین جان کہین جسم کہین گوش کہین
اپنے مجموعہ کا ہر اک ورق برہم ہے

کس نے دیکھا ہے محبت کی نظر سے اُن کو
صفِ مژگان ہے تلے زلف سیہ برہم ہے

دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار ملیح
نہ سمجھتے تھے ہم اُس کو کہ نمک بھی سم ہے

کیا کہون مین کمر یار ہے کیسی نازک
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہے

زندگانی سے جو تنگ آکے ہے دل گھبراتا
پوچھنے جاتا ہون مردون سے کہ کیا عالم ہے

کھینچ لاتا ہے جو چل جاتی ہے جذب دل کی
منتظر یار کا ہون آنکھون مین جب تک دم ہے

زلف و رخ کو ہین حیا سے وہ چھپائے رکھتے
شانۂ و آئینہ نا واقف و نامحرم ہے

بام پر جب سے ہے اک رشک پری کو دیکھا
روح دیوانۂ سیر فلکِ اعظم ہے

وعدۂ شربتِ دیدار ہے بیمارون سے
دم کو دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہے

درد مندانِ محبت کا ہے تو تسکین بخش
زخم فرقت کے لیے وصل ترا مرہم ہے

دلِ عاشق کو نگینہ کے عوض جڑوا دے
دست معشوق کو زیبا ہے تو یہ خاتم ہے

کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا
شوقِ گلزار مین آنسو نہین ہے شبنم ہے

عاشقون سے یہ اشارہ ہے تری مژگان کا
اس صفِ جنگ مین جو کھیت رہا رستم ہے

وصلت حور کی حسرت نہ رہی کیا آتش
خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہے

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آکے گردن مین
سنا ہے جا ہے قریبِ رگِ گلو تیری

وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصے مین آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

میری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتے بھی تجھے کہتے ہین بشر شاعر
یقین ہوا ملک الموت مین ہے خو تیری

یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب شرم و حیا و حجاب کھووے گی
دکھائے گا ہمین کیفیتین سبو تیری

رہا نہ شبہ ہمین اُس کے حلقہ ہونے سے
یہ عقدہ ناف نے کھولا کہ ہے مو تیری

ہوا جو دست رس اسکا بھی پائے قاتل تک
حنا بھولائے گا شوخی مرا لہو تیری

شب فراق مین لے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری

جو ابر گریہ زنان ہے تو برق خندان زنان
کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری

یہ چاک جیب کے حق مین دعائے مجنون ہے
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

چمن مین صبح کو جاکر نہ منھ دکھانا تھا
برنگ آئینہ حیران ہے آبجو تیری

زمانہ مین کوئی تجھسا نہین ہے سیف زبان
رہے گی معرکہ مین آتش آبرو تیری

کوچۂ دلبر مین مین بلبل چمن مین مست ہے
ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہے

نشۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہے
مرد مفلس حالت رنج و محن مین مست ہے

دور گردون ہے غذا و نذا کہ یہ دور شراب
دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہے

آج تک دیکھا نہین یان آنکھوں نے روئے خمار
کون مجسا گنبد چرخ کہن مین مست ہے

گردش چشم غزالان گردش ساغر ہے یان
خوش رہین اہل وطن دیوانہ بن مین مست ہے

ہے جو حیران صفائے رخ حلب مین آئینہ
بوئے زلف یار سے آہوئے ختن مین مست ہے

غافل و ہشیار ہین اُس چشم میگون کے خراب
زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہے

ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط
اے خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہے

وحشت مجنون و آتش مین ہے بس اتنا ہی فرق
کوئی بن مین مست ہے کوئی وطن مین مست ہے

شوق وصلت مین ہے شغل اشک افشانی مجھے
ہجر مین کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے

یا دمین آئینہ رخ کے ہے حیرانی مجھے — زلف کے سودے مین رہتی ہے پریشانی مجھے

فی الحقیقت قبلہ ہے اے دلبر ترا دار سجود — کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے

تنگ کرتا ہے گریبان کٹنے لگتا ہے گلا — موسم گل کی جو یاد آتی ہے عریانی مجھے

ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام رٹنے کیلئے — اک پری نے دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے

ایک حرف اس کی عبارت کا پڑھا جاتا نہین — لکھدیا کس خط مین ہے یہ خط پیشانی مجھے

چشمہائے چشم مین گریہ سے ہے دریا کا جوش — غوطے کھلواتا ہے سیل اشک کا پانی مجھے

خواب سے بیدار وہ خورشید رو آکر کرے — ایسی اے آنکھون دکھاؤ صبح نورانی مجھے

ذبح ہی کرتے گلے لگنے جو دیتی تھی نہ شرم — عید قربان تھی سمجھتے آپ قربانی مجھے

عشق میرا مہربان ہے حسن بندہ یار کا — آئینہ سا رخ ملا ہے انکو حیرانی مجھے

بوسہ لیتا ہون دہان ناپدید یار کے — آشکارا ہو گیا ہے گنج پنہانی مجھے

کوفتے گلشن مین بلبل چہچہے کرتا نہین — یار کے کوچہ مین زیبا ہے غزلخوانی مجھے

ساقیان ماہ پیکر پر کیا کرتا ہون حکم — میکدہ مین عالم مستی ہے سلطانی مجھے

خشک رہتا ہے بہت شوق شہادت سے گلا — ہو سکے تو ہمدمو خنجر کا دو پانی مجھے

خاک مین ملوا رہا سودائے زلف یار ہے — مثل گرد راہ رہتی ہے پریشانی مجھے

اے خیال یار کرتا ہون ریاضت سے صفا — خانۂ دل مین ہے کرنی تیری مہمانی مجھے

حسن کے جلوہ سے اس رخ کا اشارہ ہے یہی — کافری زلفونکو زیبا ہے مسلمانی مجھے

شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج
تشنہ لب مر جاؤن تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

عشق اسکا جان کھوتا ہے برنا و پیر کی — اس شاہ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی — سیدھی ہے سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی

صحرا سے لیچلا ہے نہین شہر کیطرف — گم ہو گئی ہے عقل جنون سے مشیر کی

بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجئے — موئے مرے سوال ہے صورت فقیر کی

بیدار کرے گا یوسف گم گشتہ جذب عشق — تاثیر ایکدن بھی ہے دعائے اسیر کی

غافل نہ شل برق ہو شادی سے خندہ زن
باران غم سے ہے گل آدم خمیر کی

زنجیر ہو گئین ہین بدن کو مری رگین
کھینچی ہے ناتوانی نے تصویر اسیر کی

دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہے دل
زنجیر مین ہماری صدا ہے فقیر کی

اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملائمت
جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی

خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلئے
رنگ اس مین ہے گلال کا بو ہے عبیر کی

دم بند اُسکا زمزمون نے میرے کر دیا
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صفیر کی

وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہ حسن کا
سودے مین جس کے بکتی ہے گدڑی فقیر کی

دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی
اُس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی

چھیڑا ہے مینے جاکے برہمن کو دیر مین
لی ہے قسم بتون سے خدائے کبیر کی

جس تودے مین شریک ہوئی اپنی خاک آہ
حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی

جیسا کہ شادمان ہون مین روز وصال مین
شیعہ کو یہ خوشی نہ ہو عید غدیر کی

اُس طفل شوخ کا جو لیا ہے زبان نے نام
بو آتی ہے ہمارے دہن مین سے شیر کی

آ نکلے تھے کدھر سے کہان یان سے جائینگے
اوّل کی نہ کچھ خبر ہے نہ ہمکو اخیر کی

تیری زیادتی مین نہ ہوگی کبھی کمی
اے عشق خیر چاہیئے حسن شریر کی

اُس ماہ پارہ کو ہے حاصل کمال حسن
رخ مین صفا ہے سینۂ روشن ضمیر کی

تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون
طفلی مین تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی

دیکھے اگر مرا دل سودا زدہ وہ زلف
ہر مو سے ہو بلند صدا دار و گیر کی

اپنی شرارتون سے نہ باز آئے آسمان
کودک مزاجی مجکو خوش آتی ہے پیر کی

سودائے راہ یار کا اللہ رے اثر
جادہ بنی جو ہم نے زمین پر لکیر کی

اُس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہے نے سنا
آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی

کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے
کٹتی ہے کس طرح سے شب تار دیکھیے

بیمار عشق مرتے ہین اس اشتیاق مین
پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے

رعنت کی آنکھ ڈالئے ذرّون کی طرح سے
روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیے

دل کو بغل مین مار کے لے تو چلین پہ ہم کہ
کہتی ہے کیا نگاہِ خریدار دیکھیے

بے موت روز مرتے ہین عاشق خبر نہین
اے شاہِ حُسن پرچہ اخبار دیکھیے

جاتے ہین کوئے یار سے ہم ایسے ہوکے تنگ
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زنہار دیکھیے

آہستہ پانؤن رکھیے قیامت نہ کیجیے
ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہین بیدار دیکھیے

طاؤس و کبک کو ہے نکل ملنے کا خیال
چلتا ہے یار کونسی رفتار دیکھیے

بلبل کی طرح عشق جو ہم کو چمن سے ہو
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
کیا لوٹیے جو دولتِ دیدار دیکھیے

چُن چُن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہے
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی ہمین کہتے ہین مہربان
حال اُس کا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہے جنبشِ ابروئے یار کا
چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

دروازے مین سے چلئے سرائے حبیب مین
حسرت سے تا کجا پسِ دیوار دیکھیے

سودے مین ابروون کے ہون وہ ماہ طلعتان
جس مین کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

کون سے دل مین محبت نہین جانی تیری
جس کو سُنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری

کچھ دہن ہی نہین وہم شعرا کے نزدیک
مو سے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری

جس کے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
دیکھی اے روح رواں ہمنے روانی تیری

شیشۂ مے سے کوئی میری زبانی کہدے
خوش نہین آتی ہے یہ پنبہ دہانی تیری

کیا تری شان ہے قربان ہون اے عفو کریم
آس رکھتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری

عین احسان ہے مرے صفحۂ دل پر مجکو
ایک تصویر اگر کھینچ دے مانی تیری

صبح تک شام سے کرتی ہے زبان فکر جوانی
نیند آتی ہے کسے سُنکے کہانی تیری

ہنس گل ہنسکے کسی روز تو دل کو خوش کر
خون رولاتی ہے ہمین غنچہ دہانی تیری

تازہ و انداز و ادا مین ہے ترقی وہ چند
فتنہ طفلی بھی قیامت ہے جوانی تیری

کون سے غلّہ کا دانہ ہے تو اے دانۂ خال
ہمنے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری

گرم جوشی سے جلایا کرے کشت و خرمن
برق ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری

جان کی طرح سے رکھتا ہے عزیز اے گلرو
داغ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری

مصرع تیغ ہے ہر مصرع موزون آتش
دیکھ لی یار مری سیف زبانی تیری

مہندی سے تیرے ہاتھ کی گل ضرب دست کھائے
چوٹی سے کر فتح پیچ سے سنبل شکست کھائے

لبریز کر پیالہ کو ساقی اس ابر مین
افیون نہ تنگ ہو کے کوئی مے پرست کھائے

شیر و پلنگ و گرگ سے باہر نہین ہین سب
جو چاہے ران کھائے جو چاہے سو دست کھائے

دل کو برشتگی سے ہو حاصل شگفتگی
دھوکا کباب مرغ کا وہ چشم مست کھائے

ظالم کو سعی سے نہین بجز جہان مین نفع
ممکن نہین کباب جو مچھلی کا شست کھائے

پھر خوشے اترین پھر کھنچے انگور کی شراب
پھر شاخ تاک پیچ سر دار بست کھائے

طے کر چکون کہین مین نشیب و فراز دہر
تا چند ٹھوکرین یہ بلند و پست کھائے

اس بند و بست جسم سے جان کو نجات ہو
چھوٹے پری طلسم عناصر شکست کھائے

دھوکا نہ دے مجھے تری شوخی کی چال کا
بل تو کمر نہ چیتے کی ہنگام جست کھائے

برخاست ہو ہماری جو چپ بیٹھتے ہین آپ
غم کون دیکھکر یہ تمھاری نشست کھائے

جڑ سے اکھیڑ کر مین جلاؤن تمام تاک
میرے چمن مین دھوپ اگر دار بست کھائے

اس لالہ رو کے حسن کا جیسے ہوا ہے عشق
کھاتا ہون داغ یون مین گرک جیسے ست کھائے

کہنا یہ ہے وہ بھولے نہ اے ساقی ازل
لغزش نہ پائے آتش مست الست کھائے

پیمبر مین نہین عاشق ہون جانی
رہے موسیٰ ہی سے یہ لن ترانی

سلیمان ہم ہین اے محبوب جانی
سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی

کھلا سودے میں اُن زلفوں کے مر کر
پریشان خواب تھی یہ زندگانی

یہ کیوں آتا ہے اُن سے قد کشی کو
گڑی جاتی ہے سروِ بوستانی

وہی دے گا کباب نرگسی بھی
جو دیتا ہے شراب ارغوانی

رنگا ہے عشق نے کس درد سر سے
ہمارا جامۂ تن زعفرانی

مسافر کی طرح رہ خانہ بر دوش
نہیں جائے اقامت دار فانی

ترے کوچہ کے مشتاق نکلے آگے
جہنم ہے بہشت آسمانی

وہ میکش ہوں دیا ہے قابلہ نے
جسے غسل شراب ارغوانی

یقیں ہے دیدۂ باریک بیں کو
کرے عینک طلب یہ ناتوانی

وہ خط ہے یادگارِ حسنِ رفتہ
وہ سبزہ ہے گلستان کی نشانی

نکلتی منہ سے قاصد کے نہیں بات
مگر لایا ہے پیغام زبانی

یہ مشت خاک ہو مقبولِ درگاہ
صبا کی چاہتا ہوں مہربانی

لئے ہیں بوسۂ رخسارۂ صاف
پیا ہے ہمنے آئینہ کا پانی

سفیدی مو کی ہو کافور ہر چند
کوئی مٹتا ہے یہ داغِ جوانی

نہ خوش ہو فربہی تن سے غافل
سبک کرتی ہے مردے کو گرانی

سوے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ
کفن سمجھے قبائے زندگانی

جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
کسی پردہ نشیں کی لن ترانی

دور

وہ افسوں ہے ہماری شعر خوانی
جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی

مبارک ابر کو دریا کا پانی
ہمیں دُردِ شراب ارغوانی

لہو سے اپنے لکھوں گر خط شوق
قلم بھولے سیاہی کی روانی

دلِ عالم ہو عشق حسن سے داغ
رہے ہر فرد پر تیری نشانی

فراق یار کو دل نوش جان ہو
یہ یوسف گرگ کی ہے میہمانی

وہ ترک آیا لگا اے آتش گل
کباب طائرانِ بوستانی

کرین گے یار کو عریان شب وصل
عیان ہو جائے گا راز نہانی

ہوا کوئی نہ حال دل سے آگاہ
رہی مشتاق گوش اپنی کہانی

بہین گے مثل دریا دیدۂ تر
پیئین گے ابر ان چشمون کا پانی

اڑا دے گی صبا مثل پرکاہ
سلامت ہے جو اپنی ناتوانی

ہماری قبر پر وہ شمع رو آئے
رہے روشن چراغ مہربانی

رولاتا ہے وصال یار کا شوق
فراق اپنا لہو کرتا ہے پانی

خدا کے حکم سے ہے قوت نطق
کلام اپنا ہے خالق کی زبانی

کہون سر جائی تو بولے وہ کافر
نہین مومن کو لازم بدگمانی

بڑھی ایڑی سے چوٹی اُس پری کی
زمین پکڑے بلائے آسمانی

نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال
نگہ کا نے تلو نکی ہے گرانی

نہین واقف ہم اُس بت کی کمر سے
خدا کے واسطے ہے غیب دانی

رولائی ہے مثال ابر پیری
دکھا کر داغ طاؤس جوانی

مرا دیوان ہے اے آتش خزانہ
ہر اک بیت اس مین ہے گنج معانی

صدمہ ہے دوش پر سر و گردن کے بوجھ سے
ہر ایک بوجھ بھاری ہے سو من کے بوجھ سے

ہوش و خرد ہے باعث تکلیف آدمی
دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے

راحت طلب کو ریج کشون کی خبر کہان
آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے

سار مغز کبھی نہ ہوا بار دوش یان
سمجھا مین مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے

سختی بخت و عشق بتان دونون فہر ہین
کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے

رندون کو قید سبحہ و زنار کی نہین
واقف نہین مین شیخ و برہمن سے بوجھ سے

نماز اپنا ذکر نہ لادے حضور دوست
گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے

عاشق ملال خاطر اہل جہان نہون
خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے

آتش یہ سانسے رنج ہین اس زندگی کے ساتھ
مُردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

رنگ جو کچھ کہ چاہئیں بن بن میں آبلے
پائے بوسی کرتے تھے وطن میں آبلے

چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھیں
اک رفیق حال ہیں رنج و محن میں آبلے

بدگمانی سے عبث پھرتا ہے گلچیں میرے ساتھ
ڈھونڈھتے آئے ہیں کانٹوں کو چمن میں آبلے

کون سرگرداں نہیں ہے جستجوئے یار میں
پڑ گئے ہیں پائے شیخ و برہمن میں آبلے

آدمی کی بے شعوری ہے طلب راحت کی یاں
داغ ہیں یہ خانۂ چرخ کہن میں آبلے

پاؤں کے چھالے تو نذر خار صحرا کر چکے
پھوڑیے اب چلکے دل کے انجمن میں آبلے

تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر
دیکھتا ہوں اپنے زخموں کے دہن میں آبلے

خار بھی میرے نصیبوں کا بیاباں میں نہیں
کیا شریک حال ہوویں گے کفن میں آبلے

اس قدر مجھ سے زمانہ کی ہوا ہے برخلاف
کیا عجب بوئے حنا ڈالے بدن میں آبلے

حالت بد کا نہیں کوئی زمانہ میں شریک
جسم ساں ممکن نہیں ہیں پیرہن میں آبلے

ایڑیاں رگڑیں نہ آتش پھوڑ کر سر مر گیا
مثل مجنوں تھے نہ پائے کوہکن میں آبلے

رہ گیا چاک سے وحشت میں گریباں خالی
سی لیے خار سے ہم گوشۂ داماں خالی

ایک بوسہ دہن یار سے حاصل نہ ہوا
اپنی تقدیر کا تھا چشمۂ حیواں خالی

وقت فرصت کو غنیمت سمجھ آنا ہے تو آ
اے اجل عالم تنہائی ہے میداں خالی

کوچۂ یار میں مشتاق رخ و قد آئے
ہو گئے بلبل و قمری سے گلستاں خالی

دل عاشق سے اشارہ ہے یہ اُن ترکاں کا
قلعہ کر لیتے ہیں یہ دستۂ ترکاں خالی

چشم پروانہ سے دیکھا تو ہوا یہ روشن
جا تری دل میں ہے اے شمع شبستاں خالی

مرغ دل سینہ کو کھوئے ہیں نشانے کی طرح
ترک چشم اُن کے کریں ترکش مژگاں خالی

باغ عالم میں نہیں کوئی کسی کی سنتا
نہ دماغ اپنا کرا اے مرغ خوش الحاں خالی

قید مذہب کی گرفتاری سے چھٹ جاتا ہے
ہو نہ دیوانہ تو ہے عقل سے انساں خالی

عہد پیری میں کہاں اب وہ جوانی کے رفیق
صاف پہلوئے زباں کر گئے دنداں خالی

سیری و رکھے فقیروں کے لئے اے محبوب
تخت پر اپنی جگہ کرتے ہیں سلطاں خالی

خالِ مشکیں سے شکار اہلِ قلم کو کیجئے
گل چلے تیر سے کرتے ہیں نیستان خالی

بتِ کافر نہیں ہوتے جو ہم آغوش نہ ہوں
بغلِ گور میں ہے جائے مسلمان خالی

ہنستے ہنستے تو کیا قتل گنہگاروں کو
رو دیا دیکھ کے جلاد نے زندان خالی

دلِ بے کینہ کدورت نہیں رکھتا آتش
خس و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بندِ نقابِ عارضِ دلدار توڑیے
باغِ مرادِ عشق کی دیوار توڑیے

وہ درد دوست ہیں جو خدا ہمکو زخم دے
سو بار ٹانکے کھائیے سو بار توڑیے

دیکھے ترا جو مصحفِ رو برہمن کہے
بت کو سلام کیجئے زنار توڑیے

بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
لازم ہے بالِ مرغِ گرفتار توڑیے

مرغِ ترانہ سنج ہوں اس بوستان کا میں
خونِ بہار ٹپکے اگر خار توڑیے

اپنا کچھ اختیار شفا میں نہیں طبیب
پرہیز سے نہ خاطرِ بیمار توڑیے

فتراکِ صید زندہ ہے زلفِ سیاہِ یار
ٹوٹیں ہزار دل اگر اک تار توڑیے

گردن ہی اپنی دوش پہ اپنے وبال ہے
کیا چھین کر حریف کی تلوار توڑیے

عاشق کی بیقراری سے اے بت پناہ مانگ
ٹکرائیے جو سر کو تو کہسار توڑیے

بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجئے
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے

انسان کو پاسِ خاطرِ نازک ضرور ہے
شیشہ شراب کا بھی نہ زنہار توڑیے

یوسف کے دیکھنے کا ہے آنکھوں کو اشتیاق
بندِ نقاب کو سرِ بازار توڑیے

سودائے دل نہ کیجئے گو لاکھ سر کا ہو
جب تک نہ خوب پائے خریدار توڑیے

نامرد آسمان سے گوارا ہے کسکو جنگ
آتش سپر کو چیرئیے تلوار توڑیے

حسرتِ جلوۂ دیدار لئے پھرتی ہے
پیشِ روزن پسِ دیوار لئے پھرتی ہے

اس مشقت سے اسے خاک نہ ہو گا حاصل
جان عبث جسم کی بیکار لئے پھرتی ہے

دیکھنے دیتی نہیں اسکو مجھے بیہوشی
ساتھ کیا اپنے یہ دیوار لئے پھرتی ہے

کسی فاسق کے تو منھ کو نکریے گی کالا
تو نکلتا نہین شمشیر بکف لے قاتل
مال مفلس مجھے سمجھا ہے جنون نے شاید
کعبہ و دیر مین وہ خانہ بر انداز کہان
رنج لکھا ہے نصیبون مین مرے راحت سے
چال مین اس کی سراپا ہے کسی کی تقلید
در یار آئے ٹھکانے لگے مٹی میری
ہنستے ہین دیکھ کے مجنون کو گل صحرائی
سایہ سا حسن کے ہمراہ ہے عشق بیباک

کیون سیاہی یہ شب تار لیے پھرتی ہے
موت میرے لیے تلوار لیے پھرتی ہے
وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہے
گردش کافر و دیندار لیے پھرتی ہے
خواب مین بھی ہوس یار لیے پھرتی ہے
کبک کو یار کی رفتار لیے پھرتی ہے
دوش پر اپنے صبا بار لیے پھرتی ہے
پا برہنہ طلب خار لیے پھرتی ہے
ساتھ یہ جنس خریدار لیے پھرتی ہے

کسی صورت سے نہین جان کو قرار اے آتش
طپش دل مجھے لاچار لیے پھرتی ہے

رفتگان کا بھی خیال اے اہل عالم کیجیے
حالت غم کو نہ بھولا چاہیے شادی مین بھی
عیب الفت روز ازل سے مری طینت مین ہے
اپنی راحت کے لیے کسکو گوارا ہے یہ رنج
عشق کہتا ہے مجھے رام اس بت وحشی کو کر
رات صحبت گل سے دن کو ہم بغل خورشید سے
دیدہ و دل کو دکھایا چاہیے دیدار یار
شکل گل ہنس ہنس کے روز وصل کاٹین بہت
تھی سزا اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کیا
آپکی نازک کمر پر بوجھ پڑتا ہے بہت
اٹھ گئی ہین سامنے سے کیسی کیسی صورتین
روز ماتم شب کئے دیتا ہے سر پہ پچھیے

عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجیے
خندۂ گل دیکھکر یاد اشک شبنم کیجیے
داغ لالہ کے لیے کیا فکر مرہم کیجیے
گھر بنا کر گردن محراب کو خم کیجیے
حسن کی غیرت اسے سمجھاتی ہے رم کیجیے
رشک اگر کیجیے تو رشک بخت شبنم کیجیے
حسن کے عالم سے آئینون کو محرم کیجیے
ہجر کی شب صبح رو کر مثل شبنم کیجیے
ہجر مین کس نے کہا تھا وصل کا غم کیجیے
یہ دھڑ جلے ہین حد سے گیسو بھی انھین کم کیجیے
رو دیجے کسکے لیے کس کس کا ماتم کیجیے
خون ہوتے ہین بہت شوق جنا کم کیجیے

آئینہ کو روبرو آنے نہ دیجیے یار کے
شانہ سے آتش مزاج زلف برہم کیجیے

اثر رکھتی ہے گلگونہ کی کیفیت کا ہستی ہے
ابھرنے مین حباب بحر کے اک جوش مستی ہے

دکھائی دیتے ہین ہندو ہی ہندو مجکو خالون سے
رخ محبوب ہے یا نا مسلمانون کی بستی ہے

پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
نظر مین کب کسی کے چڑھتی ہے جو چیز سستی ہے

وہ دہقان غریب سرزمین عشقبازی ہون
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہے

خر دمایہ کی گردن خم فلک سے بھی نہین ہوتی
بھلا تیغ گلی کو بھی کہین دیکھا کہ کستی ہے

غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع مین
کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہنستی ہے

نہین معلوم لذت کون سی رکھتا ہے زخم ایسی
نہایت روح آب تیغ کے خاطر ترستی ہے

غنیمت جان یار آوے بحد پر جان کھونے سے
مراد دل ملے کونین تک دیکر تو سستی ہے

نہین رہتا مزاج سفلہ ہرگز ایک حالت پر
بلندی کا بگولے کی مآل کار پستی ہے

نہین منظور بعد از مرگ پتھر اُس کی چھاتی پر
برہمن اس لئے مصروف کار بت پرستی ہے

ستارہ اپنا گردش مین ہے آتش اس کی گردش سے
فلک کی تنگ چشمی سے ہماری تنگ دستی ہے

کام ہمت سے جوان مرد اگر لیتا ہے
سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے

ناگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انسان
زہر پیکر مزۂ شیر و شکر لیتا ہے

ہالہ مین ماہ کا ہوتا ہے جکو یہ دنکو یقین
کبھی انگڑائی جو وہ رشک قمر لیتا ہے

وہ زبون بخت شجر ہون کہ دہقان میرا
پیچھے بوتا ہے مجھے پہلے تبر لیتا ہے

منزل فقر و فنا جائے ادب ہے غافل
بادشاہ تخت سے یان اپنے اُتر لیتا ہے

گنج پنہان ہے تصرف مین بنی آدم کے
کان سے لعل یہ دریا سے گہر لیتا ہے

ضبط کرتا ہے جو نالہ کا شب فرقت مین
زخم پہلو مین نمک پیس کے بھر لیتا ہے

نظر آجاتا ہے لے گل جسے رخسار ترا
پھولنے دامن نظارہ وہ بھر لیتا ہے

رہ پُر خوف محبت مین جو رکھتا ہے قدم
گور مین گام نخستین کو وہ دھر لیتا ہے

پیش کش گل سے طلب کرتے ہین رنگین مضمون
سرو سے باج مرا مصرع تر لیتا ہے

عقل کر دیتی ہے انسان کی جہالت زائل
موت سے جان چھپانے کو سپر لیتا ہے

نگہ لطف کی حسرت ہے ہمین وائے نصیب
کسطرح سرمہ گھرا دن آنکھون مین کر لیتا ہے

یاد رکھتا ہے عدم مین کوئی ساغر کش سے
ہچکیان شیشہ مے شام و سحر لیتا ہے

روح و قالب کی جدائی ہے جدائی تیری
دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے

ہجر مین وصل کا ملتا ہے مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گذر لیتا ہے

عزت نالہ و فریاد نہ کھوائے آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہے

اللہ ری روشنی مرے سینہ کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

ہستی چند روز نے تو تنگ ہی رکھا
خواب عدم مین دیکھینگے صورت فراغ کی

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے
اک رنگ پر ہوا نہین رہتی ہے باغ کی

نسبت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہے منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی

سو تاڑ سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہے دیوار باغ کی

اخگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق
سینہ مین اپنے رہتی ہے گرمی اوجاغ کی

رخ کیا ملائیگا رخ رنگین یار سے
لالہ کو کیا خبر نہین ہے چار داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز
مہندی کی ٹٹی ہو گئی دیوار باغ کی

شاعر ہون بوئے سیب زنخدان مین نکھتا
اصلاح رہتی ہے مجھے اپنے دماغ کی

گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پا نہ جائینگے
کھو دے گی فکر تم کو تمہارے سراغ کی

جلتی ہے شوق آتش رخسار یار مین
ہے شمع سوختہ اسی چشم و چراغ کی

پاتے نہین زمانہ مین آتش خوشی کا نام
عنقا ہے اپنے دور مین گردش ایاغ کی

حسن امرد کا بہت مائل دل بیباک ہے
گرد راہ نے سواران آخر اپنی خاک ہے

خط روئے یار حجت بہر حسن پاک ہے
جانتے ہیں سب کہ کعبہ کی سیہ پوشاک ہے

سرخ شادی سے رخ ساغر کش بیباک ہے
زرد روئے محتسب ہے سبز شاخ تاک ہے

باغ کا رتبہ ہے بیس قد موزوں سرو کو
گل کو تیرے روبرو حکم خس و خاشاک ہے

خنجر قاتل سے کار روح کا طالب ہوں میں
روح مدت سے گرفتار طلسم خاک ہے

قلب ماہیت سے جائے نفرت پاکاں نہو
جوش کھا کر مے ہوا انگور جب ناپاک ہے

مومن و کافر جگہ دیتے ہیں آنکھوں میں اسے
طور کا سرمہ کسی نقش قدم کی خاک ہے

جوش گریہ سے رواں ہوتا ہے دریا گرد پیش
اب پہونچتا ہے وہ مجھ تک جو کوئی تیراک ہے

سبحت یار نے دیا انگور سا فرزند اسے
خاندان کا فخر اپنے سلسلہ میں تاک ہے

دست وحشت پنجۂ مژگاں اشک افشاں ہے یاں
آستیں میری گریباں کی طرح سے چاک ہے

کلفت ایام سے پردہ نہیں کچھ حسن کو
خوبرویوں کو مزیب ململی پوشاک ہے

وہ گریباں گیر ہے تیرا میں دامن گیر یار
عشق یاں گستاخ ہے واں حسن گو بیباک ہے

بہرہ ور دیدار سے یہ وصل کی حسرت اسے
شاد ہیں آنکھیں ہماری دل گو غمناک ہے

دور ساغر سے دگرگوں رنگ ہو جاتا ہے یاں
میکدہ میں لطف یکتی گردش افلاک ہے

ڈھونڈھ لونگا چار دیں قاتل اپنے واسطے
دیکھتا ہوں آسماں کو کس قدر سفاک ہے

نارسائی طالع بد کی بیاں کیا کیجئے
پاؤں شل ہو جائیں قاصد کے اگر چالاک ہے

کون سے صیاد سے صید افگنی کی اختیار
حلقہ بگوش غزالاں حلقۂ فتراک ہے

مرد سے بہتر ہے نام مرد ہیچ ہے یہ مثل
پہلوانی ہے سو ہے رستم کی آتش منہ کی خاک ہے

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہے
نقاب الٹتا ہے دیدار عام ہوتا ہے

وہ صبح عید جو بالائے بام ہوتا ہے
یہ صیام میں روزہ حرام ہوتا ہے

بلائے بزم جہاں ہے وہ چشم کی گردش
نگاہ پھرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے

اٹھاؤں کس لئے احسان یار گردوں یہ
مرا تو اس کے تغافل سے کام ہوتا ہے

خدا کی یاد جوانی میں غافلو کر لو
وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے

الٰہی کیوں نہیں خواہاں کوئی صنم اُسکا
یہ دل تو شرط وفا پر غلام ہوتا ہے

کسیکو کیا کوئی گھر اپنے دل میں کرنے دے
نگین سے دیکھنے پر عکس نام ہوتا ہے

فرشتے سنتے ہیں آوازِ دورباش کا شور
کبھی ہمارا جو واں اہتمام ہوتا ہے

زیارت اُن کی جو کرتے ہیں مومنیں آ کے
زبان حور میں اُن سے کلام ہوتا ہے

ہزار لال ہوئے انگروں سے داغ جنون
ہنوز پختہ ہے سودائے خام ہوتا ہے

کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی ہے آتا
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

پھنسا جو زلف میں اُس گل کے مُرغ دل بولا
نہ تھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہے

ہمارے حلقہ میں کرتا ہے شیشہ دل خالی
ہمارے دور میں لبریز جام ہوتا ہے

کمند شوق ہو درگاہ عشق کی رہبر
یہ آستانہ بلندی میں بام ہوتا ہے

وہ کون ہے جو نہیں اُن کو دیکھنے آتا
نظارہ بازوں سے ایک اژدحام ہوتا ہے

ملازموں میں ہیں سلطان عشق کے ہم بھی
کبھی ہمارا بھی آتش سلام ہوتا ہے

جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
بلائے جان ہوئی سُرخ و سفید بن مٹی

قدم پڑے جو ترا اُس پر اے گل رعنا
زمین شور کی ہو قابل چمن مٹی

خدا کے واسطے اے آسمان حوالہ کر
دھرے دھرے نہ کہیں ہو مرا کفن مٹی

یہی جو تیشہ زنی ہے تو ایک دن سننا
کرے گا اینٹ کا گھر اپنا کوہکن مٹی

جلا رقیب سیہ رو حسد سے میں سمجھا
ہوئی ہے گبر کے مردے کی شعلہ زن مٹی

ہمیشہ جھاڑتے ہیں گرد پیرہن غافل
نہیں سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی

زمانہ میں کوئی غربت زدہ نہیں ہم سا
اُڑی نہ اپنی کبھی جانب وطن مٹی

قبول خاطر مردم ہو تو تیا کی طرح
عزیز تیری کریں شیخ و برہمن مٹی

ہوائے تند سے رہتا ہے بیم بربادی
تپ درون نے کیا ہے زبس بدن مٹی

نہ ہووے قالب خاکی غبار خاطر روح
قبول سینہ کے اوپر ہزار من مٹی

نظارہ باز یہ در پر وہ کون ہے اِسکا
دکھاتی ہے کسے چشم و لب و دہن مٹی

زمین سے ہوویگا اک آسمان نو پیدا
کسی کا یار رہے وقت مین نہین کوئی
گڑے ہین اسمین صباحت کے سیکڑون کشتے
مآل کار کا اپنے نہین خیال آتا
پس از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن مٹی
نہ دیکھا روح کو ہوتے شریک تن مٹی
عجب نہین ہے جو ہووے بوئے یاسمن مٹی
ہلایا کرتے ہین سٹی مین گورکن مٹی
کسی نے اف بھی نہ کی شمع جل کے خاک ہوئی
نہ ہووے گی مگر آتش ہیچمدان مٹی

آبلون سے خار صحرا ہی نہین سر پر کھینچئے
بید کے پتے بھی مجنون پر ہین خنجر کھینچئے

کیمیاگر روغن گوگرد احمر کھینچئے
ہم تری زلفون کو دھو کر عطر عنبر کھینچئے

ناتوانی کا برا ہو گر اثر ہوتا نہ کچھ
آہ ملنے کو تو نالے ہم مقرر کھینچئے

ٹھوکرین کھائین ہین جو جیتے بتون سے عشق مین
آپ ہو جاتے جو یہ آزار پتھر کھینچئے

شاعرون نے تیرے قد سے دی ہے جو تشبیہ یار
قمریون کو سرو مین سولی کے اوپر کھینچئے

دیکھکر وہ خال رخ ملتے ہین روغن ساز ہاتھ
ان تلون کا تیل کھنچتا تو مقرر کھینچئے

فکر معنی خیز صفحہ کو بناتی صید گاہ
دام ہو کر مرغ مضمون تار مسطر کھینچئے

عشرت پیری ہے وہ جوش جوانی کا عوض
پینی بدمستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچئے

بوالہوس عاشق کے جیتے جی نہین ہتیان قتل
دوست تھے میرے تو دشمن پر نہ خنجر کھینچئے

جنبش مژگان سے چل جاتے ہین آرے جان پر
دل شکنجے مین ہین ہین گیسوئے معنبر کھینچئے

یاد کرتے ہین تجھے تنہائی مین اے نازنین
معتکف رہتے ہین ہم چلے ہین اکثر کھینچئے

ہجر کی شب مین ہے روز وصل کا آنکھون کو شوق
دسترس ہوتا تو ہم دامان محشر کھینچئے

جب سے دیکھا ہے تجھے آنکھون نے اے بالا بلند
قد کے سودے مین بہت تصویر صنوبر کھینچئے

زندگی مین سیر جنت کا جو ہوتا دل کو شوق
ہم تجھے اپنی طرف اے حور پیکر کھینچئے

مین اڑا دیتا ہون آنکھو دیکے اک اک خط شوق
دام مین صیاد ہین جو جو کبوتر کھینچئے

قیصر بھی صورت آئینہ کرتا جو اس محبوب سے
قیصرے مردہ ترا ہم اے سکندر کھینچئے

دشمنی حسن کرتے آتش اپنی گور پر
شمع دیدون کو شب آدینہ مر کر کھینچئے

بے رخ یار مجھے جان سے بیزاری تھی
چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی

کام ہی ہو گیا امید شفا میں آخر
دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی

کیا مزا کالبد خاک میں لے روح ملا
یا نکلتی ہی نہیں یا تو وہ بیزاری تھی

یاں مرے پاؤں میں زنجیر تھی واں گردن میں
یار سے میں نے بدی شرط وفاداری تھی

نہ ہوا میں تو ہے قسمت کا قصور اے قاتل
ہاتھ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی

نالہ کرنے سے نہ کم ظرف کہو جلادو
ضبط فریاد بس اب آگے دل آزاری تھی

وائے قسمت کبھی پہونچے بھی جو ہم کم طالع
میلے سے میدنی کے پھرنے کی تیاری تھی

بوسۂ لعل لب یار کی حسرت ہی رہی
مرد مفلس کو جواہر کی خریداری تھی

طور جس برق تجلی نے کیا خاک سیاہ
تیرے آتش کدۂ حسن کی چنگاری تھی

گاہ روتا کبھی ہنستا تھا نصیبوں پر میں
خواب بد میرے لئے حالت بیداری تھی

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہوں تنگ اے آتش
مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

ایڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جو آئی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی

روز ہجراں شب تاریک جدائی ہوتی
مرض عشق و طبیعت سے لڑائی ہوتی

قد موزوں رخ رنگیں جو دکھاتا تو ہمیں
سرو قمری گل و بلبل میں جدائی ہوتی

دست محبوب کا مرجان نے دیا تھا دھوکا
پنجہ جیسا تھا جو ویسی ہی کلائی ہوتی

چھین کر دل کو لیا خوب کیا اے شہ حسن
مانگ کر ہمسے جو لیتا تو گدائی ہوتی

دولت اللہ سے کرتے جو طلب دیوانے
نقرئی طوق تو زنجیر طلائی ہوتی

بزم رنگیں میں تری سبز قدم رہنے دیا میں
گھاس اکھڑتی جو چمن سے تو صفائی ہوتی

ذات باری کو لیا ظلم بتاں نے ثابت
عدل کرتے یہ اگر ان کی خدائی ہوتی

چھوٹتے بند محبت سے گرفتار اگر
طوق سے گردن قمری کی رہائی ہوتی

عیش ہوتا مجھے اگر غم کدۂ دنیا میں
روح قالب میں خوشی سے نہ سمائی ہوتی

گھر گرایا جو مرا سیل حوادث نے تو کیا
چار دیوار عناصر کی گرائی ہوتی

توڑتے آبلے دیوانہ دستِ رنگین	خار پر تہمتِ انگشتِ حنائی ہوتی
غیر کھورے نگہ بد سے تجھے حیف ہے یار	آنکھ ہم سے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی

اُن غداروں کی جو باتی یہ صباحت آتش
یاسمین باغ مین پھولے نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیرے شہیدون کے گلستان ہوگئے	زخم خندان غیرت گلہائے خندان ہوگئے
آرزوئے دل رہی نا آشنائے گوش یار	حرفِ مطلب اپنے منھ تک آکے زندان ہوگئے
حسن وہ شے ہے کہ پتھر مین بھی کرتا ہے اثر	چشمِ عاشق کی طرح آئینے حیران ہوگئے
منزلِ دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے	کیسے کیسے خانۂ آباد ویران ہوگئے
سیرِ نیرنگِ جہان دیکھائے زندانِ عشق	شیعہ سنی ہوگئے ہندو مسلمان ہوگئے
عاشقون سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی	چشم سے برگشتہ تیرے ہوکے مژگان ہوگئے
کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ مین ہوا	سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہوگئے
آہ پر لب داغ پر دل بسکہ عبرت نے کیا	شمع و گل ہم بر سرِ گورِ غریبان ہوگئے
موسمِ گل کردیا اُن کی قبائے سرخ نے	چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہوگئے
زخم کھانے کا مزا دل کو ملے گا وقتِ قتل	ابروِ قاتل بھی جو دو تیغِ عریان ہوگئے
دل نے جب سمجھا ہما ہے یادگارِ رفتگان	یوسف اپنی آنکھ مین داغِ عزیزان ہوگئے

جو چلن چاہین چلین آتش بتان ہوتا نہ عشق
عشق جب پیدا ہوا سب عیب پنہان ہوگئے

کوئے جانان چمن سے بہتر ہے	اُس کا لتا ہرن سے بہتر ہے
گل قبا پر ہو جامہ سے باہر	کب ترے پیرہن سے بہتر ہے
گور مین بھاگ اہل دنیا سے	خلوت اس انجمن سے بہتر ہے
چمن دہر کا ہے ہر گل خوب	نسترن یاسمن سے بہتر ہے
ہنسنے والا نہین ہے روتے پر	ہمکو غربت وطن سے بہتر ہے
ترکِ دنیا سمجھ جوانمردی	نفرت اس پیرزن سے بہتر ہے

بازو اُس کا مکان شکم اُس کا — دھگدکی نورتن سے بہتر ہے
نہین کھلتا کسی طرح سے پھر — عیب پوشی کفن سے بہتر ہے
سیب ہے یہ تو پھر بہی ہے وہ — غبغب اے دل ذقن سے بہتر ہے
مانگئے کیا خدا سے چشمۂ خضر — کیا صنم کے دہن سے بہتر ہے

دشمن جان اجل کو جان آتش
دوستی گورکن سے بہتر ہے

کون سی شب ہے جو رو رو کے نہین کٹتی ہے — شام ہوتی ہے اُدھر چھاتی ادھر پھٹتی ہے
صورت شمع ہون ہرچند فروغ محفل — بات کرنے نہین پاتا کہ زبان کٹتی ہے
درد دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہون مین — آسمان چرخ مین آتا ہے زمین پھٹتی ہے
کس کی دیوار کے سایہ کا مین دیوانہ ہون — میری پرچھائین سے دیوار پرے ہٹتی ہے
لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچہ مین — کیا تماشہ ہے کہ پھر بھیڑ نہین چھٹتی ہے
بینیٔ یار سے دعوی ہے گل زنبق کو — بے حیائی ہے مگر ناک نہین کٹتی ہے
حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہے آگاہ — آرسی سامنے سے اسکے نہین ہٹتی ہے
بوسہ کا اُس لب شیرین کے زبان نام نہ لے — جان جاتی ہے مٹھائی نہین کچھ بٹتی ہے
عشق محبوب مین غم ہے کسے مرجانے کا — جان جاتی نہین عاشق کی بلا کٹتی ہے
طلب آرام کی بیجا ہے گرفتاری مین — کب بھلا خانۂ زنجیر مین چھت پٹتی ہے
شب ہجران کی درازی کا گلا کیا کیجئے — خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہے
گوش وہ ہے جو سُنا کرتا ہے افسانۂ عشق — وہ زبان ہے جو صنم نام ترا رٹتی ہے

سائل دولت دنیا ہو نہین اے آتش کیا
گنج قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہے

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے — خال مشکین دلبری مین گوئے سبقت لیگئے
خاک چھانی ہم سبکروحون نے مثل گردباد — وادیٔ پرخار سے تلوے سلامت لیگئے
زہر کھا کر اک شکر لب پہ موا ہون دیکھنا — قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

عالمِ اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

ناتوانی سے فشارِ قبر کی طاقت نہ تھی
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کردیا
صبح کو کوے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے

دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجکو فرشتے سوئے جنت لیگئے

بلاغ عالم مین ہے نافہمو نکو بے برگی کا غم
سبز پتے اِس چمن سے زرد صورت لیگئے

کوئی مومن ہو نہ گلِ ورگلِ الٰہی بعد مرگ
وائے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے

گردشِ چشمِ غزالان نے ستایا دشت مین
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

مصحفِ رخسار کے مضمون ہوا مضمون ہمین
سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود
کھود کر تربت سا ز آتش سنگ تربت لیگئے

ہے یہ اُمید قوی زلف رسائے یار سے
گنج چھینے مہرہ اُگلائے وہان مار سے

سامنا جب اُس مسیحا کا ہوا بیمار سے
بھر دیے آنکھوں کے کاسے شربت دیدار سے

نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے
بدّھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے

ظلم ہے ایذا ہو جو کچھ عاشق کو زلف یار سے
یہ بلائے بد زیادہ ہے شب بیمار سے

چاہیے لیکر جواب نامہ قاصد ہو پھرا
بالِ ہدہد کی ہوا آتی ہے کوئے یار سے

بعدِ مردن بھی رہیگا دل کو شوق قصرِ یار
سایہ بنکر روح لپٹے گی مری دیوار سے

عاشقوں کے دل کو پیسا کرتی ہے مشق خرام
رہتی ہے پازیب نالان یار کی رفتار سے

وجدِ اہلِ حال سے یہ منکشف ہمکو ہوا
پردے کی آواز سن لیتے ہین موسیقار سے

پادشاہ حسن نے خلعت دیا ہے عشق کا
یہ علاقہ ہے ہمارے نام پر سرکار سے

مشتری حسن مجھسا دوسرا عاشق نہین
بوئے یوسف آتی ہے گھر مین مرے بازار سے

کر دیا ہے عشق زلفِ یار نے خوش ذائقہ
شہد کا ہمکو مزا ملتا ہے زہر مار سے

جان سو دکھین تمھارے خال رخ کے جائیگی
رکھتی ہے پرہیز یہ حب شفا بیمار سے

دامن نظارہ لبریز جواہر کیجیے
ہنسکے دکھلا دیجیے دندان دُرِ شہوار سے

شب کی شب مین ہوگئی اس مرتبہ دل بستگی
دم فنا ہوتے ہین دیکھے سے تمھارا بانکپن
غیر سے احوال پرسی یار کرتا ہے مری
دل کو داغِ عشق حسن آیا زمانہ مین پسند
بے سبب مشقِ خرام ناز صاحب کی نہین
حسن سے ساقی کے حاصل ہوگی کیفیات عشق
آرزومندِ شہادت ہون ارادہ ہے یہی
کی نہ جن آنکھون نے بلبل کی نگہ سے سیر باغ
لوٹ لینے کا ارادہ مردمِ دیدہ کا ہے
حشر کی گرمی مین تو یاد آئیگا اے قصرِ یار
خار خارِ دل سے جاتی ہے ہماری جان یار
آنکھ رغبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا

صبح کو روتی ہوئی شبنم گئی گلزار سے
قتل کرتی ہے یہ شملہ کی لٹک دستار سے
گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبانِ خار سے
یہ شگوفہ پھلے آکر ہم اس گلزار سے
کبک کو سیدھا کرو گے پائے کج رفتار سے
مست ہوکر جائینگے ہم خانۂ خمار سے
بھیک مانگون زخم لے قاتل تری تلوار سے
ہمسے یہ جانا کہ نابینا گئین گلزار سے
سامنا تو ہونگہ کا دولتِ دیدار سے
دھوپ بچ جاتی ہے تیرے سایۂ دیوار سے
دور کر یہ غنچہ ساگھونگھٹ گلِ رخسار سے
پھانسی دلواتا ہمین کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے آتش فراقِ یار مین
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدۂ بیدار سے

کوچہ یار مین چلیئے تو غزل خوان چلیئے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
پاؤن مین تار ہے رفتار کی طاقت باقی
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
دم فنا کیجئے اپنا نفس سرو کے ساتھ
کافر عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر دگئے ہین جب سے
رہا جوش جنون سا ہے بہار گل مین

بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیئے
رات بھر کے لئے گھر مین مرے مہمان چلیئے
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیئے
منہ سے کو تج جو کیجے تو بدخشان چلیئے
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیئے
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف کوچۂ عریان چلیئے
کس سے کہتا ہے وہ غارتگرِ ایمان چلیئے
حقہ رہتا ہے یہی پاؤن کو یان وان چلیئے
طوق و زنجیر ہمین لیجئے زندان چلیئے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیئے

برنگ آئینہ انسان کی قسمت ہے اگر سیدھی
زمین پر پاؤن رکھکر آسمان پہ ناز کرتا ہے
سر مغرور کو جمعیتِ دنیا جھکاتی ہے
نہ پستی و بلندی ہے نہ ایسے پھیر کے رستے
نہین زور آوری مین بازوے قاتل کی شک ہرگز
پس از مردن بھی حسرت باقی رہتی ہے جلانے کی
اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روزگارون کو
کریگی صاف بین اُن ابروؤن کی گرمی صہبا
محبت ہے ہمیشہ کالمونکو راست بازون سے
غریب آزار کا انجام کار اچھا نہین ہوتا

موافق ہے زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی
مگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی
نہین دیکھی چمن مین ہمنے شاخ باروَر سیدھی
عدم کی راہ سب راہون سے ہے اے بیخبر سیدھی
کمر کی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار اگر سیدھی
لحد مین کرتے ہین پیران خم گشتہ کمر سیدھی
ادھر سیڑھی ہوئی شانہ نے کی وہ زلف ادھر سیدھی
کمان ابرو کی کر لی جب پھر وہ ہوگی اک پہر سیدھی
کمر مین رکھتے ہین تلوار ارادت بیشتر سیدھی
بس اب اے آہ چرخ پیر پر بھی نہ کر سیدھی

جو منھ مین یار کی آتا ہے بک جاتا ہے اے آتش
نہ الٹی ہی سمجھتا ہے نہ وہ نہ رشک قمر سیدھی

کوچہ تیرا غیلتس باغ اے یار بے تادیل ہے
آفت جان سامنا اُس کا ہے انسان کیلئے
معنی لو تربت موسائی سمجھتے ہین تجھے
بلبل و قمری ہین نالان راہ کوے یار مین
گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ وار
جلوۂ قربانیان عشق کسدن وان نہین
کیا سمجھ کر بلبون کو حسن سے الجھ کے ہے عشق
عشقبازی مین ہمین فرہاد و مجنون سی ہو فوق
بے سروپائی نے پایا ہے یہ عالم مین رواج

چشم اشک آلود عاشق اُس مین موتی جھیل ہے
خوبصورت جس کو کہتے ہین وہ عزرائیل ہے
واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہے
گل جو ہے سنگ نشان ہے سرو جو ہے میل ہے
ماہ تابان کون سے دروازے کی قندیل ہے
روز اُس یوسف کی کو مین عید اسمٰعیل ہے
چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہے
لیلی و شیرین سے تمکو حسن مین تفضیل ہے
پا جو ہے بے کفش ہے سر ہے سو بے مندیل ہے

بادشاہ وقت اُس کے شیفتہ ہین اے صنم
شعر الہامی یہ پہونچاتی ہے وہ لاتا تھا وحی
راہ پر لاتے ہین جب گمرہ ہوا ہے آسمان
ہو کہ دیوانہ ہے حاضر ہووے بازیگاہ مین
عشق کے غم سے کوئی نعمت نہین لذت شعار
منتظر ہے چشم روز وعدۂ دیدار کی

گیسوؤن کا تیرے سودا ہند کی تحصیل ہے
فکر عالی منزلت بھی ہمرہ جبریل ہے
بیشتر ہمنے بنایا ہے جو بگڑا نیل ہے
لڑکون کو چھیڑی ہے روز جمعہ ہی تعطیل ہے
نوش کیجے اس غذا کو جس قدر تحلیل ہے
گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہے

بیشۂ عشق و جنون کی سیر کے قابل ہو تو
شیر کے مانند آتش تجھ مین زور فیل ہے

کیف مے نے سُرخ وہ رُخ کر دیا عناب سے
تیرے سودے مین کھلونا بن گیا ہے اے پری
باغ عالم مین ہو تسکین خاک مجھ بیمار کو
سامنا ہوتا ہے بے تیرے جو اے آرام جان
دیکھتے ہین زرد اپنے ہاتھ کا وہ داغ گل
تم اندھیری رات مین الٹو جو چہرے سے نقاب
رعشۂ پیری تھا تن کو گریۂ طفلی سے قہر
چاہتا ہون یار کو پیش نظر آٹھون پہر
کیمیا گر دیکھکر کہتے ہین خط سبز یار
حلقے اُن آنکھون کے ہین یون ابروؤن سے ہمنشین
جسم خاکی ہو گیا داخل گڑھے مین گور کے
حُسن اگر چلنے لگے عاشق نوازی کا چلن
جان بھی عشق بازی مین نظر آتی نہین
بوسہ دینے کا نہین ہرگز زنخدان وہ رُخ
یار کے رخسار روشن پر ہے افشان کا عجب

آتش گل کس مزے کھیلتا تھا پھولجھڑی کی آب سے
کھیلنے آتے ہین طفل اپنے دل بیتاب سے
اک زنخدان سیب سا دو لب شیرین عناب سے
مردم دیدہ چُرا لیتے ہین آنکھین خواب سے
خون عاشق ملکے بیچا کرتے ہین قصاب سے
روئے رشک مہر ذرون کو جگا دے خواب سے
زلزلے سے ڈھے گیا بچ کر یہ گھر سیلاب سے
مانگتا ہون رات پروانے سے دن سرخاب سے
کُشتہ اس بوٹی سے ہونگے سیکڑون سیماب سے
خوبصورت جیسے ہو جاتا ہے در محراب سے
کھنچ گئی آخر یہ کشتی جذبۂ گرداب سے
کبک مردہ کا کفن ہو چادر مہتاب سے
دوستی رکھتا ہے دل اک دشمن احباب سے
تشنہ لب محروم پھرتا ہے جو بے آب سے
کیونکر انجم پیش آئے مہر عالمتاب سے

دل نے اے آتش کیا داغ محبت کو پسند
ساتھ جاوے گی یہ شے اس عالم اسباب سے

گل سے سوا فزون مری آنکھون مین ہین جو کانٹے
پھول رکھتا ہے تری بو تو تری خو کانٹے

شیفتہ سبزۂ خط کا نہ ہوا اے دل ہرگز
بے شعور اپنے لئے آپ نہ بو تو کانٹے

ہمنشین دل نہین اک آبلہ سا پکتا ہے
جی مین آتا ہے بھرون نا چیر کے پہلو کانٹے

نہ تو بلبل نظر آتی ہے چمن مین نہ تو گل
اک طرف برگ خزان ڈھیر ہین یکسو کانٹے

کام اک آبلہ کا اُن سے نہین ہوتا ہے
نہین معلوم ہین کس درد کی دارو کانٹے

بد سرشتون کو نہ نیکون کا اثر ہو ہرگز
صحبت گل سے نہ ہو دین کبھی خوشبو کانٹے

گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہے
پانؤن سے میرے تہی کرتے ہین پہلو کانٹے

زاہد خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر
نہ مسلمان ہین ثابت نہ تو ہندو کانٹے

باخراشی ہے مری کوہکنی سے افزون
پہلے پیدا تو کرین قوت بازو کانٹے

باغ عالم مین جو راحت ہے تو پھر رنج بھی ہے
تاکمر گل ہین تو یان تا سر زانو کانٹے

ایک دن دعوت جمازۂ لیلی ہوگی
اس لئے بیچ مین مجنون ہے یہ ہر سو کانٹے

دیکھتے ہی اُنھین تلوے مرے کھجلاتے ہین
اے جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے

خار خار غم اُلفت کا اثر کیا کہئے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے

کیا سمجھ کر انھین خوش چشمون سے نسبت دیجے
پھول یہ سونگھتے ہین کھاتے ہین آہو کانٹے

جو نہ دے رنج کسی کو اُسے ہوتا نہین رنج
پانؤن پر میرے نہین پانے کے قابو کانٹے

یار و اغیار کو رو دوستی ہے مجھے آتش
گل ہی یان سامنے آتا ہے نہ بررو کانٹے

وہم سا اک اے بت مغرور پیراہن مین ہے
نام کو میرا تن رنجور پیراہن مین ہے

شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن مین ہے
داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن مین ہے

جسم کے جامہ کو بھی دیکھا تو ہے زندان تنگ
سخت دیوانہ ہے جو مستور پیراہن مین ہے

موج عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پر یار کے
ناف ہے یا چشمۂ کافور پیراہن مین ہے

عیش سی لگتی ہے ٹھنڈی سانس ہجر یار مین
روح قالب مین نہین زنبور پیراہن مین ہے

عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ایک دن
بوئے آب سدر و کافور پیراہن مین ہے

یار کی تصویر کھنچواؤن تو کہتا ہے وہ شوخ
قالب بیجان کسے منظور پیراہن مین ہے

چار دیوار چمن ہے یان لباس خستہ تن
داغ کا گل زخم کا انگور پیراہن مین ہے

شبہ ہو جاتا ہے مجکو شمع کا فانوس مین
نور کا عالم ترا اے حور پیراہن مین ہے

ناتوانی سے ہے یکسان ظاہر و باطن مرا
تار پیراہن تن رنجور پیراہن مین ہے

عالم مین رنگ ہے دنیا طبائع کے مختلف
تنگ ہے غنچہ تو گل مسرور پیراہن مین ہے

مصرع رقت کو پڑھیے کپڑے آتش پھاڑیے
ہے قبا مین عقرب اور زنبور پیراہن مین ہے

پیری مین آئے وہ رخ روشن نظر مجھے
دکھلائے آفتاب کی صورت سحر مجھے

خال رخ صبیح ہے مد نظر مجھے
یوسف سے بھی عزیز ہے تلکی پسر مجھے

اے نونہال تو بھی دکھا چشم نرگسی
دکھلا رہے ہین اپنے شگوفے شجر مجھے

جاتا ہون اڑ کے شہر سے صحرا بہار مین
جوش جنون پری کے لگاتا ہے پر مجھے

لے قصر یار مین گئے آیا نہین قرار
دیوار پھاندی بند ملا ہی جو در مجھے

گم ہون خیال مین دہن ناپدید کے
رکھتی ہے پیچ و تاب مین نازک کمر مجھے

قاصد کی طرح قتل جو کرتے تو عید تھی
ہونا تھا خط شوق کا خود نامہ بر مجھے

کانون نے میرے یار مرے ہوش اڑا دیے
تیری خبر سنا کے کیا بے خبر مجھے

رسوا جکو رہے ہون سوا اسکے عشق مین
پہچانتا ہے خوب وہ رشک قمر مجھے

لب بند ہو گئے لب شیرین کے صوم مین
میرا دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے

کس مست کا خیال ہون حیران یار ما
عینک کی طرح رکھتے ہین مد نظر مجھے

پیری مین چھپ سکی جو نہ دونی تو آگئی یاد
دانتون سے کھولنی گرہ نیشکر ہے مجھے

برسون سے مین خراب ہون دل کی تلاش مین
دکھتا ہے شوق کعبہ میان سفر مجھے

سودے مین تیغ ابرو خمدار یار کے
گردن وبال ہو گئی ہے بوجھ سر مجھے

دونون جہان کے کام کا رکھا نہ عشق نے / دنیا و آخرت سے کیا بے خبر مجھے

واماندگی سے میری نہ نالان ہوا جرس / منزل مین سب سے دیکھیو تو پیشتر مجھے

معشوق تھے غرور سزاوار تھا تمھین / شکوہ نہین ہے تم نے نہ پوچھا اگر مجھے

حلقون سے زلفِ یار کے بھرا رہا ہون مین / پھانسی نہ دین کہین یہی رہتا ہی ڈر مجھے

ملتا نہین ہے دل سے بھی میرے مرا مزاج / صحبت کا تیری یار ہوا ہے اثر مجھے

طالب نہین ہے دولتِ دنیا کا دل مرا / اُس سیم تن کا وصل ہے تحصیل زر مجھے

جب دیکھتا ہے یار تو ہے دانت پیستا / ڈوبون گا مین ڈبوئے گا آب گہر مجھے

شمشیر خارجی نہین ہونیکی کارگر / حُبِ علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھون مین مبدل ہے / چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہے

شب تاریک مرقد دیکھتے ہی یار کو دیکھے / دمِ آخر ہمارا عاشقی کا روز اول ہے

ہزارون حسرتون کے روز و شب ہوتے ہین خون یہین / نہین معلوم دل ہے یا مرے پہلو مین مقتل ہے

بدن سے یار کے نرمی مین کچھ نسبت نہین اُسکو / جو مخمل وہ شکم تا ناف ہے تو ٹاٹ مخمل ہے

قدم رکھے تو رگل در گل رقیب روسیہ ہووے / گلی مین یار کی ایسی مرے اشکون نے دلدل ہے

سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہون / دوئی جس دل مین ہے وہ دل نہین ہے چشم احول ہے

بنایا ہے اُسے شاید کہ دودِ روغن گل سے / ہزارون گل بھلاتا یار کی آنکھون کا کاجل ہے

جو عالم حسن رکھتا ہے تو حالت عشق غلادت گر / کہین زلفِ سلسل ہے کہین اشک مسلسل ہے

جو روتا ہون تو دو دو دن مرے آنسو نہین تھمتے / ہجوم یاس سے ابر مژہ ساون کا بادل ہے

فروغ ظاہری کرتا ہے کیا باطن کو روشن گر / طلائی گو کہ ہو مطلب سے خارج خطِ جدول ہے

سیہ بختی ہے مجھے ہر صبح بے کوشش مری روزی / توکل آدمی کیواسطے گویا موکل ہے

وہی عالم ہے اب تک خاکساران محبت کا / وہی نقش قدم کی خاک پیشانی کا صندل ہے

ہوا ہے آج مجنون عشق مین لیلیٰ کے دیوانہ / یہ زنجیر اُسکی گردن مین مری طفلی کی ہیکل ہے

اندھیری رات مین دیتی ہے دھوکا زردشتی مجکو / فروغِ حسن سے کس کا رخِ پر نور مشعل ہے

بہار آئی ہے ہنگام جنون ہے کپڑے پھٹتے ہین
مسلسل ہون مین دیوانہ در زندان مقفل ہے

تفاوت ہے بڑا آئینہ و آئینہ رو مین
یہ صیقل کا نہین محتاج وہ محتاج صیقل ہے

فقیری جس نے کی گویا کہ اُس نے بادشاہی کی
جسے ظلِ ہما کہتے ہین درویشون کا کنبل ہے

کتابی چہرہ پر زلفِ پریشان ہے وہ مجموعہ
کہ جس کے سامنے اک مختصر نسخہ مطول ہے

لب نانِ جوین جتنک رکھتا ہے دہن شیرین
قناعت شہد ہے آتش ہوائے حرص حنظل ہے

ہاتھ مشتاقِ گریبان ہے جنون کا جوش ہے
پیرہن تن پر مرے گرمی مین بالاپوش ہے

دور رہون یکجائی پر بھی صورتِ فانوس و شمع
ہے بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے

کشورِ خوبان مین مرگ و زیست دونون ہین خوب
بارِ خاطر زندہ ہے مردہ وبالِ دوش ہے

جان جاتی ہے ولیکن آہ دل کرتا نہین
ناقۂ لیلیٰ روان ہے پر جرس خاموش ہے

کوچہ و بازار مین رسوا نہ کر عاشق کو تو
اے صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہے

عاقل اتنے تو بکارِ خویش ہم دیوانے ہین
موسم گل تک گریبان پھاڑنے کا ہوش ہے

حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
نیم راضی کا نشان یعنی لبِ خاموش ہے

روتے روتے پانی ہو کر بہہ گیا آخر کو مین
قصرِ تن کے ڈھانے کو سیلابِ دل کا جوش ہے

ضعف پیری سے نہین ہوتا ہے قد انسان کا خم
ٹوٹتی آخر کمر کو حسرتِ آغوش ہے

دردِ دل کہنے کی خو مجکو نہ سننے کی اُسے
عہد مین میری زبان نایاب عنقا گوش ہے

ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہے جس کو زندگی
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہے

موت کا سامان ہے بے یار سامانِ نشاط
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہے

گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصال
رات اندھیری ہے چراغ خانہ تک خاموش ہے

ناگوارا آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو
باندھنا مضمون غیر اُتری ہوئی پاپوش ہے

فصل گل ہے خون حیض دخت رز کا جوش ہے
گردن قاضی مین دستِ رند ساغر نوش ہے

یار سے دست و بغل ہوتا ہے عنقا کا شکار
تنگ اُس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہے

حالِ دل ہوتے ہین حسرت کی نگاہون سے عیان
میری اُس کی گفتگو مین اب زبان خاموش ہے

پشت بر دیوارِ حیرت ہین ہزارون صورتین
صاحب آئینہ خانہ آج تک روپوش ہے

جامۂ ہستی جنون مین مثلِ گل پرزے اُڑا
سنگ یان بہرِ شکست شیشۂ مے کا جوش ہے

موسمِ سرما مین رُلواتا ہے پہلوئے تہی
اب کہ دریا بدن پر میرے بالاپوش ہے

وصل کی شب کھوئی شادیٔ مرگ ہوکر جان زار
تنگ مردے پر ہماری گور کا آغوش ہے

فرطِ الفت کا مآلِ کار ہے عاشق کو موت
جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بیہوش ہے

مردہ کس بیکس کا دریا مین بہایا جائیگا
جس حبابِ بحر کو دیکھا سراپا دوش ہے

گفتگوئے اہلِ غفلت کی حقیقت کچھ نہین
خواب مین چلّائے ہر چند آدمی خاموش ہے

اہلِ دنیا حال ہم دیگر سے کیا ہون مطلع
مجلسِ تصویر مین کس کو کسی کا ہوش ہے

یار سرگرمِ خرامِ ناز مین محوِ جمال
گوہرِ جانِ گرامی صدقۂ پاپوش ہے

کنجِ تنہائی مین بھی چلّا کے رہ سکتا نہین
لوگ کہتے ہین در و دیوار کے بھی گوش ہے

گل ہر اک باغ نکہت بلبل ہر اک نغمہ طراز
سیرِ باغ آتش مجھے یائے نا نوش ہے

پاسِ رسوائی سے دل پر مردے کا سا جبر ہے
ضبطِ نالہ ہجر کی شب مین فشارِ قبر ہے

صاف میرے آنسوؤن کا تار ہے اسکی جھڑی
دیدۂ تر کا کسی عاشق کے دنبالہ ابر ہے

پہلے پروانہ سے مغزِ شمع مین لگتی ہے آگ
بے تامل حسن بھی ہے عشق اگر بے صبر ہے

کوچۂ محبوب مین مین خانۂ کعبہ مین شیخ
بتکدہ مین برہمن آتش کدہ مین گبر ہے

مصحفِ رُخ کی تلاوت مین ہوا ہے دم فنا
نور سے ایمان کے روشن ہماری قبر ہے

کان کھولے رکھتے ہین سُن رکھ اسے اے [illegible]
اختیار آگئے تو اب ہجر ہمکو جبر ہے

شغلِ مے خواری چمن مین چل کے آتش کیجئے
فرشِ سبزے کا لبِ جو ہے ہوا ہے ابر ہے

خون تیغ زنون کے دمِ شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کماندار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسن جوانی ہے ترا طفل کے مانند
دیکھے سے جسے رال لبِ پیر سے ٹپکے

دیوان میں ہمارے ہے مرقع کا سا عالم
مضمون ہے زبس چاندنی تصویر سے ٹپکے

شب باش ہوں سایہ تلے جسکے میں بلاکش
شبنم سی وہ چھت شامت تقدیر سے ٹپکے

بیرنگی ہی مدِنظر گو سحر و شام
رنگِ شفق اس سقف زمیں گیر سے ٹپکے

گنوائی ہے سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے

وصف لب شیریں وہ کرے اپنی زبان سے
یوں شیرۂ جاں جس کی کہ تقریر سے ٹپکے

آہن کو کیا آب تپ عار جنوں نے
قطرے ہوئے دانے مری زنجیر سے ٹپکے

غصہ سے بھی کر لیجے سرخ آنکھوں کو صاحب
خون بھی مژۂ عاشق دلگیر سے ٹپکے

پونچھے نہ بھوؤں پر سے جو رومال پسینہ
آب ابروِ خمدار کی شمشیر سے ٹپکے

جس نے کہ لکھا اسکو نہایت ہی وہ رویا
آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے

ٹکڑے اسے جو بشاشی سے سر ہیری طرح شمع
تا دم ہو پسینہ رخ گلگیر سے ٹپکے

دیکھے نگہ بد سے جو عیسیٰ نفسوں کو
کوڑھی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے

مے ہم سے غریبوں نے نہ پی سیکڑوں ہاتھ سے
اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے

اُس مست کے ہو تیر نگہ کا جو نشانہ
مے چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے

اشک شفق رخ وہ نہ آئے لب بام
رنگ اثر اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے

گر ابر سیہ جھومتا آتا ہے تو بہ سے
یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے

بیرنگ زمیں ہو تو اسے کیا کرے شاعر
رنگینی ہو تو رنگ یہ کی تدبیر سے ٹپکے

مضمون کہو آتش انھیں یا آم انھیں سمجھو
ہاتھ آگئے ہیں دو چار یہ تقدیر سے ٹپکے

تیرۂ و تار جہاں ہو دل روشن ٹوٹے
خاطر دوست نہ یاں خاطر دشمن ٹوٹے

آہ کھینچوں جو پیالہ کو کبھی ٹھیس لگے
سر کو پھوڑوں میں صراحی کی جو گردن ٹوٹے

مصحف روے ترے کفر کی بنیاد مٹی
مسجدیں بننے لگیں دیر برہمن ٹوٹے

اثر سنگ کیا باد خزاں نے پیدا
شیشۂ رنگ گل و لالہ و سوسن ٹوٹے

فلک درماں جو کمروں درد گر پیدا ہو
مستقل خار سے ہو پاؤں میں سوزن ٹوٹے

ہون مین وہ کشت بچے برق سے بارانِ اگر
شکر ہو رہے غارتِ خرمن لوٹے

شاہد حسن کی بیدادگری سے ہے یقین
پائے بت کو جو چھوے دستِ برہمن لوٹے

حائلِ منزلِ مقصود سیہ بختی ہے
یا الٰہی کمر افعی رہزن لوٹے

اُڑ چلے پرزے جو آڑتے تھے گریبان کے بہم
بس نہ اب سلسلۂ جنبشِ دامن ٹوٹے

سایہ سان لگ چلی دیوار سے تیری جو نگاہ
تجلی بن بن کے ہر اک ذرۂ روزن لوٹے

پشت پا سنگ کو لگجائے تو ٹھوکر آجاوے
سر پٹکیے تو درِ قلعۂ آہن ٹوٹے

جلوۂ یار سے داغِ دلِ بیتاب ہون دور
کشت پر یاس کے برقِ شرر افگن ٹوٹے

کوچۂ یار کی زینت ہے مری چشمِ پُر آب
رونقِ باغ کہان جب چہ گلشن ٹوٹے

اہلِ دنیا کی خرابی ہوئی ظاہر مجکو
نظر آئے جو کہین گنبدِ مدفن ٹوٹے

اُس رہِ سخت مین لائی ہے پیادہ قسمت
گر سوار آئے یقین ہے سمِ توسن ٹوٹے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا سے اے دوست
تیری پاپوش سے اک دن سرِ دشمن ٹوٹے

چلی ہے ایسی زمانہ مین کچھ ہوا اُلٹی
کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا اُلٹی

بیان حالتِ دل پیش یار ہو نہ سکا
زبان کبھی نہ دمِ عرضِ مدعا اُلٹی

نہ روزِ ہجر ہی کچھ خوب ہے نہ شامِ فراق
گلیمِ بخت سیہ سیدھی ہووے یا اُلٹی

نگاہِ ناز ہے ترچھی کچھ اُس صنم کی نہین
خلافِ عشوہ و انداز ہے ادا اُلٹی

ہمارے خون سے ہووے دست و پائے قاتل سرخ
نصیب اپنے پھرے قسمت حنا اُلٹی

کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسمِ حسرت و یاس
درِ قبول سے ٹکرا کے سر دعا اُلٹی

خلافِ وضع ہے انسان کیواسطے معیوب
بدن کی زیب نہ ہووے کبھی قبا اُلٹی

شبِ فراق مین مین نے جو منہ لپیٹا ہے
خیالِ وصل مین پھیرون نہین ردا اُلٹی

گلہ ہے حشر کے دن ہم کو سخت جانی سے
ہزار بار پھری آن کر قضا اُلٹی

نگاہِ یار کی پھرتے ہی ہم سے اے آتش
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اُلٹی ۶

سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریے
منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے

مقسوم کا جو ہے سو وہ پہونچیگا آپ سے
پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریے

طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک نیاریے

برہم نہ ہو مزاج کسی وقت آپ کا
ابتر ہوئی ہین زلفین نہایت سنواریے

بہو صر رنگ زر د نے دی تہمت طلا
اک عمر میری خاک کو چھانین گے نیاریے

نرگس کو صدقہ کیجیے بیمار چشم کے
زلف سیاہ پر تری سنبل کو واریے

تنہائی ہے غریبی ہے صحرا ہے خار ہے
کون آشنائے حال ہے کس کو پکاریے

اے ماہ ناز ہے یہی اُس شاہ حسن کو
چین جبین کو قتل جہان پر ابھاریے

تبدیل روز وصل سے فرقت کی شب ہوئی
آئی ہوئی بلا ٹلی صدقہ اُتاریے

تم فاتحہ بھی پڑھ چکے ہم دفن بھی ہوئے
بس خاک مین ملا چکے چلیے سدھاریے

دکھلائی دے جو آنکھون کو یوسف کا اپنا
چلائیے جرس کی طرح سے پکاریے

نازک دلون کو شرط ہے آتش خیال یار
شیشہ خدا جو دے تو پری کو اتاریے

یار قاتل ہے تو کس کو موت سے پرہیز ہے
سر تصدق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے

توڑیئے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آج کل جوش جنون کا اپنے لوہا تیز ہے

طول عمر خضر دے تم کو خدائے مہجو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہے

رو دیئے جس جا یقین ہے وان سے پیدا ہو چنار
آتش پنہان اس آب اشک مین آمیز ہے

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہے نالہ بلا انگیز ہے

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھو کوچۂ قاتل مین پانون
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہے

افعی رہزن ہے سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اس بوستان کا سبزہ نوخیز ہے

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہے روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دستاویز ہے

پرزے اُڑتے ہین ہمارے خط کے کوچۂ یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہے

یار بن ساقی قیامت ہے مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہے شور رستاخیز ہے

زہر کھانا ہے نہ پینا آبِ شرابِ شوق کا
وصل کی شب ہے پیالہ ہجر کا لبریز ہے

غیر رسوائی کبھی ان سے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہے مجکو حسن سے پرہیز ہے

منزلِ مقصود تک اللہ پہونچائے ہمیں
وقت شب ہے ابر ہے صحرا ہے آفت خیز ہے

عشق کی نیرنگ سازی کا بیاں کیا کیجئے
کوہکن اٹھ پر مرے جو گشتہ پرویز ہے

ظلم کرتے ہیں بتانِ سنگدل بہر نمود
شہرۂ آفاق خوں خلق سے چنگیز ہے

فکر کی دقت سے یاں طبع رواں آگہ نہیں
توسنِ چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہے

بلبل بستاں کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا
گوشِ گل نا آشنائے حرفِ شوق آمیز ہے

اشک کے شامل ہے خونابِ دلِ پُر داغ بھی
الحذر اے آستیں یہ آب آتش بیز ہے

تختہ پارہ کی طرح ہے حالِ دل آتش تباہ
بیقراری لجۂ دریائے طوفاں خیز ہے

کوچۂ یار کے نظارہ میں اغیار الجھے
سیرِ گلزار میں دامن سے مرے خار الجھے

پائے قاتل پر آ ہی سرِ مغرور جھکے
رگِ گردن سے مری خنجرِ خونخوار الجھے

چیں جبیں پر نہ ہو ہر چند وہ ابرو کج ہوں
بھوں نہ ٹیڑھی ہو جو زلفِ سیہ یار الجھے

فرصت دقت ہے تدبیر کے خاطر لازم
پھر سلجھتے نہیں جب آنسو کے تار الجھے

باغبانوں سے ترے شیفتۂ زلف اے گل
سنبل الطیب کے ہو ہو کے خریدار الجھے

جوشِ اشکوں کا یہی ہے تو یقیں ہے دلکو
دامنِ سیل سے خارِ سرِ دیوار الجھے

ناتوانی نے یہ دم بند کیا تارِ نفس
سینہ میں صورتِ موئے سرِ بیمار الجھے

کفر و اسلام سے آزاد ہوں بے قید ہوں میں
مجھ سے کافر ہی نہ جھگڑے نہ تو دیندار الجھے

روئے رنگیں سے ترے باغ میں وا ہو جو نقاب
صحبتِ گل سے دلِ بلبلِ گلزار الجھے

کوچۂ یار میں ہنگامہ رہا غیروں سے
دن کو دو چار سے رات کو دو چار الجھے

حسن کو ایک طرح پر نہیں اک لحظہ قرار
صاف سو بار وہ گیسو ہوئے سو بار الجھے

شیشہ گر کرتے ہیں بند اپنی دکانیں آتش
کس کے دیوانے سے لڑکے سرِ بازار الجھے

منزلِ گور اب مجھے اے آسمان درکار ہے
مردمِ بیمار کو نقلِ مکان درکار ہے

ہجر کی شب مین کہانی سے کوئی آتی ہے نیند
قصہ خوان کے بدلے یان لیٖین خوان درکار ہے

ساحلِ دریائے ہستی ہے کنارہ گور کا
کشتیِ تن کے لئے بھی بادبان درکار ہے

دیکھئے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوب جائے
یار کو پیراہنِ آبِ روان درکار ہے

کچھ علاجِ وحشتِ عاشق نہین جز خواب گہ
ایسے دیوانے کو زنجیرِ گران درکار ہے

آدمی کیواسطے کچھ اور ہووے یا نہ ہو
ساقی دے سبزۂ و آبِ روان درکار ہے

سیرِ بامِ عرش کی دکھلاتی ہے دل کی تڑپ
صاحبِ تاثیر کو کیا نردبان درکار ہے

قیمتِ دل ان بتون سے کیا سمجھکر مانگئے
رہزنون کو مفت مالِ کاروان درکار ہے

خالی ہاتھ آئے ہین خالی ہاتھ عاشق جائینگے
وان نہ کچھ منظور تھا ہمکو نہ یان درکار ہے

ابرو و مژگان معما ہے جو تو سمجھے اسے
ترکِ حسنِ یار کو تیر و کمان درکار ہے

شہر و صحرا مین پھرا کرتا ہون اس امید پر
وہ جگہ دیکھون مری مٹی جہان درکار ہے

سیریِ پامالی اگر مقصود ہے اے آسمان
کہہ خدا سے مجھکو اک سرورِ وان درکار ہے

سبزۂ خط کے تماشے سے مجھے ظاہر ہوا
حسن کو رشکِ بہارِ گل خزان درکار ہے

چاہے سگ کو دے اسے چاہے ہما کو دے اسے
آسمان لے لے جو مشتِ استخوان درکار ہے

بیشتر بندھتے ہین مضمونِ ہم آغوشیِ یار
بہرِ فکرِ شعر اک تنہا مکان درکار ہے

نالۂ بلبل کو سن کر اف نہین کرتا کبھی
گوشِ گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے

شبِ برات جو زلفِ سیاہِ یار ہوئی
جبین سے صبحِ مہِ عید آشکار ہوئی

یہ سرخ نشہ مین چشمِ سیاہِ یار ہوئی
زیادہ تر شفقِ شام سے بہار ہوئی

تبِ درون نے نہ رکھا نشان تک باقی
ہمین حرارتِ قلب آتشِ چنار ہوئی

گذر ہوا جو کبھی مرقدِ غریبان پر
گھٹائین پھوٹ بہین برق بیقرار ہوئی

شبِ فراق کی ظلمت جو آئی گور مین یاد
سفیدۂ صبح کا تاریکیِ مزار ہوئی

پیادہ پا جو چمن مین بہار کو دیکھا
ہوا کے گھوڑے سے کے اد یہ خزان سوار ہوئی

بڑی خرابی و جانکاہی سے اسے کاٹا
شب فراق مجھے فیل کا تسکار ہوئی

زمین کو زلزلہ آئے گا چرخ کو چکمہ
ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی

شب فراق کے صدمون سے جان بچ جاتی
عنان مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی

وہ کوہ ہون مین پر کاہ ہے گران جسکو
وہ کاہ ہون کہ کوہ پہ جو بار ہوئی

بھری ہے دل مین زبس آرزو شہادت کی
تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی

یہ کیسا تیشہ سے فرہاد نے اسے کاٹا
بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی

وفا سرشت ہون شیوہ ہے دوستی میرا
نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی

سنا ہے قصہ مجنون و وامق و فرہاد
کسیکو عاشقی **آتش** نہ سازوار ہوئی

غم نہین کوئے بتان مین جو نہین جا خالی
باغ فردوس مین ہے پہلوے حورا خالی

اے صنم مہر و وفا سے نہین دنیا خالی
کون سا دل ہے نہین جسمین تری جا خالی

نیچی نظرون سے ہوا اسکی زمانہ پامال
آنکھ اٹھائی تو کیا عالم بالا خالی

شب تنہائی مین کیا گرم ہو پہلو اس سے
ناز و انداز سے ہے صورت زیبا خالی

دیکھکر جان نکلتے ہوے بھاگے اغیار
مین نے مر کر بھی کیا یارون کا پالا خالی

گردش چشم کہان گردش ساغر بھی نہین
نظر آیا یہ مجھے گنبد مینا خالی

نکلے پہلو مین ہر اک نام کے ستر ستر
نہ ملی بعد فنا گور مین بھی جا خالی

سر بکف کوچۂ جلاد مین حاضر ہون مین
فتنہ سمجھے نہ مرے عہد مین دنیا خالی

پیاس بجھتی نہین مستسقی الفت کی ترے
سوکھ جاتے ہین کنوئین ہوتے ہین دریا خالی

گردش چشم نہین گردش افلاک سے کم
گھر کے گھر کرتی ہے وہ نرگس شہلا خالی

تنگ کس منھ سے کرون گوشۂ تنہائی کا
مجکو دل کھول کے رونیکو ملی جا خالی

جوش کھایا جو مرے خون نے نہین رہنیکی
پاے محبوب مین جائے کف پا خالی

سمجھے **آتش** نہ کوئی آدم خاکی کو حقیر
نہین اسرار سے یہ خاک کا پتلا خالی

موت مانگون تو رہے آرزوِ خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

میری ایذا کیلیئے مردے مین جان آتی ہے
کاٹنے دوڑتی ہے ماہیِ بے آب مجھے

دہنِ گرگ سے جیتا جو بچون صحرا مین
ذبح کرنے کیلیئے مول لے قصاب مجھے

ہون تصور مین صفائے بدن یار کے غرق
حلقۂ ناف ہوا حلقۂ گرداب مجھے

مردمِ دیدۂ قربانی ہون مین دیوانہ
آئے دروازہ کھلے بن نہ کبھی خواب مجھے

اے فلک ہے دست عریان ہی بس از مرگ بھی تو
سونپتا کیا ہے کفن دوز کا اسباب مجھے

نہین رکھتے ہین امیری کی ہوس مرد فقیر
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

جوش سے اشکونکے بہ جائیگا سر پر پانی
کھینچ لیجائیگا دریا مین یہ سیلاب مجھے

دیر و کعبہ مین اُن آنکھونسے نہین حلقۂ در
کوئی ابرو سے دکھاتا نہین محراب مجھے

فرقت یار مین کرتی ہے قیامت برپا
روز محشر سے نہین کم شب مہتاب مجھے

مرضِ عشق سے بچ جاؤن جو تم دلوا دو
صدقہ اپنے لب جان بخش کا عناب مجھے

چین لینے نہ دیا دردِ جدائی نے کبھی
کب مین سویا کہ جگایا نہین بدخواب مجھے

نہین بھولا ہے جنون مین وہ حواس اُڑ جانا
یاد ہے برہمیِ صحبت احباب مجھے

نام کو میرے بھی احباب مین اپنے لکھے
ذرہ سمجھا رہے وہ مہر جہان تاب مجھے

دل غنی چاہیئے گو ہون مین فقیر اے آتش
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

برق بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہے

ایک عالم ہے صنم بس کہ ترا فریادی
عرصۂ حشر جلوخانۂ سلطانی ہے

دل کے خون ہونے سے اے جان نہ اتنا گھبرا
ایک دن تو بھی غم یار کی مہمانی ہے

یار جلادی مین یکتا ہے زمانہ ہے اگر
واجب القتل نہین کوئی مرا ثانی ہے

حال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کو تر
ہے بھرا اندھا وہ کنوین جسمین نہین پانی ہے

صورت غنچۂ گل ہے دلِ بستہ میرا
مجکو واشد کی طلب فکر پریشانی ہے

سرنگون خاک مین ملاکے ہوا مجکو فلک
کارِ بد کردہ کا انجام پشیمانی ہے

بے تمیزی سے ہے اپنی مجھے امید نجات
باعث بیگنہی طفل کی نادانی ہے

ہونٹھ چیڑا تک ہے تا حال محبت کا مزا
زخم دل پر وہی پا تک نمک افشانی ہے

زندگانی مین ہون مین مردہ سے بدتر آتش
نقش تعویذ لحد کا خط پیشانی ہے

روئے خورشید سے روشن رخ نورانی ہے
صبح صادق سے کشادہ تری پیشانی ہے

تاب نظارہ کہان اور کہان دیدۂ شوق
صورت یار مین آئینہ کو حیرانی ہے

شام ہوتے ہی نہ معلوم ہوئی پھر شب وصل
عمر کوتہ سے وفا چاہنی نادانی ہے

ٹھوکرین رہگذر یار مین کھاتا ہون مین
عاشق نقش کف پا مری پیشانی ہے

تا دم مرگ رہا منتظر قاتل مین
شاہد حال مرا دیدۂ قربانی ہے

صورت یار مین اٹھیگا دم بازپسین
حالت نزع سے مشکل مری آسانی ہے

نیم جان چھوڑ کے نادم ہوا ہوگا یار
سر جھکا کر جو ہوئی مجکو پشیمانی ہے

آئینہ دیکھ ہوا یار غریق حیرت
منزل خوف شناور کو بندھا پانی ہے

دل سا دشمن ہے شب و روز عزیز پہلو
اپنے قاتل سے مجھے الفت روحانی ہے

وعدہ ہوتا نہین تا چند برابر میرا
اے اجل دیکھون تو کب تک نگہبانی ہے

نوجوانی مین غم عشق نہ بڑھنا معلوم
شب کوتاہ ہے افسانہ طولانی ہے

دشمنی ہے عوض دوستی یان اے آتش
درد سر ہی سبب صندل پیشانی ہے

کیا کیا نہ رنگ تیرے طلبگار لا چکے
مستون کو جوش صوفیون کو حال آ چکے

ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چکے
عاشق نقاب شاہد مقصود اٹھا چکے

کعبے سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے
کیا کیا نہ اس دو راہے مین ہم پھیر کھا چکے

گستاخ ہاتھ طوق کمر یار کے ہوئے
حد ادب سے پاؤن کو آگے بڑھا چکے

کنعان سے شہر مصر مین یوسف کو لیگئے
بازار مین بھی حسن کو آخر دکھا چکے

پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تک نہ ہم
نقاہت سے ہاتھ پاؤن زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن میں روح پیام اجل سے شاد
دن وعدۂ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہیں
ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہیں ترا ہوشیار ہمیں
جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اُڑا چکے

ہیو جہ ہر دم آئینہ پیش نظر نہیں
سمجھے ہم آپ آنکھوں میں اپنی سما چکے

اس دلربا سے وصل ہوا دیکے جان کو
یوسف کو مول لے چکے قیمت چکا چکے

اُٹھا نقاب چہرۂ زیبائے یار سے
دیوار درمیان جو تھی ہم اُسکو ڈھا چکے

زیر زمین بھی تڑپین گے اے آسمان حسن
مہتاب تیرے گور مین بھی تاب لا چکے

آرائش جمال بلا کا نزول ہے
اندھیر کر دیا جو وہ مستی لگا چکے

دو ابرو اور دو لب جان بخش یار کے
زندون کو قتل کر چکے مردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی
باہر ہم اختیار سے ہین اپنے جا چکے

صیدون نے عشق و حسن کے دم کر دیا فنا
آتش سزا گناہ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاہ گیے چشمۂ خون جاری ہے
گور پر بھی مرے مردے کا قدم بھاری ہے

دور اتنا بھی بس اے منزل مقصود نہ کھینچ
تھک گیا لاکھ مین ہمت تو نہین ہاری ہے

شاق کیونکر نہ ہو عاشق کو جدائی تیری
کون ہے وہ کہ جسے جان نہین پیاری ہے

غم کو ہین فراموش ہوا الفت مین
لاکھ آزادی نہ اک دل کی گرفتاری ہے

رات آرام سے کٹتی ہے نہ دن راحت سے
زندگانی دو روزہ مجھے بیماری ہے

کہ اے باد بہاری مجھے تکلیف شراب
آگے ہی گٹھری گناہون کی مری بھاری ہے

وصل مین ہجر کا دھڑکا ہے بجا عاشق کو
چار دن چاندنی ہے چار دن اندھیاری ہے

سایۂ دامن جلاّد مین ٹھنڈا ہو لون
منزل سخت ہے پشتارہ بہت بھاری ہے

نسبت اے پردہ نشین تجھسے نہین یوسف کو
قدر اُس کی نہین جو حسن کہ بازاری ہے

دل کا گاہک وہ ہلاکو ہے خدا خیر کرے
بد بلا حاکم ظالم کی خریداری سے ہے

نہین معشوق جبا آتش نہین میر مطلوب
سکۂ عشق مرے نام پر اب جاری ہے

دیدۂ مشتاق کو منظور رہو عالم مین ہے
دم ترا بھرتے ہین دم جبتک کہ اپنے دم مین ہے

خوش قدی کا تجھسے دعوے کرکے اس تقصیر پر
سرو دن بھر دھوپ مین ہے رات بھر شبنم مین ہے

اک نہ اک دن یار ہوگا مہربان کام آئیگا
سو ہنر سے بہتر اک عیب محبت ہم مین ہے

خندہ زن دشمن نہ کرتا دوست میرے حال پر
رتبہ ہوتا ہے بے وارث مجھے عالم مین ہے

اس قدر پیٹے حنائی ہوگئے یارون کے ہاتھ
صرف سینہ پنجہ بھر جان مرے ماتم مین ہے

آئینہ دل کا ریاضت سے اگر ہوجائے صاف
پھر تماشہ ہے وہی ممکن جو جام جم مین ہے

آنکھ رغبت کی نہین بیوجہ ذرے ڈالتے
روشنی اُس رخ کی کچھ نیر اعظم مین ہے

توڑتا ہے کس طرح دست جنون زنجیر و طوق
دیکھتا ہون مین بھی کتنا زور اس رستم مین ہے

گر پھرتا ترے اے بت عاشقونکو ہے طواف
عالم محراب کعبہ ابروؤنکے خم مین ہے

دشمن جان سنتے تھے مہر و محبت کا مزا
چکھکے دیکھا تو حلاوت شہد کی اس سم مین ہے

ایک بوسہ بھی غنیمت ہے لب جان بخش کا
وہ کرے تکرار حجت جسکو بیش و کم مین ہے

غیر عاشق دیکھ سکتا ہے تجھے کون اے حسین
ایسی یار آئی نظر کب چشم نامحرم مین ہے

قید عفت مین ہے وہ محبوب عاشق جان بلب
نزع مین بیمار عیسے دامن مریم مین ہے

کھینچ لائے یار کو بھر دے مرا زخم فراق
وہ اثر ہو جذب دل مین جو اثر مرہم مین ہے

قالب خاکی کو تو سنتے ہین آتش زیر خاک
کچھ نہین معلوم ہم کو روح کس عالم مین ہے

الٰہی اٹھی گیسوئے دلستان کا لے
اجل کہین مرے پاؤن کی بیڑیان کاٹے

برنگ غنچۂ پژمردہ دل گرفتہ چلے
شگفتہ ہوکے نہ وہ دن بھی ہم نے یان کاٹے

لگالے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پہ کاش
بڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے

کہے گا اُس سے پیام زبانی کیا قاصد
جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے

منھ آئینہ مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف
ادھر یہ اور ادھر عکس انگلیان کاٹے

ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے
تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے

نکل چلا ہے حسینون کے قد موزون سے
درخت سرو کو تھوڑا سا باغبان کاٹے

خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل
تڑپ تڑپ کے کہاں تک یہ نیم جان کاٹے

تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن میں
شہید ناز جو یاد آئے ارغوان کاٹے

قیامت آتی ہے اس عمر چند روزہ کو
زمین کی طرح عزیزی سے آسمان کاٹے

بناتا ہے خط گل چہرہ یار یوں حجام
چمن کی گھاس کو جس طرح باغبان کاٹے

زبان چلتی ہے قینچی کی طرح سے ہر بار
یقین ہے بات کو پیرزن کی وہ جوان کاٹے

سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے
وہ زرد ہوتا ہے جو کشت زعفران کاٹے

ملاؤں خاک میں اہل سخن کے دشمن کو
اکھیڑ دوں جڑ سے میں وہ دانت جو زبان کاٹے

کسی کا ہو رہے آتش کسی کو کر رکھے
دو روزہ زیست کو انسان نہ رائیگان کاٹے

مردم دیدہ رہے سایۂ مژگان کے تلے
زیست کا لطف ملا خنجر بران کے تلے

عیب لگتا ہے کسے جامۂ عریانی سے
اے جنون داغ نہیں اپنے گریبان کے تلے

دست یاران وطن سے نہیں مٹی درکار
دب مرونگا میں کہیں ریگ بیابان کے تلے

شجر خشک ہوں رہتا ہوں گرفتار بلا
آرہ کے نیچے سے جاتا ہوں میں سوہان کے تلے

لیجیے وحشت دل اب کی جو صحرا کی طرف
فرش آنکھوں کو کروں پائے غزالان کے تلے

نیند آتی نہیں اک دم اسے بے گل تکیے
تکیہ دیکھا تھا مرے یار نے قرآن کے تلے

اسقدر دانت مرے قتل پہ لے یار نہیں
سورۂ الناس کا آجائیگا دندان کے تلے

آسمان میری طرف سے نہ عداوت رکھے
روند ڈالے قدم گبر و مسلمان کے تلے

رنج دنیا سے زیادہ ہے عذاب مرقد
جائے آرام نہیں گنبد گردان کے تلے

حسرت بوسہ سے ہونٹھوں کو چباتا ہوں میں
زہر بنتی ہے مٹھائی مرے دندان کے تلے

دستخط فرد تو قسمت کی ہوئی ہے لیکن
بھولے سے رکھی ہے سند سلطان کے تلے

بوجھ شانے کا نہ اُس پر پڑے اے مشاطہ
کمر یار دبی ہے زلف پریشان کے تلے

بدبلا لعل لب یار تلے اوپر مسّی
سرمہ آسیب پری سایۂ مژگان کے تلے

لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین
ذائقہ بس ہے زبان کا مرے دندان کے تلے

بخت بد نے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہ گیا نام مرا گنبدِ گردان کے تلے

اب کے زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے
مردہ بھی اُٹھ کے یقین ہے کہ نہ گھر تک پہونچے

شعلۂ حسن نے کی ہے یہ حرارت پیدا
آگ لگ اُٹھے جو پردہ بھی در تک پہونچے

حسرتِ بوسہ سے پانی مرے منھ مین بھر آئے
دہن مور اگر تنگ شکر تک پہونچے

دمِ آخر ہی وہ کاش آئے گلہ کچھ نہین پھر
دستِ رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے

منتِ سفلہ اُٹھائین نہ کبھی عالی جاہ
اڑ کے کا نور کہان داغ قمر تک پہونچے

گرم جوشی نکر اے یار کسی سے یہ نہ ہو
آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے

موت ہی آئے جو آنسو نہین تھمتے یارب
دامنِ خاک ہی اس دیدۂ تر تک پہونچے

صورتِ آئینہ حسرت سے ہوے ہین بیخود
سامنے سے ترے پھر کر ہین جو گھر تک پہونچے

دلِ خونخوار سے ہوتی ہے کدورت کوئی دور
زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے

آئینہ آپ نے دیکھا ہے تو توڑین اُس کو
تم سے منھ پھیر کے تا بت نہ یہ گھر تک پہونچے

جان بچنے کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھون
نوبتِ شام جدائی جو سحر تک پہونچے

رگِ گل کہتے ہین شاعر کبھی تارِ سنبل
دستِ فکر اُن کے نہین تیری کمر تک پہونچے

خدمتِ یار مین ہو ایسی رسائی یارب
ہر تک ذرہ جگر اُڑ کے قمر تک پہونچے

حسن و خوبی کا ہو انصف جہان سودائی
اے پری بال ترے سر کے کمر تک پہونچے

تیغِ ابرو کی محبت مین گل اُس پر کھائے
پھول بارے مرے سینہ کی سپر تک پہونچے

وائے قسمت ہمین حسرت رہی سرگوشی کی
کان تک یار کے یاقوت و گہر تک پہونچے

جسمِ خاکی کی تمنا ہے یہی بعد فنا
مشت خاک اپنی تری راہ گذر تک پہونچے

آب شمشیر جو یہ تا کمر قاتل ہے
جوش مین آکے ابھی مرے سر تک پہونچے

عشق طفلان ہے خطِ شوق ہمارا آتش
پڑھ سکے یار نہ ہر چند نظر تک پہونچے

ابلیس حسد سے رہے تدبیر مین میری
تدبیر کو کیا دخل ہے تقدیر مین میری

خال رخ محبوب کے مضمون میں یک لخت
نقطہ کی جگہ اب نہیں تحریر میں میری

معشوق بھی کوئی نظر آتا ہے تو ڈھونڈا
اوقات بسر ہوتی ہے کشمیر میں میری

دنیا میں محبت کا کہیں نام نہیں ہے
گم عقل ہے ربط شکر و شیر میں میری

ہر لحظہ ہے یاں ورد زبان ذکر الٰہی
دم مارنے کی جا نہیں تقریر میں میری

دل کو نہیں اُس گوشۂ ابرو کے سوا چین
آسودگی ہے سایۂ شمشیر میں میری

ہر لحظہ دگرگون ہے مرا حال پریشان
صورت نہیں ملتی مری تصویر میں میری

اس عشرۂ پیری سے تو موت آنی ہے بہتر
دن رات ہے اک زلزلہ تعمیر میں میری

پھر بھی نہ چلے شمشیر گلے پر نہیں آتش
جلاد کو شک آتا ہے تقصیر میں میری

زاہد فریفتہ ہیں مرے نونہال کے
عاشق بزرگ لوگ ہیں اس خردسال کے

ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید
سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کے

مضمون رفتگان سے ہے طبیعت کو اپنی ننگ
گاہک ہو دیں ہم کبھی مردے کے مال کے

شان و شکوہ نے ہمیں برباد کر دیا
مثل حباب اُڑ گئے خیمہ نکال کے

رنج خمار اٹھانے کی طاقت نہیں مجھے
پیتا ہوں میں شراب میں بھی لون ڈال کے

بے عشق لوگ کہتے ہیں ماہ چہاردہ
شکل مقر ہوئے ہیں کھلونے کمال کے

اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
تودے لگائے خاک کے تیر ان کمال کے

سرمہ نہیں ہوا ہے تجلی سے طور ہی
ہم بھی ہیں سوختہ تری برق جمال کے

شام شب فراق سے پہلے موئے جو لوگ
آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے

اُس شعر کو داد دے جسم گداز و صاف
اللہ نے بنایا ہے سانچے میں ڈھال کے

افعی ہے زلف خال ہے افعی کی مردمک
عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف و خال کے

آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں اہل نظر انھیں
سرمہ ہوئے ہیں پیسے ہوئے تیری چال کے

خوان دہر سے عیب اسکا نکالنے
یوسف کی فکر میں جو پھرے گرگ پال کے

معنی کے شوق میں جو ہوا دل کو میل فکر
تصویر شعر کھینچے پتلے خیال کے

سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا
شک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے جو اے صنم

ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے
پنجہ مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

رخصت یار کا جس وقت خیال آتا ہے
عمر رفتہ کو مجھے یاد دلا جاتا ہے

آتش گل سے کیا ہے مری طینت کو خمیر
دامن باد بہاری مجھے بھڑکاتا ہے

اے ہما منھ نہ لگا تو مری ہڈیون کو
سگ دیوانہ مجھے کاٹ کے مر جاتا ہے

ذرے اُس کوچہ مین جا سکتے نہین روزن تک
سایہ دیوار سے لگ چلنے نہین پاتا ہے

گوش زد یار کے ہوتی نہین فریاد دلا
عالم خواب مین گویا کہ تو بَرّاتا ہے

خار سے خشک ہون گو ہجر مین اُس گلرو کے
پردہ کانٹا ہون جو دامن نہین الجھاتا ہے

خس و خاشاک کا رتبہ ہے مجھے عالم مین
پہلے پھنکتا ہون مین جو آگ کو سلگاتا ہے

امتحان عاشق صادق کا سزاوار نہین
زر خالص کو بھی اے یار کوئی تاتا ہے

مشت خاک اپنی ہون گردونکے حوالہ کرتا
دامن گرد مرے سامنے پھیلاتا ہے

جان کھوتا ہے عبث عشق بتان مین آتش
سر کو نادان کوئی کہسار سے ٹکراتا ہے

میری قسمت مین لکھی موت جو تلوار کی تھی
شیر دایہ مین حلاوت نئی ہر دھار کی تھی

آب شمشیر دوا عشق کے بیمار کی تھی
چاشنی اُس مین مگر شربت دیدار کی تھی

جلے ہر موئے تن لعے کاش مین گردن رکھتا
آب ابرو کی ہر اک بال مین تلوار کی تھی

آرزو رہ گئی اُس کوچہ مین پامالی کی
دھوم ہی دھوم فقط چرخ جفاکار کی تھی

دل دیوانہ زبس عشق صنم رکھتا تھا
ہر نفس کاٹنی منزل مجھے کہسار کی تھی

کیا بناتا ہے شکستہ قفسون کو صیاد
فکر لازم دل مرغان گرفتار کی تھی

گرم جوشی سے تپ عشق کی کیونکر بچتا
نبض اول ہی سے دودی ترے بیمار کی تھی

پا بہ گل بیخودی شوق سے مین رہتا تھا
کوچۂ یار مین حالت مری دیوار کی تھی

حسنِ یوسف ہے وہی رونقِ بازار ابتک
وہی کثرت ہے جو کثرت کہ خریدار کی تھی

ایڑیان راہ مین رگڑا کئے ہم واماندے
پہونچے منزل مین وہ طاقت جنھین رفتار کی تھی

چھپے کنجِ قفس مین بھی وہی باغ کے ہین
سر بلبل مین ہوا تھی وہ جو گلزار کی تھی

تیغ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے
وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی

مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک
دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی

راہِ صحرا مین جنون کیون نہ تھے سرگشتہ
جستجو آبلہ پایون کو ترے خار کی تھی

شب جو تھی پیش نظر صورتِ زیبائے حبیب
روشنی گھر مین مرے چاند سے رخسار کی تھی

طرہ سمجھا کئے مضمون کو اُس کے شاعر
چست اسطرح کی بندش تری دستار کی تھی

جو محبت کی نظر سے تھے خریدار اے یار
پھونک دیتی اُنھین گرمی ترے بازار کی تھی

طور پر پہونچا آتش کو عزیز دم دفن
آرزو اُسکو بہت جلوۂ دیدار کی تھی

ہر دم تفِ درون سے ہم آفت طلب رہے
ہے دشمنِ حیات جگر مین جو تب رہے

جا کی ہے تو نے منزلِ دل مین تو اے صنم
آنکھون کا بھی حجاب یہ ہم سے نہ اب رہے

دامان دوست کی ہے سکندر کو آرزو
باہر کفن سے ہاتھ نہین بے سبب رہے

اللہ رے بے نیازی محبوب آفرین
دل سے قریب ہو کے کوئی دور جب رہے

معدوم جوشِ گریہ سے کیا ہو بخار دل
کچھ گرد تو نہین جو یہ باران سے دب رہے

مانع تھا عرضِ حال کا ازبسکہ رعبِ حسن
منھ دیکھتے ہی یار کا محفل مین سب رہے

روپوشی حبیب کا کشتہ ہون چاہیئے
مرقد بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے

عزلت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی
دندان وہ بدنما ہے نہ جو زیرِ لب رہے

آتش ظہور مہدی دین ہو خدا کرے
تا چند بے چراغ یہ معمورہ اب رہے

عاشق روئے کتابی اگر انسان ہووے
اُس سے بہتر ہے جو یہ حافظ قرآن ہووے

میرے مرنے کی خبر ہو نہ کسی کو معلوم
دست گریان نہ تو دشمن کوئی خندان ہووے

نفس سرد سے یہ روح کو آتی ہے صدا
ٹھنڈے ٹھنڈے وہ سدھارے کہ جو مہمان ہووے

قدرت اللہ کی لے بت ہے ترا حسن و جمال
کافر عشق عجب کیا جو مسلمان ہووے

کون سا بال ہے اُس زلف کا بکھرا نہین
کوئی مجموعہ نہ اتنا بھی پریشان ہووے

دور مین دل ہو صفا سے تو تماشہ دکھلائے
آشکارا ہو وہ آنکھون سے جو پنہان ہووے

چاندنی چھٹکے اندھیرے مین تم الٹو جو نقاب
حسن کی جوت سے کارمہ تابان ہووے

جی مین آتا ہے کہ یٰسین سنون عیسےٰ سے
دل بیمار کی مشکل کہین آسان ہووے

جان بھی جائے تو نکلے نہ زبان سے کبھی آہ
چاہیے سینہ ترا گور غریبان ہووے

بے حجابی ہے حیا سے بھی تمھاری قاتل
تشنۂ خون ہے وہ شمشیر جو عریان ہووے

رُخ رنگین رہے منظور نظر اے آنکھو
دیکھیے اُس کا تماشہ جو گلستان ہووے

عاشقون کا تجھے لازم ہے خیال اے شہ حسن
بیخبر ہو نہ رعیت سے جو سلطان ہووے

موسم گل مین اُڑا وے گی ہوا صحرا کی
باغ ہر چند کہ دیوانون کا زندان ہووے

حسن بے عیب خدا نے وہ دیا ہے تم کو
مدعی ہو کے جو دیکھے وہ پشیمان ہووے

کفر و اسلام کی کچھ قید نہین اے آتش
شیخ ہو یا کہ برہمن ہو پہ انسان ہووے

رشک پنجۂ مرجان پنجۂ حنائی ہے
صاف ہیرے کی ترشی یار کی کلائی ہے

کیا چمن شگفتہ مین کیا بہار آئی ہے
کیا دماغ بلبل مین بوئے گل سمائی ہے

اشتیاق وصلت مین جان لب تک آئی ہے
عشق نے ستایا ہے حسن کی دہائی ہے

دیر سے نہین واقف بے خبر ہین کعبے سے
قصر یار کے در پہ شوق جبہہ سائی ہے

عرش سے بھی عالی ہے بام یار کا پایہ
آہ کی کمندون کو عذر نارسائی ہے

مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شوخ آوے
یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے

عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا
آنکھ کے پیالے سے حسرت گدائی ہے

بھر رہا ہے آنکھون مین حسن پہ وہ سوز اُسکا
بے نقاب یوسف سے ہم سے آشنائی ہے

جسقدر بڑھین اُنکو چندروز بڑھنے دو
دیکھیے تو زلفون کی کس قدر رسائی ہے

زندگی ہے وابستہ اس مسیح کے دم سے
مژدہ فنا ہمکو یار سے جدائی ہے

سامنے سے تیرے ہے رنگ مدعی اڑتا
ماہتاب کے منہ پر چھوٹتی ہوائی ہے

او رکچھ نہین رکھتے اس پری کے دیوانے
سر برہنگی ہے یان یا برہنہ پائی ہے

مرغ روح قیدی ہے جسم کے تعلق سے
صورت قفس چھوڑا جب اسے رہائی ہے

جان زار پاتی ہے لطف یار سے تسکین
دل شکستہ عاشق کے حق مین مومیائی ہے

دل فریب عالم ہے حسن اے صنم تیرا
دم تیری محبت کا بھر رہی خدائی ہے

روسیاہ زاہد ہے سجدہ ریائی سے
اسکے ماتھے کا گھٹا داغ پارسائی ہے

بھاگتے ہین وہ آتش اُن سے ہم لپٹتے ہین
وان وہی کدورت ہے یان وہی صفائی ہے

ہوا نہ اک پری کا ہے رکھتی ہوا مجھے
زندان سے تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

ہوتا ہے لقمہ میرے دہن کا نصیب غیر
کم بختی نے کیا ہے سفالِ گدا مجھے

ظاہر مین گرچہ کاہ ہون باطن مین کوہ ہون
اپنی طرف نہ کھینچ سکے کہربا مجھے

ہے اتحاد میرے سے تیرے موج و آب کا
اے بحر حسن اپنا سمجھ آشنا مجھے

نازک حباب جو سے بھی میرا مزاج تھا
راس آئی اس چمن کی نہ آب و ہوا مجھے

کافر سے بھی نہ ہو سکے کرتا جو کچھ کہ فعل
بندہ جوان بتون کا بنا تا خدا مجھے

کب سے ہون اشتیاق مین قاتل کے جان بلب
یا دش بخیر بھول گئی ہے قضا مجھے

پیتا ہون مین ہنوز چھپا کر شراب کو
تا حال رند جانتے ہین پارسا مجھے

نازو نیاز کی ہے ترقی وہی ہنوز
صد آفرین ہے یار کہے مرحبا مجھے

دل مثل غنچہ خون نہ کیا مجھ برہنہ نے
کیا لطف تھا جو ملتی پھٹی اک قبا مجھے

دانہ کی طرح رنج ضعیف و قوی سے ہے
ہے کام مور بھی دہن آسیا مجھے

افشان چھڑا کے چہرے سے تم نے دکھا دیا
ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے

صوت حزین نصیب گلوئے بریدہ ہے
آتش حلال کرتی ہے بانگ درا مجھے

گوش گل کو نالۂ مرغ خوش الحان چاہئے
روح کو تن مین خیالِ باغ رضوان چاہئے

چہرۂ محبوب پھیکا ہے جو خال اُس مین نہ ہو
روز محشر تو بھلا سر کو جھکا کر مین چلون

چاہتا ہون اس پری پیکر سے دستاویز وصل
عشق مین اللہ نے ہون ہو گیا دیوانہ مین

دشنہ قصاب سے ہے تیز ہر موئے مژہ
اے جنون دیوانۂ دست حنائی ہون مجھے

کچھ سوا اس کے علاجِ وحشت عاشق نہین
گل چراغ زندگی کرنیکا ہے دل کو خیال

بادشاہ حسن بھی کہتے ہین عاشق پیار سے
کہتے ہین بیمار عشق اُس نونہالِ حُسن سے

دل کو لازم ہے خیالِ چہرۂ پُر نور یار
زلف کا اُس غیرتِ لیلیٰ کے سودا ہو جسے

موسم گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی

تا قفس لیلیٰ کو مجنون سا مدی خوان چاہئے
تا قفس مین بند ہے شوق گلستان چاہئے

خوان نعمت پر مقرر ایک نمکدان چاہئے
تیغ قاتل کا مری گردن پر احسان چاہئے

عہد نامہ پر مگر مُہر سلیمان چاہئے
کعبہ کے نقشہ کا مجھ مجنون کا زندان چاہئے

روز مرّہ تم کو شغل عید قربان چاہئے
پنجۂ مرجان پئے چاک گریبان چاہئے

موت سی زنجیر یا مرقد سا زندان چاہئے
جامہ زیبون کی قبا سے بادِ دامان چاہئے

چین جبین پر آپکی مانندِ سلطان چاہئے
سونگھ لینے کے لئے سیب زنخدان چاہئے

چودھوین کے چاند سا اس گھر مین مہمان چاہئے
بیدِ مجنون کی طرح سے مو پریشان چاہئے

اندنون جامہ سے باہر اپنے انسان چاہئے

اس خرابے کو کیا کیجئے ہو تم زیر و زبر
آشکارا ہو وے آتش گنج پنہان چاہئے

تری ابروئے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے
کھن دو دل مین قرانِ دولت کا فسانہ ہے

جو دیوانہ ہے صحرا مین وہ بھاگے میرے سایہ سے
گریبان پھاڑ کر دیوانہ نے زنجیر کیون پہنی

کبھی کچھ ہے تلون سے کبھی کچھ ہے تلون سے
کہا مجنون نے دنیا سے گذر نا سنکے لیلےٰ کا

کسی اُستاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے
تمامی کی ہے چادر بادلے کا شامیانہ ہے

سوار شیر مین مجنون ہون افعی تازیانہ ہے
کرے کیا عقل دخل اس مین جنون کا کارخانہ ہے

مزاج یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہے
کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

نظر آتی نہین آنکھونکو باریکی کے باعث سے
کمر سے یار کی ہمکو محبت غائبانہ ہے

صفا کا اُس رُخِ زیبا کی ہے حیران آئینہ
لٹک پر گیسوؤن کی پیستا دانت اپنے شانہ ہے

سمندِ حسن کو وہ ترک اُڑادے جتبدر چاہے
مژہ مہمیز ہے گیسوئے مشکین تازیانہ ہے

پھراتا ہے عبث واعظ سر اپنا بک کے رندونسے
تکلف بر طرف یان لااُبالی کارخانہ ہے

سیاہی دور کر دل کی تو پیدا نورِ عرفان ہو
سرافقی کو گیلا جس نے مال اس کا خزانہ ہے

بلند اختر بلند اقبال قصرِ یار کو کہیئے
ہوائے بام رکھتا ہے وہ عالی آستانہ ہے

چمن کی سیر مین لطفِ شکار آنکھونکو اُٹھیگا
ترے تیرِ نگہ کا بلبل اے گلرو نشانہ ہے

گلے مین اپنے باہین ہنستے ہنستے ڈال سکتے ہو
کرم ڈھونڈھے تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہے

وبالِ جان ہوا ہے جسم خاکی ضعفِ پیری سے
قفس سے تنگ بلبل کو خزان مین آشیانہ ہے

نہین معلوم اُن آنکھون نے آنکھون مین ہی کیا کہا
دمِ بیگانگی بھر تل مرے دل سا یگانہ ہے

نہ مطلب کشت سے رکھیے نہ خرمن سے غرض آتش
سمجھ لے اپنے منھ مین مور جو قسمت کا دانہ ہے

اے جنون ہوتے ہین صحرا پر اُتارے شہر سے
فصلِ گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے

خوب روئے حال پر اپنے وطن کا سنکے حال
کوئی غربت مین جو آنکلا ہمارے شہر سے

جان دون گا مین اسیر اے دوستو چپکے رہو
ذکر کیا اُس کا کہ دیوانہ سدھارے شہر سے

موسمِ گل مین رہا زندان مین اور آئی نہ موت
سامنے ہوتی نہین ہے آنکھ سارے شہر سے

جوشِ وحشت مین جو لی زندان سے مینے راہِ دشت
کودکان مجکو خدا حافظ پکارے شہر سے

پائون مین مجنون کے تو طاقت نہین اے کودکو
موسمِ گل کی ہوا تمکو اُبھارے شہر سے

اک نظر للہ ہم کو صورتِ زیبا دکھا
تشنۂ دیدار جاتے ہین تمھارے شہر سے

دشت گردی کی نہین دیوانہ کو کچھ احتیاج
جامہ سے باہر جو ہے باہر ہے سارے شہر سے

چوٹ سی لگتی ہے دل جنگل سے ہوتا ہے اُچاٹ
سنگِ طفلان کرتے ہین مجکو اشارے شہر سے

جوشِ وحشت سے نہین پہونچا مین صحرا تک ہنوز
جانیوالے گور کے پہونچے کنارے شہر سے

موسمِ گل آئی نیت سیرِ دیوانون کی ہو
میوۂ صحرائی پہ ہین منھ پسارے شہر سے

اب تو آزردہ ہے تو لیکن ملے گا ہاتھ پھر
جس گھڑی آتش نکلجاوے گا یار کے شہر سے

دل کو گھر اُس گل کی الفت کا بنایا چاہیے
بوئے یوسف سے یہ پیراہن بسایا چاہیے

نرگس جادو کو اُس گل کی دکھایا چاہیے
سامری کافر کو گوسالہ بنایا چاہیے

روزن دیوار چشموں کو بنایا چاہیے
خانگی معشوق سے آنکھیں لڑایا چاہیے

اُس کے کوچہ کے تصور مین غش آیا ہے مجھے
آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے

وعدۂ دیدار آتا ہے الٹتا ہے نقاب
ٹکٹکی باندھیں یہ آنکھوں کو سجھایا چاہیے

کوچۂ گیسو کے سودے مین فنا ہوتی ہے روح
خانۂ زنجیر مین اے دل در آیا چاہیے

بھولی ہے بلبل خزان کے جور سے لطف بہار
پھر گلستان چند روز اُس کو پڑھایا چاہیے

برہمن کہتے ہین تیرا مصحف رو دیکھکر
کفر سے باز آئیے ایمان لایا چاہیے

گفتگو اللہ نے موسیٰ سے کی ہے اے صنم
ہم کو بھی آواز پردے سے سنایا چاہیے

ساعد زیبا تو ہین الماس کے ترشے ہوے
اک نظر ساق بلورین بھی دکھایا چاہیے

دل کڑھاتی ہے نہایت نرگس بیمار یار
صدقے کر کے مرغ روح اُس پر اُڑایا چاہیے

اک راہ اتحاد اے دل یہ ہے جو ہو سکے
یاد مین اُسکی دو عالم بھول جایا چاہیے

عاشق بیخود کو بوسہ دیجئے مولا مرے
بندۂ مسکین کے اُوپر رحم کھایا چاہیے

آسمان شمس و قمر پر اپنے نازان ہے کمال
تاج زرین کجکلاہون کے دکھایا چاہیے

سیر دریا نشہ کے عالم مین دیکھیگا وہ شوخ
کشتیِ مے گھاٹ پر ساقی لگایا چاہیے

سر پھرا اسیرانہ مین بیدار ہون اے نفخ صور
بے خبر سوتے جو ہون اُنکو جگایا چاہیے

گیسوئے مشکین کی دکھلا کر لٹک کہتا ہے دل
آتش اس افعی کے اُوپر زہر کھایا چاہیے

عاشق ہون نہین نفرت ہے مرے رنگ کو دو سے
پیوند نہین چاک گریبان کو رفو سے

دامن مرے قاتل کا نہ رنگین ہو لہو سے
ہر چند کہ نزدیک ہو رگہائے گلو سے

گلزار جہان پہ نہ پڑی آنکھ ہماری
کوتاہ تھی عمر اپنی حباب لب جو سے

پیشانی بت پر اُسے ملتا ہے برہمن
آتی ہے جو خاک اُڑ کے مری یار کے کو سے

کرتا ہے وہ سفاک خط شوق کے پرزے
مہندی ملی جاتی ہے کبوتر کے لہو سے

مُنھ پھیرتے ہی یار کو صورت بھی گئی بھول
ہم چشم وفا رکھتے تھے اُس آئینہ رو سے

عاشق ہون مگر کرتے ہین معشوق خوشامد
نازک ہے طبیعت مری بیمار کی خو سے

زلفون سے پھنسایا دل نالان کو صنم نے
طوطی کو گرفتار کیا حلقۂ مو سے

دیوانہ شرابی ہون خرابات مغان مین
ہے ننگ سے الفت تو مجھے عشق سبو سے

تھی اُس مین زبس کاکل مشکین کی سیاہی
نیند آ گئی مجکو بغل گور کی بو سے

آ رہتا ہے خود یار بغل مین مری ہر شب
دربان سے نہ جھگڑا نہ خلش پاسگ کو سے

کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب مصحف
زلف سیہ یار پھری رہتی ہے رو سے

ہون نزع کی حالت مین جو مین منتظر یار
رک رک کے مری جان نکلتی ہے گلو سے

عاشق ہون برابر مجھے اندیشۂ جان ہے
بل کھائے ہوئے سانپ سے بھرے ہو کو سے

از بسکہ سمجھتا ہون اُسے دشمن جان مین
ہوتا ہے مجھے مرتبۂ عشق عدو سے

کشتہ ہون مین بیزاریِ جلاد کا آتش
تلوار نہین رنگ پکڑتی ہے لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے
کاسۂ سر کو خم بادہ کا سر پوش کرے

کشتۂ عالم عریانیِ خوبان ہون فلک
ہے سزاوار جو مجکو نہ کفن پوش کرے

گردشِ چشم بتان سے نہ ہو کیونکر دلِ عشق
تھک مسافر کو یقین ہے یہ کہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل
کھینچے خورشید تو گل مجکو در گوش کرے

عاشقون سے ہے اشارہ بھی اُن مژگان کا
نشترون سے ہین بھرے کنج لہو جوش کرے

ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی
نشۂ حسن الٰہی اسے مدہوش کرے

اُس گذرگاہ مین لازم ہے گنہ سے پرہیز
راہرو چاہیے اپنا نہ گران گوش کرے

داغ دل ہو وین چراغون کی طرح سے معدوم
جلوہ فرمائی جو وہ صبح بنا گوش کرے

اس تماشہ کی ہین مشتاق ہماری آنکھین
کبک ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاپوش کرے

دشمن جان بھی تغافل کا نہووے کشتہ — خاطر دوست کسی کو نہ فراموش کرے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا اے زاہد
تجکو غم نوش کرے مجکو قدح نوش کرے

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے — ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے
پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا — زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مری طرح سے مہ و مہر بھی ہین آوارہ — کسی حبیب کی یہ بھی ہین جستجو کرتے
ہمیشہ رنگ زمانہ بدلتا رہتا ہے — سفید رنگ ہین آخر سیاہ مو کرتے
لٹاتے دولت دنیا کو میکدے مین ہم — طلائی ساغر مے نقرئی سبو کرتے
ہمیشہ مین نے گریبان کو چاک چاک کیا — تمام عمر رفوگر رہے رفو کرتے
جو دیکھتے تری زنجیر زلف کا عالم — اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے
بیاض گردن جانان کو صبح کہتے جو ہم — ستارۂ سحری تکمۂ گلو کرتے
یہ کعبہ سے نہین بیوجہ نسبت رخ یار — یہ بے سبب نہین مردے کو قبلہ رو کرتے
سکھاتے نالۂ شبگیر کو در اندازی — غم فراق کا اس چرخ کو عدو کرتے
وہ جان جان نہین آتا تو موت ہی آتی — دل و جگر کو کہان تک بھلا لہو کرتے

نہ پوچھ عالم برگشتہ طالعی آتش
برستی آگ جو باران کی آرزو کرتے

خاک ہونے سے در دلدار نے جا دی مجھے — ہو گئی اقبال آخر میری بربادی مجھے
ایک دن مین منزل ہستی سے جا پہنچا عدم — راہ زن سنتا تھا جس کو ہو گیا ہادی مجھے
کم نصیب ایسا ہون گر ہو خبر کو اذن عام — ہو نہ شادی مرگ ہونیکے سوا شادی مجھے
ترک کرنا جامۂ تن کا ہے یان ترک لباس — روح کی قالب سے آزادی ہے آزادی مجھے
یاد دلوا کر لڑکپن یار کا بسمل کیا — تیغ چوبین بھی ہوئی شمشیر فولادی مجھے
تلخ کامی شہد ہے سودائے زلف یار مین — عشق افعی نے کیا ہے زہر سے عادی مجھے
پا بگل جب فرقۂ آزاد پایا مثل سرو — ہو گئی بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے

روز و شب رہتی ہے مرغان مضامین کی تلاش
فکر سے کرنا پڑا ہے کار صیادی مجھے

کس قدر آدم کو تھی دلبستگی حوا کے ساتھ
حسن عالم گیر سے ہے عشق بنیادی مجھے

یہ عروس فاحشہ آتی نہین دلکو پسند
زال دنیا کی نہین منظور دامادی مجھے

ے ہتو تیغ تغافل سے نہ چھوڑو نیم جان
سامنے اللہ کے بھیجو نہ فریادی مجھے

حسن قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہے
خوبصورت کی پسند آتی ہے جلادی مجھے

ول گذرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی
یاد اس ویرانہ کی آتی ہے آبادی مجھے

مین نے فن شعر اے آتش پڑھایا ہے تجھے
تجکو شاگردی ہے زیبا اور استادی مجھے

مرغ دل کو ہدف ناوک مژگان کرتے
کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

دل پر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کسی ویرانہ مین اس گنج کو پنہان کرتے

کنج تنہائی مین رہتا ہے نہایت دل تنگ
چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہین
مجھپر احسان جو نکرتے تو یہ احسان کرتے

بے وفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم مین
ے تو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

قامت یار کا عالم اسے دکھلاتے ہم
منکر روز قیامت کو پشیمان کرتے

یار سے وعدۂ فردا ہے جو ممکن ہوتا
شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے

موج زن رہتے جو دریا نہ مرے اشکو نکے
سفر آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

اس پری رو نے سنی ایک نہ دیوانون کی
غل رہے خانۂ زنجیر کے مہمان کرتے

دل مین رکھتے ہین محبت جو تری پوشیدہ
حسن یوسف سے ہین روشن وہی زندان کرتے

مرغ دل سیکڑون ہی لٹکے ہوئے پاتا ہون مین
پیچش دام ہین وہ گیسو سے پیچان کرتے

شربت وصل تو ناممکن و ناپیدا ہے
زہر ملتا تو علاج تب ہجران کرتے

دل یوسف سے نہ کیون داغ محبت ہو عزیز
صاحب خانہ ہین کیا خاطر مہمان کرتے

گیسوؤن کو نہ ہوا سے انھین الجھایا تھا
اپنے سودائیون کے دل نہ پریشان کرتے

دم فنا کرتی چمک اپنی دکھا کر آتش
کار الماس وہ الماس سے دندان کرتے

ظاہر ہے یہ اے یار تری کم سخنی سے
لب بند ہوے جاتے ہین شیرین دہنی سے

اخوان کی عداوت سے ہوا شہرہ یوسف
کچھ پیش نہین جاتی ہے قسمت کے دھنی سے

بوسہ سے لب یار کے کھونی ہے تپ غم
یہ آگ بجھانی ہے عقیق یمنی سے

افسانہ سے بدتر ہے جو ہو راز ہویدا
اظہار فقیری نہین بہتر کفنی سے

روتا ہے اِدھر ابر اُدھر ہنس رہی ہے برق
گریہ سے کوئی خوش ہے کوئی خندہ زنی سے

طفلی مین اشارہ تھا یہ اُس چشم سیہ کا
ہم آنکھ لڑاوین سگ غزال ختنی سے

وہ صدمے اُٹھاے ہین تپ عشق سے ہیئے
اندیشہ نہین نزع کی اعضا شکنی سے

گردون سے نہ ہو دولت دنیا کا طلبگار
کب فیض کو پہونچا ہے کوئی مال دنی سے

افسوس کہ فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی
سر پھوڑ کے مر جائیے اس تیشہ زنی سے

اللہ رے مغرور زمین پر نہ رکھا پانون
پھولے نہ سماے کبھی گل پیرہنی سے

کیا چیز ہے اے آہ ترے سامنے گردون
فولادی سپر ٹوٹی ہے برچھی کی انی سے

کرتے ہین عبث یار ملامت مجھے آتش
مجبور ہے یہ خاک کا پتلا شدنی سے

دم شمشیر کی موج نفس مین یان روانی ہے
گلے تک حسرت جلاّد مین لوہے کا پانی ہے

چمن مین جا کے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کو
یہ میرا داغ دل بیداغ لالہ کی نشانی ہے

دل نازک نہین تاب جمال یار لائے گا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے

نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
وہ گل ہون مین جسے شبنم بلاے آسمانی ہے

عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر حورون کا
سُنی مین نے بہت تریا چرتر کی کہانی ہے

خرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اُٹھانی ہے

شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کے
سیہ بختی نے کملی میرے سر پر لاکے تانی ہے

الٰہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
مزار بیکسان پر پھولون کی چادر چڑھانی ہے

نہین یہ بے جہت سوباف چوٹی مین تمامی کا
تجھے ابر سیہ سے اے پری بجلی گرانی ہے

ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبح گاہی کو
در فریاد رس پر چل کے اب دھونی لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

سینہ پر سنگ ملامت جو گران جان روکے
گرز رستم کو یقین ہے کہ وہ انسان روکے

عرصۂ روئے زمین صحن گلستان روکے
چار دیوار چمن سارا یہ میدان روکے

نکہت گل ہون مین کیا مجکو گلستان روکے
بوئے پیراہن یوسف کو نہ زندان روکے

برق رفتار ہون منزل ہے مرے زیر قدم
ابر گھیرے مجھے ہر چند کہ باران روکے

جو خلش آبلون سے ہو نہ ہو صحرا ہی مین ہو
راستے مین نہ مجھے خار مغیلان روکے

حشر کے روز وہ نامرد ہے گردن زدنی
ڈھال پر تیری سر وہی کو جو انسان روکے

کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے

بلبلون کے لئے ہے دام رگ گل کافی
جال پھیلا کے نہ صیاد گلستان روکے

لذت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل
ہاتھ کو اپنے نہ خیرات سے انسان روکے

انگلیان پانچون ترا دست نگارین توڑے
ایک زور باؤس کا اگر پنجۂ مرجان روکے

شوق سے لٹکے کمر پر ہین کچھ کام نہین
سامنا رخ کا نہ وہ زلف پریشان روکے

دوڑ دا آتا ہون جلو مین انھین مین دیوانہ
زعم مین اپنے مجھے لشکر طفلان روکے

غیرت عشق عطا شمع پہ توفیق کرے
اے چکور اڑکے تو راہ مہ تابان روکے

دھجیان کر کے رہ دامن صحراون گا
تنگ مجکو نہ کرے دم نہ گریبان روکے

حافظ اللہ ہے ہم بے سر و سامانون کا
اوس جس کلی سے چھنتی ہے وہ باران روکے

شوق صحرا سے نہین پاؤن زمین پر پڑتے
کس کو ٹھہرائے الجھکے کسے دامان روکے

دل مین اس بت کے الٰہی ہو اگر ایسا
ہر طرف اسکو کرے مجکو جو دربان روکے

چار دن موسم گل مین تو ہون دشت نورد
راہ کھوٹی نہ کرے مجکو نہ زندان روکے

ہنستے ہین گل کی طرح اہل جہان کیا آتش
مثل شبنم گئے اس باغ سے مہمان روکے

پو جنابت کا نماز زاہد سالوس ہے
نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہے

زلف و رُخ سے تیرے وابستہ جو ہی مایوس ہی
چشم حیرت آئینہ تماشہ کف افسوس ہے

قدر نعمت بعد نعمت کے ہو کرتا آدمی
عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہے

زلف کے سودے کو اپنے سر مین جسنے دی جگہ
یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر مین محبوس ہے

یہ صدا دیتی ہے غلغل آنکی ہنگام خرام
خاک مین ملجائے جس کو حسرت پابوس ہے

حسن بے پردہ سے کیا کیا نوجوان ہوتے ہین قتل
شمع بھی شمشیر عریان ہے جو بے فانوس ہے

خوشنما ہے یار کے اندام پر یون پیرہن
روح کو جیسے مزیب جسم کا ملبوس ہے

آہ سرد و اشک گرم و رنگ زرد و درد عشق
دے جو اس معجون کو ترکیب جالینوس ہے

بخشے جاوینگے گنہگار محبت اے صنم
رحمت اللہ سے کافر ہے جو مایوس ہے

دیکھیئے آغاز الفت کا ہو کیا انجام کار
بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہے

باغ مین دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار
کثرت گل سے جو بوٹا ہے دم طاؤس ہے

بادشاہ وقت ہے لیلی کا دیوانہ نہین
غلغلۂ زنجیر مجنون کا صدائے کوس ہے

محو حیرت کر دیا ہے اُس صنم کے حسن نے
یون خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہے

عاشق بیخود کو اندیشۂ ملامت کا نہین
مرد دیوانہ جو ہے بے ننگ و بے ناموس ہے

ہجر کی شب صبح ہو گی وصل کا دن آئیگا
خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے

عاشقون سے اُس پری رخسار کا یہ ہے کلام
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہے

خط نکلنا روئے رنگین پر ہے پیغام خزان
اس گلستان پر قدم اس سبزہ کا منحوس ہے

سر کو تیرے جب سے ہے سودا لئے پابوسی یار
ہاتھ ملتا ہون مین اے آتش کمال افسوس ہے

تصویر کھینچی اُس کے رُخ سرخ فام کی
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی

اللہ رے تکلف ساقی بہار مین
مے کی گلابیان ہین مرصّع کے کام کی

ناساز ہے یہ انجمن دہر کی ہوا
مُطرب نے راہ بھولی ہے اپنے مقام کی

کیا اپنی انجمن مین صبا کو مین راہ دون
کلیون مین بوئے خلوت خاص اسنے عام کی

خط سیہ ہوا رُخ پر نور رشک باغ
صبح بہار سبزۂ نورس نے شام کی

اصلاح لینے آتے ہین رنگین خیال لوگ / خدمت ہے اس چمن مین مجھے انتظام کی

اس پر چلین گے مثل قلم پائے خوشخطان / تربت ہماری تختی ہے مشق خرام کی

سر توڑئے نہ محتسب کا جو اس میکدہ مین آئے / جام آہنی صراحی ہے سنگ رخام کی

بلبل قفس مین عرش کے اوپر دماغ ہے / حالت وہی ہے نکہت گل سے مشام کی

صورت پذیر ہو حرکت بے خبر کی کیا / پتلا بنا سکے نہ منی احتلام کی

حجت ہے بہر مذہب عشق ایک ایک داغ / سینہ مرا کتاب ہے علم کلام کی

اللہ رے پھڑکنا اسیران تازہ کا / صیاد خیر مانگتا ہے اپنے دام کی

نظارہ کرے قلزم حسن و جمال کا / شکل حباب ہے تجھے فرصت قیام کی

استادہ دیکھتا ہون گلستان مین سرو کو / آزادی پر بھی تو نہین بدلی غلام کی

ملتا ہون متصل کف افسوس روز و شب / حسرت ہے میرے ہاتھ کو کس کے سلام کی

مضمون کا چور ہوتا ہے رسوا جہان مین / چکھی خراب کرتی ہے مال حرام کی

آتش کمال مہدی دین کا ہے اشتیاق
آنکھون کو آرزو ہے ظہور امام کی

فرقت کی شب مین گرمی ہے روز قیام کی / مردون کی نیند نالون نے میرے حرام کی

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے / قرآن کا سامنا تھا جو ابجد تمام کی

سرخی پان ہو لعل سی زیب یار پر / پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی

گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند / فکر رسا کمند ہے کعبہ کے بام کی

اچھا نہین ہے صورت عاشق سے بھاگنا / صاحب سمجھ لین خود ہے یہ حرکت غلام کی

بلبل ہوا پھڑک کے تو کیا دے گا خون بہا / خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی

پہونچا دہ عرش پر جو در دل تلک گیا / رفعت ہے آستانہ مین اس گھر کے بام کی

پیش از سوال دون مین نکیرین کا جواب / ہے التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی

باغ جہان مین گل کی قناعت ہے جائے رشک / عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی

غلمان و حور ہین مری خدمت کو خلد مین / پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی

پہنچا ناحق کو چاردہ معصوم کے طفیل
زینہ سے رہنمائی ہوئی مجکو بام کی

بیمار عشق ہون مجھے عیسے جواب دے
کانون کو آرزو ہے اجل کے پیام کی

موئے سیاہ ہوگئے دو روز مین سفید
ثابت تھی پختگی ہمین اس رنگ خام کی

صرف نگین ہے لعل و زمرد بھی روز و شب
حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی

پیدا نہ ہوگا دوسرا مجسا شراب خوار
مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی

بیماری فراق سے ہے تلخ ہو گئی
شیرینی آب کی نمکینی طعام کی

اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہے زرد
دہشت لگی ہوئی ہے اسے انتقام کی

آتش خدا کیواسطے موقوف فکر شعر
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شب فرقت مین یار جانی کی
درد پہلو نے مہربانی کی

منہ دکھاؤ بہت رہی تکرار
ارنی اور لن ترانی کی

جس کو کہتے ہین چودھوین کا چاند
تیری تصویر ہے جوانی کی

کمر یار ہو گئی غائب
سن کے دھوم اپنی ناتوانی کی

صورت حال پہ ہمارے مہر
داغ نے زخم نے نشانی کی

سیر نعمت سے دوجہان کی کیا
دے کے شبنم کو بوند پانی کی

ہوگیا عشق حسن سے ناگاہ
پوچھتے کیا ہو ناگہانی کی

دل برشتہ ہوا جو مثل کباب
مین نے ترکون کی مہمانی کی

لب جان بخش کے قریب وہ خط
شرح ہے متن زندگانی کی

گوش زد ہوتے ہی ہوئی دشمن
نیند تیری مری کہانی کی

کھینچتے اس غزال کی صورت
یہ کڑی بولتی ہے مانی کی

مجکو بٹھلا کے یار سوتا ہے
عاشقی کی کہ پاسبانی کی

رہ گیا شوق منزل مقصود
پائے خفتہ نے سرگرانی کی

مثل شبنم ہون صاف دل قانع
مجکو دریا ہے بوند پانی کی

برق چمکی تو سر فراز کیا | ابر آیا تو مہربانی کی

راحت مرگ کو نہ پوچھ آتش
نہ رہی قدر زندگانی کی

واقف ہوئی خزان نہ ہماری بہار سے | بدلا نہ رنگ نشہ نے اپنے خمار سے
بعدِ فنا وصال ہوا ہم کو یار سے | توڑا طلسم ہجر کو لوح مزار سے
بے روئے یار گل نظر آتے ہین خار سے | صوت ہزار کم نہین صوتِ حمار سے
توڑون وہ گل جو سُرخ ہووئے نگار سے | کاٹون مین سرو کو جو بڑھے قدِ یار سے
سرمہ کا چشم یار کی دل کشتہ ہو گیا | مارا پڑا مین زنگی ابلق سوار سے
چاہے وہ جس طرح سے کرے مرغ دل اسیر | صیاد مطلع ہے کمین شکار سے
افسردہ دل وہ ہون جو مری قبر پر نصب | مانند خشت سنگ تہی ہو شرار سے
اُس بیوفا کے چہرہ سے تشبیہ ہی نہین | بھاگین گے دور شمع و گل اپنے مزار سے
جولان مین ہے سمند یہ کس رشکِ ماہ کا | ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے
خاموش دیکھتا ہون گل و سرو کی بہار | حیرت مین ہون زمانہ کے نقش و نگار سے
عشرت کدہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ | زخمونکی بدھی ملتی ہے پھولونکے ہار سے
کوچہ مین تیرے کشتون کا رہے ہجوم | خالی یہ صید گاہ نہ ہووے شکار سے
اور دن سے پیجے وعدۂ دیدار حشر پر | مرنا نہین قبول ہمین انتظار سے
بعد فنا قبول نہین ذکرِ نیک و بد | مٹ جائے پہلے نام نشان مزار سے
سمجھے تو رنج و راحت بلبل ہے مدعا | اس مطلع دو لخت خزان و بہار سے
خطدار عارضون سے ہون ناقص پسند خوش | رغبت نہین مجھے ثمر داغدار سے
بیہودہ خاک اُڑانے سے کیا حاصل اے صبا | ناوک فگن سوار ہو پیدا غبار سے
ممکن ہوا نہ خون شہیدان کو دسترس | نکلا نہ پائے یار حنا کے حصار سے
کٹتے ہین میری اُس کی محبت سے مدعی | دو دم ہوے جو ایک ہوے ذوالفقار سے
رکھدین برہنہ گور مین اہل جہان مجھے | دینا اگر کفن قبول نہین روزگار سے

نیرنگ روزگار سے آتش عجب نہین
چھلا اتارے دزد حنا دست یار سے

بہار آئی چھلکا ساقی شراب روح پرور سے
صفائے قلب کو حاصل کیا مین نے مقدر سے
نگاہ ناز کا سائل ہون خوبان ستم گر سے
جدائی دل کو پیش آئی ہے کس پاکیزہ گوہر سے
کیا ہے عشق پیدا گردش چشم فسون گر سے
نہ خط لیجائے میرا تا کوئی پھر جان کے ڈر سے
لکھے ہین سیکڑون یک تخت مضمون لب شیرین
کمال عشق و حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل
شگفتہ خاطر افسردہ کئے خارون کے بوسے نے
پھنسایا چاہتا ہے باغبان بلبل کو پھندے مین
صف مژگان کی جنبش نے غبار خط کیا پیدا
کسی دیوار کے سایہ کا عالم یاد آئے گا
خریدار اک نہین اس کا ہزارون اسکے گاہک ہین
ملے گا وہ پری رو مجکو مین دیوانہ ہون جس کا
جفائے حسن کا جس کو گلہ ہے سخت نادان ہے
قفس مین بھی بہار باغ سے حاصل حضوری ہے
خیال سینہ کب آتا ہے دل کو کعبۂ رہ مین
عداوت بے شعورون کی ضرر پہونچا نہین سکتی
خدائے حسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب
پریزادون کے کوچے مین ہوئے ہین گرد آلودہ
ہوس بوسے کی خط پشت لب سے کو کی جاتی ہے

خزان کا غم بھلا دے بادۂ گلگون کے ساغر سے
یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے
قضا کے تیر کا مشتاق ہون ترکون کے لشکر سے
قوی ہے رشتۂ باریک اپنے جسم لاغر سے
یہ کیفیت ہمین حاصل ہوئی ہے دور ساغر سے
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے
گلوئے خامہ کو بھر بھر دیا ہے مین نے شکر سے
صبا دو پھول اڑا لائی تھی اکدن تیرے بستر سے
دل بیمار کو صحت ہوئی معجون عنبر سے
کمر بند ہوائی ہے صبا کی پھولون کی چادر سے
نمود گرد کی بنیاد ہے تحریک لشکر سے
قیامت ہو گئی ہم پر گرمی خورشید محشر سے
دل وحشی مرا بے قدر ہے شکل کبوتر سے
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہے شکر سے
نہین خالی کوئی شمشیر خونریزی کے جوہر سے
چمن کی سیر کر لیتا ہون مین دل کے صنوبر سے
پھرا ہے کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے
ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے
جو اس کو باز سے ہے شوق تو مجکو کبوتر سے
ہمارے پانو کو دھو دین گے آب حوض کوثر سے
کبھی نے شہد کو چھوڑا نہین زنبور کے ڈر سے

قیامت کی دلِ مشتاق پر سیرِ گلستان نے — اُکی بوٹا سا قدِ یار آگیا مجکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہون رو دیا گیا ہون رات بھر آتش
چراغِ گور اگر گل ہوگیا ہے بادِ صرصر سے

وہی جنون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے — تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گورِ غریبان پر — ہوائے تیغِ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تعلق ہے وہی تا حال اُن زلفون کے سودے سے — سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا — وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
رواجِ عشق کے آئین وہی ہین کشورِ دل مین — رہ و رسمِ وفاداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا — وہ اُس کی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
نیاز خادمانہ ہے وہی فضلِ الٰہی سے — بتون کی نازبرداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
فراقِ یار مین جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہون — وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سودائے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا — یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانون سے اپنے — وہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

عارف ہے وہ جو حسن کا جویا جہان مین ہے — باہر نہین ہے یوسف اسی کاروان مین ہے
پیری مین شغلِ مے ہے جوانانہ روز و شب — بوئے بہار آتی ہماری خزان مین ہے
ہوتا ہے گل کے سونگھنے سے دونا گرفتہ دل — مجسا بھی بد دماغ کم اس بوستان مین ہے
پشتِ خمیدہ دیکھ کے ہوتا ہون نعرہ زن — کرتا ہون صرف تیر جو زور اس کمان مین ہے
دکھلا رہی ہے دل کی صفا دو جہان کی سیر — کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکان مین ہے
دیوانہ جو کہ عشق سے ہو آدمی نہین — حسنِ پری کا جلوہ طلسمِ جہان مین ہے
پروانون کی طرح سے ہجومِ قدح کشان — روشن چراغِ بادہ جو مُغ کی دکان مین ہے
اُس دلربا کے کوچہ مین آگے ہوا سے جائے — اتنی تو جان اب بھی تنِ ناتوان مین ہے

دنیا سے کوچ کرتا ہے اک روز ہر رواں
بانگ جرس سے شور یہی کاروان مین ہے

پڑھ سکتا سرنوشت کا مطلب کوئی نہین
معلوم کچھ نہین کہ یہ خط کس زبان مین ہے

آیندہ و روندہ کی چلتی ہین ٹھوکرین
جادہ جو اپنا تھا اُسی خواب گران مین ہے

کشتے ہین ملیح مین بھی تری تیغ ناز کے
بوئے شہید لالہ مین مادہ ارغوان مین ہے

عاشق کے رنگ زرد کو دیکھو تو ہنس پڑو
تاثیر اس مین بھی ہے وہ جو زعفران مین ہے

معدوم وہ کمر ہے نہ موہوم وہ دہن
کہتے ہین شاعر ان کے جو کچھ گمان مین ہے

گل ٹوٹتے ہین ہوتے ہین بلبل اسیر دام
صیاد مستعد مدد باغبان مین ہے

سرکش کی منزلت ہے سبک پیش خاکسار
وہ تمکنت زمین کی کہان آسمان مین ہے

سنبل سے حال گل ہون مین یہ کہتے پوچھتا
کس سلسلہ مین تو ہے یہ کس خاندان مین ہے

دل مین خیال گیسوئے مشکین ہے بد بلا
یہ مرغ روح کے لئے سانپ آشیان مین ہے

حکمت سے ہے یہ خاک کا پتلا بنا ہوا
نور آنکھ مین ہے اسکے تو مغز استخوان مین ہے

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی
ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان مین ہے

طفلی مین بھی شادی متوحش رہی ہم سے
چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے

ہاتھ آنا تعجب نہین اس رشک پری کا
جل جائے تو کیا داغ جنون کم ہے درم سے

وہ گرم رہ بادیہ عشق جنون ہون
جلتا ہے چراغ آج مرے نقش قدم سے

دکھلاتے نہین دانت وہ ہنسکر ہین دکھلاتے
چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے

ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن
زنار کو دوتار ملین زلف صنم سے

ہستی مین مری فکر رسا باندھ کے اکثر
مضمون کمر یار کے لاتی ہے عدم سے

آنکھون کو رہے مد نظر مشتری دل
دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے

کعبہ مین بھی بتخانہ کی شکلون کو نہ بھولا
یاد آگئی ابرو سے مجھے محراب حرم سے

وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہے ہمارا
کہتی ہے صبا آکے سلیمان کی قسم سے

گالی نہین زیبا لب شیرین سے تمہارے
یہ شہد کرو تلخ نہ آمیزش سم سے

میراث سمجھتا ہے جو فردوس برین کو
فرزند وہ آدم کا ہے جو ّا کے شکم سے

اے چرخ نہین بندے ہی بیداد سے نالان
فریادی ہین مردے بھی ترے ظلم و ستم سے

دیوانہ کو اطفال نہ گھیرے رہین کیونکر
خالی کوئی لشکر نہین دیکھا ہے علم سے

ہوتا ہے خط پشت لب یار سے ظاہر
کاتب کوئی بہتر نہین یاقوت رقم سے

جان بخشی بلبل ہو بہار آئے خزان جائے
کانٹا ہوا ہے سوکھ کے گلزار کے غم سے

دیکھا ہے تماشائے جہان آنکھون سے برسون
کیفیت اُٹھائی ہے بہت ساغر جم سے

ایسا بھی کوئی دور ہو گردش سے فلک کی
وہ لوگ زیادہ ہون جو جھک جاتے ہین کم سے

برچھی سے سوا توڑ ہے اُس موئے مژہ مین
ابرو کی کجی تیز ہے تلوار کے خم سے

تا چند کرے گا رقم سوز دل آتش
رکھ ہاتھ نکلتا ہے دھوان مغز قلم سے

قاتل عاشق ہر اک اُس ترک کا انداز ہے
تیغ گویائی خموشی تیر بے آواز ہے

گرم جوشی محبت کا وہی انداز ہے
داغ دل سے ربط ہے سوز جگر سے ساز ہے

خانۂ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے
روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے

مرد میدان وجد کرتے ہین جو سنتے ہین کبھی
نے گلو اپنا ہے نالہ شیر کی آواز ہے

سونگھنا گیسوئے مشکین کا کرے گا دم فنا
کونسا سودا نہین سر کے لئے ناساز ہے

اُڑتی پھرتی ہے ہماری خاک ہمراہ صبا
بے پر و بالی مین بھی اپنی وہی پرواز ہے

بادشاہ وقت ہے دیوانہ تیرا اے پری
نالۂ زنجیر نوبت خانہ کی آواز ہے

صیدگاہ عشق سے مایوس پھر نکلا نہین
عاشق تیر نگہ ہے مرغ دل جانباز ہے

صورت محبوب کو آنکھ نے تو دیکھا نہین
گوش نے البتہ پردے سے سنی آواز ہے

حسن نے خط غلامی لکھ دیا ہے یار کو
گل سے گالون پر نہین یہ سبزہ کا آغاز ہے

اُنگلیان کانون مین دیتے ہین وہ میرے ذکر سے
کاٹتا اپنی زبان کو دانت سے غماز ہے

بے مے گلرنگ فصل گل مین کیفیت نہین
شیشہ کو بچاوے جو تو اسکو تو اے دل راز ہے

لپٹے جاتے ہین ہم اُن سے ہم سے ہین وہ بھاگتے
اس طرف سے بے نیاز اور اُسطرف سے ناز ہے

روے روشن کم ید بیضاے موسی سے نہین ۔ ساعری وقت وہ چشم فسون پرداز ہے
باندھتے ہین شعر مین مضمون چشم و لب شریک ۔ ایک مصرع ہے فسون اپنا تو اک اعجاز ہے
محو رہتا ہون مین یاد حسن عالمگیر مین ۔ ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دمساز ہے
دل کو رکھ دیتے ہین یہ کہکر کمانداروں مین ہم ۔ اس نشانہ کو اڑا دے جو وہ تیر انداز ہے
رمز کی تقریر ہم سے بیش جاننے کی نہین ۔ بات اپنی بھی کنایہ ہے جو اے طناز ہے
ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین ۔ صیدگاہ عشق مین قحط شکار انداز ہے
مرغ دل عاشق کا چشم یار سے بچتا نہین ۔ تیز پر شاہین سے بھی اُس کی نگہ کا باز ہے
فصل گل ہے شیشہ و پیمانہ کا ہے دور دور ۔ خانقاہین بند ہین میخانہ کا در باز ہے

لعل سے لب دُر سے دندان کے ہے مضمون باندھتا
مرد شاعر تو نہین آتش مرصع ساز ہے

خرمن عمر جلے تیرے لب خندان سے ۔ برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
زلف سے چھوٹکے نگہ الجھی رُخ جانان سے ۔ لیگئی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے
الحذر گردش چشم سیہ جانان سے ۔ درہم اک خلق ہے برہم زدن مژگان سے
روز مولود سے ہے اصل حقیقت کا خیال ۔ بوے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے ۔ تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
عالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے ۔ سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور عوض ۔ انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
وحشت آباد جہان مین نہ کر آرام طلب ۔ کب مسافر کو ملا چین وہ ویران سے
زمہریر اور جہنم ہے مجھے سب محبوب ۔ استراحت ہے زمستان سے نہ تابستان سے
صحبت یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہے ۔ داغ ہوتا ہے مجھے لالۂ نافرمان سے
آخر کار جہان سے ہوا گر آگاہ ہی ۔ صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل ۔ ایک تہ خانہ کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ ۔ ہاتھ آتا ہے کفن دزد کو کیا عریان سے

بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش
یار تک نامہ پہونچ جائے کسی عنوان سے

خام کو شادی ہے غم پختہ کو ہے احسان سے
کشت کو نفع ہے خرمن کو ضرر باران سے

کرم حق سے ہوں ایمن ستم دوران سے
پارے کا ڈر نہیں رہتا اثر باران سے

آستین ہوں وہ کہ مربوط گریبان سے نہیں
وہ گریبان ہوں جسے قرب نہیں داماں سے

تیغ قاتل سے اڑا یوں سر شوریدہ مرا
جس طرح سے حرکت گوے کو ہو چوگان سے

خط نو رس نے جگہ کی رخ رشک گل پہ
آشنا سبزۂ بیگانہ ہوا بستان سے

عشق آنکھوں کو ترازو کے بنائے پلے
حسن انصاف طلب ہوے اگر میزان سے

آسمان سے ہے توقع کسے سرسبزی کی
ہوں وہ افتادہ زمین جو نہ اٹھے دہقان سے

رنج دنیا مین زیادہ ہے تو راحت کم ہے
وصل کا روز ہے کوتاہ شب ہجران سے

سجدہ آدم کو فرشتون نے کیا خوب کیا
قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہے انسان سے

شمع کافوری کی حاجت نہین کچھ مدفن پہ
دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے

نالہ کش جب سے ترے حسن کو مطلوب ہوے
عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے

بخت خفتہ کو جگا کر اسے نوکر رکھون
خواب کا روکنا ممکن ہو اگر دربان سے

کون سا لطف ترے روئے کتابی مین نہین
رطب و یابس کوئی باہر نہین ہے قرآن سے

شیر ہم اور نیستان ہے حصیر اے آتش
سلسلہ فقر کا اپنے ہے سہ مردان سے

کام آخر نہ ہوا اپنا صف مژگان سے
حسرت تیر لئے جاتے ہین ترکستان سے

وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے
یہین ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے

حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اسکو
الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے

زخم دندان سے تری تیغ کے کچھ فرق نہین
عشق بلبل کا سبب ہے گل خندان سے

آہنین زنجیرین ہین مین روح ہون یہ قالب ہے
ملک الموت چھڑا دے گا مجھے زندان سے

کعبۂ و دیر مین نا فہمی سے پھرتا ہے خراب
دور سمجھا ہے جسے ہے وہ قریب انسان سے

قسمت مرغ گرفتار کی اللہ رے بدی
دام کو دانہ کا محتاج کیا دہقان سے

بسکہ رکھتا ہے اُسے دوش پہ لے قاتل تو
مثل گردن ہے تری تیغ خم اس احسان سے

طرفہ گرمی مرے محبوب قباپوش نے کی
شمع کشتہ کو فروزندہ کیا داماں سے

سائل صبر و سکونت ہوں خدا سے شب و روز
منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطان سے

آتش و دود کا عالم نظر آیا ہے یار
خفقان مجکو ہوا لالہ و نافرمان سے

خشمگین آنکھ دکھائی جسے وہ قتل ہوا
برچھیاں چل گئین اے ترک تری مژگاں سے

باغ مین زلف و خط یار سے یاد آجاتا
کبھی سنبل سے الجھتا ہون کبھی ریحان سے

گردش بخت ہے یا گردش پرکار آتش
پاؤن اُٹھتا نہین اس دائرہ دوران سے

ساغر صاف مے حب علی مشرب ہے
مرد مومن ہون مین اثنا عشری مذہب ہے

حسن انسان سے ہر اک شعر مین یان مطلب ہے
روح معنی ہے جو ہے بیت مری قالب ہے

سرو اولی ہے مری آنکھون مین گل انسب ہے
جو کہ ہے خوب ہے اللہ کا عالم سب ہے

ابلق یار کا پھرتا ہے خیال آنکھون مین
روز نقرہ جو ہمارا ہے تو مشکی شب ہے

تو امیر اے بت سرکش تو یہ عاجز ہے فقیر
حسن جاگیر تری عشق مرا منصب ہے

مرد میدان کی حرارت ہے شجاعت کی دلیل
دائمی شیر نیستان کے لئے ایک تب ہے

کنج تنہائی مین آگے خفقان ہوتا تھا
اپنی پرچھائین کی صورت سے بھی نفرت اب ہے

وصل کی شب بھی وہ کافر نہین عریان ہوتا
مثل گل پیرہن یار بلکہ قالب ہے

عشق نے حسن کا دیوانہ کیا ہے مجکو
زلف زنجیر ہے زندان مجھے کنج لب ہے

ایک سے ایک کو پاتا ہون مین یان بالا دست
زیر لب ہے جو ذقن زیر ذقن غبغب ہے

حکمت حسن ہویدا ہے رخ دلبر سے
چاہ نخشب ہے ذقن چہرہ مہ نخشب ہے

ترک خونخوار ہے یار اور مین مسکین شاعر
تیغ مقصود اسے جوہر سے مجھے مطلب ہے

جلوۂ یار سے یان سینہ ہوا ہے روشن
مین وہ ذرہ ہون کہ خورشید مرا کوکب ہے

عشق کامل ہے سبب حسن سے یکرنگی کا
شمع و پروانہ کا جل جانے مین اک مذہب ہے

موذیونکا بھی ہے یہ خاک کا پتلا موذی
زیرِ پاپوش سرِ مار و سرِ عقرب ہے

شہسوارون کو گراتا ہے یہ پشتِ زین سے
کس قدر ابلقِ ایام برا مرکب ہے

حیف ہے سوزشِ دل کا نہوا شکوے سے علاج
بیشتر ورنہ پسینے سے اُترتی تب ہے

دوست ہو جائے جو دشمن مرے اشعار سُنے
مدعا مہر و محبت سے وفا مطلب ہے

مرضِ عشق سے اک خلقِ خدا ہے رنجور
جلوۂ حُسن جہان سوز بھی فصلی تب ہے

کونسی شے ہے زمانہ مین نہین جو اسمین
سیر کر دل ہی مین دنیا کا تماشہ سب ہے

حشر پہ وعدۂ دیدار نہ کر عاشق سے
کس کو معلوم ہے فردائے قیامت کب ہے

جسم کو جانتے ہین صنعتِ دستِ قدرت
روح کو ہم یہ سمجھتے ہین کہ امرِ رب ہے

مدوئے الو سے مقدم ہے تری زلفِ سیاہ
عید کے روز سے اوّل رمضان کی شب ہے

مجکو لغزش نہ ہو ہر چند زمانہ ہل جائے
قطب تارہ جسے کہتے ہین مرا کوکب ہے

روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہون
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہون مرا قالب ہے

زورِ قوت سے ڈراتا ہے یہ کسکو آتش
مین بھی شمشیرِ علی ہون جو عدو مرحب ہے

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
اُسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے

تیغ بے آب ہے نے بازوئے قاتل کمزور
کچھ گران جانی ہے کچھ موت نے فرصت دی ہے

اس قدر کس لئے یہ جنگ و جدل اے گردون
نہ نشان مجکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب و روز آتین
کاکلِ یار کے سودے نے اذیت دی ہے

کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتی ایسا
خاکساری نہین دی ہے مجھے دولت دی ہے

آہ کا اپنے فتیلہ نہین کس رات جلا
عملِ حُب کی بہت ہم نے بھی دعوت دی ہے

جسم کو زیر زمین بھی وہی پہونچا دے گا
رُوح کو جس نے فلک سیر کی طاقت دی ہے

فرقتِ یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے

یادِ محبوب فراموش نہووے اے دل
حُسنِ نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے

گوش پیدا کئے سننے کو ترا ذکرِ جمال
دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہے

لطف دل بستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
دو جہان سے اس اسیری نے فراغت دی ہے

کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش
زلف خوبان سی رسا فکر طبیعت دی ہے

نفس شقی بھی روح کے ہمراہ تن مین ہے
یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن مین ہے

جنت جو ایک حور کے شیرین دہن مین ہے
شہد بہشت کا مزا اپنے سخن مین ہے

دیوانہ تیرے دونون ہوے اے بہار حسن
زندہ نہ پیرہن مین نہ مردہ کفن مین ہے

عاشق کو زہر دیجیے صاحب نہ پیس کر
الماس ہے جو دانت تمھارے دہن مین ہے

کیا طفل اشک کو مری رسوائی کا ہو پاس
نو وارد ان گنبد چرخ کہن مین ہے

سونگھے سے زلف یار کے سودا کیا عجب
عنبر مین ہے یہ بو نہ تو مشک ختن مین ہے

سرمہ لگا کے آنکھ وہ دکھلائین تو کہان
خوش چشمی کی یہ شاخ لگی جو ہرن مین ہے

خالی زمانہ کو نہ سمجھ حسن و عشق سے
پروانہ اور شمع ہنوز انجمن مین ہے

زلفین ہٹائیے رخ روشن سے مہربان
اختر شناس کہتے ہین سورج گہن مین ہے

دکھلائے گا بہار کو حسن اپنا باغبان
آئینہ آب جو کا لگا یا چمن مین ہے

دھوکا نہ دے سکے گی سبھے رنگ یار کا
سرخی نہین سفیدی اگر یاسمن مین ہے

حسن و جمال کا ترے شہرہ ہے دور دور
آب حیات حسرت چاہ ذقن مین ہے

ابرو ہر اک صنم کا ہے رشک ہلال عید
خوش وقتی ہے تو بت کدہ برہمن مین ہے

فرقت مین دل جلاتا ہے شوق وصال یار
اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن مین ہے

تازہ ہو داغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے
اس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہے

تیغی نہین چلوائی مرے نامہ نے کس پر
پرواز کبوتر ہو جو عنقا ہے تو یہ ہے

تجھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہے

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے
غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہی تو یہ ہے

اے نور نظر معجزہ حسن سے تیرے
اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہے تو یہ ہے

محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ رہے یار
عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہے تو یہ ہے

بینا ہوں جو آنکھیں تو رخ یار کو دیکھیں
نظارہ کے قابل جو تماشہ ہے تو یہ ہے

مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
لا حل جو مضمون میں معما ہے تو یہ ہے

کہہ یاد صنم دل میں ہے کہہ یاد الٰہی
کعبہ ہے تو یہ ہے جو کلیسا ہے تو یہ ہے

معشوق نہ مے و خانۂ خالی و شب ماہ
عاشق کے لئے حاصل دنیا ہے تو یہ ہے

دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے
سرکار جنون کا جو سراپا ہے تو یہ ہے

دل کے لئے ہے عشق تو داغ عشق کی خاطر
مے ہے تو یہ ہے اور جو مینا ہے تو یہ ہے

دیوانۂ قدر کے کبھی نالون کو تو سنیئے
ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہے تو یہ ہے

ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش
حجت کی جو شاعر کے لئے جا ہے تو یہ ہے

ایذا میں رنج ہے تن خانہ خراب سے
پائے سمند الجھا ہوا ہے رکاب سے

بیخود ہے یار دولت حسن شباب سے
ہیچ ہے زیادہ نشۂ زر ہے شراب سے

افشان روئے یار وقوع محال ہے
ممکن وصال ذرہ نہ تھا آفتاب سے

جاتا ہے جو تو گور غریبان کی سیر کو
مردے نجات پاتے ہین اپنے عذاب سے

مضمون لب خیال رخ یار مین ملا
پیدا کیا ہے ہم نے یہ لعل آفتاب سے

نازک خیال اب بھی ہین موجود اے فلک
خالی رہا نہین کبھی دریا حباب سے

کھاتا نہین ہون اسکو مین کھاتا ہون اپنا گوشت
دل لوٹتا ہے گریۂ چشم کباب سے

برسائین گی ہماری بھی آنکھین لہو کا مینھ
بجلی گرائیے نہ نگاہ عتاب سے

سیر درون سے کنہ حقیقت کھلی مجھے
باہر نہین کتاب کا مطلب کتاب سے

بیدار بخت ایسا مین دیوانہ ہون جسے
پریان اٹھا کے لیگئین مین فرش خواب سے

اس سے ہرے درخت ہون اس سے شگفتہ گل
رتبہ مین اپنی خاک برابر ہے آب سے

قاتل لہو کو دیکھ کے غش آئے گا تجھے
تلوار کھینچ منہ کو چھپا لے نقاب سے

کیا سرخ کر دیا مرے قاتل کا پیرہن
کچھ کم نہین ہے خون شہیدان شہاب سے

نیرنگ حسن یار کا دلمین خیال ہے / شیشہ بھرا ہے ہم نے شفق گون شراب سے

نافہمی اپنی کرتی ہے انسان کو ذلیل / مطعون خلق صوفی ہے حال خراب سے

آتش وہ گنج حسن ملے تجکو چاہیے / ظاہر یہ ہوتا ہے ترے حال خراب سے

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے / یوسف چھپائے رکھتا تھا منھ کو نقاب سے

اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے / طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے

یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہے / اُس کو چھپایا اس کو نکالا نقاب سے

حیرت کی جا ہے خط رخ آتشین یار / نکلا ہے سبزہ بغل آفتاب سے

اے شہسوار پاؤن کا تیرے خیال ہے / آنکھون نے حلقہ دام لئے ہین رکاب سے

اُس بحر مین کھلاتی ہے غوطے مجھے قضا / ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے

سجدہ ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو / چکر مین چرخ ہے قدح آفتاب سے

یاد آگیا ہے بوسۂ چشم سیاہ یار / وحشت ہوئی ہے مجکو ہرن کے کباب سے

گلھائے زخم کے لئے خوشبو ضرور ہے / اے ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے

دیوانے روز حشر کو پوچھے نہ جائین گے / خارج ہے سرنوشت ہماری حساب سے

گریہ سے اپنے اُس گل خندان کو آیا رحم / تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے

ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع / شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے

کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہمن / تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے

عمر دو روزہ ہو گئی اک حال پر بسر / خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے

باتون مین بند ہو گیا غماز پوچ گو / ٹیڑھے سوال رد ہوے سیدھے جواب سے

روتا ہے وہ تو ہنستی ہے یہ اُس کے حال پر / نفرت ہے مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو حق نے قتل کیا اُس نے اسلئے / ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

کوئی اچھا نہین ہوتا ہے بری چالون سے / لب بام آکے کھڑے ہو نہ کھلے بالون سے

روز و شب کس لئے رہتا ہون الٰہی بیتاب
نہ تو گورون سے محبت نہ مجھے کالون سے

جوشِ وحشت مین جو جنگل کی طرف جا نکلا
تپ چڑھی شیر نیستان کو مرے نالون سے

کوئی کچھ عشق کا کرتا ہے بیان کوئی کچھ
تنگ آیا ہون مین اس قضیہ کے دلالون سے

پیشتر صبح شبِ وصل سے ہم گذرین گے
زور ادبار چلے گا نہ خوش اقبالون سے

مست ہاتھی ہے تری چشم سیہ مست اے یار
صف مژگان اُسے گھیرے ہوے ہے بھالون سے

روئے خوبان سے ملے گا ہمین بوسہ کہ نہین
حال ان شگلون کا کچھ پوچھئے رمالون سے

عارضی حسن سے نفرت یہ ہوئی ہے دل کو
رتبہ زلفون کو نہین مکڑیون کے جالون سے

خط شبگون نے نکل کر عبث اندھیر کیا
کافرستان تو وہ رُخ آگے ہی تھا خالون سے

دو جہان حشر کے دن ہووین گے باہم موجود
شغل ہون گے اِدھر والے اُدھر والون سے

دل حسینون کے تصور سے بنا یا خالی
آئینہ خانون مین کثرت رہی تمثالون سے

کچھ تو ہلکا کرین خار رہ صحرائے جنون
بوجھ لشکر کا ہوئے ہین کف پا چھالون سے

اُن کے بوسون کی تمنا ہے لبون کو آتش
آئینہ کسب صفا کرتے ہین جن گالون سے

اُتار اُتار رہا ساقی جو شیشہ طاق سے ہے
لبون پہ آئی مری جان اشتیاق سے ہے

جواب دون ترے نالہ کا کیا مین اے بلبل
کراہنا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہے

نہ سوؤ ساتھ مرے رکھکے درمیان شمشیر
یہ اتفاق بھی کچھ کم نہین نفاق سے ہے

مقام شکر ہے ایذا جو درد عشق سے ہو
غنیمت اُس کو سمجھ حسن اتفاق سے ہے

ہمارے دل کو جلاتا ہے شمع کا جلنا
مشابہت بہت اسکو کسیکی ساق سے ہے

یہ وہ بلا نہین بیجان کے لئے جو ٹلے
یقین صبح کا کس کو شب فراق سے ہے

جمال چہرہ خورشید بھی ہے کیا نعمت
کہ درون ذرہ ہوا اسیر اطباق سے ہے

نظارہ کے لئے ہے قحط حسن تو خیر ان
کمال تنگ دل اپنا اس کہن رواق سے ہے

نہ بیٹھ پھول کے تو شاخ گل پہ اے بلبل
خرابی خس و آتش کے اتفاق سے ہے

خدا کے واسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے

خواہان ترے ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہونا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

کنگھی تری زلفونکی ہمین پر تھی مقرر
آئینہ دکھانے تجھے ہر بار ہمین تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصہ مین ہمارے
تو کان ملاحت تھا خریدار ہمین تھے

سودازدہ زلفون کا نہ تھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے

تو اور ہم اے دوست تھے یکجان و دو قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے

بے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے
دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے

اک جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے

جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش مین تجکو
مجبور سے رہ جاتے تھے مختار ہمین تھے

ہم سا نہ کوئی چاہنے والا تھا تمھارا
مرتے تھے ہمین جان سے بیزار ہمین تھے

بدنام محبت نے تری ہم کو کیا تھا
رسوائے سر کوچہ و بازار ہمین تھے

دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے

بھڑکانے سے آتش کو جلانے لگے یا تو
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

گنگ ا پائے لب یار سے گویا ہووے
آنکھین تلوؤن سے ملے کور تو بینا ہووے

حبذا یار کا درباب سعادت کہئے
زہے دیوار رہا سایہ سے پیدا ہووے

چھپ سکی باد سحر سے نہ تری زلف کی بو
مشک کا چور یقین ہے یہ کہ رسوا ہووے

یار نے پردہ کیا ہم سے بہت خوب کیا
حسن ہے وہ بھی کوئی جو کہ تماشہ ہووے

اس بیابان مین پیادہ مجھے لائی ہے قضا
شہسوارون کی جہان گرد نہ پیدا ہووے

ناف پر تیری ہو کیونکر نہ نگاہون کا ہجوم
ہالہ بے ماہ جو ہو جاوے تماشا ہووے

دل نہین داغ ہے جسمین نہین کیفیت عشق
جسم بے روح ہے بے بادہ جو مینا ہووے

آبرو جاتی ہے اگر معرکۂ الفت مین
کود پڑا اسمین کنوان ہووے کہ دریا ہووے

روز و شب چرخ ہنڈولہ کی طرح پھرتا ہے
کس طرح سے نہ زمانہ تہ و بالا ہووے

حشر کا روز گذر جائے ملے حور و بہشت
وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشۂ فردا ہووے

نفرت آنے مین جو کی تھی عوض اُس کا یہ سمجھ
روح کو جسم کے چھٹنے مین جو ایذا ہووے

میری تکبیر کی آواز جو راہب سن پائے
درد سر نالۂ ناقوس کلیسا ہووے

روشنی سے مجھے اس کی یہ یقین ہوتا ہے
پنج شاخہ ترے در کا ید بیضا ہووے

دل کو خوش رکھتی ہے نافہمی کم عمر آتش
کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا ہووے

سر کاٹ کے کر دیجئے قاتل کے حوالے
ہمت مری کہتی ہے کہ احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوز درون سے ہے اک اخگر
جلاد کی تلوار مین پڑ جائین گے چھالے

یون دیتے ہین وہ عاشق بے صبر کو بوسہ
جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے

شمشیر بھی اے ترک نہین تیغ یہ تیری
سیفی ہے مرے سر کی بلا کو جو یہ ٹالے

نادان نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے
یوسف کی طرح تمکو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر مین رکھے
انداز رخ و زلف زمانہ سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شرر سے ہین سوا تنگ
چھوٹے تو ادھر پھر کے نہین دیکھنے والے

سالک کو بھی جادہ سے آواز ہے آتی
پامال جو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

کچھ اور لب یار کی تعریف کرون کیا
وہ لعل کہ دیکھے سے پڑین جان کے لالے

گرد رخ زیبا ہین کیونکر نہ وہ زلفین
دو سانپ حفاظت کو ہین اک گنج کے پالے

صیاد چمن ہی مین کرے مرغ چمن ذبح
لبریز لہو سے بھی درختون کے ہون تھالے

پیغام اجل ہوتے ہین اس عشق کے صدمے
پالا نفس سرد سے اللہ نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہین ہم اُس دوست کو بدتر
مشتاق کو منہ اپنا دکھا کر جو چھپا لے

مضمون ہے تو شمع رخ یار کا آتش
شاعر ہے اسے فکر کے سانچے مین جو ڈھالے

آبلے پاؤن کے کیا تو نے ہمارے توڑے
خار صحرائے جنون عرش کے تارے توڑے

ذوقِ دل زخم مین نہ جا بوسون سے باقی رکھی
ثمرِ گل چمنِ حسن کے سارے توڑے

سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا
پہنی پازیب انھون نے جو اتارے توڑے

مست مجھ سا بھی کوئی نشہ کا ہوگا نہ حریص
پی کے جام کے دانتون سے کنارے توڑے

شربتِ وصل ہے تنقیہ کی خاطر موجود
تپ ہجر آکے بدن کو نہ ہمارے توڑے

ختم دزدیدہ نگہ پر ہے تری طراری
دل نہین توڑے اچکے نے پٹارے توڑے

آگیا وہ بتِ بیمہر نظر جب ہم کو
بوسہ لیکر لب شیرین کے چھوارے توڑے

عشق بے درد سے کرنیکو کہا تھا کس نے
سر کو ٹکرا کے نہ دل درد کے مارے توڑے

کنج عزلت مین بٹھایا ہے خدا نے آتش
اب جو تم یان سے ہلے پاؤن تمھارے توڑے

پاتا ہون مہر و مہ کو ہی عدل و داد سے
خالی یہ کعبتین سے نقش مراد سے

سودا ہے سر کو زلفِ گرہ گیر یار کا
دل بستگی ہے کافرِ خوش اعتقاد سے

بندہ نہ چھوڑے گی نگہ خشمگین یار
نیکی کی چشم داشت نہین بد نہاد سے

پار اترین خاک بحرِ محبت کی کشتیان
طوفان نوح رہتا ہے باد مراد سے

شہرہ تمھارے حسن کا پہونچا ہے دور دور
مکتوب شوق آتے ہین کس کس بلاد سے

زور آوری پہ اپنے نہ سرکش کرین غرور
عاجز نہین خدا کا غضب قوم عاد سے

مر کر ملائی سرکشی نفس خاک مین
کی جان کھو کے ہم نے فراغت جہاد سے

عاشق کے حال سے نہین معشوق بیخبر
بندہ کو بھولتا نہین اللہ یاد سے

دیوانہ ہو نہ دیکھ کے دل حسن عارضی
اچھا نہین ہے سابقہ بے اعتماد سے

اللہ سے مراد دلی کا ہون ملتجی
سائل ہون مین فقیر کریم و جواد سے

جو کچھ کہ ہون نہین خوب اُسے جانتا ہی دوست
دشمن ہزار بد کہے میرے عناد سے

بے درد درد مند کا احوال کھل گیا
بیمار تندرست سے ناشاد شاد سے

ہنگامہ حسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم
فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے

مالوف یار مجھسے ہین شیدا اے یار ہون — مشتاق ہم وگر ہین دو دل اتحاد سے
خون جگر سے پرورش شعر ہم نے کی — فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اسے ابن زیاد سے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے — زمین یان کی چہارم آسمان ہے
خدا پنہان ہے عالم آشکارا — نہان ہے گنج ویرانہ عیان ہے
دل روشن ہے روشن گر کی منزل — یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے
تکلف سے بری ہے حسن ذاتی — قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے
پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا — ہمیشہ اپنی آہونکا دھوان ہے
برنگ بو ہون گلشن مین مین بلبل — بغل غنچہ کی میرا آشیان ہے
شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ — قناعت بھی بہار بے خزان ہے
چمن کی سیر پر ہوتا ہے جھگڑا — کمر میری ہے دست باغبان ہے
بہت آتا ہے یاد اے صبر مسکین — خدا خوش رکھے تجکو تو جہان ہے
الہی ایک دل کس کس کو دون مین — ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہے
یقین ہوتا ہے خوشبوئی سے اسکے — کسی گلرو کا غنچہ عطردان ہے
وطن مین اپنے اہل شوق کی طرح — سفر مین روز و شب ریگ روان ہے
سحر ہووے کہین شبنم کرے کوچ — گل و بلبل کے دریا درمیان ہے
سعادت مند قسمت پر ہین شاکر — ہما کو مغز بادام استخوان ہے
دل بیتاب جو اس مین گرے ہین — ذقن جانان کا پارہ کا کنوان ہے
جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان — مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے
نہ کہہ رندونکو عسرت سخت واعظ — درشت اہل جہنم کی زبان ہے

قد محبوب کو شاعر کہین سرو
قیامت کا یہ اے آتش نشان ہے

آتش نالۂ بلبل سے دھوان ہوتا ہے — سیر گلزار سے مجکو خفقان ہوتا ہے

سروے گل کو رخ رنگین سے ترے کیا نسبت — قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہان ہوتا ہے

ظاہر بازی ایام ہے باطن سے خلاف — دانہ ہوتا ہے عیان دام نہان ہوتا ہے

وعدۂ شب نہ کر اے مہر لقا جھوٹ نہ بول — جلوہ گر رات کو خورشید کہان ہوتا ہے

باتین کرتا ہون نگاہون مین پریزادون سے — دیدۂ شوق سے یان کار زبان ہوتا ہے

ابروئے یار سے قوت ہے مژہ کو ساری — تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہے

فرش گل پر وہ نزاکت سے نہین سو سکتے — تن نازک مین رگ گل کا نشان ہوتا ہے

حسن کو داغ لگاوے گی یہ سیر گلزار — آپ پر حور بہشتی کا گمان ہوتا ہے

صورت کعبہ دکھاتے ہین جو طاق ابرو — چاہ زمزم وہ زنخدان کا کنوان ہوتا ہے

حسرت انجام جہان گذران ہے غافل — صحن رہتا نہین گلزار خزان ہوتا ہے

جذبۂ دل سے الٹتا ہے نقاب رخ یار — پردۂ غیب کا احوال عیان ہوتا ہے

چشم تر عالم نیرنگ دکھاتی ہے مجھے — برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے

زیر دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے میرے — سایہ سرپر سے دبے پانون روان ہوتا ہے

جائے نامرد نہین بزم مین اپنے آتش
مصرع تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

خدا محفوظ رکھے دل کو اس افعی کاکل سے — نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے

شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر — چمن سرسبز ہے باران رحمت کے تفضل سے

اگر نام آوری مقصود ہے نیکون سے صحبت رکھ — ہوا ہے شہرۂ آفاق لفظ طیب سنبل سے

پری لاتی ہے صندل گھسکے مجھ دیوانے کی خاطر — جو سر مین درد ہوتا ہے کبھی زنجیر کے غل سے

اٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی — بنے گرداب دور دامن اشکون کے تسلسل سے

چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے — طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے

خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا — یقین ہے دولت کونین حاصل ہو توکل سے

ضرر پہونچاتی ہے معشوق کو بیتابی عاشق — پھٹے ہین پردہ ہائے گوش گل فریاد بلبل سے

اثر پیدا کیا گردش نے اس کے دور ساغر کا
تری آنکھوں نے کیفیت اٹھائی ساغر مل سے

منغص کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے
دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے

شب مہ مین جو دریا کے کنارے جا کے روتا ہون
گذر جاتی ہے کشتی بار کر ٹھوکر سر پل سے

قیامت مین بھی کوئی حال کو انکے نہ پوچھے گا
کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے

نہایت مشت خاک آتش بیکس کو حسرت ہے
کسی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل سے

بالائے بام خانہ وہ عالی جناب ہے
منزل سے اپنی جلوہ نما آفتاب ہے

دیکھے جو بے نقاب تجھے کس کو تاب ہے
خورشید تیرے آگے گل آفتاب ہے

فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے
قاضی و محتسب کا کلیجہ کباب ہے

زیر زمین بھی چین کی صورت نہین کوئی
آسودگان خاک کی مٹی خراب ہے

بیدار آج ہووے تو فردائے حشر کو
خواب اپنے بخت کا نہین مردہ کا خواب ہے

فصل بہار آکے خزان بار ہا ہوئی
انگور مین ہنوز ہمارے شراب ہے

دیوانگان عشق گرفتار حال ہین
تو اے پری اسیر طلسم حجاب ہے

تصویر یار دیکھی ہے فردائے حشر کو
اتنا تو ہم کہین گے دہن لاجواب ہے

شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا
دیوان روزگار کا تو انتخاب ہے

دوزخ بہشت ہو اگر اس کو نہ چھوڑیے
سرپاٹ اپنے دامن تر کا سحاب ہے

بہلائیے شراب سے دل کو کوئی گھڑی
لہرا رہا ہے سبزہ روان جوئے آب ہے

دریا مین ایک روز نہانے گیا تھا یار
اس دن سے اب تک آنکھوں مین جان حباب ہے

چندے مین پاک صحبت طاہر سے ہو نجس
سرکہ نمک سے چار گھڑی مین شراب ہے

بیداری سے زیادہ تڑپتا ہون خواب مین
آسودگی مین برق کا یان اضطراب ہے

خاطر نہ اس کی توڑیے جام شراب سے
مہمان چندروزہ یہ عہد شباب ہے

غافل پر آشکار ہو صورت سے حال دل
چین جبین مرد دلیل عتاب ہے

ساقی ملے گا باغ مین دیکھا ہے خواب مین
جنت ہے دست حور مین جام شراب ہے

ڈور اکھینچا ہے کون سے قاتل کی تیغ پر
گردن میں کچھ رگوں کو بہت پیچ و تاب ہے

ٹلتے نہیں ہیں سامنے سے اشک ایک دم
آتش ہمارا تشنۂ دیدار آب ہے

تنگ دنیا کی خرابی میں ہوں نازک خو سے
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کوکو سے

ماہ نو دیکھ کے دیکھا کئے ہم صورت یار
ہر مہینے میں ہوا عید کا چاند ابرو سے

سیر گلشن میں ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے

شمع بیدود یہ آئینۂ بے زنگ ہے وہ
کم نہیں خوبی میں کچھ ساق صنم زانو سے

حسن کافر کو کیا ہم نے مطیع الاسلام
بوسۂ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے

غسل کرلے ہیں دریا میں نہانے کو نہ جا
مچھلیاں لپٹیں گی اے یار ترے بازو سے

لب جاں بخش سے ہے چشم فسوں گر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہووے جو مرے جادو سے

جسقدر ہووے دراز اسکو صنم ہونے دے
سنبل باغ کو بڑھ چلنے نہ دے گیسو سے

نہیں معلوم ان آنکھوں کا ارادہ کیا ہے
کچھ اشارت میں تو مژگاں نے کہا ابرو سے

زخم خنداں ہے بعینہ گل خنداں ہر ایک
بوئے خوں آتی ہے اس باغ میں آب جو سے

صورت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
خم گردن کو میں توڑوں گا دم یاہو سے

سونگھکر منھ کو ترے سونگھا تو بدتر نکلی
دہن غنچہ کی بو گندہ بغل کی بو سے

دیکھکر چشم سیہ کو ترے کہتے ہیں عرب
شتر مست کو اندیشہ ہے اس آہو سے

حور بنکر مرے پاس آئیو اے عزرائیل
مرد ہوں عشق میں رکھتا ہوں زن خوشرو سے

رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

شہرۂ آفاق مجھ سا کون سا دیوانہ ہے
ہند میں ہوں پرستاں میں مرا افسانہ ہے

صید گاہ مرغ دل رخسارۂ جانانہ ہے
دام زلف عنبریں ہے خال مشکیں دانہ ہے

حسن سے رتبہ ہے اپنے عشق کامل کا بلند
آستانہ پر پری ہے بام پر دیوانہ ہے

آہ میں رہتا ہے صفائے روئے جاناں کا خیال
دل نہیں پہلو میں اپنے آئینہ کا خانہ ہے

بیچتا ہون دل کو جو محبوب چاہے مول لے
بوسہ قیمت ہے توجہ کی نظر بیعانہ ہے

پھوٹیں وہ آنکھیں نگاہ بد سے جو دیکھیں تجھے
آتشین رخسار مجمر خال کالا دانہ ہے

روز و شب اس شمع رو کو بھیجتا ہون خط شوق
نامہ بر دن کو کبوتر رات کو پروانہ ہے

خار خار دل غنیمت جانتا ہون عشق مین
زلف دود آہ کی آراستگی کا شانہ ہے

شرح لکھا چاہیئے اس کی بیاض صبح پر
مطلع خورشید بیت ابروے جانانہ ہے

حالت آئینہ رکھتا ہے صفا سے دل مرا
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

قتل سے مجھ سخت جان کے منکرے قاتل نہو
حجت قاطع تری تلوار کا دندانہ ہے

واسطے ہر شے کے دنیا مین مقرر ہین محل
شہر مین جب تک ہے مجنون گنج بے ویرانہ ہے

باغ عالم مین نہین اس شوخ سا کوئی حسین
گل ہے اپنا یار یوسف سبزہ بیگانہ ہے

اب نہین اے باد بن کو ترے بیم زوال
خط شکین حسن کی جاگیر کا پروانہ ہے

حال ہے جبکا اسی کے واسطے ہے خوشنما
نقص ہے تلوار کا وصف آرہ کا دندانہ ہے

یار کھینچے تیغ تیرے قتل کرنے کے لئے
سر جھکا آتش یہ جائے سجدۂ شکرانہ ہے

سائل نجات کا ہون خداے کریم سے
رحمت بزرگ تر ہے گناہ عظیم سے

آئی تھی کس کے سنبل عنبر شمیم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے

حاضر ہے مرغ دل جو ذرا گوش یار لے
اک مشت پر عزیز نہین اس لئیم سے

تو شاہ حسن حسن ہے تیرا فقیر یار
خط سیہ اشارہ سمجھ لے گلیم سے

دل دادہ جب سے ہون کہ مری جان آگئی
آواز آشنا نہ تھی گوش کلیم سے

بیدار بخت ہون مین جو سوتے مرے لئے
آتی ہے حور خواب مین باغ نعیم سے

یاد آگئی بوئے پیرہن یار باغ مین
پھرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے

اللہ سے بھی انکو زیادہ غرور ہے
وہ باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے

کشمیر و طوس لیگئے آکر دو شالہ باف
کچھ پشم جھڑ گئے تھے ہمارے گلیم سے

کھلوایا بیڑا حیلے سے کھائے جو اسنے پان
بندھوائی مہندی پانون مین دست کلیم سے

خوش ہو نہ دیکھ کر قد و زلف و دہان یار
حرف الم عیاں ہے الف لام میم سے

پھندے میں عشق کے نہیں بچتا کہ دل پھنسا
نکلے گی جان انکی عذاب الیم سے

صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
شرمندہ بوئے گل کے نہیں ہم نسیم سے

مر جاؤں پر نہ راز محبت ہو آشکار
واقف نہ ہو کوئی مرے حال سقیم سے

اب کی بہار میں تو مجھے یار اتار دے
کشتی ہے دوآبہ امید و بیم سے

سائل ہیں آسمان سے سب نان کے کون گل
گل کھانیکو تو آپ ہی نہ لیں ہم کریم سے

دنیا کو ٹھوکتے نہیں دیوانگان عشق
یاں طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے

اک مشت استخوان پہ نہ اتنا غرور کر
قبریں بھری ہوئی ہیں عظام رمیم سے

بیقدر ہے سخن جو سخندان کوئی نہیں
قدر اس گہر کی ہوتی ہے گوش فہیم سے

اللہ رے ہوا لب بام قصر یار
اڑ کر کبوتر آکے گیا ہے نسیم سے

داغ غم فراق کی کرتا ہوں جلیں سیر
آنکھوں کو سینکتا ہوں میں نار جحیم سے

طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا
کیا کیا نہ حادثے ہوئے ہم پر قدیم سے

پھر گل شگفتہ ہوتے ہیں لیتے ہی انتقام
غافل نہیں بہار خزاں سے غنیم سے

شیشہ پری سے جان لے آتش بھرا ہوا
خالی سمجھ نہ خم کو فلاطون حکیم سے

آج تک واقف نہیں کوئی ہمارے حال سے
سامنا آئینہ کا ہے عالم تمثال سے

پھنسکے اس میں مرغ جان چھوٹا نہ گیسو کے جال سے
اپنی دیکھی ہوئی زلف پریشان حال سے

سامنے سینہ نہ کرے اے دل دہن کے خال سے
رکتی ہے بندوق کی گولی کہیں بھی ڈھال سے

فتنۂ دے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سماع
کچھ خبر رہتی نہیں صوفی کو اپنے حال سے

مطلب دیدار کے خاطر جو پھینکوا دوں اسے
منہ چھپاویں سعد شکلیں قرعۂ رمال سے

جب جتا ہے روئے نورانی پہ افشاں یار نے
اڑ گیا ہے مطلع خورشید بیت المال سے

افشرے کا بوسہ بازی میں مجھے ملتا ہے لطف
قند کی ڈلیاں وہ لب ہیں خال لب ہیں فالسے

باندھتا ہوں شعر میں مضمون طلائی رنگ کے
مرغ زریں صید کرتا ہوں میں اپنے جال سے

کار اعلیٰ گو کرے ادنیٰ وہی بیقدر ہے
دیکھلے قیمت مین کم ہوتا ہے کمبل شال سے

ہاتھ ملکر رہگیا صیاد اُڑا کر لے گئی
دانہ قسمت ہوا اسیر سے پرون کی جال سے

ناتوان ہر چند مین مجنون ہون آنے دے بہار
اے جنون زنجیر توڑ دن کا ترے اقبال سے

کسکو ہے فکر کفن پروانہ مردہ ہون مین
شمع کشتہ ہون مجھے کیا کام ہے غسال سے

ماہ رو کیونکر کہین تجکو نہ ہم صاحب کمال
سینۂ عارف نہو گا صاف تیرے گال سے

دل اُلجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا
زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

حشر تک ہووے نہ وہ زلف سیہ آتش سفید
دو دن جسے تشبیہ اپنے نامہ اعمال سے

خرام ناز مین شمشیر بُرّان کی روانی ہے
تری پاپوش اے ترک ستمگر سیف خانی ہے

ہر ایک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہے
دلیل اُسپر ہمارے نظم کا کاف بیانی ہے

وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین اُن پر ہماری بھی نشانی ہے

ترقی حسن کی کھنچنے نہین دیتی شبیہ اُسکی
اِدھر بہزاد عاجز ہے اُدھر مجبور مانی ہے

خوش الحان نالہ کش مجھسا نہو گا باغ عالم مین
غذا میری دو نان گندم داود خانی ہے

ہوا سے اُڑ کے پہونچا اُس پری پیکر کے کوچے مین
وہ مجنون ہون جسے تخت سلیمان ناتوانی ہے

مٹا لے چار دن مجکو گیا جس روز جنت مین
کہان پیری وہی مین ہون وہی میری جوانی ہے

تری فرقت مین اے یوسف خلیل وقت ہین عاشق
غم و اندوہ حرمان کی ہمیشہ میہمانی ہے

خیال آیا ہے ہمکو اندلون مضمون گیسو کا
زمین شعر پر نازل بلائے آسمانی ہے

جسے دیکھا وہ ماہ چاردہ مطلوب ہے اُسکو
عزیز دل نہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے

فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہے جو چاہے
کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے

نہین بننے کا سودا ہم سے اس بازار عالم مین
عداوت کی ہے ارزانی محبت کی گرانی ہے

نگہ پھرتی ہے اُس کی یک بیک دیوانہ ہو دیگا
پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناگہانی ہے

ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے اپنا اے آتش
موافق ہے فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہے

بہار باغ آیا ہے شراب ارغوانی ہے
تسلسل خواہ دور جام دور آسمانی ہے

سخن گوئی کا باعث عشق چشم یار جانی ہے
فسون پرداز کی دولت سے یہ معجز بیانی ہے

تجھے اے ترک زیبا دعوے صاحب قرانی ہے
نگہ خنجر ترا لوح طلسم زندگانی ہے

کمر سے ہاتھوں کو کسکا طوق کسکا بوسہ لے عاشق
دہن وہمی کمر اُس آفت جان کی گمانی ہے

فراق یار مین رد روکے آنکھونکو مین کھووں نگا
مین ہون یعقوب کا ہم چشم وہ یوسف کا ثانی ہے

حذر کر میرے گریہ سے نہ رلوا آسمان مجکو
یہ وہ سیلاب ہے جو خانہ ویرانی کا بانی ہے

نصیحت کرتے کرتے اُسنے دیوانہ کیا مجکو
ابھی پند ناصح ہے کہ پریون کی کہانی ہے

وہ مکھڑا دیکھکر بھولین گے اپنی کشت کو دہقان
خط اُس محبوب کے رخسار گندم گون کا دھانی ہے

نہ آوارہ ہو دل مین ڈھونڈھ اُسے جویا ہے تو جسکا
یہی ویرانہ ہے جس مین کہ وہ گنج نہانی ہے

غنیمت سمجھین اس وحشی کو کم سن دام مین اپنے
بھڑک کر جب اُڑا عنقا یہ طاؤس جوانی ہے

جو روتا ہون تو کہتا ہے وہ ہنسکر مجھ سے اے آتش
یہ کیا آزار ہے تجکو نہین پچتا جو پانی ہے

کہاں تک آنکھون مین سرخی شراب خواری سے
سفید مو ہوے باز آ سیاہ کاری سے

رہا نہ پیچھے مین گریبان تری سواری سے
بلند گرد نہ ہونے دی اشکباری سے

سبوے غنچہ ہے معمور جام گل لبریز
ٹپک رہی ہے شراب ابر نوبہاری سے

جمال دوست ہون یٰسین کے بدلے وقت اخیر
سنون گا سورۂ یوسف زبان قاری سے

وصال شاہد مقصود ہوگا بعد فنا
وہ دلربا جو ملے گا تو جان نثاری سے

مڑوڑون کان کو مجنون کے مثل طفل شریر
عجب نہین یہ جنون کی بزرگواری سے

دکھاؤ ہنسکے صفا کدن اپنے دندان کی
گہر مین آگ کے مول اپنی آبداری سے

رقیب کو تری تلوار نیم جان رکھے
جو سر فراز ہو عاشق تو زخم کاری سے

ہماری خاک سمجھنا اُسے ہمارے بعد
رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے

ترے دہان و کمر کا ہے ذکر ورد زبان
ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے

چمک رہی ہے بہت برق کو ملاؤن گا
ترے دوپٹے کی اُتری ہوئی کناری سے

ثنائے حسن مین اسکو خدا روان رکھے
قلم نے پانون نکالے ہین سرگزاری سے

سوال بوسہ پر انکار جبر کرنا ہے
کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری سے

ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار
دماغ تازہ رہین نکہت بہاری سے

اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے

حقیقت چمن دہر سے جو ہو آگاہ
گل مراد چنے تو ہر اک کیاری سے

وصال یار نہین تو وصال گو رہی ہو
جو کچھ کہ ہونا ہو آتش ہو آہ وزاری سے

عاشق جانباز کی گردن پر احسان کیجئے
طشت و سر موجود ہے شمشیر عریان کیجئے

وصل کی شب عیش وعشرت کا یہ سامان کیجئے
خود بھی عریان ہوجئے اسکو بھی عریان کیجئے

اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین
توڑ کر آئینہ اس خود بین کو حیران کیجئے

کم نہین خورشید سے داغ جنون مین روشنی
صبح ہوجائے جو چاک اپنا گریبان کیجئے

راہ مین اکثر کنوان بنواتے ہین لوگ آپ بھی
فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان کیجئے

منھ تو دکھلادے خدا تیرا گلون سے پیشتر
چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجئے

یہ سیہ دل صورت گیسو نہوگا روسفید
خال وہ ہندو نہین جسکو مسلمان کیجئے

چھپکے آؤ آشکارا میرے گھر آئے تو کیا
اجر ہے اسکا بڑا جو خیر پنہان کیجئے

بلبل شیدا کے نالون سے یہ آتی ہے صدا
فصل گل ہے چار دن سیر گلستان کیجئے

اپنے کہنے سے اک آب تلخ تم پیتے نہین
آگ مین ہم کودتے ہین آپ اگر ہان کیجئے

یہ صدا ہے اسکے مشتاقون کے گھر مین سے بلند
دیدۂ و دل فرش پا انداز مہمان کیجئے

تم بھی دیوانے ہو آتش سنتے ہین آئی بہار
بیٹھے کیا کرتے ہو چاک اٹھکر گریبان کیجئے

پیری سے مرا نوع دگر حال ہوا ہے
وہ قد جو الف سا تھا سو اب دال ہوا ہے

مقبول مرے قول سے قوال ہوا ہے
صوفی کو غزل سن کے مری حال ہوا ہے

ان ہاتھون کی دولت سے کرامال ہوا ہے
ان پانون سے آوارۂ خلخال ہوا ہے

الفتہ اللہ بصد منت اُدھر سے
جب قتل کیا ہے کسی عاشق کو تو وان سے
کس عقدہ کو اُس زلف کے کھولا نہین ہنسنے
کس سر کو نہین یار کی رفتار کا سودا
بیمار رہا برسون ہی عیسیٰ نفسون مین
جاوے جو صبا کوچۂ گیسو مین تو کہنا
بو مشک کی آتی ہے تو عنبر کی بھر اُسین
لڑواتا ہے آپسمین خریدار ونکو تیرے
دیدار ہے عام اہل نظر سے ہے اگر تو
اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا

انکار تھا جس شے کا اب اقبال ہوا ہے
جلاد کی تلوار کو رومال ہوا ہے
سلجھایا ہے اُلجھایا ہوا جو بال ہوا ہے
معراج وہ سمجھا ہے جو پامال ہوا ہے
پوچھا نہ کسی نے کبھی کیا حال ہوا ہے
سودائیون کا تیرے برا حال ہوا ہے
کچھ زلف سے بھی طرہ ترا خال ہوا ہے
دلال ترا قضیہ کا دلال ہوا ہے
دولت تیری خاطر سے جو کچھ مال ہوا ہے
برسون مین سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

جو ناز کرے یار سزاوار ہے آتش
خوش شرو خوش اسلوب وخوش اقبال ہوا ہے

یہ کمانداری ہے دم تک عاشق دلگیر کے
وا ہوے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے
بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار
آشنا معنی سے بھی ہو جائین گے صورت پرست
ایک میرے قتل سے دو لطف اے قاتل تجھے
کھائے ہین دو چار گل جو بان گل رخسار پر
بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر
گفتگو نے غرور حسن سے اے بت نہ کی
شہرہ ہے گیسوے پیچان کا تمھارے ہر طرف
جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلے گا شکار
اپنے دیوانون کو صحرا سے عدم پہونچا دیا

اس نشانہ کو اڑا کر یہ کتین گے تیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
فتنے ہوتے ہین مرید اُس کافر بے پیر کے
دیکھ لین گے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
رنگ دل تیرا اڑا جو ہر کھلے شمشیر کے
داغ چند اس عشق مین کھلے اپنی بھی تقدیر کے
دیکھئے تعزیر اُسے قابل جو ہو تعزیر کے
رہگئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
صید کے تودے لگا دین گے یہ دستے تیر کے
چیر ڈالا ارہ سے مانگ اُس پری نے چیر کے

آج کل سے حسن پر وہ نازنین نادان نہین
عاشقون پر پیسکر توڑے ہین دندان شیر کے

قہقہے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض
عاشق شیدا تمھاری چاندسی تصویر کے

دولتِ دنیا سے آتش ہمنے جب پھیری نگاہ
جس طرف آنکھ اُٹھ گئی تودے لگے اکسیر کے

تیغ ابرو نہیں دی جانے کی اے دل خالی
سہل اس چوٹ کا کھا لینا ہے مشکل خالی

جو ستم چاہے سو کر یار نہ بد بر ہون گے
کینہ سے رکھتے ہین سینہ ترے مائل خالی

تیغ خوش آب سے تیری ہے توقع قاتل
سر سے پا تک نہ رہے زخم سے بسمل خالی

کیا پتنگے کی طرح ہم سے بھرا پھرتا ہے
کھینچ کر تیغ دل اپنا کرے قاتل خالی

دیتی ہے شانِ کریمی اُسے حسبِ دلخواہ
تیری درگاہ سے پھرتا نہیں سائل خالی

قصرِ تن سا بھی نہ دلچسپ کوئی گھر ہوگا
روح مہمان اسے کرتی ہے بہ مشکل خالی

دلِ بیدرد سے رہتی ہے گران خاطر روح
بوجھ ناقہ کو ہے لیلیٰ سے یہ محمل خالی

برق وش یار کی فرقت میں ہمے جب بیتاب
ابر باران کی طرح روکے کیا دل خالی

ہفت اقلیم ترا بھرتی ہے دم اے محبوب
حُسن کے عشق سے کوئی نہین منزل خالی

فرقتِ یار مین جامہ سے ہون باہر رہتا
بیخودی رکھتی ہے مجھسے مری منزل خالی

تیرے دم سے ہین بجا اپنے حواس خمسہ
اٹھ گیا تو تو ہوئی یار یہ محفل خالی

جنگ جو یار کا اصلاح پہ آیا نہ مزاج
عقل سے ہوتا ہے فی الواقعی جاہل خالی

کعبہ مین ہم کو ہے مقصود بہار فردوس
دل مین جا ہے تری اے حور شمائل خالی

دل کے بہلانے کو گلزار مین آنکلا ہون
سر کو میرے نہ کرے شورِ عنادل خالی

روشنی حُسن کی رکھے گی زمانہ روشن
شمع رویون سے رہیگی نہ یہ محفل خالی

جام مین قطرۂ مے لب نہ مرے چھوڑینگے
مال کشتی کو کیا کرتے ہین ساحل خالی

قیس و فرہاد سے دل دادہ ہزارون آتش
تیشہ بیکار رہے گا نہ سلاسل خالی

کیلئے تیشہ کھینچنا رنج و محن کیا چاہیئے
جان شیرین کھونیکو اسے کوہکن کیا چاہیئے

تیرے کشتون کو نہین پروائے رخت آخرت
ہو نہ ممکن تو شہیدون کو کفن کیا چاہیے

مین گدائے حسن ہون صورت ہی میری ہے سوال
پھر عرض مدعا مجھکو دہن کیا چاہیے

دل جلا لینا کہین تیری طرح سے اے چراغ
ہمکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیے

جامۂ عریانی ہی سے تنگ مین دیوانہ ہون
پھاڑ کھانیکو بدن کے پیرہن کیا چاہیے

ہو تو سودائی نہین میری طرح سے زلف کی
دخل روغن مین تجھے اے یاسمن کیا چاہیے

جان کھونے کے لئے لازم نہین ہے عشق حسن
ڈوب مرنے کے لئے چاہ ذقن کیا چاہیے

تیوری رہتی ہے چڑھی کچھ تم کو سودا تو نہین
اس جبین پر گیسوؤنکی سی شکن کیا چاہیے

یہ اشارہ کرتی ہے غربت مین شمشیر قضا
کھلکے کہنا ہو جو کچھ اے بیوطن کیا چاہیے

فکر رنگین ہم کو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار
مثل بلبل نالہ کرنے کو چمن کیا چاہیے

چومتا ہون پاؤن اے آتش تو کہتا ہے وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیے

صورت سے اسکی بہتر صورت نہین ہے کوئی
دیدار یار سی بھی دولت نہین ہے کوئی

آنکھونکو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا
ہے چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہے کوئی

ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہے کوئی

یہ کیا سمجھ کے کڑوے ہوتے ہین آپ ہمسے
پی جائے گا کسی کو شربت نہین ہے کوئی

مین نے کہا کبھی تو تشریف لائیو بولے
معذور رکھیئے وقت فرصت نہین ہے کوئی

ہم کیا کہین کسی سے کیا ہے طریق اپنا
مذہب نہین ہے کوئی ملت نہین ہے کوئی

دل لیکے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر
حاضر جو کچھ ہے اسمین حجت نہین ہے کوئی

ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہے عارفون کا
نا آشنائے معنی صورت نہین ہے کوئی

دیوانون سے ہے اپنے یہ قول اس پری کا
خاکی و آتشی سے نسبت نہین ہے کوئی

ہژدہ ہزار عالم دم بھر رہا ہے تیرا
تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہے کوئی

نازان نہ حسن پر ہو مہمان ہے چار دنکا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہے کوئی

جان سے عزیز دلکو رکھتا ہون آدمی ہون
کیونکر کہون مین مجکو حسرت نہین ہے کوئی

یوں بد کہا کرو تم بتوں مال کچھ نہ سمجھو
ہم سا بھی خیر خواہ دولت نہیں ہے کوئی

میں پانچ وقت سجدہ کرتا ہوں اُس صنم کو
مجکو بھی ایسی ویسی ندرت نہیں ہے کوئی

ماد شا کہہ و مہ کرتا ہے ذکر تیرا
اس داستان سے خالی صحبت نہیں ہے کوئی

شہر بتان ہے آتش اللہ کو کرو یاد
کس کو پکارتے ہو حضرت نہیں ہے کوئی

بازار دہر میں تری منزل کہاں نہ تھی
یوسف نہ جس میں ہو کوئی ایسی دُکان نہ تھی

زردی نے میرے رنگ کی مجکو رُلا دیا
ہنسواے جو کسی کو یہ وہ زعفران نہ تھی

ظاہر سے خوبرویوں کو باطن خلاف تھا
شیرین لبوں کی طرح سے اُنکی زبان نہ تھی

منزل ہی دور ہے جو یہ پہونچے نہیں ہنوز
دم لینے والی راہ میں عمر رواں نہ تھی

دکھلائی سیر آنکھوں کو بام مراد کی
ایسی کوئی کمند کوئی نردبان نہ تھی

قوس قزح سے ہم نے بھی تشبیہ دی اُسے
چلہ نہ ہونے سے جو وہ ابرو کمان نہ تھی

آگاہ جذب عشق زلیخا سے تھا نہ حسن
یوسف کو چاہ میں خبر کاروان نہ تھی

یاد آگئی جو سلک گہر تیرے گوش کی
سوہان روح تھی مجھے شب کہکشان نہ تھی

رہ جانا پیچھے جسم کا جان سے عجب نہیں
کس کاروان کی گرد پس کاروان نہ تھی

نافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا
ابلیس کو حقیقت آدم عیان نہ تھی

عاشق کے سر کے ساتھ ہے سودا کیے یار
مومن نہ تھا وہ جسکو ہوائے بتان نہ تھی

بانگ جرس سے آگے ہر ایک کا قدم رہا
گرد اپنے کاروان کی پس کاروان نہ تھی

افسوس کیا جوانی رفتہ کا سمجھیے
وہ کونسی بہار تھی جسکو خزان نہ تھی

نالوں سے ایک دن نہ کئے گرم گوش یار
آتش مگر تمہارے دہن میں زبان نہ تھی

لخت جگر کو کیونکر مژگان تر سنبھالے
یہ شاخ وہ نہیں جو بار ثمر سنبھالے

دیوانہ ہو کے کوئی پھاڑا کرے گریبان
ممکن نہیں کہ دامن وہ بخیہ گر سنبھالے

تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا
منہ پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے

اللہ ناتواں کو دے طاقت توانا
ہیکل کا بوجھ انکی نازک کمر سنبھالے

تکیہ مین آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا
بیٹھا رہے مسافر رخت سفر سنبھالے

اکدم نہ بیٹھنے دیتی اُن کی تنک مزاجی
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے

وہ نخل خشک ہون مین اس گلشن جہان مین
پھرتا ہے باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے

اُڑتے ہین ہوش تیرے دیکھے سے اے پریرو
ممکن نہین جو اس جمسہ نیشتر سنبھالے

حرف درشت سنکر ہین کان دل دکھاتے
اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے

ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہو گی
لانا جواب خط کو اے نامہ بر سنبھالے

یا پھر کتر پہ اُسکے صیاد یا چھُری پھیر
بے بال و پر نے تیر سے پھر بال و پر سنبھالے

درد فراق آتش تڑپا رہا ہے ہم کو
اک ہاتھ دل سنبھالے ہے اک جگر سنبھالے

وہ کاوش خار خار غم کی ہم اے گلبدن بھولے
تری بشاش صورت دیکھکر رنج و محن بھولے

جسے دیکھا وہ دیوانہ ہے تیرا باغ عالم مین
برنگ بوئے گل پھرتے ہین مردم پیرہن بھولے

جو دے تکلیف تیرا مصحف رو انکو یا نکی
کہے اللہ اکبر بت پرستی برہمن بھولے

لحد میں جاکے بزم دہر جیسے ہمکو نہ یاد آئی
مزہ پایا یہ خلوت مین کہ لطف انجمن بھولے

فسون پرداز ہے شیرین زبانی میرے دلبر کی
کلام اللہ حافظ سُن کے اُس بت کا سخن بھولے

مزہ رکھتا نہین ہے مند ہمکا مجمع ہونا
الٰہی تلخ کوئی سُنکے وہ شیرین دہن بھولے

نہیں اسباب دنیا کونسا کشتی گردون مین
وہ اُٹھ کر پہنے خلعت کو جو بیٹھا ہو کفن بھولے

کسی دن تو ہوا ے یوسف لقا تازہ دماغ اپنا
کبھی تو راہ اِدھر بھی تیری بوئے پیرہن بھولے

اُٹھا پردہ دوئی کا شاہد توحید کے رخ سے
ہوے ہم دم بخود ایسے کہ ساری ماومن بھولے

گل رخسارہ صیاد سے جو عشق کامل ہو
قفس مین آشیانے کی ہوا مرغ چمن بھولے

تماشا گوشہ گیری دشت غربت کا دکھاتی ہے
وطن مین ہون مگر مجکو ہین یاران وطن بھولے

یہی اللہ سے آتش دعا ہے مرد مومن ہون
حواس خمسہ زائل ہون جو یاد پنجتن بھولے

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
صبح تک شام سے یاہو کے سوا بات نہ تھی

التجا تجھسے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی

اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی

غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے
چھوٹے سے منھ کی سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی

اے نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفہ تر نکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی

جن دنون عشق رُلاتا تھا ہمین صورت ابر
کون سی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی

کیا کہون اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے
ظاہری یار سے ہرچند ملاقات نہ تھی

جسنے باندھے ہوے گاتی تجھے دیکھا پھڑکا
دلربا شئے تھی مری جان تری گات نہ تھی

خاک مین ملگئے اے شاہ سوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا توسن کی ترے لات نہ تھی

لب کے بوسہ کا ہے انکار تعجب اے یار
پھیرے سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نہ تھی

کمر یار تھی ازبسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی

جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم اے مہر لقا رات نہ تھی

بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجون کو لطیفہ تھی تری بات نہ تھی

نازو ادا ہے تجھ سے دلارام کیلیے
یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کیلیے

وحشت مین کعبہ کو جو گیا کوے یار سے
لئے جنون نے جامۂ احرام کیلیے

عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا
حاجت تصور کی نہین الزام کیلیے

کیا کیا جپے گی کیسا رٹے گی زبان اسے
تسبیح ہمنے لی ہے ترے نام کیلیے

طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
آغاز ہی مین روتے تھے انجام کیلیے

اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے
اکرن شکست فاش ہے بادام کیلیے

وہ نونہال آئے الٰہی مراد پر
حاصل ہو پختگی ثمر خام کیلیے

ہرچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو
ہوگا سفید صبح ہے ہر شام کیلیے

نامرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہے ۔ وہ نان کیلئے مرے یہ نام کیلئے

مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر ۔ اے قصر یار بوسے لب بام کیلئے

کیا چشم مست یار سے تشبیہ دیجئے ۔ کیفیت نگاہ نہین جام کے لئے

رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل ۔ پیدا کئے ہین کشمکش دام کیلئے

دل مین سوائے یار جگہ ہو نہ غیر کی ۔ خلوت سرائے خاص نہین عام کیلئے

جاتا ہے بہر غسل جو اے خوش دماغ تو ۔ جلتا ہے عود گرمی حمام کیلئے

آتش جو چاہے پائے توکل کی مملکی
جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لئے

قفل در قبول نہ کھولے بعید ہے ۔ انسان کے پاس دست دعا سے کلید ہے

دل کو خیال یار نہ ہووے بعید ہے ۔ جوہر ہے آئینہ مین تو صورت کی دید ہے

نقصان جان بھی راہ خدا مین مفید ہے ۔ مارا گیا جہاد مین جو وہ شہید ہے

انگشتری کا حلقہ ہے وہ ناف حلقہ دار ۔ خال سیاہ اُس مین نگین حدید ہے

فقر و فنا کی بو نہین کس کے دماغ مین ۔ عطار اپنے شہر کا ہر ایک فرید ہے

پاس ادب سے چلتے ہین عشاق سر کے بل ۔ کوچہ مین اُس کے نقش قدم ناپدید ہے

آیا تو ہے وہ شوخ تماشائے باغ کو ۔ مہندی ملے چمن مین تو لالہ شہید ہے

یہ ترک کردہ ہے شہ مردان سے پیر کی ۔ دنیا کا خواستگار جو ہے زن مرید ہے

افطاری جام مے سحری ساغر شراب ۔ مجھ رند کو شب رمضان روز عید ہے

کس کس ستارے نے شب ہجران دکھائی آنکھ ۔ پیر فلک کا لاکھون ہی فتنہ مرید ہے

گل چاک چاک کر رہے ہین اپنے پیرہن ۔ شاید قبائے یار کی قطع و برید ہے

صانع ہے وہ یہ صورتین ہین اسکی صنعتین ۔ اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے

ہمکو بھی قید غم سے چھڑا دو گلے لگو ۔ زندانی چھوٹتے ہین تصدق مین عید ہے

لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کیطرح ۔ بوئے حسین ان مین تو خوئے یزید ہے

اے بت اسیر عشق نکر زاہدون کو تو ۔ قید نماز سے نہین قید شدید ہے

تحسین سمجھ اُسے جو یہ نفرین کرے تجھے
انصاف ان قریبون سے آتش بعید ہے

ہر چشم کو دیدار ترا مدِّ نظر ہے
جو گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے

اُس خال اُس ابرو کی ہمین خوب خبر ہے
یہ گوئے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے

مو ہی رگِ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے
ہین ہیچمدان ہون مجھے کیا اسکی خبر ہے

بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے
دیدار کا سائل ہو جو یارائے نظر ہے

قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
پنہان یہ مسافر ہے عیان گردِ سفر ہے

گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
چشمک زنی انجم کی تجھے مدِّ نظر ہے

سونگھے جو اُسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
اُس زلف کی بو مین بھی افعی کا اثر ہے

دیدِ کمرِ یار کی مشتاق ہین آنکھین
ہستی مین تماشائے عدم مدِّ نظر ہے

یہ صدمے اُٹھائے ہین جدائی مین کسیکی
دو قطرۂ خون ہین نہ تو دل ہے نہ جگر ہے

شبنم کو رُلا کر وہ ہنساتا ہے گلون کو
خورشید سے بھی گرم مرا رشکِ قمر ہے

ہمت ہے کوئی ذکرِ فقیرانہ ہمارا
اک نعرۂ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہے

کھول آنکھ کو اُٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
حاضر لیئے آئینہ خورشید سحر ہے

کس گل کے ہوا خواہ ہوئین ہے آتش مسکین
کس نور کے بکے کے لئے خاک بسر ہے

جسمان مرکے تو راحت ہو ہمین تھوڑی سی
پاؤن پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی

خوبجو دیکھ دل شیدا کو ہے اندوہ وملال
کس جبین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی

مجکو حیرت ہے حسینون سے بچی ہے کیونکر
بادشاہون کے لیئے چین جبین تھوڑی سی

نعمتِ فقر ہے موجود جسے رغبت ہو
آبِ شیرین مین ہے نانِ نمکین تھوڑی سی

کونسا گل نہین گلزارِ جہان مین مغرور
کسکے چہرے مین ہے یان چین جبین تھوڑی سی

میہمانون مین ہین اس خوانِ فلک کے ہم بھی
اپنی قسمت کی بھی ہے نانِ جوین تھوڑی سی

ہرگز اُن دانتون سے کرنا نہ صفا کا دعوی
آبرو تیری ہے اے دُرِّ ثمین تھوڑی سی

عفو ہو جائیں گے ہر چند کہ لاکھوں ہوں گناہ
یہ عطا ہے تری رحمت کے قرین تھوڑی سی

چار دن اپنے محبوں سے محبت کر لے
لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی

اے جنوں تنگ نہ ہو وسعت کونین کو دیکھ
یہیں تھوڑی سی جگہ ہے نہ وہیں تھوڑی سی

چند پریاں بھی کروں مثل سلیماں تسخیر
یہ قلمرو بھی رہے زیر نگین تھوڑی سی

میہماں ہوں میں جگہ دیں مجھے تکلیف کریں
اسکے اصحاب یسار اور یمین تھوڑی سی

گوش زد ہو وہ کہ جو وہم و گماں میں بھی نہ ہو
سنیں اپنی بھی جو ارباب یقین تھوڑی سی

توبہ کرنی ہے گناہوں سے تو کر لے غافل
ورنہ فرصت ہے دم باز پسین تھوڑی سی

مدت العمر ہے اک چشم زدن کا وقفہ
کر لیں ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا اسمیں بھی اک باغ آتش
ربع مسکوں سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی

موت کو سمجھے رہیں گبر و مسلماں آئی
روح قالب میں ہے دو روز کو مہماں آئی

بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب
للہ الحمد صبا مصر سے کنعاں آئی

ہم سے دیوانے بھی ہو دیں گے پریکے سائل
اس طرف سے جو سواری سلیماں آئی

آئینہ نے رخ انور پہ اجارا باندھا
شانہ کے حصہ میں وہ زلف پریشاں آئی

یہ صفا تن میں کہاں کتم عدم سے باہر
جسم کی طرح تری روح ہے عریاں آئی

ڈھونڈیں اپنے لئے معشوق کوئی گرما گرم
فکر پہلو کی کریں فصل زمستاں آئی

گلشن دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم
شبنم اس باغ میں جب آئی تو گریاں آئی

جو گنہ وصل میں سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے
فارغ البال ہوا میں شب ہجراں آئی

خط کا آغاز ہوا اس رخ نورانی پر
چل بسی صبح وطن شام غریباں آئی

سر شوریدہ کو اس زلف کا سودا نہیں خوب
اس بلا میں جو پھنسا شامت انساں آئی

عشق بلبل میں اثر ہے تو قفس میں آتش
بوئے گل پھاند کے دیوار گلستاں آئی

بادباں کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی
کشتی مے سے موافق ہے ہوا برسات کی

جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی
ساتھ کیفیت کے چلتی ہے ہوا برسات کی

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل
سیکڑے کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی

دیدۂ تر سے ہمارے ہو گیا ہے سامنا
آبرو ہم چشم سے رکھ لے خدا برسات کی

پنجۂ مرجان بنین گے تیرے ہاتھ اے بحر حسن
بے کئے شوخی نہین رہتی حنا برسات کی

روتے روتے عاشق شیدا ہزارون مر گئے
مانگی اُس دہقان پسر نے جو دعا برسات کی

اُڑ کے ٹپکا دے گی مجھ مخمور کے منھ مین شراب
پر لگا وے گی بط مے کو ہوا برسات کی

غسل کر کے تجکو بھی لازم ہے تبدیل لباس
چاندنی نکھری ہے خوب اے مہ لقا برسات کی

ابر مین بے نشہ کے اک دم رہا جاتا نہین
دختر رز ہے ہماری آشنا برسات کی

حسرت ساقی مین روتا ہون جو مین دل کھول کر
گریبون مین چلنے لگتی ہے ہوا برسات کی

غم بہت کھلوا نہ مجھ گریان کو تو اے ہجر یار
خوف بدہضمی کا رکھتی ہے غذا برسات کی

مے نہ دینا مجھ کو بیدردی ہے اب تو ساقیا
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی

ساتھ دے گی کیا مرا رونے مین ساون کی جھڑی
سوزش دل سے نہین گرمی سوا برسات کی

ٹپکے مے دستار لالہ کی اچھالا چاہیے
دیکھتا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی

کیف مے کا ابر باران مین ہوا دل کو جو ذوق
ہم نے بے ساقی کے رو رو کر جدا برسات کی

روتے روتے مرگیا اک برق وش کی یاد مین
قسمت آتش مین لکھی تھی قضا برسات کی

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہے
قطب کو جنبش نہین ہے آسمان گردش مین ہے

حیف ہے بے نشہ اس میخانہ مین انسان رہے
روز و شب جام مہ و خورشیدیان گردش مین ہے

تیغ ابرو جسقدر چاہے برش پیدا کرے
چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہے

پار اُترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی
سیکڑون دل گرداب اسکے درمیان گردش مین ہے

گرد پھرنیکا ترے سودا ہوا ہے ہم کو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہے

دائرہ مین عشق کے جس نے کہ مارا ہے قدم
صفحہ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہے

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
تمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہے

جستجو مین تیرا انجم کی طرح اے ماہ حسن
ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہے

گنبد گردون سے نکلو جس طرح سے ہو سکے
ڈر ہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش مین ہے

ماسوا تیرے نہین رہنے کا کچھ یا باقی
جو ہے فانی ہے تری ذات ہے الا باقی

نوجوانی کی ہے پیری مین تمنا باقی
موسم گل کے گئے پر بھی ہے سودا باقی

دل کو اک سرو سے قد کی ہے تمنا باقی
روح کو ہے ہوس عالم بالا باقی

دیکھ لین ہے جو قیامت کا تماشا باقی
ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی

تنگ غنچہ سے دہن گو کہ ہے اُس گلرو کا
پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کیلئے جا باقی

رقص کرتے ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک
مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی

جان پر بن گئی دم گنتے لگا مین شب ہجر
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی

ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہے
خم و خمخانہ ہے باقی ہے و مینا باقی

میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو
اُٹھتے اُٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی

عشق کی شرط ادا کرتے ہین انشا اللہ
کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی

آخر کار ہے میلے سے جہان کے چلتا
سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی

کون وارفتہ ترے گیسوئے پیچان کا نہین
کسکو سودا نہین یہ سلسلہ ہے تا باقی

فرقت یار مین مردہ سا پڑا رہتا ہون
روح قالب مین نہین جسم ہے تنہا باقی

ٹھوکرین مار کے مردونکو ہے زندہ کرتا
میرے یوسف سے ہے اعجاز مسیحا باقی،

یار سے کہیو یہ پیغام زبانی قاصد
کچھ نہین یاد تری یاد ہے الا باقی

دہن یار کا مضمون بھی کوئی باندھو نہین
مرد شاعر ہون نہ رہجائے معمّا باقی

گریبان مین جو یہی آہ شرر افشان کی
نہین رہنے کا مرے یار کے پردا باقی

فرقت یار مبدل نہین وصلت سے ہوئی
تیرنا ہے در مقصود کا دریا باقی

قامت یار سے کسدن ہو قیامت دیکھین
آج تک تو ہے وہی وعدہ فردا باقی

صبح تک وصل کی شب شام سے عریان کہا
نہ رہا پیرہن یار کا پردا باقی

مشکل نزع بھی آسان ہوئی جاتی ہے
نفس جنگی ہے روح کو ایذا باقی
اس قدر سینہ غم عشق سے معمور ہوا
نہ رہی دل مین مرے حسرت دنیا باقی
وہن یار کی شہرت سے دہن ثابت ہے
نام باقی نہین گویا کہ ہے عنقا باقی
ٹکڑے ایسا مجھے قاتل نے کیا ہے کہ نہین
گور مین جا کے جدا ہونے کو اعضا باقی
دل مین لالہ ہی کے داغ رخ بیداغ نہین
سر سنبل مین بھی ہے زلف کا سودا باقی
محفل آباد ہے منھ پر سے نقاب الٹو تو
دیکھ لیگا کوئی ہووے گا جو بینا باقی
چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانہ گیسوئے دراز
صبح ہوگی نہ رہے گی شب یلدا باقی

یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا
مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے
جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے
حسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
ریش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے
روے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے
سرو باغی قد بے بازو نظر آیا مجھے
راز دل افسانہ ہوا سے دل کہے رکھتا نہین
پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے
تیری تلوار اس کو سمجھا مین سے مشتاق زخم
جب کوئی تشنہ کنار جو نظر آیا مجھے
دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کیطرف
یوسف اس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے
دل شب فرقت رہا سینہ مین مردے کیطرح
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے
کہکشان نے ساق پائے یار کا دھوکا دیا
ماہ تابان کاسۂ زانو نظر آیا مجھے
سامنا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز
رنگ اڑا ایسا گل شب بو نظر آیا مجھے
خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سنا
سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے
اے فراق اب عہد وصل دائمی ہے یار سے
بے طرح سمجھا اگر بھیر تو نظر آیا مجھے
جب ترے روئے عرق آلودہ سے تشبیہ دی
لالہ آتش رنگ و آتش خو نظر آیا مجھے
تو وہ گل ہے باغ عالم مین کہ جسکے واسطے
گل بھی آوارہ بہ رنگ بو نظر آیا مجھے
حاجیون کیطرح سے مین نے کیا اس کا طواف
کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے

تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ
دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا بیکار عیب حسن نے
دست و پا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے

چہرہ کی وصلی سے بھا دہ صفحۂ رو بسکہ صاف
قطعۂ اُستاد چار ابرو نظر آیا مجھے

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری ناواقفِ جادو نظر آیا مجھے

تو نے زلفون کو اُلجھ پڑنے سے منڈوایا جو یار
شاہ بازِ حُسن بے بازو نظر آیا مجھے

تیرے دندان مین دکھائی دی جو مسی کی لکیر
اے پری دُرِ نجف مین مو نظر آیا مجھے

مشک و عنبر کی بھی بو چین و شکن کے ساتھ ہے
طرہ سنبل پہ بھی وہ گیسو نظر آیا مجھے

بے تصنع اُس کو سمجھا مین نے تیغ بے نیام
جب ترا بے آستین بازو نظر آیا مجھے

یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

کیا کہیے کہ ہے سوزشِ داغِ جگر ایسی
سنتا نہین وہ غیرتِ شمس و قمر ایسی

کوشش کا ارادہ ہے رہِ مہر و وفا مین
پھر کھل نہ سکے باندھیے کس کر کمر ایسی

پیری مین جلاتا ہے جو دل داغِ جوانی
پنبہ سے بھی گرمی نہین کرتا شرر ایسی

تازک ہے رگ گل سے فزون بال سے باریک
دیکھی نہین البتہ سنی ہے کمر ایسی

(نازک ہے رگ گل سے فزون بال سے باریک)

مشکل ہوئی ہے روح کو قالب سے جدائی
چھٹتی ہی نہین لپٹی ہے گرد سفر ایسی

کیونکر نہ مرا شعر ہو عالم کی زبان زد
مشہور بہت ہوتی ہے جھوٹی خبر ایسی

بیدار رہون منھ دیکھ کے اُس مہر لقا کا
وہ شام کہان ہے جو دکھلائے سحر ایسی

ہووے نہ صفا مین ترے دانتون کے مقابل
پیدا تو کرے قدر و شرافت گہر ایسی

کیا سینہ اُس ابرو سے بچا سکتا ہے دلکو
شمشیر قضا روکے نہین ہے سپر ایسی

زلفون کی طرح تا کمر یار پہو نچتی
اے کاش رسا ہوتی یہ عقل بشر ایسی

محبوب نہین باغ جہان مین کوئی تجھسا
بو رکھتا ہے گل ایسی نہ لذت ثمر ایسی

تیرے لب لعلین کا نہین سہل پرکھنا
وہ جوہری ہے جس کو خدا دے نظر ایسی

دنیا کی نہ ہے فکر نہ عقبےٰ کا تردد
آتش کہو آئی ہے طبیعت کدھر ایسی

جان بخش لب کا یار کے رتبہ بلند ہے
فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہے

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے
اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہے

بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہے
گردون وہ ہے جو بہر تماشا بلند ہے

پروانے جلتے ہین تری برق جمال سے
شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہے

بیداغ ہونے سے رخ رنگین یار کے
داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہے

وو ساغر شراب ہین وو چشم مست یار
گردن مثال گردن مینا بلند ہے

خال سیہ بناتا ہے رخسار پر وہ ماہ
کیا اندنون زحل کا ستارا بلند ہے

طوفان نوح ہے مرے اشکون کے جوش سے
مرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہے

افضل نہ ہوگا بڑھ کے ترے قد سے سرو باغ
کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہے

باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین
بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہے

دل کا مرے بخار نکالا ہے آہ نے
شعلہ ثرے سے تا بہ ثریا بلند ہے

سبزہ سے روئے یار کے ہے ابرو کو فوق
فرمان کے خط سے منزل طغرا بلند ہے

بحر جہان مین حالت مجنون بنائیے
ہر ایک حباب محمل لیلے بلند ہے

پوشاک سرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑے
اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہے

آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو
شب ہے اخیر صبح کا تارا بلند ہے

مجھ سے مستی مین جو ہون شیشۂ و ساغر ٹکڑے
ساقیا کیجیو میرے بھی برابر ٹکڑے

موسم گل ہے جنون خیز بہار گل ہے
اڑتے پھرتے ہین گریبان کے ہو کر ٹکڑے

مستحق اس کا ہما بھی ہے سگ یار بھی ہے
استخوانون کے مرے دو ہون برابر ٹکڑے

مجھ گدا کو جو ہے گدڑی مین تکلف منظور
ہوتے ہین اطلس و کمخواب و مشجر ٹکڑے

دل صد پارہ کو ڈھونڈھا ہے جو اس کوچہ مین
ہاتھ آئے ہین مجھے شیشے کے اکثر ٹکڑے

نعمت فقر سے مخلوط ہوا ہون ایسا
خشک کر کے انھین کھاؤن جو ملین تر ٹکڑے

تری تلوار کی برش کا ہے شہرہ قاتل
ہم بھی دیکھین تو ہمین کرتے ہو کیونکر ٹکڑے

آشنا صورتِ ہفتاد و دو ملت سے ہو نہین
آئینہ دل کا ہے پہلو مین بہتّر ٹکڑے

سنگ در پر کسی محبوب کے دے پٹکون گا
بد دماغی جو یہی ہے تو ہوا سر ٹکڑے

نعمتِ فقر مین بھی خو نہین تنہا خوری
بانٹ کھاتا ہون جو ہوتے ہین میسر ٹکڑے

نامۂ شوق کا عاشق کے ہے وہانسے یہ جواب
پرزے خط ہوتا ہے بازوئے کبوتر ٹکڑے

سرِ فرہاد کے تیشہ سے یہ آتی ہے صدا
کھائے یہ چوٹ جو پتھر تو ہو پتھر ٹکڑے

جڑ دئے ہین دہنِ یار مین دانتون کی جگہ
دستِ قدرت نے یہ الماس کے کیونکر ٹکڑے

زخمِ کاری کا جو سائل ہون کسی ترک سے مین
یہ گدائی کا اثر ہو کہ ہو خنجر ٹکڑے

ستم و قہر و غضب ہے روشِ مستانہ
شیشۂ دل کو کرے گی تری ٹھوکر ٹکڑے

چند بوسون سے بسر ہوتی ہے مجھ سائل کی
درگہِ حسن سے ہین میرے مقرر ٹکڑے

نظر آئی مرے بدخو کو جو صورت ٹیڑھی
ساتھ آئینہ کے ہووے گا سکندر ٹکڑے

ازرہ کی چال ہو گلشن مین چلا وہ خوش قد
دل عاشق کی طرح ہون گے صنوبر ٹکڑے

درِ سلطان کا گدا ہون مین گدا اے آتش
نانِ نعمت کے کھلاتا ہے مقدر ٹکڑے

خوشخطون پہ جو طبیعت مری آئی ہوتی
مجھ سے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی

آنکھ آئینہ سے تمنے جو لڑائی ہوتی
رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی

تار سنبل کوئی کہتا ہے رگِ گل کوئی
کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی

خواب مین وہ قدِ دلکش جو نظر آجاتا
جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی

کمر یار بھی آنکھون کو دکھائی دیتی
ناف تک تو ہے نگاہون کی رسائی ہوتی

صاحبِ ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا
دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی

چشمِ بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے
بوئے گل پیرہنِ یار سے آئی ہوتی

میرے گریہ کا فسانہ وہ پری رو سنتا
گوش گل تک درِ شبنم کی رسائی ہوتی

ہم نے چوما دہنِ یار کو گستاخی سے
مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی

کلیان آب گُہر کی بھی جو خوشتر و کرتے
تیرے دانتون کی نہ دانتون مین صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہین اُس راحتِ جان کا آتش
رُوح و قالب مین ہے مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ مین جوہر کہان وہ ابروِ خمدار کے
زخم دکھلائی نہین دیتے ہین اِس تلوار کے

ڈال دیتا ہون جو مین اُسکو گلے مین ہار کے
بوئے یوسف آنے لگتی ہے گلون سے ہار کے

رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اُس پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اُس پر جو ٹھہرے سایہ مین دیوار کے

گوش افسانے سُنے تو تجھسے خوش رفتار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

دن بسر ہوتا ہے یون سودے مین کوئے یار کے
دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سایہ مین دیوار کے

فرشِ گل کو بھی قدم سے کیجئے اپنے سرفراز
گُل بھی سبزہ کی طرح پامال ہون رفتار کے

لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قدِ یار کے

چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

چشمِ وحدت بین سے لازم ہے تماشائے چمن
خار و گل دونون بغل پروردہ ہین گلزار کے

کس طرف بھجوائے ہمکو دیکھئے سلطانِ عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین یہ اِس سرکار کے

مرہم زنگار ہے زخمی کو خطِ سبز یار
لعل لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے

دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند
طُرہ کے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے

بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ
غنچے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے

ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی اُن سے ہو سائل جو ہون دیدار کے

خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طُرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

حُسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل بھرے
سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے

روئے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو
لالہ و گل کی رگین ہین اور نشتر خار کے

واقعہ منصور کا سُن کر کھُلا ہم کو یہ راز
حق کہے سے آدمی ہوتا ہے قابل دار کے

کچھ جو غیرت ہے تو اے سفاک کٹوا اور بھی ۔ زخم اوچھے ہنستے ہین مُنھ پر تری تلوار کے
جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ پشتے کی طرح ۔ ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے
باغ مین پی ہے شراب اُس کجکلہ نے بارہا ۔ پیچھے پھرے اکثر کئے ہین لالہ کی دستار کے

کعبہ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوئے یار کے

تاہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لئے ۔ ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لئے
نور تجلی ہے ترے رخسار کے لئے ۔ آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لئے
غدیے بہت اُس ابروِ خمدار کے لئے ۔ جو رنگ کی کمی نہین تلوار کے لئے
قول اپنا ہے یہ سبحۂ زنار کے لئے ۔ دو پھندے ہین یہ کافر و دیندار کیلئے
لطفِ چمن ہے بلبل گلزار کے لئے ۔ کیفیت شراب ہے میخوار کے لئے
سیری نہ ہوگی تشنۂ دیدار کے لئے ۔ پانی نہین چہِ ذقنِ یار کے لئے
اُتنی ہی ہے نمود میرے یار کے لئے ۔ شہرہ ہے جس قدر مرے اشعار کے لئے
دشت عدم سے آتے ہین باغ جہان مین ہم ۔ بے داغ لالہ و گل بیخار کے لئے
شمشاد اپنے طرّے کو بیچے تو لیجئے ۔ اُس لالہ رو کی پٹیٹی دستار کے لئے
دو آنکھین چہرہ پہ نہین تیرے فقیر کے ۔ دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کیلئے
سرمہ لگایا کیجئے آنکھون مین مہربان ۔ اکسیر یہ سفوف ہے بیمار کے لئے
حلقہ مین زلفِ یار کے موتی پروئیے ۔ دندان ضرور ہین دہنِ مار کے لئے
گفت و شنید مین ہون بسر دن بہار کے ۔ گل کے لئے ہے گوش زبان خار کیلئے
بے یار سر پٹکنے سے ہلتا ہے گھر مرا ۔ رہتا ہے زلزلہ در و دیوار کے لئے
بیٹھا جو اُس کے سایہ مین دیوانہ ہوگیا ۔ سایہ پری کا ہے تری دیوار کے لئے
بلبل ہی کو بہار کے جانیکا غم نہین ۔ ہر برگ ہاتھ ملتا ہے گلزار کے لئے
اے شاہ حسن زلف و رُخ و گوش و چشم و لب ۔ کیا کیا ملاتے ہین تری سرکار کے لئے
چال بہ کی چلا جو گلستان مین جھوم کر ۔ طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لئے

آیا جو دیکھنے ترے حسن و جمال کو
پکڑا گیا وہ عشق کی بیگار کے لئے

حاجت نہین بناؤ کی اے نازنین تجھے
زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے

بیمار تندرست ہو دیکھے جو روئے یار
کیا چاشنی ہے شربت دیدار کے لئے

اُس بادشاہِ حسن کی منزل مین چاہیئے
بالِ ہما کی پھپتی دیوار کے لئے

سودائے زلف یار مین کافر ہوا ہون مین
سنبل کے تار چاہئین زنار کے لئے

زنجیر و طوق جو کہ ہے بازار دہر مین
سودا ہے اُس پری کے خریدار کے لئے

چونا بنین گے بعد فنا اپنے استخوان
دولت سرائے یار کی دیوار کے لئے

معشوق کی زبان سے ہے دشنام دلپذیر
شیرینی زہر ہے تری گفتار کے لئے

جان سے عزیز تر ہے مرے دلکو داغ عشق
مہتاب ہے لحد کی شب تار کے لئے

وہ مست خواب چشم ہے کوئی بلائے بد
کیا مرتبہ ہے فتنۂ بیدار کے لئے

خلوت سے انجمن کا کہان یار کو دماغ
وہ جنس بے بہا نہین بازار کے لئے

پہنا ہے جب سے تو نے شب ماہ مین کتان
کیا کیا شگوفے پھولتے ہین ہار کے لئے

چھکڑا ہوئے ہین سوچ کے راہ وفا مین پاؤن
پہیئے لگایئے انھین رفتار کے لئے

جو مشتری ہے بندہ ہے اُس خوش جمال کا
یوسف بنے غلام خریدار کے لئے

سونے کے پتے ہو دین ہر اک گل کے کان مین
مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لئے

گلہائے زخم سے ہون شہادت طلب نہال
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لئے

اندھیر ہے جو دم کی نہ اُس کے ہو روشنی
یوسف مرا چراغ ہے بازار کے لئے

احسان جو ابتدا سے ہے آتش وہی ہے آج
کچھ انتہا نہین کرم یار کے لئے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیرے نکل چلے
شل ہو گئے جو پاؤن تو ہم سر کے بل چلے

جوبن سے اپنے زیب وہ باغ ڈھل چلے
رنگ ان گلون کے جاڑہی دین بدل چلے

لیجائینگے بہا کے خط شوق یار تک
قاصد سے کم نہین ہین جو آنسو نکل چلے

خط یادگار چھوڑ چلے گیسوانِ یار
یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اُگل چلے

ارّہ کی پھبتی کہکے انھین کا ملے ذرا
شمشاد سرو قد سے تمھارے نکل چلے

ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
مے کیا ہے وہ دودھ جو پیکر اُبل چلے

درگاہ یار سے یہ کرامت نہین بعید
کھلجا مین پانون راہ مین لیکے جو شل چلے

سر ہاتھ پر لئے ہوئے ہین کشتنی کھڑے
وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے

جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہین
ساتھ اپنے گور مین بھی ہمارے عمل چلے

کی دونون نے شوق کی تکلیف کوئے یار
لیکر مجھے بہشت مین حسنِ عمل چلے

اتنی شکارگاہ جہان مین ہے آرزو
ہم سامنے ہون اور تمھارے دغل چلے

اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس
وہ کوہ تھے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے

ثابت ہوا جو کشتۂ دندان یار مین
ہنس آکے قبر پر مری موتی اُگل چلے

بانکی ادا سے قتل اُنھون نے کیا ہمین
مہندی لگا کے پانون مین پنجے کے بل چلے

دل بھر کے سیر کی نہ خرابات دہر کی
سیلاب کی طرح سے ہم آج آئے کل چلے

بے دام و دانہ چاہئے بلبل اسیر ہو
عطر گلاب باغ مین صیاد دل چلے

طرفہ پری ہے کوئی نسیم بہار بھی
دیوانے اپنے جامہ سے باہر نکل چلے

آنکھین تمھاری بھر گئین آئینہ دیکھکر
آخر غرور حسن سے تیور بدل چلے

آسودہ سیر ہوکے ہوئے اپنی جان سے
خوان فلک سے ہم غم و غصہ نگل چلے

یاد آگئے چمن مین وہ مہندی لگائے پانون
مہندی کی بوٹی دیکھ کے ہم ہاتھ مل چلے

آئے جو کیف سے مین وہ گلگشت باغ کو
غنچہ سے لوٹی لالہ سے پگڑی بدل چلے

تڑپا جو مین فشار لحد کے عذاب سے
ٹھکرائی گور قبر کے تختے نکل چلے

بیٹھ چلیے سایۂ دیوار یار مین
گرمی سے آفتاب کے آتش پگھل چلے

چہکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے
دکھلا رہا ہے رنگ گلستان نئے نئے

کرتا ہے ناز وہ شہ خوبان نئے نئے
آئین تازہ تازہ ہین فرمان نئے نئے

سودائے زلف یار مین یہ چاہتا ہے شوق
آنکھین ہون اور خواب پریشان نئے نئے

کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ
نکلے ہین منہ مین یار کے دندان نئے نئے

پروانون کے شریک ہون جلنے مین قربان
روشن ہوئے ہین سرو چراغان نئے نئے

بدتر ہے حال اُس غبغب کے شوق مین
دیتا ہے داغ سیب زنخدان نئے نئے

دریائے قہر یار جو آجائے جوش مین
پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے نئے

ویرانہ شہر ہون تری شمشیر نار سے
آباد ہو دین گنج شہیدان نئے نئے

وہ زخم تیغ عشق ہون مین روزگار مین
منہ سے لگے ہین جس کے نمکدان نئے نئے

اے ترک جیسے منزل سودا ہے سر مرا
گیسو ترے ہوئے کھلے پریشان نئے نئے

گہ تیر بنتی ہے کبھی خنجر کبھی سنان
لاتی ہے سانگ یار کی مژگان نئے نئے

ہون کہنہ عاشق رُخ محبوب آئینے
سویم مین میرے حافظ قرآن نئے نئے

بستی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے

رخسار خط نکالے گا اُس شاہ حُسن کا
پیدا کرے گا مور سلیمان نئے نئے

قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم
یوسف ہمارا رکھتا ہے زندان نئے نئے

کیا باغ کوئے یار ہے سیر اسکی کیجئے
آتش شگوفے پھوٹتے ہین یان نئے نئے

جوہر نہین ہمارے ہین صیاد پر کھلے
لیکر قفس کو اُڑ گئے رکھا جو پر کھلے

شیشے شراب کے رہین آٹھون پہر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے

کچھ تو ہین حقیقت شمس و قمر کھلے
کس کجکلہ کے عشق مین پھرتے ہین سر کھلے

انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے
پردہ اُٹھا کہ یہ دو شمس و قمر کھلے

رنگریز کی دُکان مین بھرے ہین ہزار رنگ
طرہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے

کیا پھر نہ ہے عبارت رنگین مین شرح شوق
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے

جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے

حیوان پہ آدمی کو شرف نطق سے ہوا
شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے

یوسف کی اک دُکان مین نہ تو نے تلاش کی
بازار کون کون سے اے بیخبر کھلے

شیرین دہن سے تیرے تعجب ہے گفتگو
اعجاز ہے اگر گرہ نیشکر کھلے

کٹ جائے وہ زبان نہ ہو جس سے دعائے خیر
پھوٹے وہ آنکھ جو کہ نہ وقت سحر کھلے

کوتہ ہے اسقدر مرے قد پر ردائے عیش
ڈھانکون جو پانؤن کو تو یقین ہے کہ سر کھلے

قاتل جزائے خیر ملے تیری تیغ کو
زخمون کے منہ کھلے نہین جنت کے در کھلے

فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام
مے کی دکان شام کھلے یا سحر کھلے

پاپوش ہم نے ماری ہے دستار و تاج پر
سودائے زلف یار مین رہتے ہین سر کھلے

کیفیت شراب ناب کا انجام ہو بخیر
شلوار بند ساقی رشک قمر کھلے

ناخواندہ شرح شوق جلائے گئے خطوط
باندھے گئے وہ جو کہ مرے نامہ بر کھلے

چاہے صفا تو ساتھ طہارت کے ذکر کر
پرہیز کر تو تجکو دوا کا اثر کھلے

ہنسکر دکھائے دانت جو ہمکو تو کیا ہوا
لے لیجئے جو قیمت سلک گہر کھلے

کہتا ہون راز عشق مگر ساتھ شرط کے
کانون ہی تک رہے نہ زبان کو خبر کھلے

مشتاق بندشون کے ہین خوبون کو چاہیے
بندھوائین شاعرون سے جو انکی کمر کھلے

رکتی نہ اس سے چوٹ نہ چلتی یہ قاتلا
ہاتھون سے تیرے جوہر تیغ و سپر کھلے

مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر
دیوانہ ہو جو حال قضا و قدر کھلے

چلنا پڑے گا یار کی خدمت مین سر کے بل
سمجھے ہو کیا جو بیٹھے ہو آتش کمر کھلے

نکہت گل سے مجھے یار کی بو آتی ہے
خار سے یاد الجھ پڑنے کی خو آتی ہے

شرم تجکو بہت اے آئینہ رو آتی ہے
میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہے

صبح تک دیدۂ تر سے نہین آنسو تھمتے
پانی کرنے کو شب ہجر لہو آتی ہے

موسم گل کی ہوا نے کئے ساقی بیکار
بطے اڑ کے لب مست کو چھو آتی ہے

فصل گل باقی ہے کرون گا گریبان پھر چاک
آنے دو سوزن اگر بہر رفو آتی ہے

پاک دامانی معشوق کا سودا ہے جنھین
نیند ان کو نہین بے قید وضو آتی ہے

کون سا نقش قدم چاندسی تصویر نہین
اس صنم کو روش خامۂ مو آتی ہے

ساز کی طرح رہا کرتے ہیں عاشق نالاں
چھیڑ طرفہ مجھے اے عربدہ جو آتی ہے

خون دل آنکھوں میں اسطرح سے بھر جاتا ہے
جام میں جیسے کہ صہبائے سبو آتی ہے

قد میں اُس حور کے طوبا کا ہے سارا انداز
زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہے

کمر یار کی قمری ہے مگر دیوانی
غیب سے پہنے ہوئے طوق گلو آتی ہے

دور پہونچا ہے کمال اُس کی صفا کا شہرہ
دیکھنے حور وہ آئینۂ رو آتی ہے

کرم حق سے ہے گلزار تو گل سر سبز
نکلے دریا سے مرے باغ میں جو آتی ہے

خوش تماشی وہ نہیں جامۂ عریانی کی
اس میں کب نوبت پیوند و رفو آتی ہے

یار جانی کا ذرا بھیس بدل لے اے موت
قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہے

مے سے کرتا نہیں لبریز اسے تو ساقی
قالب جام میں یہ روح سبو آتی ہے

سرو قد کا ترے سودا جو سُنا ہے قمری
میرے سرہانے کو طوق گلو آتی ہے

حلقۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا اے آتش
کمر یار کو بھی پیچش مو آتی ہے

تمام ہوا دیوان اوّل

خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش



دیوان دوم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشقِ شیدا علی مرتضےٰ کا ہو گیا ... دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا

قرب حق حاصل ہے اُسکو مرد عارف ہے وہی ... یا علی پیرو جو تجھسے پیشوا کا ہو گیا

ساختہ پرداختہ تیری ہے ساری کائنات ... حکم حضرت سے وجود ارض و سما کا ہو گیا

وقت مشکل مین کہا جو قت یا مشکلکشا ... سہل چھٹکارا گرفتار بلا کا ہو گیا

کون تجھ سا ہے ولی اللہ اے مولا مرے
کعبہ پیدایش سے تیری گھر خدا کا ہو گیا

وہ رنگ سرخ ہے کیف شراب سے ہوتا ... ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا

غرور حسن نے نازان کیا انھیں ورنہ ... نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا

نزاکتِ بدنِ نازنینِ یار نہ پوچھ ... کمر مین درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا

شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہے ... ستم بہت ہے تمھارے حجاب سے ہوتا

ترے پسینہ کا دھوکا ہی دے دیا کرتے ... عرق عرق ہون مین بوئے گلاب سے ہوتا

یہ کیسے نالے ہین سودائے چشم مین اپنے ... کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا

نظارہ بازی بحر جہان ہے شغل اپنا ... وہ ہم بھی کرتے ہین جو ہے حباب سے ہوتا

تمھارے کشتہ رخسار کی جو خاک اُڑتی ... ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا

دل برشتہ کو وہ ترک یاد آتا ہے
جگر کباب ہے بوئے کباب سے ہوتا

چکور ہوتے ہین رخسار یار کے صدقے
کمال ماہ ہے حسن شباب سے ہوتا

کھلا یہ روئے مخطط سے یار کے ہم کو
یہ مدعا نہین حاصل کتاب سے ہوتا

قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع
کہاں تنگ ہے یوسف نقاب سے ہوتا

وہ گلعذار منڈاتا ہے خط نورس کو
چمن کا سبزہ ہے خارج حساب سے ہوتا

کمی محال ہے تیرے کرم مین اے محبوب
کنارہ کش نہین دریا حباب سے ہوتا

چھپاؤن بجائے سے مین خاک داغ سودا کو
درشت رو نہین یوسف نقاب سے ہوتا

غبار بن کے لپٹتا مین دامن زین سے
جدا جو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا

پھندا یا یار کے گھر مین تو کیا کیا۔ کم تھا
جو کچھ کہ ہمت عالی جناب سے ہوتا

شراب خواری رندان سمجھ نہ سہل آتش
شناوروں کا گذارا ہے آب سے ہوتا

ہزار طرح سے ثابت ہے وہ وہان ہوتا
کلام کرتے ہم اُس سے جو رمز دان ہوتا

بتوں کے حسن سے ہے نور حق عیان ہوتا
مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا

فغان و آہ سے ہے سوز دل عیان ہوتا
دلیل آگ کے ہونے کی ہے دھوان ہوتا

بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے
حکیم تھا وہ جو ان کا مزاجدان ہوتا

یہی رہا ذقن یار دیکھ کر افسوس
اُچک کے گرتے ہم اُس مین اگر کنوان ہوتا

جواب رکھتا نہ گیسوئے یار کشتی مین
بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا

یقین ہے مرد مسلمان بھی سجدہ کرتے اُسے
تراش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا

مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہے
خدا کا بندۂ مومن ہے میہمان ہوتا

نہ پوچھ علم محبت سے کیا کھلا مجھکو
یقین ہوا وہ کہ جس کا نہ تھا گمان ہوتا

وہی ہے صدر نشین بزم خاکساران مین
صف نعال مین جس کا کہ ہے مکان ہوتا

اُداس قالب خاکی مین روح رہتی ہے
مکان سے تنگ ہے مشتاق لامکان ہوتا

فراغ حال ہے دشوار خوشنوایوں کو
قفس سے تنگ ہے بلبل کا آشیان ہوتا

ترے شہید کا دھوکا تھا دیکھا اے ترک
جو کربلائے معلی مین ارغوان ہوتا

ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر
یہ رنگ زرد تماشائے زعفران ہوتا

زیادہ چشم سے لازم ہے روشنی دل مین
خیال یار رہے اس گھر مین میہمان ہوتا

گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون
زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا

جو کرتی آتش سودائے زلف یار اُسے زرد
یقین ہے مشک سیہ نام زعفران ہوتا

یہ جوئے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی
محیط خون تری شمشیر سے روان ہوتا

لباس سُرخ سے کرتا ہے یار خونریزی
حسینون مین بھی ہے مریخ سا جوان ہوتا

کرایہ رہنے کو سودائے زلف مین لیتے
کوئی جو خانۂ زنجیر سا مکان ہوتا

خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے
نہ مُہر ہوتی ہے اُس پہ نہ ہے نشان ہوتا

جو لکھتے ہم خم ابروئے یار کی توصیف
قلم جو تیر بھی ہوتا تو پھر کمان ہوتا

نیازمند نہ ہوتا تو پوچھتا ہون مین
یہ ناز آپ جو کرتے ہین پھر کہان ہوتا

دکھاتے ہین رقم خال ومد ابرو کو
سر حساب ہے اُن سے سیاق دان ہوتا

گلوری پان کی کھا کر جو آپ ہنس پڑتے
شگفتہ گل کی طرح غنچۂ دہان ہوتا

نگاہ ناز تمھاری ہی رُخ جدھر کرتی
نشست تیر کے قابل ہے وہ مکان ہوتا

صدا جرس کی ہے غنچون کے کھلنے سے آتی
روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا

خوشا نصیب ہوا فرط سے یہ جس دل مین
کمال ذوق سے ہے وصل جاودان ہوتا

بلند پایہ کرے گی وہ زلف شانہ کو
کمند سے بھی تو ہے کار نردبان ہوتا

تم اپنے چاند سے منھ کو نہ پھیرتے پیارے
خلاف ہم سے جو ہوتا تو آسمان ہوتا

حقیقت دہن یار عقل سے یہ کھلی
اُسی محل مین خموشی کا ہے مکان ہوتا

بقدر حوصلہ جو چاہے لے داغ جنون
بہار گل مین یہ سودا نہین گران ہوتا

کہین جگہ ترے مردود کو نہین رہتی
ہر اک طرف سے ہے اُس پہ کہان کہان ہوتا

نقاب اُلٹ کے وہ دیدار عام کرتے ہین
قیامت آئی اکٹھا ہے دو جہان ہوتا

کوئی ہزار کہے کب کسی کی سنتا ہے
بہار گل مین ہے دیوانہ باغبان ہوتا

یہ ناگوار طبیعت ہے نعمت دنیا
نوالہ حلق مین اپنے ہے استخوان ہوتا

یقین ہے آبلے پڑ پڑ کے پھوٹ بہتے تو
بیان حال جو آتش کا اے زبان ہوتا

کام رہنے کا نہین بند اپنا
بندہ پرور ہے خداوند اپنا

اپنی قسمت کا ہو وہ بوسۂ لب
ہمکو چکھوائے مزہ قند اپنا

دیکھیے کستے ہین کب تک وہ ہمین
امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا

اے پری رو ہون ترے دیوانے
دیکھین سودا جو خردمند اپنا

کیا ملائے گا ذقن سے تیرے
زرد رو سیب ثمرقند اپنا

کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز
کس کو پیارا نہین فرزند اپنا

سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنس کر
رزق ہے شہد شکر خند اپنا

سر کو سودا ہے کسی کاکل کا
دل ہے زنجیر کا پابند اپنا

شجر قدس ہین ہم عالم مین
اس چمن مین نہین پیوند اپنا

تیغ قاتل سے اڑینگے ٹکڑے
بند سے ہوگا جدا بند اپنا

ناصحا چپ نہ بس اب بکبک کر
سر پھراتی ہے تری پند اپنا

وعدہ بھاگین گے نہ ہم آب کی طرح
پاس تم کو نہ ہو ہر چند اپنا

سر ترا ہم کو ہے مصحف کی جگہ
ہے یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہے غنی
ہم کو آتش دل خرسند اپنا

پامال کیجئے انھین رفتار ناز کا
طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی نیاز کا

لکھتا ہون وصف ان مژہائے دراز کا
لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا

ساقی سمائے اس مین ہزارون خم شراب
کشتی مے کو ظرف خدا دے جہاز کا

اللہ رے صفائے بیان حدیث دوست
دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا

ہوتا ہے شعبدون سے ترے آسمان سفید
اڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا

کیونکر وہ نازنین نہ کرے بے نیازیان
انداز سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا

ظاہر ہے گرم جوشی پروانہ کا اثر
روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا

ساقی زلال و درد جو توفیق ہو سو دے
مستون کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا

ہو جائے حسن معنی بے صورت آشکار
روئے حقیقت اُلٹے جو پردہ مجاز کا

آنکھین ہین ہجر یار مین لبریز اشک سُرخ
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا

ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہون منتظر
مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا

ہجران یار مین تن خاکی سے تنگ ہون
ایذائے مُرغ روح کو چنگل ہے باز کا

سودائے عشق مین نہ رہی شان خواجگی
محمود بندہ ہو گیا حُسن ایاز کا

پتلون سے خاک کے یہ گڑھے بھر چکین کہین
دفعتاً مٹے زمین کے نشیب و فراز کا

ساحل سمجھتے ہین تہ دریائے عشق کو
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا

حُسن و جمال نور جو اسلام کا دکھائے
دیوانہ پری ہو معتقد نماز کا

عمر خضر سے اُس کی زیادہ ہو زندگی
دھوون پیئے جو یار کی زلف دراز کا

اللہ کے فقیر کا دل کیون نہ ہو غنی
تکیہ ہے کیسے خسرو مسکین نواز کا

نیرنگ حُسن و عشق کی اللہ رے بہار
بے کار کوئی فعل نہین کارساز کا

عشق نہفتہ ہووے گا اشکون سے آشکار
یہ طفل کھیل کھیلین گے افشائے راز کا

بیمار عشق کے لئے ممکن نہین شفا
پرہیز سے مقام ہے یہ احتراز کا

چھپکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا

مجھ رند کو حلال ہے گو ہے حرام ہو
پیر مغان کا حکم ہے اُس مین جواز کا

آتش جگہ نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو
کم زہر سے اثر نہین اس شہد آز کا

حُسن سے دنیا مین دل کو عشق پیدا ہو گیا
آکے اِس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا

بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو
جس کو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا

موسم گل کی ہوا کرنے لگی ناز پری
سکتہ بازار جنون کا داغ سودا ہو گیا

ہوش اُڑائے صورت آبادجہان کی دید نے
پتلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا

دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحرِ حسن
بند جذبِ عشق سے کوزے مین دریا ہوگیا

جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
تونے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہوگیا

سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
عشق کو بدنام کرکے حسن رسوا ہوگیا

اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہوگیا

فی الحقیقہ روشن آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مصفّا ہو گیا

تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشک حور
گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہوگیا

آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے
ایک تختہ نرگسِ شہلا کا صحرا ہوگیا

آگ پر رکھوائے جلوانا نہ تھا فرعون کو
پنجشاخے سے بھی روشن دست موسیٰ ہوگیا

جھگڑے مین عالم طفلی کی کیفیت ملی
شیر دایہ میکشون کو خون مینا ہوگیا

تیغ سے وہ ابروِ خمدار ہے خونریز تر
جوہرِ ادراک سے حل یہ معمّا ہوگیا

گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شرحِ شوق
دل مرا نالون سے ناقوس کلیسا ہوگیا

کورمادرزاد بینا اپنے جلوہ سے کئے
حسن روئے یار یوسف سے مسیحا ہوگیا

عشق کرتے ہی ہوئے خواہان جان سوز و گداز
قرض خواہان محبت کا تقاضا ہوگیا

مرچلے تھے یاس کے مارے ترے مشتاق یار
زندگانی وعدۂ دیدار فردا ہوگیا

تونے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
آسمانِ حسن پر طالع ثریا ہوگیا

ہو سکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار
مرغ مضمون دہان یار عنقا ہوگیا

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا

بہار گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتی مے سے کنارہ کیا کرتا

نقاب اُلٹ کے جو مُنھ عاشقون کو دکھلاتے
نہین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا

سنا جو حالِ دلِ زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا

ہلال عید کا ہر عید ہو جہان مشتاق
تمھاری ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہنِ یار کھولتا کیونکر — نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا
قدم کو پیچھے رہ خوفناکِ عشق مین رکھ — یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا
خم شراب سے مجھ مست نے نہ منھ پھیرا — کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا
بہار تھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا — اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا
پڑی ہے خال رخ یار پر نظر جبھین — اثر ہے اپنا یہ مشکین ستارہ کیا کرتا
گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون — پھر اور سوزش دل کا حرارہ کیا کرتا
بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشنِ الفت — مری طرح کوئی اُس مین اجارہ کیا کرتا
شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھتا صاف — وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا
شکستہ دل نہ ہوا اُس بت کے ناز سے کیونکر — سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا
بہار گل مین پیالہ لگا لیا منھ سے — شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی — سر برہنہ سر گوشوارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا — دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا
موقع ہوا نہ اُس رخ روشن کی دید کا — افسانہ ہی سنا کئے ہم صبح عید کا
افسانہ سنیئے یار کا ذکر اُس کا کیجیے — مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا
شیدائے حسن یار کس اقلیم مین نہین — محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا
حاضر ہے چاہیے جو کوئی نعمت فقیر کی — شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا
مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین — پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا
حجت دہان یار مین کیونکر نہ کیجیے — منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا
لیتا ہے بوسہ دیکھے وہ مین عذار دل — یہ حال عاشقون کا ہے جو زر خرید کا
آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ — درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا
بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل — گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

ہوش اُڑائے صورتِ آبادِ جہان کی دید نے
پتلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا

دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحرِ حسن
بند جذبِ عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا

جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
تونے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا

سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
عشق کو بدنام کرکے حسن رسوا ہو گیا

اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا

فی الحقیقت روشن آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مُصفّا ہو گیا

تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشکِ حور
گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا

آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے
ایک تختہ نرگسِ شہلا کا صحرا ہو گیا

آگ پر رکھوائے جلوا نا نہ تھا فرعون کو
پنجشاخے سے بھی روشن دستِ موسیٰ ہو گیا

میکدے مین عالمِ طفلی کی کیفیت ملی
شیر دایہ میکشون کو خونِ مینا ہو گیا

تیغ سے وہ ابروِ خمدار ہے خونریز تر
جوہرِ ادراک سے حل یہ معما ہو گیا

گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شرحِ شوق
دل مرا نالون سے ناقوسِ کلیسا ہو گیا

کور مادر زاد بینا اپنے جلوہ سے کئے
حسنِ روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا

عشق کرتے ہی ہوئے خواہان جان سوز و گداز
قرض خواہانِ محبت کا تقاضا ہو گیا

مر چلے تھے یاس کے مارے ترے مشتاقِ یار
زندگانی وعدۂ دیدارِ فردا ہو گیا

تو نے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
آسمانِ حسن پر طالع ثریا ہو گیا

ہو سکا ممکن نہ دامِ فکرِ آتش سے شکار
مرغِ مضمونِ دہانِ یار عنقا ہو گیا

لباسِ یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتیِ مے سے کنارہ کیا کرتا

نقاب اُلٹ کے جو منھ عاشقون کو دکھلاتے
تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا

سُنا جو حالِ دلِ زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا

ہلالِ عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق
تمھاری ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہنِ یار کھولتا کیونکر
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا

قدم کو پیچھے رہ خوفناکِ عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا

خم شراب سے مجھ مست نے نہ مُنھ پھیرا
کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا

بہار تھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا
اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا

پڑی ہے خال رُخ یار پر نظر دیکھین
اثر ہے اپنا یہ مشکین ستارہ کیا کرتا

گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزش دل کا حرارہ کیا کرتا

بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشنِ اُلفت
مری طرح کوئی اُس مین اجارہ کیا کرتا

شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھتا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

شکستہ دل نہ ہوا اُس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا

بہار گل مین پیالہ لگا لیا مُنھ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا

فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی
سر برہنہ سر گوشوارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا
دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سُنا کئے ہم صبح عید کا

افسانہ سنئیے یار کا ذکر اُس کا کیجئے
مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا

شیدائے حسن یار کس اقلیم مین نہین
محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا

حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمت فقیر کی
شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا

مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین
پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا

حجت دہان یار مین کیونکر نہ کیجئے
منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا

لیتا ہے بوسہ دیکے وہ مین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہے جو زرخرید کا

آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ
درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا

بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

دل بیچئے ہین عاشق بیتاب لیجئے — قیمت وہ ہے جو مول ہو مال مزید کا
اپنی طرف اُن ابروؤنکے رُخ کو پھیر لے — اللہ زور دے جو کمان کی کشید کا
سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین — داغ جنون ہر ایک نگین ہے حدید کا
اُس رُخ پہ ابروؤن سے سونکو سمجھ نہ کم — ہر آیہ ہے فصیح کلام مجید کا
کنج قفس مین پہونچی صبا لیکے بوئے گل — خط آگیا بہار چمن کی رسید کا
شادی بے محل سے بھی ہوتا ہے دلکو غم — اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہے عید کا
قاتل رہا کرے گی شب جمعہ روشنی — کوچہ مین تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا
موسیٰ کی طرح ہم کو بھی دیدار کا ہے شوق — آنکھون کو حوصلہ ہے تجلی کی دید کا
صورت کو تیری دیکھنے آتے ہین قرعہ بینا — رُخ پر یقین ہے اُنھین شکل سعید کا
چھپان بدن سے یار کے ہو کر قبائے ناز — حیران کار رکھتی ہے قطع و برید کا
بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا ہے قتل — سینہ مرا مقام ہے مرد شہید کا
دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہے دل — رہتا ہے صدمہ روح کو قید شدید کا

خونریز جس قدر کہ ہو اُس سے عجب نہین
آتش فراق یار پدر ہے یزید کا

عشق مژگان کا مزہ بھی کوئی دم بھر ملتا — کاٹتے اپنے گلے ہم کو جو خنجر ملتا
عشق کا آئینۂ دل کو ہے جوہر ملتا — تن کو سودے کے لئے یار کے ہے سر ملتا
تیرے مستانون کو جنت مین کہین گھر ملتا — ہاتھ سے حور کے جام مے کوثر ملتا
دہن یار نہ آنکھون کو دکھائی دے گا — زندگی مین ہے کسے چشمۂ کوثر ملتا
ہاتھ پر بیٹھ کے اُس ترک کو دیتا خط شوق — کوئی ایسا نہین شاہین کبوتر ملتا
وحشت دل کبھی صحرا کو جو لیجاتی ہے — ہر بگولا ہے گلے سے مرے اُٹھکر ملتا
فی الحقیقت تری زلفون کی جو ہوتی خوشبو — مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا
واہ ری پست و بلندی رہِ الفت اُس مین — کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا
خلعت بال ہُما دیکے روانہ کرتے — نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا

نقش بر نقش محبت سا نہ ہوگا کوئی
سیکڑون مہرۂ گل ہے مجھے ششدر ملتا

سامنا آنکھ اُٹھا کر نہین نرگس کرتی
جھک کے اُس سرو روان سے ہے صنوبر ملتا

دل بہت سینہ مین بیتاب ہے اسپر رکھتے
صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا

عید کا روز ہے سکین ہین قطرہ لیتے
جز خُم ہم کو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا

لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتے ہین
زہر ہو کر ہے مجھے قند مکرر ملتا

بادشہ حسن نے اے یار بنایا ہے تجھے
خطبہ پڑھتا ہون ترا مین جو ہے منبر ملتا

ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے
سیمبر یار جو کوئی عوض زر ملتا

نہ کیا تو نے تعین ہی مکان کا ورنہ
دل مومن مین سمجھتا جو ترا گھر ملتا

ابر نیسان کا کرم رہتا ہے ہر سال اسپر
تیرے دندان سا صدف کو نہین گوہر ملتا

کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کنوئین مین پھینکا
خوبصورت نہین یوسفؑ سا برادر ملتا

نالہ بلبل کا نہ سنتا یہ غرور آجاتا
گوش گل کو جو ترے کان کا زیور ملتا

وحشت دل کا تقاضا ہے نکل چلنے کا
تنگ ہون گنبد گردون کا نہین در ملتا

اے پری شیفتہ ہوتے ترے جن و انسان
عشقبازون سے سلیمان کا لشکر ملتا

تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن
آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا

بیٹھ جاتا نہ کھڑے رہنے کی طاقت رہتی
چرخ کو میری طرح سے کبھی چکر ملتا

کیا عجب عاشق بے صبر کو بوسہ جو وہ دین
بتواضع بھی ہے مفلس سے تونگر ملتا

دھجیان خوب ہی لیتا مین بہار گل مین
مجکو آتش جو گریبان رفوگر ملتا ،

دل کو فزون چمن کی مٹی سے سرد پایا
گیندے سے مین نے اپنے چہرے کو زرد پایا

حسن و جمال پر ہے زیبا غرور تجکو
بے مثل بے نظیر و یکتا و فرد پایا

پارس کا کام سنگ در سے عجب نہین ہے
اکسیر کو تمھارے کوچے کی گرد پایا

ہرچند حالت دل ناگفتنی تھی لیکن
رو کر کہا کچھ اُس سے جو اہل درد پایا

اندھیر ہے جو تیری چشم سیہ سے کم ہے
گردش کا اُس کے سرمہ دنبالہ گرد پایا

باغِ جہان مین حق انصاف سے نگذرے
شربت بنایا بہرِ بلبل جو درد پایا

سودے مین گیسوؤن کی زنجیر کے جنون نے
مجنون سے مجکو طرۂ صحرا نورد پایا

تمثالِ رخ صنم نے گولی کی کی نہ گرمی
کافور کی طرح سے یہ مشک سرد پایا

ہونے لگی ہویدا نیرنگ سازی عشق
گاہے سفید گاہے رنگ اپنا زرد پایا

کس کس ستارہ سے شب اے مہ لقا لڑی ہین
آنکھون کو تیری ہم نے مردِ نبرد پایا

کرتے مصوّر اُس کو تصویرِ خضر مین صرف
ہوتا جو تیرے خط سا کچھ لاجورد پایا

مین بھاگتا ہون دنیا آ آکے ہے لپٹتی
آتش مجھی کو اُسنے شاید کہ مرد پایا

خدا نے برق تجلی مجھے جمال دیا
ہماری آنکھون کو دیدار کا خیال دیا

کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا
فقیر ہون مجھے اللہ نے ہے حال دیا

فریب حسن نے سکھلائی اُن کو عیاری
شکار کھیلنے کو گیسوؤن کا جال دیا

چلا تو بتکدے کی سیر کو مؤذن ہے
ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ڈال دیا

یقین ہے صورتِ عاشق سے انکو وحشت ہو
فسون سرمہ نے ہے دیدۂ غزال دیا

لبون تک آئی ہوئی بات پی گئے سو بار
زبان کو دل نے نہ اذن بیان حال دیا

دکھا کے حسن زنخدان یار کا عالم
ہماری آنکھون نے دل کو کنوئین مین ڈالدیا

شراب ابر مین کیونکر پئین نہ اے ساقی
ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا

گلے مین ڈالتے ہی پوست کی طرح لپٹی
قبا نے سانچے مین اندام یار ڈھال دیا

بنایا جب ترے پتلے کو دستِ قدرت نے
ہر ایک عضوِ بدن اُس کو بے مثال دیا

مرید کر کے مجھے پیرِ عشق نے اپنا
مشاہدے کو اک آئینۂ جمال دیا

ہوا ہون اہل دول سکہ ہائے داغ سے مین
جنون نے صدقۂ حسن پری ہے مال دیا

چلین گے باغ اگر ہم کو بھی مقدر نے
رفیق سیر چمن کوئی نونہال دیا

چکھا کے خوان کا اپنے نمک توکل نے
زبان کو مزۂ نعمتِ حلال دیا

نظر پڑا کئی دن سے نہین وہ ابرو کج
چھپا ہے جب سے دکھائی نہین ہلال دیا

ہوا ہے سامنے جب تیرے روئے رنگین کے
صبا نے گل کو ہے آزار گوشمال دیا

جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چودھوین کا چاند
شباب حسن نے ہے یار کو کمال دیا

بہت مرے دل صد چاک سے الجھتی تھی
تمھاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا

تپ فراق سے جان اپنی جا چکی ہوتی
صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا

صفا مین تیرے سے چمکے ہوئے بنائے دانت
لبون کو رنگ ترے لعل سے بھی لال دیا

ہوئی ہے خال رخ یار پر ملاحت ختم
نمک یہ حسن نے زنگی کو خال خال دیا

جلائے آئینۂ رخ سے نشۂ مے نے
جمال یار کو ہے خلعت جلال دیا

غرور حسن سے بیجا جو ناز کرنے لگے
بتون کو کعبہ سے اللہ نے نکال دیا

ادا ہو شکر ترے فیض عام کا کس سے
ہر ایک ذرہ کو خورشید لازوال دیا

صفائے رخ کا ملا لطف خط کے بوسے سے
قضا نے درد مین ہے نشۂ زلال دیا

شرف سے دستخط یار کے پھرا محروم
جواب صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا

سرور یار سے حاصل ہوا سرور تجھے
ملال دوست نے دل کو مرے ملال دیا

شب وصال مین اس چہرۂ منور سے
ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل جو ہم سے وہ محبوب نکتہ دان سنتا
زمین شعر کا افسانہ آسمان سنتا

فراق رنج سے ہے بعد مرگ بھی دشوار
زمین کے نیچے بھی ہوتین تو آسمان سنتا

کھلے نہ حالت دل کو زبان کا احوال
سنا کرے ہے اگر گوش بے زبان سنتا

خوشی سے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہے
بہار گل کی جو آمد ہے باغبان سنتا

زبان کون سی مشغول ذکر خیر نہین
کہان کہان نہین مین تیری داستان سنتا

قریب ہے یہ کہ حاصل کرون حضور رسی
پتا لگایا ہے دل ہون ترا مکان سنتا

خوشی کے مارے زمین پر قدم نہین پڑتے
جرس سے مژدۂ منزل ہے کاروان سنتا

نہ پوچھ کان مین کیا کیا کہا ہے کس کس نے
پھرا ہون تیری خبر مین کہان کہان سنتا

فسانۂ رخ رنگین یار کیا کہتے
چمن کو آگ لگاتا جو باغبان سنتا

زبان سے مرے یوسف نہین کہا جاتا
تمھارے حسن کے سودے کو ہون گران سنتا

نکلتا ہے جو وہ خونخوار اوپچی بنکر
ہر اِک طرف سے ہون آوازالامان سنتا

کچھ احتیاج نہین مجھکو حرز بازو کی
اجل کو اپنی ہون اپنا نگاہبان سنتا

مری فغان سے ہے گیسوئے یار بل کھاتا
ملال ہوتا ہے کافر ہے جب اذان سُنتا

بہار آئینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے
ہزار کہئیے نہین ایک باغبان سنتا

کیا ہے زرد یہ سودائے خال شکین نے
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سُنتا

چمن کو کوچۂ قاتل مگر ہے سمجھا تو
شہید تجھکو ہون اے نخل ارغوان سنتا

یہ شوق بوسہ ہے مجھکو اُس کا چوم لیتا ہون
زبان سے جسکی ترے رُخ مین ہون وہان سنتا

مجھے وہ روشنی حنا نہ یاد آتا ہے
کسی کے گھر مین جو ہون دوست میہمان سنتا

جواب اُٹھ سکے نہ کیونکر مین اُسکے بدلے دون
لڑی مری لئے ہے گوش بے زبان سنتا

رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کی طرح
بتون کو چھیڑ کے دو چار گالیان سنتا

اُن ابروؤنکو مین شاعر بھی کہہ رہے کچھ کچھ
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا

کہون مین بال جو اُس کو تو بال شیشہ کا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا

فراق یار کو اے صبر زور تو نہ جتا
پچھاڑ تلے ہے یہ جس کو ہے پہلوان سنتا

قضا کے تیر کو دے کر نشانہ بنتا مین
کوئی جو ابروئے خمدار سی کمان سنتا

قصور مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا

جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا

یہ چل رہی ہے ہوا باغ دہر مین کیسی
نہ گل سا رُخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

نہال قد کے ہو سودے مین جب سے زرد آتش
تمھارا نام ہون مین شاخ زعفران سنتا

لباس سُرخ پہن کر جو وہ جوان نکلا
پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا

خراب پھرتے تھے عالم مین دلکو بھولے ہوئے
مکان یار کا دیوار درمیان نکلا

وہ زلف چھو گئی زنجیر اپنے سودے کو
کمان سے جا کے ہے یہ سلسلہ کہان نکلا

ملاحتِ ذقنِ یار کا ہے ہر سو شور
عجیب لطف کا کھاری ہے یہ کنوان نکلا

بندھے دہان و کمر کے ہزارہا مضمون
زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

کھلا نہ آتشِ سودائے عشق کا پردہ
وہ موم ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا

تلاش ہم نے ہزارون ہی لشکر دہن کی
قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا

سنینگے قصۂ یوسف زبان سے اُسکی
کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا

شباب کھو کے گئی جان رنجِ پیری سے
بہار لوٹ کے گلشن سے باغبان نکلا

کہا جو شاعرون نے اُس کو چشمۂ شیرین
کھلا ہمین کہ اب اُن سے ترا دہان نکلا

دیا نہ تم نے کبھی بوسۂ لب شیرین
مزہ نہ مہر و محبت کا مہربان نکلا

سنا ہے شور سگ کوئے یار جب ہم نے
خوشی سے پوست کے باہر ہے استخوان نکلا

جنون عشق مین کی کوچۂ بتان کی جو سیر
بلند کعبہ سے ہر گھر کا آستان نکلا

دکھائی دیتی ہین آنکھون کو صورتین ہر سو
یہ گنبدِ فلک آئینہ کا مکان نکلا

مقام شکر ہے دے آسمان جو خرقۂ فقر
کفن پہن کے ہے اس گھر سے میہمان نکلا

شب فراق مین بے چہرۂ منور یار
ہوا ہے داغ مجھے چاند سے جہان نکلا

کرے گا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش
یہ وہ مقام ہے جھک کر ہے آسمان نکلا

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا
بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا

تو روشنی عالم ایجاد ہو گیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا

سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد
مومی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا

حافظ رُخ کتابی محبوب کے ہین ہم
یہ احسن القصص ہے ہمین یاد ہو گیا

اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سنا
نالہ مرا غریب کی فریاد ہو گیا

پھر آئے رنگ رفتہ جو رُخ پر عجب نہین
اکثر یہ ہے چہرۂ نظری صاد ہو گیا

وہ شب ہے کون سی کہ نہین لطف نوشہی
فکر سخن عروس مین داماد ہو گیا

زلفون کو دیکھ کے مائیہ سودا ہوا وہ شوخ
دو دیر لگا کے یار پری زاد ہو گیا

ساقی ماہرو نے پلائی شراب عشق / تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہوگیا
دکھلایا آب جو نے چمن مین جو آئینہ / گلچین باغ حسن وہ صیاد ہوگیا
سایہ کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ / عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہوگیا
کم حکم شرع سے نہیں ایماے حسن بھی / بے جرم بے قصور وہ جلاد ہوگیا
کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے / مریخ چرخ کشتۂ بیداد ہوگیا
سرمہ سے چشم یار بنی مفسدون کی جڑ / لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہوگیا
رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین / گلزار رشک خانۂ صیاد ہوگیا
خورشید سے زیادہ ہوئی اسمین روشنی / جو ذرہ تیری راہ مین برباد ہوگیا
اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر / اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہوگیا
ہجر صنم مین پھوڑ کے سر دل نے جان دی / فارغ پہاڑ کاٹ کے فرہاد ہوگیا
نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے / دل صاف ہو کے چہرۂ آزاد ہوگیا
قد بلند یار کو شمشاد جو کہا / گیسو لٹک کے طرۂ شمشاد ہوگیا
غیرت کے مارے یار ہوا غیر سے خلاف / یہ اتفاق بھی ہے خدا داد ہوگیا
ہو توت سخت روئی ہوئی خط سے یار کے / بوٹی سے کشتہ بیضۂ فولاد ہوگیا
پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین / کوے بتان بھی گلشن شداد ہوگیا
زنجیر اس بہار مین ہلکی اگر گھڑی / ہاتھ اپنا طوق گردن حداد ہوگیا
مژگان کی طرح گردش چشمان یار سے / زیر و زبر ہی عالم ایجاد ہوگیا
تحصیل علم روح کی شائق ہوئی جو روح / شاگرد کر کے مجکو دل استاد ہوگیا
بلبل کے نالے لے اُڑے فصل بہار مین / دیوانہ کپڑے پھاڑ کے صیاد ہوگیا
دیوانگی نے دام خرد سے نجات دی / عشق پری کے صدقے سے آزاد ہوگیا
کرتا ہے یار دست حنائی سے قتل عام / مہندی کا خون کر کے ہے جلاد ہوگیا
ساقی حدیث اُس کو سمجھتے ہین تیرے مست / پیر مغان کے منھ سے جو ارشاد ہوگیا
رسوا ہوا مین پردہ کھلا تیرے عشق کا / اشکون سے رنج ناخلف اولاد ہوگیا

بوسون کے بدلے ملتی ہین آتش کو گالیان
شایان لطف مورد بیداد ہو گیا

سامنے جو پڑ گیا دیوانہ بیباک تھا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا

عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا

یون تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب
وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا

بے ترے شب کو چھری چلتی تھی اے خورشید حسن
جو ستارہ تھا سوا مریخ سے سفاک تھا

لعل لب کے جس سے مضمون ڈھل گئے فکر اسکی ہے
ان نگینون کو تراشا جس نے وہ حکاک تھا

جامہ زیبی مین نہ دی تشبیہ مین نے یار سے
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا

اینڈتا تھا تیرے ستون کی طرح سے باغ مین
صاحب نسبت اپنے سلسلہ مین تاک تھا

بوئے گل کیطرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا

ہر دم دیدہ ترا ورد کے جب کرتے تھے ذکر
اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاک پاک تھا

پار اترا صاف بحر بیکنار عشق سے
روتے روتے مر گیا جو بحر مین تیراک تھا

دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
مظہر نور الٰہی جسم مشت خاک تھا

چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا

ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرا نوردی مین مرا
جوش وحشت مین غزالون سے بھی مین چالاک تھا

تیرے کوچہ کا چمن پر دل کو آجاتا تھا شک
سنبل و گل اپنی آنکھون مین خس و خاشاک تھا

صید بندی کا تجھے جب شوق تھا اے شہسوار
حلقۂ دام محبت رشتۂ فتراک تھا

جسم گل کھائے ہوئے ساعد ترے چھلونکے تھے
غیرت صبح بہار اُس آستین کا چاک تھا

جائے آب اُس مست کو ملتی ہے انگوری شراب
اعتقاد پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا

جب رُلاتا تھا تصور لالہ رویون کا ہمین
طفل اشک ایک ایک مست نشۂ تریاک تھا

عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کس کو مین
یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کاواک تھا

رات بھر تھا چشم غزال آنکھون مین اپنے ہر چراغ
شہر بھی بے یار اک صحرائے وحشت ناک تھا

کر گئی جب روح مرجع کیطرف اپنے رجوع
خاک مین وہ مل گیا جو جسم آتش خاک تھا

ساقی شراب سے رہے قصر فلک بھرا
شیشہ کیطرح مے سے شکم حلق تک بھرا

صحبت برار ہونے کی صورت نہین کوئی
مین بدگمان ہون اور مرا یار شک بھرا

حسن ملیح پر نہ کرو اس قدر گھمنڈ
کان نمک مین لاکھون ہی من ہے نمک بھرا

رو رو کے مین نے دل نہین خالی کیا ہنوز
پانی ابھی سما سے کہان تا سمک بھرا

صحرا مین جا کے لائے حرارت جو آبلے
پاؤن نے اُن مین ہیں کے خار خسک بھرا

آئی بہار گھر سے مرے آ گئے ساقیا
لبریز بادہ جام پیالہ گزک بھرا

رات انتظار یار مین جھپکین جو نیند سے
آنکھون کو اپنی چیر کے مین نے نمک بھرا

قتل ہو فراق یار مین کس کس کا دیکھیے
تارون کے نقل سے ہے یہ خوان فلک بھرا

آتش ہمیشہ سیر ہوا خوان حسن سے
نیت کو رکھے بوسہ لب کی چٹک بھرا

عشق کے سودے سے پہلے درد سر کوئی نہ تھا
داغ دل خندان زن زخم جگر کوئی نہ تھا

غیر یار آنکھون مین اپنی جلوہ گر کوئی نہ تھا
مردمان چشم سا اہل نظر کوئی نہ تھا

روئے رنگین سا ہو گل جسمین شجر کوئی نہ تھا
باغ مین سیب زنخدان سا ثمر کوئی نہ تھا

جوہری کی آنکھ سے دیکھے جواہر بیشتر
لعل لب سا لعل دندان سا گہر کوئی نہ تھا

خوبصورت یون تو بہتیرے تھے لیکن یار سا
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا

رہ گئی دل ہی مین اپنے حسرت اظہار شوق
لکھ کے خط جب ہم نے ڈھونڈھا نامہ بر کوئی نہ تھا

میرے نالون نے جو شب کی تھی قیامت آشکار
جاگتا تھا فتنہ جو تھا بیخبر کوئی نہ تھا

دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز
عیب الفت کے سوا ہم مین ہنر کوئی نہ تھا

کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا

کون سے حلقہ مین اُن زلفون کے تھے اک دو دل
خانۂ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا

تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابرو جن دنون
آشنا گردن سے اپنی اپنی سر کوئی نہ تھا

دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے
جلوہ فرما ہو نہ تو جس مین وہ گھر کوئی نہ تھا

رکھتی تھی زلف رسائے یار ہر اک مو دراز
کون سے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا

عہد پیری میں جوانی تھی نہ اُس کے ولولے
محفل شب میں سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا

بلبل تصویر تھا باغ جہاں میں تیری طرح
بادجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا

معرکہ میں عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوے
واپسیں دم تک تو مجھ سے پیشتر کوئی نہ تھا

یار آنکلا تو تھا صورت دکھاتا میں کسے
پھٹ پڑے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا

عشق کس کو حسن دلکش سے نہ تھا اے جان جان
فکر سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا

چاشنی دونوں کی چکھی ہے جو حق حق پوچھیے
اُس لب شیریں سے شیریں نیشکر کوئی نہ تھا

لے چلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہم سفر کوئی نہ تھا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا

انداز کہاں یہ روش حور و پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا

ہنگامہ گل و لالہ کی ہے جیب دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا

ساقی کی نگاہوں نے مرے ہوش اُڑائے
آنکھوں سے دیا جام مے بے خبری کا

ایک بیٹھے سے قد کا ہے زبس نقش جو بیٹھا
دل ننگ دکھاتا ہے عقیق شجری کا

پیری میں رُخ اُن ابروؤں کا اپنی طرف چاہ
سیفی کا سا ہے حال دعائے سحری کا

تلوار کے مقتولوں میں محسوب ہے وہ بھی
کشتہ ہے جو اے ترک تری کج نظری کا

آئینہ نہیں دیکھتے زلفیں نہیں بنتیں
کم سن ہیں وہ عالم ہے ابھی بے خبری کا

سبزہ مری تربت کا ہرا خوب ہوا ہے
ایسے میں ہرن آئیں تو موقع ہے چری کا

کیا جائے ادب ہے ترے کوچہ کی زمیں پر
پایا نہ کہیں نقش قدم رہ گذری کا

اک گل کی جدائی ہے شب و روز رُلاتی
مژگاں نہیں گرد آنکھوں کے سبزہ ہے پری کا

لکھتا ہوں جو میں شرح تری خوش روشی کی
بنتا ہے سر خامہ قدم کبک دری کا

کرتا ہوں جو میں حسرت پرواز میں نالے
صیاد کو غم ہے مری بے بال و پری کا

بے وجہ لباس اپنا نہیں سرخ یہ رکھتا
مریخ ہے پیرو تری بیدادگری کا

کس مار سیہ میں نہیں اُس زلف کی لہریں
کس مور کو دعوی نہیں نازک کمری کا

گل پھولے سماتے نہین ہین جامہ مین اپنے
اوسنے یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا

اک کان ملاحت کے ہین پا او نہین ہم بھی
چکھا ہے مزا ہمنے بھی شوریدہ سری کا

دم لاکھ محبت کا تری غیر بھرین یار
باور نہ کیا چاہیے گھونٹون کی کھری کا

اورنگ نشین ملک جنون مین نہو کیونکر
افسر سر دیوانہ کو سایہ ہے پری کا

طے مرحلہ عشق خدا چاہے تو ہووے
اُس راہ مین توشہ ہے توکل سفری کا

پیری مین رہا روشنی فکر سے عالم
خورشید لب بام چراغ سحری کا

دیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش
زنجیر کا غل قہقہہ ہے کبک دری کا

اک سال مین دس دن بھی جسے غم نہین ہوتا
وہ شہر ہے جس مین کہ محرم نہین ہوتا

سنبل مین تری زلف کا عالم نہین ہوتا
یہ پیچ نہین ہوتے ہین یہ خم نہین ہوتا

کعبہ مین رخ یار کا عالم نہین ہوتا
محراب مین اُن ابروؤن کا خم نہین ہوتا

اک جام مین کھلتا ہے طلسمات جہان کا
مستی مین کسے مرتبۂ جم نہین ہوتا

نشتر کیطرح چھیڑتی رہتی ہین وہ مژگان
کس چاہنے والے کا لہو کم نہین ہوتا

تلوار کی موت اسکے نصیبون مین نہین ہے
ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہین ہوتا

بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن
کہتے نہین راز اُس سے جو محرم نہین ہوتا

اک رشک مسیحا کے تصور مین ہے یہ حال
آنکھون مین ہے جان اور فنا دم نہین ہوتا

فرقت مین تری کونسی شب کو نہین روتا
کب سینہ زنی سے مری ماتم نہین ہوتا

پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی
زخم دل احباب کا مرہم نہین ہوتا

آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز
یان کشتہ نہو جو وہ مسلم نہین ہوتا

کم موت کے آنے سے نہین یار کا جانا
قالب مین جو ڈھونڈھو تو کہین دم نہین ہوتا

اُس زلف کی بو سونگھی ہو جس نے وہی جلنے
افعی سیہ رنگ مین یہ سم نہین ہوتا

مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے
وہ ملتفت نیر اعظم نہین ہوتا

شیشے مین جو ہے روشنی بادۂ گلگون
فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا

بیصرفہ لٹے دولت دیدار شب و روز
معشوقون مین ایسا کوئی عالم نہین ہوتا

زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہ ہو کیونکر
یہ سلسلہ درہم و برہم نہین ہوتا

افسوس ہے انسان نہ ہو علم کا جویا
وہ مال ہے یہ صرف سے جو کم نہین ہوتا

اولاد سے اب تک ہے خصومت وہی باقی
ابلیس ساکبھی دشمن آدم نہین ہوتا

اُس باغ کے ناظر نگہ پاک سے ہین ہم
گل جس مین کہ آلودہ شبنم نہین ہوتا

ثابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط
بے دیو کے مارے ہوئے رستم نہین ہوتا

یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت
الزام جو دیتا نہین ملزم نہین ہوتا

تا چند بہار آتی نہین دیکھیے آتش
کب تک شرف نیّر اعظم نہین ہوتا

وصف کیجے جو تیری قامت کا
کہیے اُس کو الف قیامت کا

نیم جان چھوڑنا نہ اے قاتل
فعل ہے یہ بڑی ندامت کا

نعمت عشق بٹتی ہے لے لے
مستحق ہو جو اس کرامت کا

پیروی پیشوا کی لازم ہے
روسیہ منکر امامت کا

مرد میدان کا حال کیا جانے
راہ رو کوچہ سلامت کا

حُسن سے عشق ہے ہمین ازلی
ہم بھی دم بھرتے ہین قدامت کا

واہ ری عاشقون کی دلجوئی
کس سے وعدہ نہین قیامت کا

وصل مین ہجر کی خبر تھی کسے
تھا نہ معلوم روز شامت کا

گھر بناتے اگر یقین ہوتا
اس خرابہ مین استقامت کا

حسب دلخواہ دے تجھے آتش
وہ جو ہے خاتمہ امامت کا

تیری جو یاد اے دلخواہ بھولا
باللہ بھولا واللہ بھولا

فرقت کی شب مین جانسوز دل نے
اُف اُف کیا جو آہ آہ بھولا

کج رہ نہ پا کو جا دل سے غافل
پھیر اُس نے کھایا جو راہ بھولا

زنّار ڈالا تسبیح پھیکی
عشق صنم مین اللہ بھولا

غورنے گرایا اُس کو نظر سے
جو ذرہ تیری درگاہ بھولا

زلف رسا کو سمجھا جو افعی
چوکا وہ قصم کوتاہ بھولا

دیکھے سے تیرا روئے منور
ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا

محروم رکھا ساقی نے ہم کو
اپنے گدا کو جم جاہ بھولا

بُت خانہ چھوڑا باز آئے بت سے
وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

شرط وفا کی کس بیوفا سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا
سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا

دکھلا کے جلوہ آنکھون سے اک شمع نور کا
گل کردیا چراغ ہمارے شعور کا

موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا
آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا

سب کو خیال رہتا ہے اک رنگ طور کا
ظلمت مین دل مرا متلاشی ہے نور کا

منھ کو چھپایئے نہ مرے قتل کے لئے
شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا

کرتا ہے نغمہ صورت داؤد عندلیب
عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا

گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز
کیا شکوہ اُن کی زلف رسا کے قصور کا

کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپ نے
کشتہ ہے کون کون تمھارے غرور کا

دکھلا کے ساق پا جسے مارا ہے یار نے
گنبد بنا ہے قبر پہ اُس کے بلور کا

کس ترک کی کلاہ کو زینت ہوئی پسند
کھینچا گیا ہے پوست ہزارون سمور کا

لیٹا مین دوڑ کر جو پری پر نظر پڑا
دیوانہ بن کے کام کیا ذی شعور کا

قبرون کو عاشقون کی نہ کھدوا ستم نکر
بیدرد یون عمل نہین کشف قبور کا

یمن قدم سے یار کے فردوس باغ ہوا
نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا

اُس ہمائے حسن کا عنقا مقابل ہوگیا
حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہوگیا

عاشقون کو رتبہ پروانہ کا حاصل ہوگیا
تو فروغ حسن سے جو شمع محفل ہوگیا

دلبرون کی انجمن مین حال بسمل ہو گیا | تیغ سی ابرو کو دیکھا جسکی قائل ہو گیا
ہوش اڑے ایسے بہار رنگ گل کو دیکھکر | بلبلون کی فکر سے صیاد غافل ہو گیا
عہد طفلی سے جوانی مین ہوا وہ چند حسن | جب وہ خوش رو تھا ہلال اب ماہ کامل ہو گیا
گر میان تیری طرح سے آتش گل نے جو کین | پانون رکھنا باغ مین بلبل کو مشکل ہو گیا
گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار | چشم طفلان مین کھلونا مہرۂ گل ہو گیا
کون سا کونا نہ جھانکا کی نہ کس گھر مین تلاش | جستجو مین تیری ششدر مہرۂ گل ہو گیا
چار عنصر چار رہ مین منتشر ہوش و حواس | اٹھ گئے تم کیا دگرگون رنگ محفل ہو گیا
صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ | شمع لیلی ہو گئی فانوس محمل ہو گیا
حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کے ظہور | سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبۂ گل ہو گیا
نقش صورت کو مٹا کر آشنا معنی کا ہو | قطرہ بھی دریا ہے جو دریا سے واصل ہو گیا
قطع ہو جاوے گی گام چند مین سختی راہ | خضر ہے جب آگے آگے شوق منزل ہو گیا
نکہت زلف اس پری کی جو کبھی لائی صبا | حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہو گیا
کر دیا تیری توجہ کے کرم نے بے نیاز | دولت حاتم سے مالا مال سائل ہو گیا
شب کو دم دیکے لیجاتا ہے کوئے یار مین | مین تو تھا ہی مجھ سے بھی مرشد مرا دل ہو گیا
جنبش ابرو نے رکھ لی آبروئے تیغ یار | نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہو گیا

شاعرون مین کوئی آتش سا ہو گا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

قوی دماغ رہے بلبل خوش الحان کا | قفس مین بھی ہے وہی چہچہا گلستان کا
پھرا لیے ہم سے رخ اس بادشاہ خوبان کا | کچھ اعتماد نہین ہے مزاج سلطان کا
اُن ابروؤن سے اشارہ ہی ہے مژگان کا | کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا
ہنسا وہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی | لبون کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندان کا
دکھائیے گا اگر چہرہ کتابی آپ | ثواب بخشئے گا ہمکو ختم قرآن کا
جگہ ہے دل مین ترے داغ عشق کی خالی | جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا

قفس مین نالۂ بلبل سے یہ صدا ہے بلند — بہشت ہے جو تصور رہے گلستان کا

دکھائی دے مرے یوسف کی شکل آنکھون کو — حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا

نقاب الٹ کے دکھا یار چہرۂ رنگین — کبھی تو کھول دے دروازہ اس گلستان کا

وہ اپنی زلفون مین گھڑیون ہی کرتے ہین کنگھی — خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا

لباس ہی نہین اُس گل کا قتل کرتا ہے — برہنگی مین بھی عالم ہے تیغ عریان کا

جنون کے جوش مین روتا جو ہون دیوانہ — ارادہ کرتا ہے ہر طفل اشک طوفان کا

سُنا ہے اپنا جو دیوانہ اُس صنم نے مجھے — اشارہ رہتا ہے لڑکون کو سنگباران کا

چھڑکنے سے رخ پرنور پر پسینے اے ماہ
ستارہ بن گیا ہر ایک ذرہ افشان کا

کعبہ و دیر مین ہے کس کے لئے دل جاتا — یار ملتا ہے تو پہلو ہی مین ہے مل جاتا

خدمت یار مین ہین جبکہ ہون سائل جاتا — کچھ نہ کچھ بوسۂ و دشنام سے ہے مل جاتا

ترے دانتون سے جو ہونے کو مقابل جاتا — صورت اشک گہر خاک مین مل جاتا

پھل ملا ہے یہ تری تیغ سے ہمکو اے ترک — پھوڑے کی طرح ہر ایک زخم ہے کھل کھل جاتا

رُخ کے ہوتے ہوے ڈھونڈھا نہ دہن کا مضمون — سہل کو چھوڑکے کیون جانب مشکل جاتا

پر تو کرتے ہین یقین ہے کہ چھری بھی پھیرے — زمزمون سے مرے صیاد ہے ہل ہل جاتا

زخم کاری کی تری تیغ سے اللہ ری خوشی — رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے بسمل جاتا

راہ بھولے ہوے حاجی ہے بھٹکتا ناحق — کعبۃ اللہ جو جاتا تو سوئے دل جاتا

طرفہ رکھتی ہے خرابات مغان کیفیت — ہوشیار آکے ہے اس بزم سے غافل جاتا

راہ مین شان کریمی ہے تری بھر دیتی — پھر کے خالی کسی در سے جو ہے سائل جاتا

اے صبا تو ہی اُڑا کر رخ لیلی دکھلا — دست مجنون نہین تا پردۂ محمل جاتا

کون سی راحت جان کی ہین یہ آنکھین مشتاق — گھر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا

آمد یار کی کانون سے سنی ہے جو خبر
چھپکے پہلو سے ہے آنکھون کیطرف دل جاتا

باران کی طرح لطف و کرم عام کیے جا
آیا ہے جو دنیا مین تو کچھ نام کیے جا

غمزے نئے اے سرو گل اندام کیے جا
جو کام ہے معشوق کا وہ کام کیے جا

اے نرگس خود کام ملے خاک مین کوئی
تو پیروی گردش ایام کیے جا

کاکل کا اشارہ یہی اُس رُخ سے ہے رہتا
مشتاق سے اپنے سحر و شام کیے جا

مرغ دل احباب خود اڑ اڑ کے پھنستے ہین
اے زلف سیہ کشمکش دام کیے جا

مژگان یہی اُس چشم سیہ کو ہین سوجھاتین
چشمک طرف نرگس و بادام کیے جا

رکھتا ہے اثر شوق کا اظہار بھی غافل
یار آئے ہی گا نامہ و پیغام کیے جا

عاشق کا جنازہ ہے ملا راہ مین پیارے
تو بھی تو مشیت کوئی دو گام کیے جا

شفتالوے لب کو بھی تا کا تو وہ بولے
ملنے کا نہین کچھ طمع خام کیے جا

اُلٹی ہے مت اُلٹی تجھے بوسہ ہی ملے گا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

صحراے مغیلان کا مگر مرحلہ آیا
پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا

استادہ کمر باندھے ہوے راہ مین ہین ہم
لوٹا اُسے یوسف کا اگر قافلہ آیا

سودا ہی رہا گیسوے پیچان کا ہمارے
شانہ کیطرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا

یاقوتی لب کی تری اللہ ری تفریح
پیری مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا

ہرچند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار
دانتون سے ہی کاٹا جو زبان پر گلہ آیا

اک دم نہ جدا ہوتے تھے یا ہجر ہون غائب
کیا اس کا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا

فرہاد کو میری نہ سمجھ بے اثر اے بت
کہسار کو ان نالون سے ہے زلزلہ آیا

بے آہ کیے جان نہین بچتی اب اے دل
بیتابی سے تنگ مرا حوصلہ آیا

تھا شوق زبس منزل مقصود کا آتش
طے اُس کو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
یہی وہ راہ ہے جس مین ہے جان کا کھٹکا

سزا ہے اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا
شب وصال کی گستاخیون کا ہے کھٹکا

علاج ہی نہین کچھ ترے نام کی رٹ کا
چھڑائے سے نہین چھٹتا زبان کا چٹکا

کسی کے سر مین ہوا درد مجھ مرا چٹکا
کسی کے پاؤن مین موچ آئی مینے سر پٹکا

کیا ہے بادہ خواری نے بلبلون کو مست
ہوا ہے پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپرکھٹ کا

شب فراق مین اُس غیرت مسیح بغیر
اُٹھا اُٹھا کے مجھے درد دل نے دے پٹکا

کہون جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپرکھٹ کا

خدا نے دی ہے تجھے اے صنم فضیلت حُسن
زیادہ طرۂ گیسو سے شملہ کو لٹکا

شب وصال مین کھولے قبائے یار کے بند
کمر سے کھینچ کے پٹکے کو ہم نے دے پٹکا

پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلائے
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

مطیع نفس نہ اللہ نے کیا مجکو
نہ مین نے پیروی غول کی نہ مین بھٹکا

شراب پینے کا کیا ذکر یار بے تیرے
پیا جو پانی بھی ہم نے تو حلق مین اٹکا

چمن کی سیر مین سنبل سے پہلوانی کی
چڑھا کے پیچ پر اُن گیسوؤن نے دے پٹکا

شراب صاف نہ باقی رہی تو لے ساقی
لوٹائیگا مجھے کیچڑ مین نشہ تلچھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
کبھی تو قصد کرے گا زمانہ کروٹ کا

بس اپنی مستی کو گردش ہے چشم ساقی کی
ہمارا پیٹ نہین ہے شراب کا مٹکا

خدا کو حشر کے دن منھ دکھائے گا تو کیا
کبھی جو شرم پر آئے بت ہے طرہ گھونگھٹ کا

سرائے یار مین پہنچین گے ہم لگا کے کمند
بلند بام سے رتبہ ہے اُس کی چوکھٹ کا

کلاہ کج کا ہے طرہ قبائے چسپان پر
جوان آج نہین ہے تری سجاوٹ کا

نہ تیغ عشق کے منھ چڑھ دلا خدا سے ڈر
اُسی گڑھے مین تو جی چھوٹتا ہے جھٹکا

اُڑائی ہے تری رنگین ادائیون نے نیند
عدو کے دل کو ہے مہندی کے چور کا کھٹکا

نہ پھول بیٹھ کے بالائے سرو اے قمری
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہے نٹ کا

پری سے چہرے کے اوپر نہین ہین لہراتے
یہ منھ چڑھاتے ہین گیسوئے یار گھونگھٹ کا

یہ جانتے تو تمھین ہم نہ باندھنے دیتے
کمر کے ساتھ لپٹیے گا ناف کو پٹکا

عجب بھول بھلیاں ہے غفلت ہستی ۔۔۔ جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہیں ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

عزیز روح کے دم تک ہے کالبد گل کا ۔۔۔ خراب حال ہے بے مغز جب ہوا چھلکا

لہو سے سرخ رہے رنگ تیغ قاتل کا ۔۔۔ وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا

بہار آئی ہے دیوانے وجد کرتے ہیں ۔۔۔ سرود کی ہے صدا غلغلہ سلاسل کا

رخ ملیح کے خالوں سے یہ ہوا ظاہر ۔۔۔ نمک کے ساتھ مزا ہے سیاہ فلفل کا

عجب نہیں شرف خواجگی مری خاطر ۔۔۔ ذلیل بندہ ہوں کیسے عزیز ہر دل کا

کہا جو میں نے مجھے ذبح کیجیے تو کہا ۔۔۔ یہ کام ہے ملک الموت نام قاتل کا

فراق یار میں ممکن نہیں تحمل و صبر ۔۔۔ نہ ہو سکے گا یہ ہم سے ہے کام مشکل کا

ہمیشہ یار رہے پیش چشم عالم میں ۔۔۔ نہ منہ دکھائے خدا بے چراغ محفل کا

پھرا ہوں گرد میں سودائے خال میں گھر گھر ۔۔۔ نظر پڑا ہے کہیں پیر جو کوئی تل کا

کہے جو یوسف اٹھیں کوئی تو یہ کہتے ہیں ۔۔۔ ہمیں بھی سمجھے ہو تم بیچنے کے قابل کا

خیال زلف ہے اُس رخ کے شوق میں آتا ۔۔۔ دکھائی دینے لگا ہے سواد منزل کا

گئی ہے روح بدن میں سے وجد کرتی ہوئی ۔۔۔ عجیب حال ہوا ہے تمھارے بسمل کا

نظارۂ رخ لیلی کر دمیان مجنون ۔۔۔ بٹھا کے ناقہ کو پردہ اٹھاؤ محمل کا

کھلا یہ ہم کو دم نزع کے تنفس سے ۔۔۔ کشاں کشاں لیے جاتا ہے شوق منزل کا

خدا سے مانگ جو کچھ مانگتا ہے اے آتش
کریم رو نہیں کرتا سوال سائل کا

رعد کا شور ہو موروں کی صدا سے پیدا ۔۔۔ جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا

اے جنوں خار ہوں صحرا کی ہوا سے پیدا ۔۔۔ آبلے ہوتے ہیں اپنے کف پا سے پیدا

نہ تو بھوکے ہوئے تھے ہم نہ تو پیاسے پیدا ۔۔۔ ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا

چاہیئے اشک بھی ہوں نالہ کے پیچھے پیچھے ۔۔۔ آمد قافلہ ہے بانگ درا سے پیدا

لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پہ ہے شفق
رنگ کیا کیا ہوئے خون شہدا سے پیدا

قد کشی آج وہ سر دون سے ہین کرتے جاتے
گل کی ہے بات ہوے تھے جو ذرا سے پیدا

تخت پر یون کے اُڑا لائے جو دیوانون تک
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا

دھوپ مین تو جو نکلتا ہے کبھی اے شہ حسن
سایہ ہوتا ہے پرِ بالِ ہما سے پیدا

مشک بو زلف کا ہے لطف رخ رنگین پر
سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا

شاہد گل کو ہے مقصود شکار بلبل
مٹھیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا

پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود
ہے کراماتِ گدا حال گدا سے پیدا

حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا
حال ہوتا ہے یہی عشق خدا سے پیدا

فی الحقیقت ہے اگر چشمۂ حیوان وہ دہن
سیکڑون خضر سے ہو جاینگے پیاسے پیدا

بوسہ بازی سے مری ہوتی ہے ایذا انکو
منھ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین مہاسے پیدا

عہد پیری مین جوانی ہے بہت یاد آتی
کیجیے زور کمان پشت دوتا سے پیدا

اب نقاب اُلٹے ہوا بھی تو نہین کچھ ہوتا
تم نے کرلی ہے بڑی آڑ صبا سے پیدا

مجکو ڈر ہے کہین طوق کمر یار نہون
حلقے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا

بند کردے گی تری برق جمال آنکھون کو
ہونے دے شربت دیدار کے پیاسے پیدا

دیکھکر آئینہ بیزار نہ ہو صورت سے
ہوتے ہین جوش جوانی مین مہاسے پیدا

بندہ عالم نہین ہو سکنے کا ہے دل جوئی
بت گمراہ کرین راہ خدا سے پیدا

لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہ ہوئی
رس سے شکر ہوئی شکر سے بتاسے پیدا

اے شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلیے
لڑکے ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

عود ہو موسم سرما ہے قریب اے آتش
کیجیے ربط کسی ماہ لقا سے پیدا

ردیف بائے موحدہ

ہر حال مین ہے اپنے مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان کی طرح گرد ہون دیکھین اگر طبیب
اتنی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جانکاہ جان خراش و دل آزار دلفریب

انداز حسن یار ہین اک اک سے خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہین اے ترک کشتنی
ابرو سے تیرے ہو تری تلوار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر ایک دکان ہے بازار دلفریب

سودائے عشق کے لئے ہے خوشجمال شرط
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین مجکو قاتل خوشرو کی ہے تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہے اک بیت انتخاب
کیونکر نہ ہو وہ ابروئے خمدار دلفریب

اُس گل نے گوش دل سے سنا ایکدن نہ حیف
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
پانوٗن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

منھ پر نقاب ڈالا ہے جیسے کہ یار نے
آنکھون مین اپنے بند ہے بازار آفتاب

پیکر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اس طفل مہ جبین نے رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پہ
عقل علیم ہے نہین رفتار آفتاب

البتہ روئے یار کا ہم کو ہوا اشتباہ
لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب

جھلائیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

اللہ نے دیا ہے رُخ آتشین تمھین
وہ گرمیان ہین ہون جو سزاوار آفتاب

پلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہائے خام
ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رُخ یار کے لئے
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

کھلتا ہے حال رخ لب جانبخش یار سے
سن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب

گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہمین | وہ کام کیجئے کہ ہو بیکار آفتاب
بندھتی ہین یار ٹکٹکیان اب تری طرف | آتے ہین دیکھنے تجھے نظارہ آفتاب
چوتھے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ | ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب
ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغ عشق کا | کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب
ہنگام صبح تم بھی جو بالائے بام ہو | آنکھون مین رہرو دونکی ہو تکرار آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لئے | خواہان ماہ ہون نہ طلب گار آفتاب

اندھیری اپنی آنکھون مین آتش ہے روشنی
بے روئے یار داغ ہے رخسار آفتاب

روشنی اُس رُخ کی کرجاتی ہے کار آفتاب | حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب
سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے | ہم کہے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب
ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل | رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب
نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے | کونسا گھر ہے نہین جس مین گذار آفتاب
منہ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پر نور سے | کیجئے اپنی کف پا کو دوچار آفتاب
حسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے | بیحساب اُن عارضون مین ہے شمار آفتاب
یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حسن | روشنی طور دے پروردگار آفتاب
کیف مے سے سُرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا | ہم بہار باغ لوٹی ہم بہار آفتاب
خانۂ دل مین جگہ دیجیے خیال یار کو | دیکھیے برج شرف مین اقتدار آفتاب
دم فنا اُس روئے روشن کے نظارہ نے کیا | طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب
روتے روتے پہلوئے گل مین گذر جاتی ہے رات | یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب
صبح محشر کا ہے آنکھون کو اُنھون کے اشتیاق | ہجر کی شب مین ہین جو امیدوار آفتاب
حور رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم | روئے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب
مر گئے پر بھی نہ بھولے گا رخ زیبا سے یار | ذرّے اپنی خاک کے ہون گے نثار آفتاب
پانون تیرے اُس مین اے محبوب دھوئیے یا کیجئے | ہاتھ آجائے جو طشت زرنگار آفتاب

دل جلا ہے گرمیون سے اُسکی بے یار اسقدر	بھاگ جاؤن وان نہ جس جا ہو گذار آفتاب

روے یار اپنی طرف سے پھیرنے اے آتش نہ دین
ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

ردیف بائے فارسی

دکھلاتی ہے رنگینئ رخسار عجب روپ	رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ
کہتا ہے گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر	لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ
نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک،	بدلے ہوے ہے مصر کا بازار عجب روپ
مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین	دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ
دلالونکی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو	پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ
اُس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر	ہوتا ہے طرح صورت بیمار عجب روپ
جب دیکھیے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا	ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ
چلتے ہو جو تم ناز سے اٹکھیلی کی چالین	ہر گام دکھاتی ہے رفتار عجب روپ

کھل جائین سبھی معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھیے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

بل کھا سکے نہ صورت گیسوے یار سانپ	توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ
احول کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا	دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکون مین پیرہن	سودائے زلف یار مین ہے تار تار سانپ
افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر	دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ
موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوے	کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہے بال بال	کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ
دھوون کے زلف یار کی پائے نہ ہمیت	کف لا کے زہر اگل کے ہوے تیر سا سانپ
اُس زلف مین ہے جیسے مرا داغدار دل	طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
سودائے زلف مین ہے جو کچھ حال کیا کہون	رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روئے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف
ہو یا کے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ

موذی کو چاہتا ہے تو ہی آسمان دون
ہو جا بنا یا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ

آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہے
رخسار گنج ہین نہ تو گیسوئے یار سانپ

ردیف تائے قرشت

قامت سے دکھا یار تماشائے قیامت
ہو آج ہی ہونا ہے جو فردائے قیامت

واعظ سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے
دیدار کے بھوکون کو ہے سودائے قیامت

دونون سے علاقہ نہ رہا چاہ کے تم کو
جنت کے نہ دوزخ کے ہوئے والۂ قیامت

اس مرحلہ مین جون جگر کھانا پڑے گا
بے دانہ و بے آب ہے صحرائے قیامت

شاعر ہون یہی عرصۂ محشر مین کہونگا
کیا مصرعۂ برجستہ ہے بالائے قیامت

رحمت سے تری ڈر نہین ہرچند کہ ہوئے
فردائے قیامت پس فردائے قیامت

کشتے تری خلخال کی آواز کے ہین ہم
ہم سے نہ سنا جائے گا غوغائے قیامت

دو گام جو محشر مین چلے تم روش نالہ
پامال ہوئے فتنۂ صحرائے قیامت

اُس قد کشیدہ کا نہ مشتاق ہو اے دل
اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت

فریاد بتون کی نہین اللہ سے کرتے
ہو یا نہو ہم کو نہین پروائے قیامت

ہمراہ میرے یہ بھی جہنم مین پڑین گے
اعضا جو کرین گے مجھے رسوائے قیامت

اے داغ جنون حشر کا خورشید ہے تو بھی
گرمی سے تری ہوتی ہے ایذائے قیامت

کشتے ہین محبت کے ترے زندۂ جاوید
مردون کو مبارک ہو تمنائے قیامت

آتش نہین ہیچ رہنے کے تم کو بھی کرے گا
صحبت کا شریک انجمن آرائے قیامت

محجوب تیری ہے اے محبوب صورت
نظر سے گر گئے سب خوبصورت

صفائے قلب سے ہوتا ہے روشن
اس آئینہ کو ہے مطلوب صورت

نقاب الٹو رخ زیبا سے بسم اللہ
نہین بھاتی ہمین محجوب صورت

جبین پر سے کرو چین شکن صاف / حسینون کو ہے یہ معیوب صورت
پری و حور بھی رکھتے نہ ہون گے / تمھاری شکل سی محبوب صورت
وہ عاشق ہون مرے آگے ہے آتا / بنا کر حسن خوش اسلوب صورت
مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے / اگر دیکھین تری ایوب صورت
اڑے گا شوق سے پیدا کرے گا / کبوتر کی مرا مکتوب صورت
سر بازار تم سے جبکہ جا ہے / ملا لے یوسف یعقوب صورت

ہلا دین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہے معنی خوبصورت

لب شیرین تک اُنکے آئی بات / نکلی قند کی مٹھائی بات
دہن یار مین نہ آئی بات / شاعرون نے بہت بنائی بات
دامن اُس گل کا کیا چھوئیگی صبا / یہ کسی نے ہے جھوٹ اُڑائی بات
قصہ کوتہ دہان یار کا تھا / تہمتون نے مری بڑھائی بات
کھیل زلفون کو ہے الجھ پڑنا / انکی آنکھون کو ہے لڑائی بات
نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے / نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات
دہن تنگ یار مین کیا کیا / تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات
درد دل کہنے مین ہے کیا پس و پیش / کہی جاتی ہے منھ تک آئی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی / جب سُنائی نئی سُنائی بات
دم ہے چین جبین یار سے بند / کرنے دیتی نہین رکھائی بات
چشم پوشی ہے تھر اُن آنکھون کو / سرمہ نے بھی نہ یہ سجھائی بات
کہہ گئے تم کنایہ مین کیا کیا / نہ کسی نے تمھاری پائی بات
تم جو گویا ہوئے تو پھول جھڑے / غنچہ سے منھ مین رنگ لائی بات
یہ صدا آئی ہے خموشی سے / منھ سے نکلی ہوئی پرائی بات

تیرے شیرین کلام کو سنکر / پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

مہندی سے لال لال ہوے دست و پائے دوست
خون شہید ناز ہوا ہے حنائے دوست

حصہ ہین دوستون کے ہے جور و جفائے دوست
دشمن خدانخواستہ ہون خاکپائے دوست

دل کو ہوے ہین معنی توحید منکشف
آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سوائے دوست

لاتین چلین گی سینہ پر اپنے شب وصال
کیا کیا نہ غل مچائے گی خلخال پائے دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو
ہم بھی ہین سائل درد ولعتسرائے دوست

زندہ ہمنے تو مردہ ہو ہو جائے دم فنا
مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پائے دوست

ردیف تائے ہندی

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ
آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ

چل رہی ہے دلا ہوائے بہار
لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ

سامنے تیرے جو پڑے اے ترک
اس مین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

چار دن ہے بہار اے بلبل
زر گل کا ہزار تو رہا لوٹ

صف مژگان سے کہہ رہی ہے وہ چشم
دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ

صرف للہ مال دنیا کر
مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ

صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ

نعمت خوان حسن جو مل جائے
یہ سمجھ لے ہے من وسلوا لوٹ

گھر آبلہ ہوے تو چلے
لین گے دیوانو خار صحرا لوٹ

کیا عجب جو وہ گیسوئے سر منگ
لین متاع دل احبا لوٹ

جانتے ہیں کہ فوج جنگی سے
نہین سیر دار پھیر لیتا لوٹ

کام مردون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

وصل کی شب نہین عاشق سے سزاوار لپیٹ
نیند کا حیلہ نہ کر منھ کو نہ اے یار لپیٹ

شل گل تو نے جو پہنی ہے قبا اے محبوب
لالہ کی طرح سے بھی پیٹی دستار لپیٹ

جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا
دل کو لیتے ہین ترے گیسوئے خم دار لپیٹ

قتل پر میرے اُٹھایا ہے جو بیڑا تو نے
خوب کسکر کمر اے ترک جفا کار لپیٹ

داغ عشق آپ ہی کھا اُسکو نہ کھلواللہ
ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دل زار لپیٹ

چاند سے منھ کو دکھا ابر سیہ سی زلفین
کبک و طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ

بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر
رکھے کس کس کو ترے قصر کی دیوار لپیٹ

خط مشکین سے رُخ یار کے اوپر یہ کھلا
روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ

شان مریخ بھی دکھلا چکے قاتل مجھ کو
اُس خوش اندام کو اے جامۂ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر
منھ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہے مجھے اے قاتل
خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ

یہی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لے کوئی خوشرو سا خریدار لپیٹ

ردیف جیم تازی

نہین گے کس کا زیور چاند سورج
گھڑا کرتے ہین زرگر چاند سورج

چڑھین کیا تیرے منھ پر چاند سورج
جوان ہے تو معمر چاند سورج

قسم تیرے ہی سر کی اے رُخ یار
نہین تیرے برابر چاند سورج

جبین سا ہوتے ہین جب دیکھتے ہین
سرائے یار کا در چاند سورج

وہ رخسارے جو ہوتے ہین مقابل
نکل جاتے ہین دب کر چاند سورج

ترے جویا ہین اے محبوب یہ بھی
پھرا کرتے ہین گھر گھر چاند سورج

چراغون مین ہین تیرے راستے کے
رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج

وہ رُخ ہوتے تو پھر اندھیر کرتے
چھپاتے منھ مغفر چاند سورج

تمھارے روبرو ہو کر ہوے ہین
سفید و زرد و اکثر چاند سورج

وہ اُبکا نور کا ہے تو جو دیکھین
رہین حیران و ششدر چاند سورج

صفا تبلا کے چار ابرو کو اپنے
ہوئے تیرے قلندر چاند سورج

چڑھے میری طرح سے جو تپ عشق
ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج

وہ باتوں میں اگر کہیں نہ باندھیں | اڑیں پیدا کریں پر چاند سورج

ہم اُس مے خانے کے ہیں مست آتش
کہ جس کے ہیں دو ساغر چاند سورج

ردیف جیم فارسی

بلا اُس زلف پیچاں کا ہے ہر پیچ | ستم اندر ستم ہے ہر مو پیچ در پیچ
تری دستار پر عاشق کشی کو | ستم ہے گر نشوار وہ تھی سر پیچ
الٰہی خیر کیجیو کھا رہی ہے | اُدھر وہ زلف اِدھر نازک کمر پیچ
ہوئے ہیں زلف پیچاں سے بھی طرہ | تری دستار کے بیداد گر پیچ
اُٹھائے عشق پیچاں کی طرح سے | گلستان جہاں میں پیچ پر پیچ
ہوا اُس زلف پیچاں کا جو سودا | سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ
ہوا اب خط خبرداری سے لانا | نہ پڑنے پائے کچھ اے نامہ بر پیچ
تری زلفوں کا دھوکا ہم کو دے گا | سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ
نہیں دم باز ہم ہم کو نہ دم دے | اگر دے جو پیچ اے یار اس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا چل گیا آتش اگر پیچ

رہ الفت میں نقد عمر کر خرچ | کہیں ہر چند ممسک تجھکو زر خرچ
کہاں اب طاقت صبر و تحمل | یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ
وہ کالے سانپ وہ گیسو ہیں جن کے | تماشے میں ہوئے ہیں گنج زر خرچ
نہیں یہ بار گیسو سے لچکتی | نزاکت کرتی ہے اُن کی کمر خرچ
خدا دے دولت قارون تو کیجے | نہ حاتم نے کیا ہوا اس قدر خرچ
وہی دے گا لب شیریں کا بوسہ | سنون کرتا ہے جو رازق شکر خرچ
ہم اپنے نقد جاں پر کھیلتے ہیں | ترا ہوتا ہے کیا اے سیمبر خرچ
جنون عشق ہے غارت گر ہوش | کرے کیا عقل مندی یاں بشر خرچ

رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ

چلے دنیا سے داغ عشق لے کر
یہ توشہ ہے یہ ہے بہر سفر خرچ

ملا جو اُس کو سمجھے من و سلوی
توکل پر رہا شام و سحر خرچ

حسینون نے بھی خوب آتش کو لوٹا
رہا فرمایشون سے خرچ پر خرچ

ردیف حاے حطی

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح
پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعائے قدح

دکھا رہی ہے عجب آئینہ صفائے قدح
سرور اُسے ہے جو ہے صورت آشنائے قدح

نکالے دل سے کدورت اگر صفائے قدح
نثار شیشہ کے ہو محتسب فدائے قدح

زمانہ مین نہین مجھ سا کوئی ہے دریا نوش
حباب وار ہے سر مین بھری ہوائے قدح

شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو
دکھائے گی لب بیگانہ آشنائے قدح

صراحی وار ہی گردن نہین فقط اُن کی
وہ چشم مست کی گردش بھی ہے ادائے قدح

مزے کے ساتھ ہو غم ہو کہ اس مین شادی ہو
مثال گریہ مینا وہ خندہاے قدح

شراب خانہ مین کرتا ہون سیر دریا کی
دکھایا کرتا ہے لہر آب باصفائے قدح

بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی
بنے گی خشت سر خم کی خاک پاے قدح

سبو و شیشہ و خم کس کی کی نہ پابوسی
کسی نے منھ نہ لگایا مجھے سوائے قدح

عوض طبیب کے میکش ہے ڈھونڈھتا ساقی
ہوا ہے خون صراحی سے امتلائے قدح

جہان کی سیر دکھاتا ہے نشۂ صہبا
دماغ رکھتے ہین جمشید کا گداے قدح

اُن انکھڑیون مین جو کنٹل سی سرخ ہوینگی
کہون گا نشہ کے ڈورون کو مین طلائے قدح

حجاب دور کیا کیف مے نے اُس بت کا
جزائے خیر دے ساقی تجھے خدائے قدح

وہ چشم مست کا ساقی کے وصف ہے مقصود
کنایہ ہے جو یہ کرتے ہین ہم ثنائے قدح

شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑے ایسے
کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح

فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب
لڑائے شیشہ سے لوٹون یہ ہے سزائے قدح

یہ جلوہ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دورِ فلک مین جائے قدح

ردیف خائے معجمہ

لگا دے پھر وہی اے گنج زر شاخ
ہوا ہے دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مے پی کے چلیئے
بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ

یہ خوش چشمون کے سودے مین ہون سوکھا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اس قدر شاخ

قدم سے تیرے اے ابر کرامت
پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ

قریبون کی جدائی کے الم سے
ہوا ہون سوکھ کر بے برگ و بر شاخ

کھڑے سایہ تلے جھکے ہوے تم
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ

تماشا نخل ہے نخلِ توکل
ہر اک میوہ ہے رکھتی اُس کی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہین پھر سوکھ کر شاخ

نہالِ حسن جو ہم نے کہا ہے
لگائی جاتی ہے وان شاخ پر شاخ

سرائے یار کی نقل مین جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکے
ہرے پن سے ہے مشتاق تبر شاخ

مقدر مین اگر ہے میوہ چکھنا
ملیگی جھک کے آتش بارور شاخ

ہوا ہے حسن سے خال سیاہ جانان سُرخ
نکر سکا رُخ کافر کو نور ایمان سُرخ

حلال ہونیکو سب سے ہین پہلے ہم موجود
وہ پان کھاکے کرین تو لب اور دندان سُرخ

یہ اشتیاق شہادت مین خون روتا ہون
بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سُرخ

ہوئی ہین غصہ سے کیا لال لال وہ آنکھین
نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سُرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہین
کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دندان سُرخ

ترا وصال ہے اے سیمبر عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہے کندن سے رنگ انسان سُرخ

ہمیشہ کرتی ہے اُس بحر حسن سے پنجہ
حنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سُرخ

ترے شہید وہ نکلے آگے نہ رنگ بچھڑیگا
ہزار رنگ سے ہو لالہ گلستان سرخ

سفید کپڑے نہین پہنتا وہ خسرو خوشحسن
سنی ہے جب سے کہ تاج قبائے سلطان سرخ

چمن مین لالہ و گل رہتے ہین گریبان چاک
دکھادیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دینے مین وقفہ نکیجیو ساقی
ہوا نہین ابھی رخسار یار چندان سرخ

اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش
نہ کیف مے سے ہون آنکھو نکیطرح مژگان سرخ

کرتا ہے زندگی کو تمھارا حجاب تلخ
الٹو نہین تو ہم سے الٹنے کا نقاب تلخ

آغاز عشق کا انجام ہے بخیر
کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ

شربت کے گھونٹ کا مزہ لے لیکے پیجئے
ہر چند تیغ کا ہو تمھارے لعاب تلخ

سائل ہون بوسۂ لب شیرین کا یار سے
شان کریم ہے نہ اگر دے جواب تلخ

عاشق ہی ہین جو سنتے ہین اے نونہال حسن
حنظل سے ہین ترے سخن ناصواب تلخ

بیمار کا مذاق ہون مین ہجر یار مین
سم ہے طعام میرے لئے اور آب تلخ

سودائے زلف یار سے نیند اڑگئی مری
اس درد سر نے کردیا آنکھون کو خواب تلخ

شیرین پیونکی کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملنے سے قند کے نہین رہتا گلاب تلخ

بھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیون سے جو محفوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

وصلت کی شب مین ہوتا ہے ہر بات پر ترش
عیش و نشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ

غافل نہ ہو مزے سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

ردیف دال مہملہ

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اسکے ہووے سارا چاند

تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
اتر پئے بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

نقاب الٹ سکے رخ رشک ماہ دکھلا دو
اندھیری رات مین ہے ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل گیا غرہ
نشاط وعیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر عید
نکر سکا ترے ابرو کا یارا شارا چاند

شراب پی کے کروگے رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لائے گا خورشید کا تمھارا چاند

فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار رہو اوڑ جائے بنکے پارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہے یار اسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند

ہمارے وہمین نہین نقش روئے روشن یار
پری کے بدلے ہے اس شیشہ مین اتارا چاند

ملاؤن گا تری پاپوش کے ستارون سے
کبھی ادھر سے کرے گا نہ کیا گذرا چاند

رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

وہ آستان ہے ترا اے ملک جناب بلند
کہ جسکے ذرے ہین مانند آفتاب بلند

اسیر زلف دل داغدار ہے اپنا
ہوا ہے اوڑ کے یہ طاؤس تا سحاب بلند

خیال نے قد بالا کے جب رلایا ہے
کیا ہے سر سے مرے ایک نیزہ آب بلند

نگہ نہ پہونچی اوٹھا کر جو آنکھ کو دیکھا
ہماری آنکھون سے اوڑ کر ہوا یہ خواب بلند

یہ تیرے عشق سے جوش و خروش دریا ہے
تری ہوا نے کیے ہین سر حباب بلند

شب فراق مین گھبرا کے کھو نہ جان اے دل
قریب صبح ہی ہوتا ہے آفتاب بلند

یہ اپنے خط کے کبوتر کو ہے دعا اپنی
نہ اوڑ کے ہو سکے تیرے لئے عقاب بلند

کیا ہے جس نے کرم مین ترے سوال اے دوست
ہوا ہے غیب سے آوازہ جواب بلند

خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز
ابولہب سے ہے قدر ابو تراب بلند

کھینچی ہے دور تشبیہ قد بالا سے
ہوئے ہین تاڑ سے بھی سرو بیحساب بلند

شرف ہے زین کو تیری نشست سے اے ترک
ترے قدم نے کیا پایۂ رکاب بلند

قدکشیدہ کا مضمون ہر ایک شعر میں ہے
مطالب اپنے ہے رکھتی مری کتاب بلند

رہیں حجاب وحیا کی یہ پست فطرتیاں
نگاہ یار کرے نشۂ شراب بلند

مری طرف سے یہ اے خواجہ کہدو آتش سے
جناب عشق ہے اے خانمان خراب بلند

پری پسند طبیعت نہ ہے نہ حور پسند
تمہارے بندے ہیں ہم ہمکو ہیں حضور پسند

ہر ایک شہر خریدار ہے دل وجان سے
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند

اُتارے پرنے اُڑا کر بہار میں ابکی
برہنگی کی قبا ہے جنون عور پسند

نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے میں
مبصرون کی کچھ اس میں نہیں ضرور پسند

نگیں ہیں اپنے سماتا نہیں ہر ایک حسین
پری سے چہرہ کے اوپر ہے چشم حور پسند

ہوا ہے جب سے کہ ساقین یار کا سودا
زیادہ تر مجھے ہیرے سے ہے بلور پسند

ہوئی ہے خانۂ دل میں جو روشنی منظور
کیا ہے آنکھوں نے اپنی چراغ طور پسند

گناہ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہے
زبان کو ہے مری ذکر یا غفور پسند

نہ دور کھینچ کے ملا ہمکو خاک میں اے بت
سنا نہیں ہے خدا کو نہیں غرور پسند

خیال یار کا رہنے لگا ہے اُسمیں بھی
ہوا ہے دل کو بھی آنکھوں کی طرح نور پسند

نہ طفل بن نہ دلا محو حسن صورت ہو
کھلونے مٹی کے کرتے ہیں بے شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش
کریں جو آپ اسے بے صرف و بے قصور پسند

مرتبہ رکھتے ہیں ترے ابروے خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہیں یہ طاق خوش آثار بلند

کیا کہوں کہتے ہیں مضمون قد یار بلند
سرو شمشاد سے ہیں مصرعۂ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
رکھتے ہیں دست دعا کافر و دیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس میں سے رسائی ایسی
تری آواز ہوا ے مرغ گرفتار بلند

ایک سر جنگ میں ہیں زندانے ڈھادونگا
محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند

تری درگاہ کی اللہ رے رفعت ایدوست
آستان سے کسی گھر کی نہیں دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو ہر اک نعرے سے ہے
نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑوں مصر محبت میں مہ کنعان سے
چاہیے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھ کے کر سیر چمن اے محبوب
پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

شمع رو یار شب ہجر میں جو یاد آیا
شعلہ کی طرح ہوئی آہ شرربار بلند

تشنۂ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے
پانی اپنا مرے سر سے تری تلوار بلند

رو کے آب اشک سے کرنا مہ عصیاں سفید
رو سیاہی کو جو کرتا ہے تو یہ باران سفید

ان لب و دندان کی کچھ تعریف ہو سکتی نہیں
لعل سے لب سرخ تر الماس سے دندان سفید

خوش سیہ خانہ ہی ہیں اپنے ترے دیوانہ ہیں
ہوں مبارک بادشاہوں کیلئے ایوان سفید

حسن روے یار کی ممکن نہیں ہے دلکشی
سرخ ہو مہر درخشاں یا مہ تاباں سفید

دست نازک میں ترے دیکھے جو شوخی حنا
رنگ اڑے ایسا کہ موتی سے بھی ہو مرجان سفید

پان مسی کا جو لب پر اپنے تو دکھلائے رنگ
یاسمین سے لالہ ہو شبو سے نافرمان سفید

دل صفا ہو پہلے پیچھے جلوہ گاہ یار ہو
فرش یوسف کے لیے پیدا کرے زندان سفید

عہد پیری تک جوانی سے رہا عشق جمال
کیں ہیں آنکھوں نے ترے نظارہ میں مژگان سفید

جام بلوری صراحی نقرئی پیری میں ہو
چاندنی میں چاہیے سب عیش کا سامان سفید

خانۂ شادی کا شک ہوتا ہے مجکو گور پر
جاتے ہیں اس گھر میں کپڑے پہن کر مہمان سفید

تازہ رکھیے سونگھکر سیب ذقن اپنا دماغ
خواب غفلت میں نہ موئے سر کرے انسان سفید

قتل آرائش کرے کیونکر نہ آتش یار کی
سرخ رنگ رو غضب اسپر ہے قہر افشان سفید

سو دل اک نگاہ ہے جو ہو دل یار کی پسند
بڑھ کر جو لے تو آگے خریدار کی پسند

اے قصر یار خوب ہے پشتے کے واسطے
مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند

عالم فریب حسن دلاویز یار ہے
سکہ کھرا ہے کیوں نہ ہو بازار کی پسند

ہوتا ہے صبر فرقت جانان میں ناگوار
کڑوی دوا نہیں دل بیمار کی پسند

حسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہے
افشان ہوا ہے یار کے رخسار کی پسند

قاضی نے حکم قتل دیا تو کہون گا مین
جلاد خوب رو ہے گنہگار کی پسند

سودے مین اُس کے شیخ و برہمن ہین ایک سے
وہ دلربا ہے کافر و دیندار کی پسند

مردود نیک و بد چمن دہر مین رہے
مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند

چن چن کے عاشقون کو ملاتی ہے خاک مین
اجل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند

دل خانۂ خدا جو سُنا تو یقین ہوا
وہ گھر بنا کہ ہو گیا معمار کی پسند

محو تصور رخ رنگین یار ہین
آنکھون کو اپنی سیر ہے گلزار کی پسند

اے جامہ زیب سیر چمن کو گیا جو تو
گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی پسند

کس کو یہ عشق حسن خداداد سے ہوا
یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند

ذرے ہماری خاک کے برباد تو رہین
ہون گے کسی تو روزن دیوار کی پسند

یوسف کا مول دیکھئے ابھی لے جو ہاتھ آئے
جنت العنب ہے آتش میخوار کی پسند

ردیف دال ہندی

نہ دے سکے گی زمستان مین مجکو ایذا ٹھنڈ
لپٹ کے سوئیگا وہ گل رہے گی کیا ٹھنڈ

پڑا ہے جب سے دم سرد سے مجھے پالا
بدن کو دیتی ہے لرزے کی تپ کی ایذا ٹھنڈ

برہنہ پھرتے ہین جاڑے مین تیرے دیوانے
پھٹکنے دیتی نہین گرد داغ سودا ٹھنڈ

دکھاتی ہے مے گلرنگ سبزۂ مینا
شراب خوار کو ہے باعث تماشا ٹھنڈ

فراق یار مین لی ہے جو مین نے ٹھنڈی سانس
ہوئی ہے گرمی مین جاڑے کی طرح پیدا ٹھنڈ

غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری سے
نہ کر سکے گا گزند ایسی گر کے پالا ٹھنڈ

کرون گا سوز درون سے جو آن مین برپا
پھرے گی ڈھونڈھتی آتش کنار دریا ٹھنڈ

ردیف دال معجمہ

مرغوب طبع کیون نہ ہو ایسی حسینک لذیذ
چکھا تو حسن کا [illegible] لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزہ نہ پوچھ
جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی میں بوسے اُس لب لعلیں کے لیجئے
کیفیت شراب میں ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذائقہ دلپذیر ہیں
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیریں کلام کا بھی مزہ بھولتا نہیں
شیر و شکر سے ہے یہ بلاشبہ شک لذیذ

شیریں وہ لب ہو یا نمکیں جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہے تو شکر سے نمک لذیذ

بریاں ہو سوز غم سے محبت کے ساتھ دل
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

ردیف رائے مہملہ

بیت ہیں دو ابروے زیبائے یار
مصرعہ برجستہ ہے بالائے یار

محو کر دیتا ہے سر تا پائے یار
کیا مناسب تن کے ہیں اعضائے یار

دونوں ہیں اپنے لئے ایذا دہند
عشق بے خود حسن بے پروائے یار

آج کل سے کچھ میں دیوانہ نہیں
سر نہ تھا جب سے کہ ہے سودائے یار

مصلحت ہے واسطے اپنے وہی
جو رضائے یار ہے جو رائے یار

شہر خوباں میں ہیں دو میرے خطاب
عاشق دل دادہ و شیدائے یار

عشق شور انگیز پیدا کیجئے
جلوہ گر ہے حسن شوق افزائے یار

ساقی دے شیشہ و ساغر ہیں سب
خالی ہے یادش بخیر ایک جائے یار

میرے گھر میں جو قدم رنجہ کرے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں پائے یار

آئینہ سے یہ ہمیں روشن ہوا
محو حیرت رہتے ہیں بینائے یار

وصف چشم سرمگیں کیا کیجئے
دیکھتی ہے نرگس شہلائے یار

حسن میں کچھ ماہ کو نسبت نہیں
بے کلف بے داغ ہے سیمائے یار

باندھیئے مضموں تو مضموں وہ دہن
کیجیے پیدا تو ناپیدائے یار

خود دلی بیوجہ آتش کی نہیں
یہ بھی ہے میری طرح جویائے یار

دکھائے حسن کی اپنے جسے کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار

ظہور داغ محبت ہے یون مرے دل سے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
دکھا کے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے اے یار رنگ لا کے ہوئی
بلائے عالم آشوب روزگار بہار

شگفت غنچہ سے اُس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون کو رکھتی ہے سر پر مرے سوار بہار

نمود کی خط شکین نے لالہ رو رخ پر
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار

کنار جوئے چمن جھومتے ہین مست ترے
بط شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار

وہ رنگ و بو بدن یار مین ہے سو کہان
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار

کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام
ترا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار

تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون
چہار فصل مین آنکھون سے ہے دوچار بہار

شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
اٹھائے پردہ روئے نقاب دار بہار

نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجئے اب کی
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

پڑ گئی آنکھ جو اُن چاند سے رخسارون پر
لوٹتے کبک نظر آگئے انگارون پر

ابروئے یار کا سر مین ہے جنون کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر

روز و شب رہتے ہین بلبل کی طرح سے نالان
ٹوٹی پھولونکی چھڑی ہم سے گنہگارون پر

باد کے جھونکے کے لگنے سے ہین میلے ہوتے
نازکی ختم ہے اُن پھول سے رخسارون پر

موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پھرتے ہین ہم باغ کی دیوارون پر

جگر و دل ہین کبابون کی طرح سے بھنتے
کثرت داغ جنون رکھتے ہین انگارون پر

عشق بازون کو دکھاؤ رخ رنگین تم بھی
مست بلبل ہوئے ہین رنگ ہے رخسارون پر

سن جو پائین ہین تری مار سیہ سی زلفین
رقص طاؤس کیا کرتے ہین کہسارون پر

گر رہی شب ہجران کی سیاہی اندھیر — چاند پر ہے نہ وہ رونق نہ چمک تاروں پر
بزم خوبان مین تکلف نہین کسکو ہے پسند — طرے ہی طرے نظر آتے ہین دستاروں پر
مردنی چھائی ہوئی دیکھین گے منھ پر طبیب — خشمگین ہون گے تری چشم کے بیماروں پر
جا نکلتا ہے جو بازار مین وہ شوخ مزاج — پھبتیان ہوتی ہین یوسف کے خریداروں پر
خاک چھنوائی ہے سودائے گلستان نے بہت — ایڑیان برسون ہی رگڑا کیے ہین خاروں پر
دل احباب کا دم بند ہے اُن زلفون مین — کیا تعدی ہے شکنجے کے گرفتاروں پر

شور نالے کا مرے جب سے سُنا ہے آتش
قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقاروں پر

ردیف زائے معجمہ

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز — ایجاد نئے ہوتے ہین شام و سحر انداز
موسیٰ کو غش آجائیگا جلوے سے تمہارے — دم دو گے مسیحا کو بھی ہے اگر انداز
دیوانہ ہوا جسنے رُخ یار کو دیکھا — رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز
دل صید گہ عشق مین کب سے ہے نشانہ — اللہ اُڑا دے اسے کوئی قدر انداز
پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین — ٹپکا کیے سر کو پس دیوار در انداز
منھ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم — دل توڑ کے کعبہ کو نہ ڈھا خانہ بر انداز
دکھلائی ہے دانتون کی صفا یار نے جبسے — موتی مری آنکھون کے کیے ہین نظر انداز
ہمسایہ کوئی ہو دیگا نہ دل تسے لگا کر — جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہے ہر انداز
واپس دل احباب کو لینے کے ہو کرتے — یہ غمزہ نیا ہے یہ نہ تھا پیشتر انداز

گل سننے کو نالے ہمہ تن گوش ہین آتش
بلبل نے اُڑایا ہے تمہارا مگر انداز

ردیف کاف فارسی

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ — دیدنی ہے جہان رنگا رنگ
سامنے تیرے روئے رنگین کے — لالۂ گل نے بھی نہ پکڑا رنگ

آنکھین ہین اور زلفِ یار کا دھیان
کچھ نہ کچھ لائے گا یہ سودا رنگ

تم جو خمخانہ مین نہین آئے
مے گلرنگ کا ہے پتلا رنگ

زلف و رخ سے ترے کھلا کہ نہین
ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ

مست تیرے نہ لین جو نذر بھی دے
مے سرخ آسمان مینا رنگ

حسن نے گیسوؤن کو تیرے دیا
مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکر رنگین نے تیری اے آتش
کیسے کیسے کیے ہین پیدا رنگ

ردیف لام

کانون مین ترے دیکھکے سوسن کے کرن پھول
اے سرو روان پھول گئے مرغ چمن پھول

پیدا کرے سو رنگ سے گو خاک چمن پھول
ممکن نہین رخ سا ترے اک غنچہ دہن پھول

ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ
پانی بھی جو مانگون تو پلا شفق من پھول

دل سادگی یار کے اوپر ہے نکلتا
جھمکا ہے نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول

زلفون کی لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل
نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول

کھلتے ہین جو شہرت تری ناوک فگنی کی
ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہین ہرن پھول

دکھلائے گی کیا شام غریبان کے شگوفے
ہر چند کہ غنچون کو کرے صبح وطن پھول

عشرت کدۂ عاشق و معشوق نہین باغ
دولھا بنی بلبل نہ تو اک شب نہ دلھن پھول

تلوون کے تلے رکھ کے ملے یار نے سمجھا
سونگھے ہوئے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول

بلبل سے جو کی ہے کبھی اس شوخ نے گرمی
جھکوائے گئے بھاڑ مین چمن سیکڑون من پھول

معاندہ قمری کا ہے یہ درد سر عشق
پھول ہی نہ تو رکھتے ہین نہ کچھ سرو چمن پھول

جو دیکھے بہار چمنستان کو وہ رو دے
ٹھیک آئین تو بنین ترے کشتون کے کفن پھول

مجھکو نہ دکھلائین ترے غصہ کی صورت
صاف اپنی جبین پر کی کرین چین و شکن پھول

بوجہ یہ انکار ہے ہم آغوشی کا کیسا
کانٹا نہ تن اپنا ہے نہ انکا ہے بدن پھول

قرآن کے عوض چلکے پڑھو مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کے ہین لے اہل سخن پھول

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول ‌ ‌ ‌ بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول
پسند دل ہوا ہے حسن صورت ‌ ‌ ‌ فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول
تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے ‌ ‌ ‌ اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول
ہوا صف بندی مژگان سے ظاہر ‌ ‌ ‌ لڑائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول
لب و دندان تمھارے بے بہا ہین ‌ ‌ ‌ نہین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول
وہ سودا ہے تری زلفون کا جس کو ‌ ‌ ‌ سپاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول
بہادر تیغ چہرے پر ہین کھاتے ‌ ‌ ‌ کرے کالا جو منھ وہ ہے سپر مول
اٹھائی آنکھ تم نے مر گئے ہم ‌ ‌ ‌ ہماری جان کی تھی ایک نظر مول
ملین گی گالیان قیمت کے بدلے ‌ ‌ ‌ نہ دے گا لیکے دل وہ مفت بر مول
لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا ‌ ‌ ‌ لئے ہم نے ہزارون نیشکر مول
عجب دولت ہے یہ احسان اس سے ‌ ‌ ‌ بستر کو بھی ہے لے لیتا بستر مول
سو تمھا زلفون کو پیچھے پہلے رے رے ‌ ‌ ‌ جو کچھ ہو مشک کا اسے سیمبر مول
عوض مین دل کے بوسہ دیکے ہمکو ‌ ‌ ‌ خدا کا لے لیا اس بت نے گھر مول
یہ حسن یار نے قیمت بڑھائی ‌ ‌ ‌ نہ تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول

بھروسا زندگانی کا نہین کچھ
کفن لے رکھے اے آتش بستر مول

درگاہ مین کریم کے ہے التجا قبول ‌ ‌ ‌ دست دعا بلند تو کر ہے دعا قبول
باندھے گرہ مین اپنے مرے دلکو زلف یار ‌ ‌ ‌ حاضر یہ گنج ہے جو کرے اژدہا قبول
شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش ‌ ‌ ‌ ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول
داغ فراق ہوسے کے تھا قبل صبح کے ‌ ‌ ‌ سب کچھ قبول ہے یہ نہین سہ تھا قبول
یہ وقت لہو و لعب مین کھو دے نہ آدمی ‌ ‌ ‌ کرتا ہے بندگی کو جو اسکی خدا قبول
ایسا اثر زبان مین مری اے کریم دے ‌ ‌ ‌ جو کچھ کہون کہے وہ مراد لربا قبول
وہ لوگ ہین جو درد محبت سے آشنا ‌ ‌ ‌ کرتی نہین ہے اُنکی طبیعت دوا قبول

عالم سے کچھ غرض نہین اے جان جان ہمین
دل کو نہین ہے کوئی تمہارے سوا قبول

سمجھے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب
کرتے ہین آشنا سخن آشنا قبول کے

ردیف میم

ڈھلتی ہے عاشقانہ ہماری غزل تمام
چھائے ہوئے ہین کوچے فرنگی محل تمام

وہ پھول کونسا ہے کہ سونگھا نہین جسے
چکھے ہوئے ہین باغ جہان کے پھل تمام

زیب کنار عطر وہ ملکر ہوئے تھے شب
ابتک مہک رہی ہے ہماری بغل تمام

دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہین اثر
اپنے کئے ہوئے ہین یہ حُب کے عمل تمام

اہل جہان برادر مومن نہین ہزار
یوسف کے واسطے ہین یہ گرگ بغل تمام

ڈھونڈھا ہے جس جگہ وہین پایا ہے آپکو
اس شش جہت مین ہین یہ تمہارے محل تمام

مضمون بستہ آئین سراپائے یار کے
ہو جائے اس علاقہ مین اپنا عمل تمام

داغون نے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز
روشن نہین ہوئے ہین ابھی یہ کنول تمام

ایذائے ہجر یار سے اتنی ہے آرزو
آنے نہ پائے تو کہو نہین اے اجل تمام

آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھائے کوہ
پتھر ہون نرم ہو کے روئی کے پہل تمام

شیرین شکر سی جان گئی سو دلے خال مین
مکھی کے چاٹنے نے کیا یہ عسل تمام

شانہ کا کام لیجئے گستاخ ہاتھ سے
ناخن سے زلف یار کے عقدے ہون حل تمام

کیونکر کرین نہ ناز وہ حسن و جمال پر
کبر و غرور رکھتے ہین اہل دول تمام

عالم کے دل لبھاتے ہین خال رُخ حبیب
سمجھے ہین اپنے حصہ مین بھونرے کنول تمام

آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہے
آئی نہ اب اجل تو ہوئے بے اجل تمام

کہتا ہے سُنکے حالت دل روز وصل یار
فرقت کی شب مین ہوگی تمہاری غزل تمام

دوڑا کے راہ سخت محبت مین پانو کو
ایسا تھکائیے کہ بدن ہووے شل تمام

ہر عضو ہے مناسب اندام نازنین
سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے بدل تمام

دل کو لگا ہے روگ محبت کا بسطرح
جان آج بچ گئی تو یقین ہے کہ کل تمام

حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترک تیغ کا
کرتی ہے عشقباز کو لیت و لعل تمام

سیب ذقن سونگھائے جسے وہ مسیح وقت
صورت سے اُس کی بھاگین دہنی خلل تمام

آتش کی فکر کھودتی ہے اے زمین شعر
گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اُگل تمام

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جلکے دل تمام
کرتی ہے روح مرحلۂ آب وگل تمام

کیا کے عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین دہر
دم بھرتے ہین تراب چین وچگل تمام

ٹپکا تے زخم ہجر پر اے ترک کیا کرین
خالی ہین تیل سے ترے پھر یکے تل تمام

دیکھا ہے جب تجھے عرق آگیا ہے یار
غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام

عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے
تھکوا کے خون کرتا ہے آزار سل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہے بند بند
اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام

ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ
مہر دنسے ہے پی ہوئی اپنی سجل تمام

کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
الفت سے ہو گئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا تمھین
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

ردیف نون

رہا کرتا ہے درد اک رات دن بے یار پہلو مین
دل نالان ہوا ہے خانۂ بیمار پہلو مین

تب ہجران کی گرمی دور ہی سے پھونکے دیتی ہے
ٹھہر سکتا نہین دم بھر کوئی غمخوار پہلو مین

کھسے کروٹ سے نیند آئی نہ اُس ابرو کے سودے مین
نہ رکھی مین نے جب تک کھینچکر تلوار پہلو مین

عجب کیا ہے خط نورس کا گرد اُس روئے رنگین کے
وہ گل ہے کونسا رکھتا نہین جو خار پہلو مین

شب مہتاب ہو ہر چند شمعین لاکھ روشن ہون
اندھیرا ہے نہ ہو جو چاند سا رخسار پہلو مین

کھڑا رہکر جو مین حسرت سے دروازے کو تکتا ہون
بٹھا لیتی ہے قصر یار کی دیوار پہلو مین

دعائین مانگ کر اللہ سے تجھکو جگایا ہے — سلا دے یار کو اے طالع بیدار پہلو مین
قبائے یار کو دستے کے ٹکنے نے ہے چمکایا — جگہ طرہ کو بھی دے لپٹی دستار پہلو مین
پھولا وین شاخ گل پہ چھپون کو تیرے اے بلبل — ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلو مین
پری سی شکل انھون نے آئینہ مین جب سے دیکھی ہے — لگائے رکھتے ہین دیوانے بھی دو چار پہلو مین

اڑا دیتا ہے بیتابی دل سے تکیہ پہلو
فراق یار بن بیٹھا ہے کیا مختار پہلو مین

بازیٔ عشق جز اندوہ و غم و رنج نہین — کھیل لے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین
پھیر کر منھ کو دکھاتے ہین وہ زلفین یعنی — سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین
ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھکے سینہ کا ابھار — کہتے ہین توڑ لیے جسکو یہ وہ نارنج نہین
تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہین آزردہ — ہم سے ہے رنج تمھین تم سے ہمین رنج نہین
دل سے آتی ہے محبت کے مجوسے مین صدا — جان پہ کھیلنے والون کو شش و پنج نہین

غزل خواجہ ہے مطلب کو پہونچ اے آتش
نالۂ بے اثر مرغ نوا سنج نہین

باہر نہ پائینچے سے ہون اس گلبدن کے پاؤن — پھیرین چھری نہ پنجۂ قصاب بنکے پاؤن
ہستی سے جاؤن بے سر و پا جانب عدم — اندر کفن کے سر ہو نہ اندر کفن کے پاؤن
یک سالہ راہ سے ہے چلی آئی باغ مین — شبنم دھولا رہی ہے بہار چمن کے پاؤن
بے اختیار ضعف تپ ہجر سے ہون مین — کہنے مین ہاتھ ہین نہ تو مجھ خستہ تن کے پاؤن
کوشش سے راہ عشق کے باز آئینگے نہ ہم — ہر چند سوچ سوچ کے ہون لاکھ من کے پاؤن
جوش جنون مین پھٹ کے نہ رہجاتا ساتھ سے — ہوتے مری طرح جو مرے پیرہن کے پاؤن
سارا یہ شعبدہ ہے ترا اے حنائے یار — مرجان کے ہاتھ ہین نہ عقیق یمن کے پاؤن
حاصل ہو لطف رقص بھی ہر چوکڑی کے ساتھ — سونیکے گھونگھرؤن کے ہین قابل ہرن کے پاؤن
کوئی جو پوچھتا ہو کہ کیا حال ہے ترا — خلوت مین چلیے پوجیے اس انجمن کے پاؤن
صحرا مین خاک چھانتا پھرتا ہون ہر طرف — چھلنی ہوئے ہین خار مغیلان سے چھنکے پاؤن

مرجع کو اپنے کسکی نہین ہوتی بازگشت — غربت سے جب پھرے تو ہین اندر وطن کے پاؤن

پھر جائے سوئے کعبہ جو مُنھ اُس گناہ پر — کو نچون سے کاٹتا ہے وہ بت برہمن کے پاؤن

دنیا کو ٹھوکرے نہین مردان راہ عشق — نامرد رکھین آنکھون پہ اُس پیرزن کے پاؤن

آتش زمین شعر ہو ہر چند سنگ لاخ
لغزش سے آشنا نہین اہل سخن کے پاؤن

آرزو ہے مجھے سجدے سحر و شام کرین — ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین

میرے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین — خود بھی رسوا نہ ہون مجکو بھی بدنام کرین

گریۂ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا — حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

کوچۂ یار کا ہین پاؤن ارادہ رکھتے — کعبۃ اللہ کے چلنے کا سر انجام کرین

منھ پسارے ہوئے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو — پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین

مست رکھتی ہے تری گردش چشم ساقی — وہ نہین ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کرین

رخ روشن مین ہے خورشید قیامت کی چمک — حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین

دیکھین جز یاد خدا کفر بتون کا ہے خیال — خلوت خاص کو کیا بار گہ عام کرین

اک نظر حسن رخ و زلف جو ہین تو دکھلائے — نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین

شب کو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین — نیند آئی ہے ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھ کر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹ
قصد پھٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

عید نوروز ہے عشرت کا سر انجام کرین — شیشے لبریز مے ہوش ربا جام کرین

باغبان خبر چمن کا بھی کوئی کام کرین — سرو و قمری کو عنادل کو گل انعام کرین

پھر کن دیکھ کے کہتے ہین تجھے اے محبوب — وہ نکلتے ہین کہ پیدا جو ترا نام کرین

ہم فقیرون کو ہے دیوار کا سایہ کافی — خوش رہین وہ جو کہ خمخانہ مین آرام کرین

گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہون سیر — کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بت کام کرین

بیوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات اے محبوب — چاہ کر تجھ سے وفا کیا طمع خام کرین

شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو — تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کرین

دوپہر گرمیون کی لطف سے گذرے گر آپ — ساتھ لیکر ہمین خسخانہ مین آرام کرین

نرگس یار وہ آشوب زمانہ تو ہے — آنکھ پھوٹے جو ترا سامنا بادام کرین

دلکو پھندے مین نہ اُن گیسوؤنکے پھنسنا تھا — جسقدر چاہین وہ اب کشمکش دام کرین

کیونکر اُن گیسوؤن سے جان بچے جائے دل — جھٹکے زنجیر کے دین کشمکش دام کرین

بھی اے کعبۂ مقصود تمنا ہے ہمین — سجدۂ شکر تری راہ مین ہر گام کرین

حُسن نے چودھوین کے چاند سی صورت دیکھی — کیا تماشہ ہو جو وہ سیر لب بام کرین

غیرت آتی ہے ہمین بوسہ کا سائل ہوتے — حرکت یار سے کیا قابل دشنام کرین

کشش دل عمل جب کا اثر رکھتی ہے — چاہیے خود وہ ملاقات کا پیغام کرین

ہم تو کہتے ہین وہ ہوگا جو خدا نے چاہا — وہ بھی سنتے ہین منجم جو کچھ احکام کرین

آتش آغاز محبت کا ہو انجام بخیر
خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کرین

خورشید حشر سے ہے سینہ کا داغ روشن — اندھیر ہے جو کیئے اس کو چراغ روشن

دن کو تو سیر گلشن کرتے ہو فصل گل مین — شب باش بھی جو ہو تو ہو جائے باغ روشن

بلبل ہزار ہا ہین جبتک بہار گل ہے — پروانے بھی ہین حاضر تا ہے چراغ روشن

پروانے بنکے مضمون آتے ہین عرش پر سے — رہتی ہے شمع فکر عالی دماغ روشن

اے سوز عشق تجھ سے اتنی ہی التجا ہے — دے مجھکو داغ دست موسیٰ سے داغ روشن

کوئے حبیب مین ہے چلتی ہوائے جنت — مردے ہین زندہ ہوتے کشتے چراغ روشن

طرز نگہ ہمیشہ دکھلائین موجۂ مے — شیشہ مدام رکھین چشم ایاغ روشن

مرنے سے اپنے پہلے جو مر گئے ہین اُن کو — قید حیات مین ہے حال فراغ روشن

آتش کے استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا
مشعل کی طرح ہو گی منقار زاغ روشن

موسم گل ہے جنون ہے شور زنجیر ان دنون — جن چڑھا رہتا ہے دیوانون کے سر پر ان دنون

روئے روشن یار کا پیش نظر ہے روز و شب
آنکھ کس کی پڑتی ہے شمس و قمر پر ان دنون

بوسۂ لب ہائے شیرین کا ہے دل کو اشتیاق
رال ٹپکی پڑتی ہے شہد و شکر پر ان دنون

پہلوؤن مین درد رہتا ہے فراق یار سے
گاہ دل پہ ہاتھ ہے گاہے جگر پر ان دنون

بادشاہِ وقت ہے حسن جوانی نے کیا
لال پردہ ہے ٹپکتا انکے در پر ان دنون

دیکھتے ہین ہنس کے دانتون کی چمک وہ آجکل
کوندتی بجلی نہین کس کس کے گھر پر ان دنون

رخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہین گیسوئے یار
شام کا قصہ نہین رہتا سحر پر ان دنون

باس لگو آتا ہے اکڑ جاکے وہ بالا بلند
سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر ان دنون

سرخ کندن سے ہے رکھتا نشۂ مے رنگ یار
زر طلب مرجاتے ہین اس سیم بر پر ان دنون

عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان
دوڑتی نیت ہے معجون گہر پر ان دنون

کوٹ کر ہی زر سودائے پری نے بھر دیا
دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر ان دنون

متصل عاشق روانہ ہوتے ہین سوئے عدم
ہاتھ رکھے پھرتے ہین شہ بھی کمر پر ان دنون

کون اُس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق
بار رہتی ہے خطون کی نامہ بر پر ان دنون

موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہین
آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پر ان دنون

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سی ہے بھیڑ میخانہ کے در پر ان دنون

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

چلئے تو سیر کو ہین آپ ستی ملکے گلشن مین
اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمان و سوسن مین

خزانہ ہین بلبلون سے رکھیے بہت نالہ گلشن مین
شراکت کیجیے ماتم زدون کی چلکے شیون مین

لگائی ہے آگ بجلی کی چمک ہے خانۂ تن مین
برستا منہ نہین ہے یا خاک اُڑتی ہے ساون مین

یہ سودائے شہادت ہے ہمارے سر کو استقلال
تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردن مین

سُنا ہے عاشقون سے برق وش بھی نام جو اپنا
تماشا دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

زبان و چشم کا اُس گل کو دھوکا کھا چکے عاشق
نہ بینائی ہے نرگس مین نہ گویائی ہے سوسن مین

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہِ شوخ رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا
گریبان مین کبھی ہے جب لگی ہے آگ دامن مین

بلاتا ہے نہین ہون دوستی سے اُس ستمگر کو
پھری دیتا ہون اپنے ذبح مین بست دشمن مین

پریشان عاشقونکی خاک کے ذرے تمہین دیکھین
جگہ کس کس کو دے دیوار قصر یار روزن مین

جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندونکو نہ مردونکو ہے مدفن مین

ملا کرتے ہین آنکھین اپنی دیوانے رکابون سے
پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین

کھلا زلفون کے لہرانے سے اُس رخسار رنگین پر
ز زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین

گوارا ناگوارا بھی ہو بد گردی دوران سے
بالی پر قناعت کرتے ہین سب قحط ارزانی مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتونکے گھورنیکو جاتے ہین دیر برہمن مین

ردیف واؤ

رخ ہو خط رخسار سے کیا کام ہے ہم کو
گل سے ہے غرض خار سے کیا کام ہے ہمکو

مطلب ہے رُخ صاف سے خط سے نہین مطلب
آئینہ ہو زنگار سے کیا کام ہے ہم کو

گلزار ترا تجکو مبارک رہے بلبل
بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہے ہم کو

دیوانے ہین صحرا سے جنون خیز محل ہے
بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہمکو

خواہان سے ترے رشک ہے اے غیرت یوسف
یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہم کو

کافی ہے ہمارے لئے دل ہی کا اشارہ
رمال سے جفار سے کیا کام ہے ہم کو

جب جوش جنون نے ہمین گھر ہی سے نکالا
پھر سایہ دیوار سے کیا کام ہے ہم کو

اللہ ہے مشکل مین مددگار ہمارا
اعوان سے انصار سے کیا کام ہے ہم کو

مرتا ہون جو کہتا ہون تو ہنستے ہین وہ ہنسکر
عیسیٰ نہین بیمار سے کیا کام ہے ہم کو

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو
لالہ سمجھتا ہے دل داغ نمک سود کو

داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجیے
ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو

لعل شکر باز کے بوسے مین کیونکر نہ لون / کوئی نہین چھوڑتا حلوۂ بیدود کو
پردۂ غفلت اٹھا پیش نظر یار ہے / دیر و حرم مین بجا ڈھونڈھنے موجود کو
سجدہ کے انکار سے فرق نہ ہوجائیگا / خاکی مقبول پر ناری مردود کو
صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی / ایک شرارہ ہے بس تودۂ بارود کو
سینۂ بے معرفت حلقہ مین اپنے نہین / رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو
صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا / آنکھ خدا نے ہے دی کوکب مسعود کو
طائر دل ہوگیا بستۂ زلف ایاز / بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو
خاک سے بھر دیجیے چاہ جو بے آب ہو / آگ لگا دیجیے مطبخ بے دود کو
جھاڑ دیے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے / خاک برابر کیا پشّے نے نمرود کو
یاد الٰہی مین جو نعرۂ یا ہو کیا / بھول گئے وحش و طیر نغمۂ داود کو
ہجر کی ایذا سے چھٹ دلکو جلا بہر وصل / داغنے اچھا کیا اس زخم نمک سود کو

راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان
سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

ردیف ہائے ہوز

ظاہر کسی کے دل کا ہو کیا خار خار کچھ / سنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ
توفیق خیر رکھتی ہے جو تیغ یار کچھ / زخم اتنے کھاوے گا نہ رہیگا شمار کچھ
پوچھی کسی نے محکمۂ حشر مین نہ بات / ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ردیف یائے تحتانی

گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیجیے / عریان بدن وہ لائے جو تھے خار لیجیے
سر مین ہوائے کوچۂ دلدار لیجیے / باغ جہان سے حسرت گلزار لیجیے
نیت کو عاشقون کی کیا سیر حسن نے / آنکھون کے جام شربت دیدار لیجیے
کرتے ہین سیر چشم خریدار سے مدام / یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیجیے
سودا بنا نہ یار کے حسن و جمال کا / اس لالہ رو کا داغ خریدار لیجیے

مقصود دل ہے قلزم خون مین شناوری
جس گھاٹ چاہے یار کی تلوار لیچلے

اے نونہال حسن جو اُنکی نظر پڑے
عناب لب کو توڑ کے بیمار لیچلے

بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا
بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگار لیچلے

آجائے جوش پر تو ابھی قصر یار مین
سیلاب اشک توڑ کے دیوار لیچلے

جامہ سے باہر اپنے مرا شوق وصل ہے
تشریف اب تو پیرہن یار لیچلے

کیف شراب سے دو جہان کا ہو غم غلط
بحرین سے یہ کشتی مے پار لیچلے

دوڑا ہے اُن کے پیچھے کس انداز سے وہ شوخ
طاؤس و کبک اُڑا کے جو رفتار لیچلے

دار السرور مین بھی کر دن سجدہ پائے خم
مسجد سے شوق خانہ خمار لیچلے

شمشیر سے بلا کا ہو ہر چند سامنا
لیچلے جدھر دہ ابروئے خمدار لیچلے

ایسی رسائی کیجئے پیدا کہ کھینچ کر
خلوت مین انجمن سے ہمین یار لیچلے

سایہ نے دی ڈھئی جو تیرے آستان پر
در سے اُٹھا کے ہم پس دیوار لیچلے

داغ فراق و حسرت دیدار و شوق وصل
دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لیچلے

بازار دہر مین نہ رہی جنس دل پسند
سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لیچلے

نالون نے اپنے آنکھ جھپکنے نہ دی کبھی
سودائے خواب فتنہ بیدار لیچلے

انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین
بھلا دا اپنے ساتھ گنہگار لیچلے

تم سیر کرکے کیا پھرے اندھیر ہو گیا
بازار آ کے رونق بازار لیچلے

حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع سے
دل مین غبار کافر و دیندار لیچلے

آتش جرس کے نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہم کو جو ساتھ قافلہ سالار لیچلے

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہے
نگین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہے

ہزار دعوے باطل کیا کرین یارب
بتون کو تیری طرح سے خدائی مشکل ہے

پھرا یا سر کو ترے زمزمون نے اے بلبل
خفا نہ ہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہے

بہت سی دیکھین ہین خمدار ہم نے تلوارین
تمھاری ابروؤن کی کج ادائی مشکل ہے

وہ اتحاد نہین ہے کہ جسمین فرق پڑے — ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے

کمر سے بڑھ چلے گیسوئے یار قہر کیا — عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے

ولایتی بھی حسینون کو ہم نے دیکھ لیا — منش تری سی کہان میرزائی مشکل ہے

پھرین گے ہم نہ ہزار آپ ہم سے منہ پھیرین — تمھین ہے سہل ہمین بیوفائی مشکل ہے

جلا کیا کرین آئینہ ساز آئینے — صفائے رُخ کی تمھارے صفائی مشکل ہے

حیائے یار نے بدلا جو کیفیت مین رنگ — یقین ہوا یہ ہمین پارسائی مشکل ہے

عنایت اُس کو ہو بے مانگے بوسۂ حسن — فقیر مست کو تیرے گدائی مشکل ہے

ہزار پنجۂ مرجان کا چھپا ہو رنگ — وہ دلربائی دست حنائی مشکل ہے

کنارہ کش نہ ہوا ہے بہر حسن عاشق سے — نہین تو کہتے ہین ہم آشنائی مشکل ہے

خلیل دار کا ہے کعبہ بجانیو آتش — خدا کا گھر ہے یہ دل تک رسائی مشکل ہے

وردِ زبان جناب محمدؐ کا نام ہے — قابل ورود پڑھنے کے اپنا کلام ہے

مومن پسند یار کا شیرین کلام ہے — کیا چاشنی ہے کیا مزہ ہے کیا قوام ہے

حق ہے جو سو شگاف کا اس مین کلام ہے — دیکھا کمر کو یار کی نازک مقام ہے

اک حال پر کبھی نہین اُسکو قیام ہے — دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے

عاشق کا نالہ سنکے یہ اُن کا کلام ہے — باقی دھوان ہے عود مین جبتک کہ خام ہے

زنجیر ہے وہ طرۂ مشکین نہ دام ہے — شاعر کہا کرین انھین سودائے خام ہے

آزاد کردہ سرو اک اُس کا غلام ہے — قد بلند یار کا عالی مقام ہے

مطلب ہے دفتر گل و لالہ مین مختصر — دو دن کی سیر مین یہ گلستان تمام ہے

صبح بہار ہے مجھے ساقی پلا شراب — سب جانتے ہین عید کا روزہ حرام ہے

اُس شاہ حسن کو یہ سمجھاتی ہے تمکنت — وہ کام اشارے سے ہو زبان کا جو کام ہے

حسن و جمال یار کی شہرت کہان نہین — روشن تر آفتاب سے اُس مہ کا نام ہے

عاشق نواز حُسن کی تعریف کیا کرون — یوسف سے بھی عزیز اُسے اپنا غلام ہے

دکھلا رہی ہے سیر چمن گفتگوئے یار ۔ جھڑتے ہین پھول منھ سے یہ رنگین کلام ہے
کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین ۔ مشتاق جوئے آب ہے جو تشنہ کام ہے
زیبندہ چشم یار مین سرخی ہے نشہ کی ۔ کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہے
ایک سجدۂ نیاز مین ہے فرض عشق ادا ۔ مین مقتدی ہون اور مرا دل امام ہے
ہم چشم ترکو سامنے کرتے ہین ابر کے ۔ تم ہنس پڑو تو برق کا قصہ تمام ہے
رہتے ہین جبہہ سا جو ترے آستان پر ۔ آنکھون مین اُنکی پست بلندی بام ہے
خونریزی نقاب رخ یار سے کھلا ۔ جوہر ہین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہے
بے معنی ہے وہ عشق کہ جسمین کشش نہین ۔ دلچسپ ہو نہ حسن تو صورت حرام ہے
نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین ۔ چھلکے تو کیا بعید ہے لبریز جام ہے
سودائی زلف یار کا جبسے ہوا ہے دل ۔ قالب مین مرغ روح کو ایذائے دام ہے
جبتک حلال کرلے نہ مجھ بیگناہ کو ۔ قاتل کو دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے
رکھتے ہین وہ قدم تن بیجان مین حکم روح ۔ پاپوش یار کبک سے بھی خوش خرام ہے
کیا کیا شگوفے پھولتے رہتے ہین رات بھر ۔ صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہے
دولت کے سامنے نہین کچھ قدر حسن بھی ۔ محمود کا ایاز سا خوشرو غلام ہے
اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا ۔ زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے
مہندی ہمارے قتل کی خاطر سے لگ رہی ۔ خون حنا کا ہم سے انھین انتقام ہے
معشوق ہی نہین جو نہ وعدہ خلاف ہو ۔ کیا ہے جو تجھسے پختگی عہد خام ہے
قلقل بپائے یار سے آتی ہے یہ صدا ۔ مُردے سے جیجئے وہ جو زندہ کا کام ہے
بتخانہ کھود ڈالئے مسجد کو ڈھایئے ۔ دل کو نہ توڑیے یہ خدا کا مقام ہے
جس مسئلہ مین شک ہو جسے آکے پوچھ لے ۔ مسجد ہے وقت صبح ہے موجود امام ہے
ہوتا ہے خوشنوائی بلبل سے آشکار ۔ یہ شت پر بھی شاعرون کا احتلام ہے
انگشتری ہنوز نہین دست یار مین ۔ نا آشنا نگینہ کی صورت سے نام ہے
بیباکئی زبان سے نہین کون خوفناک ۔ ہر عضو اٹھکے صبح کو کرتا سلام ہے

آتش برا نہ مانیو حق حق جو پوچھیے
شاعر ہیں ہم دروغ ہمارا کلام ہے

باغبان انصاف پر بلبل سے آیا چاہیے
پیچنی اُسکو زرِ گل کی بہا یا چاہیے

فرشِ گل بلبل کی نیت سے بچھایا چاہیے
شمع پروانون کی خاطر سے جلایا چاہیے

پان بھی کھا و مجائی ہے جو مسی کی دھڑی
شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے

آئینہ مین خطِ نورس کا نظارہ کیجیے
آہوان چشم کو ریحان چرایا چاہیے

بوسہ اُس لب کا ہے قوت بخش رنج ملول
ایسی یاقوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے

عشق مین حدادب سے آگے رکھتا ہے قدم
شاخ گلبُن پر سے بلبل کو اڑایا چاہیے

دیکھیے کرتا ہے کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کے بھی حوصلہ کو آزمایا چاہیے

ہو گیا ہے ایک مدت سے دل نالان خموش
باغ مین چل کر اسے بلبل سنایا چاہیے

فصل گل ہے چار دن ساقی تکلف ہے ضرور
پر جواہر کے بطِ مے کو لگایا چاہیے

خم مین جوشِ مے سے مجکو یہ صدا ہے آرہی
ظرف مستی ہو تو کیفیت اُٹھایا چاہیے

حال دل کچھ کہا مین نے تو بولا اُنکے یار
بس عبارت ہو چکی مطلب پر آیا چاہیے

شیر سے خالی نہین رہتا نیستان زینہار
بوریائے فقر بچھا چھوڑ جایا چاہیے

رنگ زرد و چشم تر سے کیجیے دعوائے عشق
دو گواہ حال اس قصہ کے لایا چاہیے

رام ہوتے ہی نہین وحشی مزاجی ہے سوجھ
اُن سیہ چشمون کو جو پہرہ جگایا چاہیے

دیکھکر خلوت سرائے یار کہتے ہین فقیر
عود کے مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے کیے چند جز شعر اور بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے
رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے

حُسن مین تیرے کوئی عیب نہین
قبح مین دنگ رہا کرتا ہے

صلح کی دل سے ہین یان مصلحتین
وان سر جنگ رہا کرتا ہے

محتسب کو ترے مستانون سے
خوف سرچنگ رہا کرتا ہے

دل مرا ہی کے محبت کی شراب
نشہ مین بھنگ رہا کرتا ہے

عارسی عار ہے مجھ مجنون کو
ننگ سے ننگ رہا کرتا ہے

جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن
عشق چورنگ رہا کرتا ہے

گفتنی حال نہین ہے اپنا
کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے

حلب رخ مین ترے خالون سے
لشکر زنگ رہا کرتا ہے

منزل گور کے دیوانون کے
سینہ پر سنگ رہا کرتا ہے

عالم وجد ترے مستون کو
بے دف و چنگ رہا کرتا ہے

فندق دست صنم سے نادم
گل اور رنگ رہا کرتا ہے

تیرے گوش شنوا کا مشتاق
ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہے

بندش چست سے تیری آتش
قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

زخم دل مین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہے
ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہے

رخ ترا بیداغ ہے روے قمر مین داغ ہے
دیکھ لے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہے

عشق کی دل سوزیون سے بحر و بر مین داغ ہے
یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہے

دیدۂ احباب سے بیوجہ پوشیدہ نہین
لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہے

آج گل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار
بوے گل دیتا ہے جو جو اپنے بر مین داغ ہے

اشک کے پانی سے نہلا دے مجھے اے چشم تر
گرمیون جب سے سوزش دل کی جگر مین داغ ہے

ناکسون سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز
میل تانبے کا ہوا جس سیم و زر مین داغ ہے

گل ترے چھلے کا سینے پر نہین اے تیغ زن
چار پھولون کے عوض اک اس سپر مین داغ ہے

اشتیاق گور مین دیتی ہے ایذا طول عمر
منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہے

کوتہی کرتے ہین راہ دشت وحشت مین قدم
آبلہ پائی کے ہاتھون مغز سر مین داغ ہے

زلف و خال یار پر جب سے پڑی ہے اپنی آنکھ
مشک چین عنبر سارا نظر مین داغ ہے

دان تلاش ایذا ہے دیتی اور یہان شوق وصال — زخم باہر اپنی قسمت کا ہے گھر مین داغ ہے
ناگوارا اپنے سوا ہے یار دل کو دخل غیر — سایہ کا بھی ساتھ تیرے رہ گذر مین داغ ہے
دیتے ہین تشبیہ روئے روشن محبوب سے — داغ ہے اُس کا ہمین وہ جو قمر مین داغ ہے
زاہد سالوس کے ماتھے کے گھٹے سے کھلا — لگ ہی رہتا ہے جو تقدیر بشر مین داغ ہے
کوئی گردن پر ترے زیبندہ ہے خال سیاہ — خوش نما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ ہے
داغ کھانے نے مزا ایسا دیا ہے عشق مین — دوڑتی ہے روح اُس پہ جس ثمر مین داغ ہے

عیب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہے

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے — رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے
خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے — عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے
خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش — ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے
کج نگہ تونے تو کی ہم سے کیے رکھتے ہین — آنکھ اپنی بھی صنم سوئے خدا پھرتی ہے
ملتجی جو تری درگاہ کے ہین اے محبوب — پہنے تشریف قبول اُنکی دعا پھرتی ہے
[illegible] نے نقاب رخ زیبا اُلٹا — ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہے
[illegible] کس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام — یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہے
[illegible]ن تک یار کے پہونچیگی لٹک کر سر سے — پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے
وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے وہ زلف — دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے
اپنے جامہ سے ہوئین میکش مفلس باہر — رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

آتی ہے عید قربان خنجر کو لال کرتے — دنبہ کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے
[illegible] کافت کدہ مین ہم کیا خیال کرتے — سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے
ہنس کر کلام ہمسے یوسف جمال کرتے — کانون کو آشنا ے فرخندہ فال کرتے

حسن شباب اُن کا موسم بہار کا ہے — ٹہنا سا قد دکھاتے جس کو نہال کرتے

حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر — صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے

باہر بساط سے تھے ہم عشق کے جو مین — دل ہارتے تو جان سے گوہر کو مال کرتے

ماہ چہار دہ ہے رخسارۂ منور — ایک دم نقاب اُلٹتے تو تم کمال کرتے

آزردہ دل سے جان ہے دل جانے کا ملال — تم درمیان پڑ کر رفع ملال کرتے

منظور ہوتی ہمکو حجت جو اُس دہن مین — اندیشہ کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے

لٹکاتے دوش سے بھی تھوڑا سا اُنکو صاحب — بازو کی مچھلیون کا زلفون کو جال کرتے

ہم چشمی آہوؤن سے زیبا نہ تھی وہ کیونکر — چشم سیہ کو کیف مے سے زلال کرتے

سودا زدہ جو تیرے خالو نکا جا نکلتا — قربان مشک نافے اُسیر غزال کرتے

رخ یار کا نہ ہوتا تو چاند چودھوین کا — اندھیر ابروؤن کے دونون ہلال کرتے

سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین — مجنو نے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے ہمکو روشن — ناقص ہین آشکارا اپنے کمال کرتے

ہمسایہ ہے دونالی بندوق سے وہ بینی — پتھرون کا کام روئے قاتل کے خال کرتے

لاشہ پڑا ہے میرا صحرا مین زخم کھا کر — حصّے پلنگ و شیر و گرگ و شغال کرتے

بوسے کے مانگنے پر منھ کو نہ پھیرنا تھا — حاتم تھے تم نہ رد جو میرا سوال کرتے

فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا — ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

ہٹتا نہین ہے اک دم آئینہ سامنے سے — اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے

کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی — دیتا جو درد بھی تو شکر زلال کرتے

فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل کی — یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

تربت پہ اپنی مشق رفتار چاہیے تھی — ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے — گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہے

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے
قمر تکیہ کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے

یہی آواز آتی ہے در مہر محبت سے
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے

طبیبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
بہم پہونچے تو انکو شربت دیدار بہتر ہے

کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیار سے یوسف
تمھارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے

صباحت سے ہے رشک صبح نوروزی وہ پیشانی
ہلال عید سے وہ ابروے خمدار بہتر ہے

سُنا ہے شاعرون سے بیشتر قند مکرر بھی
لب شیرین کے بوسہ لینے مین تکرار بہتر ہے

نگاہین مردم دیدہ کو ہر دم یہ سجھاتی ہین
ملے لوٹنے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے

بہار بے خزان ایسی نہین کوئی چمن رکھتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے

اسیر عشق کو ہے فوق آزادان عالم پر
جہان کے تندرستون سے ترا بیمار بہتر ہے

رہے جاتے ہین عاشق نیمجان کیا قہر کرتے ہو
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہے

چلیگا کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی
تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے

بہار باغ ہے نظارۂ محبوب دکھلاتا
وہ قامت سرو سے تو گل سے وہ رخسار بہتر ہے

کہان نظارۂ روزن رہا پردہ وہ نجب باقی
تمھارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہے

سوال بوسہ پر ہنسکر وہ بت کہتا ہے اے آتش
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہے

عناب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے
کس درد کے ہین آپ دوا کچھ نہ پوچھیے

ناز و نیاز عاشق و معشوق کیا کہون
عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے

خوشبو سے ہو رہا ہے معطر دماغ جان
چلتی ہے کسطرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے

کیا کیا نگہ پھسلتی ہے رخسار یار پر
کیسا یہ آئینہ ہے صفا کچھ نہ پوچھیے

جامہ سے باہر اپنے جو ہوتین عجب نہین
کھولے ہین کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے

آئینہ لیکے کیجیے اپنا مشاہدہ
ہمسے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے

اللہ نے کیا ہے کسے بادشاہ حسن
سر پر ہے کس کے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے

رنگین کیے ہین یار نے جسکے کہ دست و پا
کیا رنگ لا رہی ہے حنا کچھ نہ پوچھیے

ناگفتنی ہے عشق بتان کا معاملہ
ہر حال مین ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے

کیا شے ہے وہ کمر جو گذرتا ہے یہ خیال
آتی ہے غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے

کوتاہ خال روئے منور ہے کس قدر
کتنی ہے زلف یار رسا کچھ نہ پوچھیے

آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہون
مشفق جو کچھ ہے اُس کی سزا کچھ نہ پوچھیے

باز آئینگے نہ بازی عیش و نشاط سے
باہر ہین اس جوے مین ہم اپنی بساط سے

حیران اُن ابروؤن کو ہین معمار دیکھکر
دو طاق ہین بلند فلک کے رباط سے

حلقہ مین آہوؤن کے ہین دیوانے جسطرح
خال حصار مین نہ ہون اس احتیاط سے

جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہ ہون
خوش روے خوش جمال سے خوش اختلاط سے

کھا کھا کے زخم کرتے ہین مستونکی طرح رقص
بسمل تمھاری تیغ کے کس کس نشاط سے

خواہان مرگ دل ہے جدائی مین یار کی
بیزار روح جسم کے ہے ارتباط سے

انجام ہو بخیر قیامت کا آتشا
داخل بہشت مین ہو گذر کر صراط سے

زندے وہی ہین جو کہ ہین تم پر مرے ہوے
باقی جو ہین سو قبر مین مردے بھرے ہوئے

مست الست قلزم ہستی مین آئے ہین
مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوئے

اللہ رے صفائے تن نازنین یار
موتی ہین کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوئے

دو دن سے پاؤن جو نہین دبوائے یار نے
بیٹھے ہین ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے

اُن ابروؤنکے حلقہ مین وہ انکھڑیان نہین
دو طاق پر ہین دو گل نرگس دھرے ہوے

بعد فنا بھی آئے گی مجھ مست کو نہ نیند
بے خشت خم لحد مین سرہانے دھرے ہوے

نگلین جو اشک بے اثر آنکھو نے کیا عجب
پیدا ہوئے ہین طفل ہزار دن مرے ہوے

لکھے گئے بیاضون مین اشعار انتخاب
رائج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوے

الٹا صفون کو تیغ نے ابروئے یار کی
تیر مژہ سے درہم و برہم پرے ہوے

آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق مین
کودے جو ابکی ہم تو درے سے پرے ہوے

دو دن کی زندگی مین رہے ہم مرے ہوے
جوش جنون نے زرد کیا جب ہرے ہوے

ناقوس مین سے آئی صدائے ہو الغفور
ہم تبکدے گئے جو خدا سے ڈرے ہوے

خط پر جو آئینہ مین پڑی ہے نگاہ یار
آہوے چشم مست ہین سبزے چرے ہوے

شوق شکار مجکو جو اے ترک ہے سنا
چرچے کے سبزۂ آہو ہین کیا کیا ہرے ہوے

مہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو
سوکھے ہوئے درخت حنا کے ہرے ہوے

آرایش انکے حسن کی موقوف کب ہوئی
نوچے گئے درخت حنا جب ہرے ہوے

کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ مین تباہ
کوچے مین یار کے ہین کبوتر چرے ہوے

وہ صید سخت جان ہون مین جسپر ہزار بار
خالی ہوئے ہین تیر دستے ترکش بھرے ہوے

دینے مین جام کے ہے تامل کا کیا سبب
ساقی شراب سے ہین قرابے بھرے ہوے

بعد فنا بھی عشق کا آتش اثر رہا
تربت سے اپنی بید مولد ہرے ہوے

کہتے ہین ذکر لیلی و مجنون جو چھیڑیے
چپ رہیے بس نہ گور کے مردے اکھیڑیے

خوشحال ہین ستا کے مجھے ہفت آسمان
یوسف کو کھائے ہو گئے ہین شیر بھیڑیے

ساقی ہے مے ہے یار ہے بزم نشاط ہے
چھیڑے جواب نہ ساز تو مطرب کو چھیڑیے

تدبیر سے تو کام نہ تقدیر کا ہوا
تکیہ خدا پہ کیجئے دروازہ بھیڑیے

آئی بہار گل نے قبا اپنی چاک کی
بخیہ جو پیرہن مین ہے اسکو ادھیڑیے

آتش قمار عشق مین تیرے حضور یار
چالون کو اپنی بھول گئے ہین بکھیڑیے

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچہ ہوے بوئے گل صبا نے دی

دکھائے روئے مخطط نے یار کے اعجاز
گلیم پوش کو پشمینہ کی خدا نے دی

گئی ہے دیر سے اب تک نہین پھری شاید
در قبول کے اوپر دھئی دعا نے دی

کفن کی فکر ہمارے لئے بھی واجب ہے
نقاب کی جو تھین مشورت حیا نے دی

دم اخیر تصور بندھا ترے رخ کا
طرف کو کعبہ کی کروٹ مجھے قضا نے دی

لڑائے آئے تھے آنکھیں غزالِ چین و ختن
شکست آنکھوں تری چشم سرمہ سانے دی

جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا
تمھاری راہ مین جان ایک شکستہ پانے دی

محال کیا کوئی سودا زدہ جو دم مارے
گلو مین پھانسی ہے اُس کاکل رسانے دی

یہ جا بجا دیکھیے دونون مین چھپا ہے کون
ہمارے خون کی رغبت انھین حنانے دی

فقیر ہوکے جو پھیرا ہوا ہے اے شہِ حسن
جگہ ہے سایہ مین اپنے اُسے ہمانے دی

کیا ہے عشق نے بالائے یار کے بیخود
پری کے سایہ کی ایذا ہے اُس بلانے دی

رہِ عدم مین سب آواز اپنی بھول گئے
صدا نہ قافلۂ اشک مین درانے دی

وہ بحرِ حسن ہے کس لہر مین رہا کرتا
خبر کچھ اُسکی نہ لاکر اک آشنانے دی

مریضِ عشق کو ہے مرگ زیست سے اولیٰ
گلے کو کاٹیے صحت اگر دوانے دی

ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر
دعا یہ اُس شہِ خوبان کو کس گدانے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبانے دی

یا علی کہکر بتِ پندار توڑا چاہیے
نفسِ امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے

تنگ آکر جسم کو اب روح چھوڑا چاہیے
طفلِ جسبولن کے لئے سٹی کا گھوڑا چاہیے

زلف کے سودے مین اپنے سر کو پھوڑا چاہیے
جب بلا کا سامنا ہو منھ نہ موڑا چاہیے

گھورتی ہے تم کو نرگس آنکھ پھوڑا چاہیے
گل بہت ہنستے ہین کان اُنکے مروڑا چاہیے

آج کل ہوتا ہے اپنا عشق پنہان آشکار
پک چکا ہے خوب اب پھوٹے یہ پھوڑا چاہیے

مانگتا ہون مین خدا سے اپنے دل سے داغِ عشق
بادشاہِ حسن کے سکے کا توڑا چاہیے

اُن لبون کے عشق نے ہے جب سے دیوانہ کیا
بڑھی اپنی ہے ایک لالون کا جوڑا چاہیے

دے رہا ہے گیسوئے مشکین سودے کو جگہ
کسکے آگے جاکے اپنے سر کو پھوڑا چاہیے

بادۂ گلگون کے شیشہ کا ہون سائل ساقیا
ساتھ کیفیت کے اُڑتا مجکو گھوڑا چاہیے

یہ صدا آتی ہے رفتارِ سمندِ عمر سے
وہ بھی گھوڑا ہے کوئی جسکو کہ کوڑا چاہیے

قطع مقراضِ خموشی سے زبان کو کیجیے
قفل دیکھ گنج پر مفتاح توڑا چاہیے

اپنے دیوانہ کا دل لیکر یہ کہتا ہے وہ طفل
یہ کھلونا ہے اسی قابل کہ توڑا چاہیئے

زلفین روے یار پر ہیو جب لہراتی ہنین
کچھ نہ کچھ منھ کو گلے یہ کالے کا جوڑا چاہیے

باغبان سے چھپ کے گلچینی جو کی تو کہا
آنکھ بلبل کی بچا کر پھول توڑا چاہیئے

فصل گل مین بیڑیان کاٹی ہین میرے باغی
ہاتھ مین حداد کے سونیکا توڑا چاہیئے

باغ عالم مین یہی میری دعا ہے روز و شب
خار خار عشق گلرخسار توڑا چاہیئے

عشق کی مشکل پسندی سے ہوا یہ آشکار
خوبصورت کو غرور حسن تھوڑا چاہیئے

زمزمے سنکر مرے صیاد گلرو نے کہا
ذبح کیجے ایسے بلبل کو نہ چھوڑا چاہیئے

پیر ہو آتش کفن کا سامنا ہے عنقریب
توبہ کیجے دامن تر کو نچوڑا چاہیئے

اگر اُس کو فریب نرگس مستانہ آتا ہے
الٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہے

نہایت دل کو ہے مرغوب بوسہ خال مشکین کا
دہن تنگ اپنے کبتک دیکھیے یہ دانہ آتا ہے

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
گریبان پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے

فراق یار مین دل پر نہین معلوم کیا گذری
جو اشک آنکھو نہین آتا ہے سو بیتابانہ آتا ہے

بگولے کیطرح کسکس خوشی سے خاک اڑاتا ہون
تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہے

سمجھتے ہین مرے دل کی وہ کیا نافہم نادان ہین
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہے

طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی
خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے

ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شعر ڈھلتے ہین
زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہے

تماشا گاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہے کسکو
کسے اس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہے

صبا کیطرح ہر اک غیرت گل سے ہین لگ چلتے
محبت ہے سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہے

زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی
کئی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہے

خیال آیا ہے آئینہ کا منھ اُنمین وہ دیکھینگے
اب الجھے بال سلجھانے کی خاطر شانہ آتا ہے

پھنسا دیتا ہے مرغ دل کو دام زلف پیچان مین
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین
شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہے

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہیں سکتی
گریباں پھاڑتا ہی تنگ جب دیوانہ آتا ہی

فراق یار میں وہ لیکن نہیں معلوم کیا گذرے
جو اشک آنکھوں سے آتا ہی سو پتیا بانہ آتا ہی

بگولے کیطرح کس کس خوشی سے خاک اڑاتا ہی
تلاش گنج میں جو سامنے ویرانہ آتا ہی

سمجھتے ہیں مگر دل کی وہ کیا ناقہم و نادان ہیں
حضور شمع بے مطلب نہیں پروانہ آتا ہی

طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہیں سکتی
خیال آبرو کے ہمت مردانہ آتا ہی

ہمیشہ فکر سے یاں عاشقانہ شعر ڈھلتے ہیں
زباں کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہی

تماشا گاہ ہستی میں عدم کا دھیان ہو کسکو
کسے اس انجمن میں یاد خلوت خانہ آتا ہی

صبا کی طرح ہر اک غیرت گل سے ہیں لگ چلتے
محبت ہی سرشت اپنی ہمیں یارانہ آتا ہی

زیارت ہو گی کعبہ کی یہی تعبیر ہی اسکی
کئی شب سے ہمارے خواب میں بتخانہ آتا ہی

خیال آیا ہی آئینہ کا منھ تمہیں وہ دیکھینگے
اب الجھے بال سلجھانے کی خاطر شانہ آتا ہی

پھنسا دیتا ہی آئینہ کا منھ آئیں وہ دیکھینگے
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہی

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہیں
شکایت سے نہیں واقف ہمیں شکرانہ آتا ہی

خدا کا گھر ہی بتخانہ ہمارا دل نہیں آتش
مقام آشنا ہی یاں نہیں بیگانہ آتا ہی

جان بخش لب کے عشق میں ایذا اٹھائیے
بیمار ہو کے ناز مسیحا اٹھائیے

قدسی بنگاہ لطف کے امیدوار ہیں
آنکھیں تو سوے عالم بالا اٹھائیے

ایسی بہاریں جو ہمیں لیچلے جنوں
چن چن کے داغ لالۂ صحرا اٹھائیے

بہار گلستان کی ہے آمد آمد	خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے
توجہ نے تیری ہمارے مسیحا	توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہے	تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان	ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے
ترے کاکلِ قدرت کی قربان ہمین	دکھائے ہین خوشرو جوان کیسے کیسے
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے	مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

ولہ

چپ ہو کیون کچھ منہ سے فرماؤ خدا کیواسطے	آدمی سے بت نہ بن جاؤ خدا کیواسطے
کب کی آنکھون نے نظارہ کو مانگی ہے	چاندسی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے
درد دل سے دم فنا ہوتا ہے ہائے رحم کر	جان جاتی ہے مری آؤ خدا کیواسطے
جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کیطرح سے	ہنس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کیواسطے
پاس رسوائی کا دونون جانبون سے شرط ہے	مین تمھین تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

ولہ

چلا وہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی	ٹھہر گیا جو کہین بوئے آشنا آئی
بہار گل مین ہین دیوانے جامہ سے باہر	پری کا بھیس ہے بدلے ہوئے بلا آئی
لیا جو بوسہ تو ہنسکر یہ اس صنم نے کہا	خدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی
شراب آنکو پلا کر ہوئی پشیمانی	وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

بس قلم صفحہ ہستی سے اُٹھا ای آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اُٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اُٹھ کھڑے ہوے
وہ یار رہ گئے کہ جو تھے عشق کے ہوے

نالون سے میرے ہلگئے رنگیں ادائے دہر
بلبل کو سُنکے کان گلونکے کھڑے ہوے

بے نشۂ شراب محبت نہ جاینگے
ساقی کے در پر اتنے ہین ہم بھی اڑے ہوے

ٹھیک آئی تن پہ لینے قبائے برہنگی
باقی لباس چھوٹے ہوے یا بڑے ہوے

جو بچ گئے ہین جنبش مژگان یار سے
آرہ کے نیچے حشر مین ہونگے کھڑے ہوے

دیوانگان عشق جو زینت پسند ہون
سونے کی بیڑیون مین ان ہیرے جڑے ہوے

بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہوسکا
پھوٹے نہ تھے جو دل مین پھپھولے پڑے ہوے

کشتونکی طرح زیست مین تیرے نیازمند
شمشیر ناز سے رہے بیدم پڑے ہوے

آئینہ نے کیا ہو جو صورت سے آشنا
گردنین انکی ہاتھ مین انکے پڑے ہوے

باتون مین انکی ہو گئے عاشق غریب قتل
تلوار کیطرح جو وہ مُنھ کے کڑے ہوے

روز وصال آنکھون کو اپنی دکھائیگا
روز شب فراق کے کچھین جھڑے ہوے

ساقی کی بندگی نے کیا خاتمہ بخیر
خم کے تلے ہین میکدہ مین ہم گڑے ہوے

اب پاؤن رکھکے وہ نہین چلتے زمین پر
اک اک کڑے کے ساتھ ہین دو دو چھڑے ہوے

بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا
اس تل کا تیل پیلے ہو چکنے گھڑے ہوے

نہ فکر شعر ہی نہ وہ مضمون تلاشیان
آتش سے تو نہین کہین خوجہ اڑے ہوے

طریق عشق مین ای دل عصا ہی آہ ہی شرط | کہین چڑہاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی
طریق عشق کا سالک ہی واعظون کی نسن | ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہی
جگہ ہی رحم کی یا ایک ٹھوکر اُسکو بھی | شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی
سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش | عنان گستہ و بے اختیار راہ مین ہی
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے | فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی
نجائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی | بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی
تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ | ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی
جنون مین خاک اُڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے | شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے | ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی
کوئی تو دوش سے بار سفر اُتاریگا | ہزار راہ زن امیدوار راہ مین ہی
مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائینگے | خدا تو دوست ہی دشمن ہزار راہ مین ہی
بہت سی ٹھوکرین کھلوائیگا یہ حسن انکا | تبونکا عشق نہین کوہسار راہ مین ہی
بلاے جان مسافر ہی خواب شیرین بھی | یہی وہ شہد ہی جو زہرمار راہ مین ہی
بتا یہ کوچۂ قاتل کا مین رکھا ہی قدم | بجاے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہی
پیادہ پا ہون روان سوے کوچۂ قاتل | اجل مرے سر پہ سوار راہ مین ہی
چلا ہی تیر و کمان لیکے صید گاہ وہ ترک | خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ مین ہی
ٹھکین جو پانون تو چل سر کے بل ٹھہر آتش | گل مراد ہی منزل مین خار راہ مین ہی

نت مین تیری ذات پاک کے — اوڑتے ہین ہوش حواس ادراک کے

کھلے پرزے اوڑا پوشاک کے — پانؤن پھیلا تا بدامن چاک کے

رلے سکتے نہین مجبور سے — کیا کہین کیسے ہین کس سفاک کے

گریبان آگ مین رکھدیجے — موسم گل مین جو ہون ز چاک کے

نتو یسو نسے مین لکھا ہون صفت — لام سے کاکل الف سے ناک کے

یدر کھتے موسم گل کی ہین — دلولے تیرے گریبان چاک کے

صید گاہ عشق مین مردار ہے — صید ہو قابل نہین فتراک کے

ست ہو کر جائینگے اے مغبچو — آئے ہین بنت العنب کو تاک کے

ے دیوانو نسے مین نے کی نہین — آگ کی پریان ہین نشان چاک کے

ونے والے گل زبق کی ہین — کاٹنے والے چمن کی تاک کے

شجر الفت مین بہار باغ ہے — پھولتے ہین دست و پا تیراک کے

شکر کی بورا ہے شیرین دہن — بھیگی ہے آگے تری مسواک کے

آفرین صد آفرین دست جنون — خوب ہی لتے لیے پوشاک کے

عشق مین رہتے ہین آتش سامنے
بے مروت بے وفا بیباک کے

تمت

حقیقی و جلی خواجہ حیدر علی آتش تخلص ...
یعنی اردو دیوان دلاویز ...
موسوم بہ کلیات آتش ...
نامی گرامی منشی نولکشور صاحب ...
واقع شہر لکھنؤ مین ...
ماہ دسمبر ...

تاریخ طبع از نتیجہ سبحان معانا
محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی

چھپا جو انجم تن کا کلیات
کی نامہ سنجوں نے کی واہ واہ کی
از راہ الفت حامد نے تاریخ کہی
گلدستہ ادب یہ گل نظم نادر چھپی

۱۳۳۲ ہجری